فتاویٰ مفتی محمود

جلد ششم

فقیہ ملت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔

Fatawa Mufti Mahmood Vol.6
By
Maulana Mufti Mahmood
ISBN NO: 969-8793-42-5

ضابطہ

نام کتاب : فتاویٰ مفتی محمود (جلد ششم)
سالِ اشاعت : مارچ ۲۰۰۵ء
اشاعتِ دوم : اگست ۲۰۰۵ء
ناشر : محمد ریاض درانی
سرورق : جمیل حسین
کمپوزنگ : جمعیۃ کمپوزنگ سنٹر، وحدت روڈ لاہور
طابع : اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس، لاہور
قیمت : -/250 روپے

فہرست

عرضِ ناشر

الحمد للہ فتاویٰ مفتی محمود کی چھٹی جلد پریس جانے کے لیے تیار ہے۔ پہلی پانچ جلدوں کے مقابلے میں اس جلد کی تیاری میں نئے نئے مسائل کا سامنا رہا۔ سب سے بڑی دقت اس وقت پیش آئی جب فائنل پروف کی غلطیاں لگائی جا رہی تھیں کہ کمپیوٹر سے مسودے کی کئی فائلیں غائب ہو گئیں۔ انتہائی پریشانی کے عالم میں تقریباً ۴۰۰ صفحات کو نئے سرے سے تیار کرنا پڑا۔ چھٹی جلد طلاق کے مسائل پر مشتمل ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ طلاق کی جتنی بھی صورتیں ہیں ان کے مسائل ایک الگ عنوان سے اکٹھے کر دیے جائیں تا کہ استفادہ کرنے میں آسانی رہے۔

فتاویٰ کی سابقہ جلدوں میں ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ حضرت مفتی صاحب کے حوالے سے اکابر علماء کی کوئی نہ کوئی تحریر شامل اشاعت کی جائے۔ اس جلد میں بھی اس روایت کو برقرار رکھا گیا ہے۔ حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی کا مضمون جو ۱۹۸۷ء میں ماہنامہ ''بینات'' کراچی میں دو قسطوں میں چھپا تھا اپنی افادیت کے پیش نظر شامل اشاعت ہے اس کے علاوہ ایک منظوم عربی قصیدہ جو حضرت مفتی عیسیٰ خان صاحب گورمانی سابق مفتی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ اور رئیس جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ نے ۱۹۷۴ء میں حضرت مفتی محمود کے دورہ ڈیرہ غازی خان کے موقعہ پر لکھا اور موقعہ کی مناسبت سے خطیب اسلام علامہ عبدالمجید ندیم نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھا تھا بھی شامل اشاعت ہے۔

فتاویٰ کی آئندہ جلدیں بھی تیاری کے مختلف مراحل میں ہیں البتہ جلد ہفتم تکمیل کے آخری مراحل میں ہے ان شاء اللہ جلد ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ اس موقعہ پر اپنے رفقاء حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب خطیب عالی مسجد لاہور اور مولانا محمد عرفان صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی محنت اور کاوش سے فتاویٰ کا یہ مجموعہ تیار ہو سکا۔ اللہ پاک ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ آمین

معیاری طباعت کے حوالے سے ہماری کوشش رہی ہے کہ بہتر سے بہتر معیار کو برقرار رکھ سکیں۔ اس جلد میں ہم یہ معیار برقرار رکھ سکے ہیں یا نہیں اس کا فیصلہ پڑھنے والوں کو کرنا ہے۔

اللہ پاک خلوصِ دل سے دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو عامۃ الناس کے لیے نافع بنائے۔ آمین

محمد ریاض درانی
مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور
یکم فروری ۲۰۰۵ء

نظرِ ثانی

قارئین کرام! جلد ششم کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے۔ پہلا ایڈیشن چھپنے کے بعد احباب نے چند غلطیوں کی طرف متوجہ کیا۔

خاص طور پر برادر مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی اس نشاندہی پر کہ کتاب الطلاق کی ترتیب میں ابتدائی طور پر جن ابواب کی تقسیم کی گئی تھی وہ نظر نہیں آ رہی ہے۔ ہماری نظر میں اس غلطی سے صرف نظر کرنا فتاویٰ مفتی محمود کے اب تک ہونے والے کام کی نفی کرنا تھا۔ لہٰذا از سرِ نو عنوانات کی ترتیب کا فیصلہ کیا گیا۔

اس سلسلہ میں ہم برادر مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب خطیب عالی مسجد لاہور کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اصل مسودے کو سامنے رکھتے ہوئے پوری کتاب الطلاق کو سترہ ابواب میں تقسیم کیا۔ جلد ششم پہلے چھ ابواب پر مشتمل ہے جبکہ بقیہ گیارہ ابواب جلد ہفتم کا حصہ ہیں۔ ہماری اس محنت سے کتنی سہولت میسر آ گئی ہے اس کا فیصلہ کتاب سے استفادہ کرنے والا ہی بتا سکتا ہے۔

اللہ پاک خلوصِ دل سے علم کی خدمت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

محمد ریاض درانی

ستمبر ۲۰۰۵ء

نوٹ: ایک عربی منظوم ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں جس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت شیخ استاد مولانا مفتی محمودؒ کی عثمانی جامع مسجد تونسہ شریف میں ایک جلسے پر تشریف آوری ہوئی۔ اس وقت مولانا فضل الرحمٰن زید مجدہ مدرسہ محمدیہ خلیل آباد (شادن لنڈ) (ڈیرہ غازی خان ۱۹۷۰ء میرے پاس ابتدائی عربی گرائمر کی تحصیل کر رہے تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب کی آمد پر آپ قصیدۂ استقبالیہ رکھ دیں تو راقم الحروف نے ایک دو روز میں مندرجہ ذیل قصیدہ تحریر کیا۔ جو حضرت مفتی صاحب کے حضور جلسہ میں پڑھا گیا۔

وزن ندارد قافیہ دارد لیک منافع وافیہ دارد

اگر چہ یہ قصیدہ ایک تقریب کی وقتی رونق بنا لیکن اس میں حضرت مفتی صاحب کی زندگی کے اکثر و بیشتر نقوش کا اجمالی لہ آ گیا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

محمد عیسیٰ عفی عنہ خادم جامعۃ المفتی فتاح العلوم نوشہرہ سانسی
۲۰ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۳۱ جنوری ۲۰۰۵ء
گوجرانوالہ

قصیدہ استقبالیہ

بآمد شیخ استاذ مولانا مفتی محمود صاحب۔ عثمانی جامع مسجد تونسہ شریف

ڈیرہ غازی خان ۱۳۹۰ھ ربیع الثانی بمطابق ۱۹۷۰ء

أَاَللّٰهُ مَتَّعَنَا شَمِيْمَ عَرَارِنَا
حِيْنَ الْعَشِيَّةِ اِذْ هُوَ الْمَوْجُوْدُ

کیا ہی عجیب اللہ تعالیٰ نے ہم کو شام کے وقت زرد رنگ پھول کی مہک سے معطر کیا ہے جو آپ کے سامنے موجود ہے۔

شَرَفاً لِاَهْلِ الدَّارِ اِذْ قَدْ جَآءَ نَا
خَيْرَ قُدُوْمٍ شَيْخُنَا الْمَحْمُوْدُ

تونسہ شریف والوں کی خوش بختی اور بزرگی۔ جہاں ہمارے شیخ استاذ مولانا مفتی محمودؒ تشریف لائے۔ جن کا آنا مبارک ہو۔

وَاِنَّہٗ فِی الْعَالَمِیْنَ لَاُمَّۃٌ
فَرْدٌ وَحِیْدٌ شَاھِدٌ وَّشُھُوْدٌ

یقیناً وہ دنیا میں ایک اُمت کا درجہ رکھتے ہیں یکتائی عالم شاہد عدل اور اہل حق کا مجموعہ ہیں

نَصَرَ الشَّرِیْعَۃَ وَاحِدًا فِیْ مُلْکِنَا
مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا الْوَدُوْدُ

شریعت کی نصرت میں آپ ملک کی بے مثال شخصیت ہیں ہمارے پروردگار نے ہم پر بڑا ہی احسان کیا ہے۔

ھُوَ نَاصِحٌ لِلْمُسْلِمِیْنَ کَافَّۃً
دَعْ مَا افْتَرَی مَا قَالَہُ الْحَسُوْدُ

آپ تمام اہل اسلام کے خیر خواہ ہیں حاسد اور مفتری لوگوں کے کہنے میں نہیں آنا چاہیے

فَقَامَ بِاَمْرِ اللّٰہِ یُوْقِظُنَا بِہٖ
طَالَ الزَّمَانُ قَوْمُنَا رُقُوْدٌ

اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ قائم ہمیں بیدار کر رہے ہیں مدت دراز سے قوم خواب غفلت میں سو رہی تھی۔

فَیَالَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا رَفَعَ
رَبِّیْ لِحِفْظِ الدِّیْنِ وَھِیَ حُدُوْدٌ

کاش میری قوم کو معلوم ہوتا کہ رب تعالیٰ نے شیخ کو یہ مرتبہ کیسے دیا۔ دین کی حفاظت کے باعث اور وہ حدود اللہ ہیں۔

فَعَارَضَ الْحَادَ مُلْحِدِیْ مُلْکِنَا
کَرِہَ الْحَسُوْدُ کَاَنَّھُمْ ھُنُوْدٌ

آپ نے ہمارے ملک کے ملحدین کے الحاد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن افسوس حاسدین کو یہ پسند نہ آیا جیسا کہ وہ ہندو ہوں۔

فَامِیْنُ دِیْنِ اللّٰہِ قُرَّۃُ عَیْنِہٖ
فَکُلُّ مَنْ خَالَفَ فِیْہِ مَرْدُوْدٌ

آپ اللہ کے دین کے امین اور اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ لہٰذا جو اس سلسلے میں مخالفت کرے گا مردود ہوگا۔

فَطِنٌ حَلِیْمٌ ذُوْالتُّقَی فِیْ مِثْلِہٖ
بَطَلٌ قَوِیٌّ اَمْجَدُ مَحْسُوْدٌ

ذہین با حوصلہ تقویٰ میں نرالی شان بہادر طاقتور بزرگ رشک کے قابل۔

ھُوَ جَمَعَ الشَّمْلَۃَ طُرًّا اَجْمَعَا
فَرَأَیْتَ اَھْلَ الْعِلْمِ ھُمْ وُفُوْدٌ

آپ نے جماعت کے شیرازے کو مجتمع کیا اہل علم وفود کی شکل میں آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔

وَاِذَا تَدَبَّرَ فِی الْاُمُوْرِ کَاَنَّہٗ
ھُوَ قَائِدُ الْاٰرَاءِ وَھِیَ عُمُوْدٌ

جب آپ مسائل میں تدبر فرماتے ہیں تو تمام آراء آپ کے سامنے سرنگوں نظر آتی ہیں اور آپ ان کے قائد۔

أَلْوَقْتُ جَآءَ بِکَ وَاَنْتَ مُجِیْئُهٗ

کَـا اَدْدَعَ لِـلّٰـــهِ یَـا مَوْدُوْدُ

کیا ہی خوب وقت آپ کو لایا اور آپ وقت کے لانے والے ہیں کیا ہی اللہ نے آپ کو ودیعت فرمایا آپ اللہ کی امانت ہیں۔

فَیَـا صَـاحِـبَ السُّـنَّةِ وَالْاَثْرِ مَعًا

وَبِـحَـرْبِ اَهْـلِ الْبَغْیِ یَامَشْهُوْدُ

میرے ممدوح متبع سنت اور اثر صحابہؓ کے پابند ہیں بلکہ دین کے ہر باغی سے برسر پیکار ہیں۔

فَـفُـقْـتَ فَـوْقَ الْـعَالَمِیْنَ کَرَامَةً

اَلْاٰنَ فِیْـنَـــا لُـؤْلُـؤٌ مَّـنْـضُـوْدُ

کرامت میں آپ جہان والوں سے بلند و بالا ہیں آپ کی ذات جیسے ایک رشتہ میں چند موتی پروئے ہوئے ہوں۔

وَلَـوا طَّـلَـعْـتَ بِـرَسْمِهٖ وَبِوَقْفِهٖ

فَـاٰثَـارُ سَـلَـفٍ عَیْـنُـهَا مَـوْرُوْدُ

میرے مخاطب اگر تو شیخ کے راہ رسم اور طور طریقہ کو دیکھتا تو تجھے ایسے معلوم ہوتا کہ سلف صالحین کے آثار کا چشمہ ہیں۔

وَیُـحِـبُّ تَرْتِیْلَ الْکِتَابِ بِجُمْلَةٍ

بِتَلاوَةٍ وَّسَـمَـــاعَةٍ مَسْـعُـوْدُ

قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کو بہت پسند فرماتے خود پڑھنے اور سننے میں دوسروں سے سرفراز ہوئے۔

سَهلاً رَتِیْلاً صِـنْـفُـهٗ فِیْ فَـنِّـهٖ

أَدَبـاً اَدَاءً کَـامِلاً مَـقْـصُـوْدُ

اس فن میں آپ کی تصنیف لطیف کا نام تسہیل الترتیل ہے جس میں تجوید کے آداب اسلوب کامل کو اپنایا گیا ہے۔

فَبِالْعَمَلِ وَالْاِخْلَاصِ وَالْجُهْدِ مَعًا

وَاِطْـفَـاءِ اَهْـلِ النَّـارِ یَـا مَعْدُوْدُ

عمل، اخلاص، سراپا جد و جہد اور گمراہ لوگوں کے فتنوں کو فرو کرنے میں آپ کا خاص شمار ہوتا ہے۔

اَقُـوْلُ قَـوْلاً قَـائِلاً مُّـوَدِّعًـا

اَنْ یَّـنْـجُـزَ الـرَّحْـمٰـنُ مَاموْعُوْدُ

راقم الحروف (محمد عیسیٰ عفی عنہ) آخر میں الوداعی بات کہتا ہے اللہ تعالیٰ نصرت کے وعدے آپ کے ہاتھوں پورے فرمائے (آمین)

مفتی ولی حسن ٹونکیؒ

میدانِ علم وسیاست کا شہسوار

نوٹ: حضرت مفکر اسلام کی وفات پر جناب مفتی ولی حسن ٹونکیؒ نے حضرت مفتی محمود کو جس انداز میں خراج تحسین پیش کیا تھا تحریر کے پڑھنے سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ مضمون ماہنامہ ''بینات'' کراچی نے ۱۹۸۷ء میں دو قسطوں میں شائع کیا۔ اس تحریر کی افادیت کے پیش نظر کتاب کی زینت بنایا جارہا ہے۔ (درانی)

سعید ابن جبیرؒ تابعین کے ائمہ کبار میں تھے۔ تفسیر، حدیث وفقہ، عبادت زہد اور تمام کمالات میں وہ کبار ائمہ اور سر کردہ تابعین میں تھے۔ حجاج بن یوسف ثقفی مشہور ظالم نے اس پیکر وعلم وعمل کو شہید کیا تو اس دور کے علماء اور درد مندوں نے ان کی موت کو بہت محسوس کیا اور تمام بڑے تابعین اس واقعہ سے سخت متاثر ہوئے۔ حضرت حسن بصری کو جب اس دردناک واقعہ کا علم ہوا تو فرمایا:

''خدایا ثقیف کے فاسق (حجاج) سے اس کا انتقام لے، خدا کی قسم اگر سارے روئے زمین کے باشندے بھی ان کے قتل میں شریک ہوتے تو خدا ان سب کو منہ کے بل دوزخ میں جھونک دیتا۔''

پھر یہ بات بھی سننے کے لائق ہے کہ حجاج کی موت کے بعد اس کو ایک شخص نے خواب میں دیکھا تو پوچھا، خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا، اس نے کہا، ہر ہر مقتول کے بدلہ میں مجھے ایک ایک مرتبہ قتل کیا گیا اور ابن جبیرؒ کے انتقام میں ستر مرتبہ۔

سوال یہ ہے کہ ابن جبیرؒ کے مقابلہ میں زیادہ تابعین بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حجاج نے شہید کیا، لیکن ابن جبیرؒ کی شہادت بہت محسوس کی گئی، وجہ ظاہر ہے کہ حجاج کی تیغ ظلم کا نشانہ بننے والوں کے بعد دوسرے کام کے لوگ موجود تھے لیکن ابن جبیرؒ کے بعد علم وعمل، صدق وصفا کی بساط اُلٹ گئی اور ان صفات کا حامل موجود نہیں تھا۔

اسی قسم کا تاثر مشہور ومعروف مفتی، شیخ الحدیث، روحِ رواں تحریک نظامِ مصطفیٰ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ کی وفات حسرتِ آیات سے ہوتا ہے، آپ کے بعد بھی مسند علم وعرفان خالی ہوگئی، معاندین تسلیم کریں یا نہ کریں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ظلمت کدہ ہند میں علم وعمل، تقویٰ واخلاص، علوم اسلامی حدیث وفقہ، اسرار شریعت، میں کمال رسوخ علماء دیوبند کا حصہ ہے، ان نفوس قدسیہ نے علم وعمل کی شمعیں جلائیں اور علوم اسلامی کی نہ صرف سرپرستی کی بلکہ

ان علوم میں اضافے کیے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ علوم عقلیہ، اسرار شریعت، علم کلام کے شناور تھے، حضرت گنگوہی حدیث وفقہ کے امام تھے، حضرت شیخ الہند وحضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ سیاست ملکی سے نہ صرف واقف بلکہ اس کے قائد اور روح رواں تھے، حضرت مفتی محمود صاحبؒ علماء دیوبند کی ان نسبتوں کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ نے موصوف کو فقہ وحدیث میں کمال کے ساتھ ساتھ سیاست ملکی میں بصارت وبصیرت دونوں سے نوازا تھا۔

حضرت مفتی صاحب کا حدیث میں درک تو واضح ہے، ایک مشہور مدرسہ کے ایک عرصہ تک شیخ الحدیث رہے، شیخ الحدیث بھی بڑے کامیاب تھے، راقم سے میرے مکرم دوست مولانا محمد یٰسین صاحب ناظم مدرسہ قاسم العلوم ملتان نے ذکر کیا کہ حضرت مفتی صاحبؒ نے شاید ایک دوسال صحیح بخاری اور جامع ترمذی کی شروح محنت سے دیکھی تھیں اس کے بعد پچھلے مطالعہ پر اعتماد کرتے ہوئے درس دیا کرتے تھے اور مراجعت کی ضرورت کم پیش آتی تھی۔

جامع ترمذی کی شرح لکھی ہے، غالباً شرح کتاب القضاء سے آگے تک پہنچ چکی ہے، مولانا سمیع الحق صاحب ''مدیر الحق'' نے ذکر کیا کہ حضرت مفتی صاحب جب بھٹو کے زمانہ میں جیل میں تھے تو وہاں ترمذی کا کام کرتے تھے، بعض مقامات ہمیں سنایا کرتے تھے، بڑی رواں عربی لکھا کرتے تھے، کتاب القضاء کی شرح کے سلسلہ میں حضرت گنگوہی کی تقریر الکوکب الدری پر بعض مقامات پر مواخذات بھی کیے تھے، جو بڑے وقیع اور علمی تھے، البتہ راوی نے مواخذات کی تفصیل نہیں بتلائی۔

فقہ کے بارے میں راقم اس قدر جانتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب قدس اللہ سرہ بہت ہی کامیاب اور دقیقہ سنج مفتی تھے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے ایک مرتبہ راقم کے سامنے حضرت مفتی صاحب کے ''تفقہ'' اور فقہ میں اصابت رائے کی تعریف کی تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب کو فقاہت نفس سے سرفراز فرمایا تھا۔

دس بارہ سال قبل حضرت بنوری قدس اللہ سرہ کی زیر سرکردگی مفتیان کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، جس کا کام اسلام کے مالیات کے نظام پر غور وفکر اور اس سلسلہ میں دفعات مرتب کرنا تھا، حضرت مفتی صاحب اس کمیٹی کے اجلاس میں برابر شریک رہے، بلکہ اس کے روح رواں ہی حضرت مفتی صاحبؒ تھے، اس اجلاس میں راقم کو مفتی صاحب اور ان کے علم وفضل کو دیکھنے اور محسوس کرنے کا موقعہ ملا۔

مزارعت کا مسئلہ زیر بحث آیا تو اس سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب نے بڑی فاضلانہ تقریر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ میں مزارعت کی وجہ سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے ہیں۔ ہاریوں کو زمیندار غلام سمجھتے ہیں اور چونکہ مسئلہ اختلافی ہے، ائمہ کبار میں سے حضرت امام ابوحنیفہؒ اس کے خلاف ہیں، اس لیے ان کے قول پر فتویٰ دیتے ہوئے اگر مزارعت کی ممانعت کردی جائے اور مالکان زمین سے کہا جائے کہ وہ ملازم رکھ کر کاشت کرائیں یا خود کاشت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

انگریزوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں جن خاندانوں کو زمین بطور رشوت دی اور اس پر شہادت موجود ہو تو حکومت ان سے اراضی چھین کر مستحقین میں تقسیم کرسکتی ہے۔

شخصی املاک اور ذاتی ملکیت کے بارے میں حضرت مفتی صاحب کی رائے یہ تھی کہ حکومت بلا معاوضہ دیے ہوئے کسی کی شخصی اور ذاتی ملکیت کو قبضہ میں نہیں لے سکتی۔ سابق وزیر اعظم نے جب بہت سی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا تو حضرت مفتی صاحب اس پر سخت معترض تھے اور فرماتے تھے کہ پہلے تو کسی کی ذاتی ملکیت کو بلا ضرورتِ شدیدہ قومی ملکیت میں لینا نہیں چاہیے اور اگر حکومت انتہائی مجبوری کے حالات میں ان کو لینا ضروری سمجھتی ہو تو بلا معاوضہ دیے ایسا اقدام نہیں کرسکتی، اس سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب عہد رسالت کے اس واقعہ کو دلیل میں پیش کرتے تھے:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے ''جعرانہ'' تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں ''ہوازن'' کا ایک وفد آیا اس وفد میں بارہ آدمی تھے۔''

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ:

''اس وفد کے ایک سردار تھے جن کا نام زہیر تھا اور کنیت ابوحرز اور ایک شخص تھے ابو برقان، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعت کے رشتے سے چچا تھے، قبیلہ بنی سعد بن بکر، جس قبیلہ کی حلیمہ سعدیہؓ تھیں، وہ ہوازن کا ایک جز تھا اور یہ لوگ بنی سعد ہی کے تھے، اس وفد میں جو لوگ آئے تھے، وہ سب مسلمان ہوگئے تھے، ابوحرز زہیر نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ جو مصیبت میرے قبیلے پر نازل ہوئی اس سے آپ واقف ہیں ہم لوگ ایک درخواست لے کر آئے ہیں ہم پر احسان کیجیے، خدا آپ پر احسان کرے گا، ہم کو ہماری عورتیں، ہمارے بچے، ہمارے اموال واپس کردیجیے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ساتھ جماعت ہے اور سب کے حقوق ہیں دونوں چیزیں تو ممکن نہیں ہیں، یہ تو بتاؤ کہ تم کو عورتوں اور بچوں کی واپسی زیادہ مرغوب ہے یا اموال کی، انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ! جب آپ ہمیں احساب واموال کے درمیان ایک چیز کو اختیار کرنے کو فرماتے ہیں تو ہمارے بچے اور ہماری عورتیں ہم کو زیادہ محبوب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری عورتیں اور تمہارے بچے جو میرے یا بنی عبدالمطلب کے پاس ہیں وہ میں نے واپس کیے، مگر جو دوسرے مسلمانوں کے پاس ہیں تو اس میں میں صرف سفارش کرسکتا ہوں، تم ظہر کی نماز کے بعد اٹھ کر کہو کہ ہماری یہ حالت ہے ہم

چاہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ہماری سفارش مسلمانوں سے کردیں اور مسلمان رسول اللہؐ سے تاکہ ہماری عورتیں اور ہمارے بچے ہم کو واپس مل جائیں۔ میں سفارش کردوں گا، ظہر کے بعد ان لوگوں نے اسی طرح کیا جس طرح رسول اللہؐ نے بتایا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری عورتیں اور بچے جو میرے یا بنی عبدالمطلب کے پاس ہیں وہ میں نے تم کو واپس کیے اس پر مہاجرین نے اُٹھ کر کہا کہ جو ہمارے پاس ہیں، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے، مگر اقرع بن حابس نے کہا کہ جو میرے اور بنوتمیم کے پاس ہیں وہ نہیں، عیینہ بن حصین نے کہا کہ جو میرے اور بنوفزارہ کے پاس ہیں وہ نہیں، عباس نے کہا جو میرے اور بنی سلیم کے پاس ہیں وہ نہیں، اس پر بنوسلیم کے لوگوں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے جو ہمارے حصہ میں ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار ہے، عباس نے بنی سلیم سے کہا تم ہمیں ذلیل کرتے ہو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے اپنا حق چھوڑنا نہیں چاہتا اس سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جو سبی (غلام) حاصل ہوگا اس میں سے ایک کا بدلہ چھ دیں گے۔ مگر ان بیچاروں کو ان کی عورتیں اور بچے واپس کردو۔ اس پر وہ سب راضی ہو گئے مگر عیینہ بن حصین پھر بھی راضی نہ ہوتے تھے آخر وہ بھی راضی ہو گئے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارک جو آپ پڑھ رہے ہیں، وہ حضرت مفتی صاحب کی واضح دلیل تھے، آپ واپس لے رہے ہیں مگر معاوضہ کی تصریح فرمارہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی انفرادی وشخصی ملکیت پر معاوضہ دیے بغیر قبضہ نہیں کیا جاسکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ شخصی ملکیت اور انفرادی املاک محترم ہیں، شریعت اور دین نے ان کے احترام کا حکم دیا ہے، سارے احکام شخصی ملکیت پر جاری کیے گئے، اگر شخصی ملکیت نہ ہو تو شریعت مطہرہ کے بہت سے احکام کالعدم ہوجائیں، سوچیں کہ شخصی ملکیت نہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ، حج، عشر، مہر وغیرہ احکام بے معنی ہوجاتے ہیں، اراضی کی شخصی ملکیت بھی محترم ہے، البتہ نصوص قرآن وحدیث اور جزئیات فقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی ملکیت دوسری اشیاء کی ملکیت سے مختلف ہے، کیونکہ زمین کی ملکیت پر دوسرے انسانوں بلکہ پرندوں اور جانوروں تک کے حقوق متعلق ہیں، اس لیے اس اراضی کو جو کئی مربعوں پر مشتمل ہو اور مالک اس قدر طویل وعریض اراضی کاشت نہ کرسکے اور انسانوں کے اس کے غلے اور پیداوار سے متعلق حقوق ضائع ہورہے ہوں تو حکومت کو حق ہے کہ معاوضہ دے کر ان اراضی کو لے کر مستحقین کو معاوضہ کے ساتھ یا بلا معاوضہ دے سکتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے ان مجالس مذکورہ میں احیاء واموات کے باب پر بہت زور دیا تھا، فرماتے تھے کہ فقہ کے اس باب کو پڑھنے اور پڑھانے کے زمانہ میں ذہن نے اہمیت نہیں دی تھی، لیکن اب غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت ہی اہم باب ہے اور غریب ہاریوں کے بہت سے امراض کا علاج ہے۔

احیاء واموات کا مطلب یہ ہے کہ غیر آباد اراضی کو آباد کرنا، اس سلسلہ میں ایک مرفوع حدیث بھی موجود ہے جو محدثین کے نزدیک صحیح ہے، حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جو کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے وہ آباد کرنے والے کی ہے، اس میں ائمہ اربعہ کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک غیر آباد زمین حکومت وقت کی اجازت کے بعد آباد کی جاسکتی ہے اور آباد کرنے والے کی ملکیت میں اسی وقت آئے گی جب حکومت کی اجازت سے اس نے آباد کی ہو اس کے بغیر نہیں، دوسرے ائمہ کے نزدیک اجازتِ حکومت شرط نہیں۔

مفتی صاحب کا مطلب یہ تھا کہ پاکستان کے غریب ہاریوں کے افلاس اور فقر وفاقہ کا علاج یہ ہے کہ حکومت غیر آباد اراضی ان کو دے اور ان سے آباد کرائے، آباد کرنے کے بعد ان کی ملکیت قرار دے دے۔ اس طرح بے زمین ''ہاری'' زمین کے مالک بن جائیں گے اور اراضی بھی آباد ہوجائے گی، جس سے ملک کو غلہ کے باب میں خود کفیل ہونے میں مدد ملے گی، احیاء واموات کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

موجودہ حکومت نے بنکوں سے لوگوں کی زکوٰۃ جبراً وضع کرنا شروع کی تو حضرت مفتی صاحب اس پر سخت معترض تھے اور ایک فقہی نکتہ بیان فرماتے تھے اگرچہ اس نکتہ پر گفتگو کی گنجائش ہے لیکن نکتہ خوب ہے اور مفتی صاحب کے فقہی ذوق کا آئینہ ہے۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے تھے کہ بنکوں میں لوگ اپنی رقوم رکھواتے ہیں وہ مقرض (قرض دہندہ) اور بنک مستقرض یعنی قرض لینے والے ہیں، مستقرض کو حق نہیں ہے کہ مقرض کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کرے۔

وطن اصلی اور وطن اقامت کے سلسلہ میں ایک مسئلہ عام طور پر پیش آتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ مثلاً ایک راولپنڈی کا رہنے والا ہے۔ اس کا اصلی وطن پنڈی ہے۔ یہ شخص ملتان میں ملازم ہے جہاں کرایہ کا مکان ہے یا اپنے ذاتی مکان میں فروکش ہے۔ سالہا سال سے یہاں مقیم ہے کبھی کبھی اپنے اصلی وطن پنڈی بھی چلا جاتا ہے۔ عام طور پر مفتی حضرات ملتان میں اس شخص کو مقیم بوطن اقامت سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اگر یہ شخص جمعہ کو مسافت سفر کے برابر سفر کرکے جمعہ پڑھانے جاتا ہو اور ملتان آجاتا ہو تو اب وہ ملتان میں نماز قصر پڑھے گا یا اتمام کرے گا۔ کیونکہ پندرہ یوم ایک جگہ نیت اقامت نہیں پائی گئی اور وطن اقامت سفر سے باطل ہوجاتا ہے درمیان میں یہ مسافت قصر سفر پائی گئی۔ اس سے بلاشبہ

وطن اقامت باطل ہو گیا۔

حضرت مفتی صاحب اس سلسلہ میں اس کو ملتان میں بھی اتمام کا حکم دیتے تھے اور صاحب بحر کے اس قول پر فتویٰ دیتے تھے جس میں انھوں نے دو وطن اصلی کے قول کو بیان کیا ہے۔ اگر چہ صاحب بحر نے اس قول کو قیل بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے لیکن حضرت مفتی صاحب اس پر فتویٰ دیتے تھے اور اس کو راجح سمجھتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب مصروف آدمی تھے، ایک طرف سیاست کی وادیٔ پر خار کے راہ نورد تھے، دوسری طرف ایک مشہور دینی مدرسہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث تھے، تیسری طرف ایک جماعت کے معتمد تھے رات دن کی گردش ان کے لیے مصروفیت کا سامان لیے پھرتی تھی لیکن ان تمام مصروفیات کے باوجود مفتی صاحب کا اصل کام فقہ، فتویٰ معلوم ہوتا کیونکہ جب بھی وہ کسی ایسے شخص سے ملتے جو افتاء سے تعلق رکھتا ہو فتویٰ کی بات ضرور کرتے تھے اور اس کے سامنے کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ عزیز بھٹی پارک میں صبح ہی صبح دوران تفریح یہ مسئلہ حضرت بنوری قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے اور دیگر حضرات کے سامنے رکھا کہ اگر کوئی شخص غصہ میں بیوی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے ایک، دو تین، اس جملہ سے طلاق ہو گئی؟ جبکہ طلاق کا ذکر ہو رہا ہے اور بیوی بھی طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے، حضرت مفتی صاحب کو اس جملہ سے وقوع طلاق میں شک تھا۔ کیونکہ اس میں اضافہ نہیں ہے لیکن جب موصوف کو فتاویٰ عالمگیری کا ایک جزئیہ دکھایا گیا تو فوراً تسلیم کر لیا، اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ علماء حق کی طرح حضرت مفتی صاحب اپنی رائے پر بے جا اصرار کرنے والے نہیں بلکہ حق گو، حق شناس تھے، جب اپنی رائے کے خلاف دوسری طرف حق دیکھتے اور دلیل سامنے آتی تو فوراً ساتھ دے دیتے تھے اور دلیل فقہی کے تابع ہو جاتے تھے، علماء حق کا یہی شعار رہا ہے۔

ایک اور امر بھی قابل ملاحظہ ہے کہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے پاس ایک استفتاء جنیوا، سوئٹزرلینڈ سے آیا جس میں مشینی ذبح کے متعلق دریافت کیا تھا، حضرت مفتی صاحبؒ نے اس استفتاء کا مفصل جواب دیا جو ماہنامہ ''بینات'' رمضان و شوال ۸۴ھ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس فتویٰ میں حضرت موصوفؒ نے مشینی ذبح کو غالباً جائز فرمایا تھا اس پر راقم الحروف نے ڈرتے ڈرتے کچھ تحریر کیا جو ماہنامہ بینات ذی الحجہ ۸۴ھ میں شائع ہوا تھا ذیل میں اُسے دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔

ذبح کا مسنون طریقہ اور مشینی ذبح کے متعلق شرعی مسائل

''بینات'' کے گزشتہ شمارہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان کا ایک فتویٰ زیر عنوان مندرجہ بالا نظر نواز ہوا حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کا جواب باصواب کافی و وافی ہے اور اس پر اضافہ مشکل ہے لیکن پھر بھی

ادارہ ''بینات'' کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں بھی چند سطریں تحریر کروں لہٰذا تعمیل حکم میں یہ چند سطریں حوالہ قرطاس ہیں۔ سائل کا پہلا سوال تھا۔

احادیث میں جو طریقہ ذبح مذکور ہے یعنی حلق اور لبہ پر چھری چاقو وغیرہ دھاردار آلہ سے ذبح یا نحر کرنا امر تعبدی نہیں بلکہ امر عادی ہے، عرب میں چونکہ اس طرح جانور ذبح کیے جاتے تھے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چند ہدایات کے ساتھ اسی طریق کو قائم رکھا۔ لہٰذا مسلمان یا کتابی بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر جس طریق پر بھی جانور ذبح کریں ذبیحہ حلال ہوگا۔ یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔

معلوم نہیں کہ سائل کی مراد ''امر تعبدی'' اور ''امر عادی'' سے کیا ہے۔ اگر اس سے مراد ائمہ اصول کی اصطلاح ہے تو اس اعتبار سے تو ذبح کا مسنون طریقہ امر تعبدی میں داخل ہے۔ امر تعبدی اور امر عادی کی تشریح امام ابو اسحاق الشاطبی نے اس طرح فرمائی ہے۔

مایعقل معناه على التفصيل من المامور به او المنهى عنه فهو المراد بالتعبدى وما عقل معناه وعرفت مصلحته او مفسدته فهو المراد بالعادى. فالطهارات والصلوات والصيام والحج كلها تعبدى، والبيع والنكاح والشراء والطلاق والاجارات والجنايات كلها عادى لان احكامها معقولة المعنى (الاعتصام ص ۶۸ ج ۲)

''شریعت میں جس کام کے کرنے کا حکم دیا جائے یا جس کے کرنے سے روکا جائے۔ اگر اُس کی حقیقت و غایت پوری تفصیل کے ساتھ سمجھ میں نہ آئے تو وہ ''امر تعبدی'' ہے اور اگر اُس کی حقیقت پوری تفصیل و توضیح کے ساتھ سمجھ میں آ جائے اور اُس کی مصلحت یا مضرت پوری طرح واضح ہو جائے تو وہ ''امر عادی'' ہے۔ لہٰذا وضو غسل وغیرہ نماز، روزہ حج سب کے سب امور تعبدیہ ہیں۔ خرید و فروخت نکاح، طلاق، اجارات، جنایات و عقوبات (جرائم و سزائیں) امور عادیہ ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ شریعت محمدیہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا یا جن کے کرنے سے منع کیا ہے۔ وہ دو قسم پر ہیں ایک قسم تو وہ ہے جن کی حقیقت و مصلحت اور غرض و غایت پوری طرح ذہن انسانی میں نہیں آتی۔ اگر چہ اُس کی بعض حکمتیں اور بعض فوائد سمجھ میں آ جاتے ہوں وہ امور ''تعبدیہ'' کہلاتے ہیں کہ وہاں مقصود اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہوتا ہے۔ خواہ وہ ہماری سمجھ میں پوری طرح آئے یا نہ آئے۔ وضو، غسل، نماز، روزہ، حج امور تعبدیہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ پورے اور کامل طریقہ پر ان کے حکم و مصالح عقل انسانی سے بالاتر ہیں۔ برخلاف ''امور عادیہ'' کے کہ ان

کی غرض وغایت منفعت ومضرت پوری طرح ہماری سمجھ میں آ جاتی ہے۔

اس بیان کی روشنی میں جب ہم ذکاۃ شرعی (ذبح کے شرعی طریقہ) کو دیکھتے ہیں تو وہ ہم کو ''امور تعبدیہ'' میں داخل نظر آتا ہے کیونکہ اس طریقہ کی کچھ حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہوئے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی پوری غرض وغایت ہماری سمجھ میں آ گئی۔ یہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس طریقہ خاص سے ذبح کرنے سے دم مسفوح آسانی سے نکل جاتا ہے لیکن پھر بھی چند سوالات ذہن انسانی میں پیدا ہوتے۔ مثلاً ان موٹی موٹی رگوں کے کاٹنے کا حکم کیوں دیا؟ دوسری رگوں کے کاٹنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے چنانچہ ذکاۃ غیر اختیاری میں دوسرا طریقہ ہی اختیار کیا گیا ہے۔ غرض اس کی غرض وغایت اور پوری حکمتیں ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں لہٰذا اس کو امر تعبدی ہی کہا جائے گا۔

پھر بالفرض اگر ہم ذبح کے شرعی طریقہ کو اس اصطلاح کے بموجب ''امور عادیہ'' میں شمار بھی کرلیں تب بھی اس سے لازم نہیں آتا کہ اس طریقہ کو تبدیل کرنے کا ہمیں حق حاصل ہے کیونکہ ''امور عادیہ'' میں بھی ہم شریعت کے احکام کی بجاآوری کے پابند ہیں اور شریعت کے مقررہ طریقہ کے خلاف کوئی دوسرا طریقہ نکالنے کا اختیار نہیں ہے اس لیے کہ ''امور عادیہ'' میں بھی ''تعبد'' کے معنی پائے جاتے ہیں۔ خرید وفروخت وغیرہ معاملات امور عادیہ...... ہیں لیکن ان میں کسی کو اختیار نہیں ہے کہ شرعی احکام کو تبدیل کردے اور شریعت نے صحیح، فاسد، باطل مکروہ کی جو حد بندیاں کی ہیں اُن کو توڑ دے، دیکھیے امام الشاطبی اسی حقیقت کو بیان فرمارہے ہیں۔

ولا بد فيها من معنى التعبد اذهي عقيدة بامور شرعية لا خيرة للمكلف فيها واذا كان كذلك فقد ظهر اشتراك القسمين في معنى التعبد (الاعتصام ص ۶۸ ج ۲)

''امور عادیہ'' میں بھی تعبد کے معنی پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ بھی شرعی احکام کے ساتھ مقید ہیں اور مکلف کو ان میں کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا واضح ہو گیا کہ دونوں قسمیں ''امور تعبدیہ'' اور عادیہ تعبد کے معنی میں شریک ہیں۔''

یہی وجہ ہے کہ آئمہ مجتہدین نے ذبح کے صرف طریقہ مسنون کو جائز اور صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے طریقوں کو باطل اور کالعدم سمجھا اور کسی دوسرے طریقہ سے ذبح کیے ہوئے جانور کو حرام اور مردار بتلایا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی بے نظیر کتاب ''الام'' میں فرماتے ہیں:

الذكاة وجهان، وجه فيما قدر عليه، الذبح والنحر وفيما لم يقدر عليه ما نال له الانسان بسلاح بيده اورميه بيده فهي عمل يده وما احل الله عزوجل من الجوارح المعلمات التي تاخذ بفعل الانسان كما يصيب السهم. فاما الحفرة فانها ليست

واحداً من ذا كان فيها سلاح يقتل اولم يكن. ولو ان رجلاً نصب سيفاً او رمحاثم اضطر صيدا اليه فاصابه فذكاه لم يحل اكله لا نها ذكاة بغير فعل احد (الام ص ۱۹۸ ج ۲)

''ذکاۃ کے طریقے ہیں ایک۔ طریقہ تو ذکاۃ اختیاری کا ہے اور وہ ذبح یا نحر ہے، دوسرا طریقہ ذکاۃ غیر اختیاری کا ہے اس میں اپنے ہاتھ سے تیر مارنا یا کسی ہتھیار سے کام لینا یا شکاری جانوروں سے شکار کرنا وغیرہ صورتیں داخل ہیں اور ان سب میں انسانی فعل وعمل کو دخل ہے۔ گڑھا کھود کر کسی جانور کو اس میں گرا کر ماردینا ذکاۃ شرعی کے طریقوں میں داخل نہیں ہے۔ خواہ گڑھے میں ہتھیار رہوں یا نہ ہوں اسی طرح اگر ایک شخص نے تلوار یا نیزہ گاڑ لیا پھر کسی جانور کو اُس کی طرف بھگایا اور وہ اس سے ذبح ہو گیا تو اُس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ بلا کسی شخص کے ذبح کرنے کے ذبح ہوا۔

امور تعبدیہ کا ایک خاصہ یہ ہے کہ اُن میں فرائض، سنن، فضائل، مستحبات شریعت کی جانب سے بیان کیے جاتے ہیں۔ امور عادیہ میں فرائض، سنن، فضائل بیان نہیں کیے جاتے۔ اس لحاظ سے بھی ذکاۃ شرعی ''امور تعبدیہ'' میں شامل معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے لیے مذکورہ بالا احکام بیان کیے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے اسی بناء پر ہمیشہ ذبیحہ کے مسئلہ کو اہمیت دی اور ذبح کی خدمت، ایسے لوگوں کے سپرد کی جو اُس کے مسائل سے پوری طرح واقف ہوں اور امین ہوں المدخل میں ہے:

''جانوروں کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنا ایک امانت ہے۔ لہٰذا اس خدمت کو ایسے لوگوں کے سپرد کرنا چاہیے جو امین ہوں اور دینی امور میں تہمت زدہ نہ ہوں کیونکہ اس کے خصوصی احکام ہیں مثلاً فرائض، سنن، فضائل، شرائط صحت شرائط فساد اسی طرح یہ کہ کس ذبیحہ کا کھانا جائز ہے اور کس کا نہیں اور کون سا ذبیحہ مکروہ ہے اور کس میں اختلاف ہے اور جب یہ بات ہے تو لازم ہے کہ ذبح کی خدمت انجام دینے والے ایسے لوگ ہوں جو مسائل سے واقف، قابل بھروسہ اور امانت دار ہوں۔'' (المدخل ص ۱۸۳ ج ۲ ذکر القصاب)

اس کے ایک صفحہ کے بعد ہے:

''میں اپنے وطن فاس میں اسی طریقہ پر عمل پاتا ہوں کہ وہاں مویشی کے مالک ذبح نہیں کرتے بلکہ دیندار باخبر لوگ اس کے لیے مقرر ہیں اور وہ ذبح کرتے ہیں۔''

عہد رسالت میں ذبح اور نحر کی خدمت جلیل القدر صحابہ کے ذمہ تھی چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت زبیر، عمرو بن

العاص، عامر بن کریز، خالد بن اسید بن ابی العیص الاموی رضی اللہ عنہم کا نام لیا جاتا ہے۔ (التلقیح لابن الجوزی اور اصابہ لابن حجر ترجمہ خالد بن اسید بحوالہ التراتیب الاداریہ ص ۱۰۶ ج ۲ ذکر القصاب والجزار)

ذبیحہ کے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کسی نے شکایت کی کہ مدینہ کے قصاب جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں اعلان کرایا، اس اعلان میں لوگوں کی غلطی بھی واضح کی اور ذکاۃ شرعی کی بھی نشاندہی کی تاکہ لوگ اس سے غفلت نہ برتیں۔اعلان کے الفاظ یہ تھے۔

الذکاۃ فی الحلق واللبۃ لمن قدر و تعجلوا الا نفس حتی تزھق (شرح مہذب للنووی ص ۸۴ ج ۹)

''ذکاۃ اختیاری کا محل حلق اور لبہ ہے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے (کھال اتارنے میں) جلدی نہ کرو۔''

سائل کی مراد اگر یہ ہے کہ بعثت سے قبل جو امور اہل عرب کیا کرتے ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد انہی طریقوں کو برقرار رکھا ہو وہ امور عادیہ ہیں اور جو اس طرح نہ ہوں وہ ''امور تعبدیہ'' ہیں، سو یہ اصطلاح ہی خود ساختہ ہے اور مستشرقین کی خانہ ساز ہے اس اصطلاح کے بموجب، نماز، روزہ، حج، طواف سعی، وغیرہ امور عادیہ بن جائیں گے۔ پھر اس کے ساتھ دوسرا مقدمہ بھی لگا لیجیے کہ امور عادیہ میں طریقے تبدیل کیے جا سکتے ہیں۔لہٰذا نتیجہ ظاہر ہے کہ ساری شریعت تبدیل ہو سکتی ہے العیاذ باللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل عرب میں بہت سے طریقے دین حنیف یعنی دین ابراہیمی کے باقی تھے۔ان میں سے بعض تو علی حالہ باقی تھے اور بعض ترمیم و اضافہ کے ساتھ، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستقل پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ ہی ساتھ دین حنیف کے مجدد تھے اور آپ کا لایا ہوا دین اُس کی تکمیلی شکل تھا اس لیے آپ نے ان طریقوں کو ہدایت ربانی کے ماتحت ختم نہیں کیا بلکہ ضروری ہدایت کے بعد اُمت مسلمہ میں جاری رکھا اور اہل عرب کے ترمیم و اضافہ کو حذف کر کے ان کو عملی شکل میں ظاہر کیا۔مستشرقین اس کو اپنی جہالت سے ''رسم و رواج'' کی پیروی کہتے ہیں۔حالانکہ یہ سب طریقے تعبدی ہیں اور دین کے اجزاء ہیں۔ہشام کلبی کا بیان ہے کہ:

اہل عرب نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کے دین کو بہت کچھ تبدیل کر دیا تھا۔بتوں کی پرستش شروع کر دی تھی اور دوسری قوموں کی تقلید میں مشرکانہ عقائد داخل کر لیے تھے لیکن بایں ہمہ اُن میں بہت سی باتیں دین ابراہیم کی باقی تھیں۔چنانچہ بیت اللہ کی تعظیم، طواف، حج، عمرہ،

عرفات اور مزدلفہ میں وقوف، جانوروں کا ذبح کرنا اور اس قسم کے امور ابھی تک باقی تھے۔ اگرچہ ان میں بعض نئی چیزیں ان لوگوں نے شامل کر لی تھیں۔(کتاب الاصنام ص ۶)

اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ اہل عرب جانوروں کو نحر یا ذبح کرتے تھے، کتاب الاصنام میں ہے۔

فکانوا ینحرون ویذبحون (ص ۲۳)

''یہ لوگ نحر کرتے تھے اور ذبح کرتے تھے۔''

شاہ ولی اللہ دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

ولم تزل سنتھم الذبح فی الحلق والنحر فی اللبۃ ما کانوا یخنقون ولا یبعجون (ص ۱۲۳ ج ۱)

''اہل عرب میں برابر یہ طریقہ رہا کہ وہ حلق میں ذبح اور لبہ میں نحر کرتے تھے اور جانوروں کا نہ تو گلا گھونٹتے تھے اور نہ ان کا پیٹ پھاڑتے تھے۔''

اسلام نے اسی طریقہ کو اختیار کیا اور قرآن و حدیث و آثار میں اس کے فرائض، سنن، مستحبات شرائط صحت، شرائط فساد، بتلائے اور مستقل ہدایات دیں بالآخر ''کتاب الذبائح'' اسلامی قانون کا ایک اہم باب قرار پایا جس کے اصول و قواعد قاضی ابوالیدا بن رُشد نے اس طرح شمار کرائے ہیں:

والقول المحیط بقواعد ھذا الکتاب فی خمسۃ ابواب الباب الاول فی معرفۃ محل الذبح والنحر وھو المذبوح، والنحرر الباب الثانی فی معرفۃ الذبح والنحر الباب الثالث فی معرفۃ الا لۃ التی بھا یکون الذبح والنحر الباب الرابع فی معرفۃ شروط الذکاۃ الباب الخامس فی معرفۃ الذابح والناحر (بدایۃ المجتہد ص ۳۵۶ ج ۱)

''کتاب الذبائح کے قواعد و کلیات کو اس طرح پانچ بابوں میں منحصر کیا جا سکتا ہے پہلا باب ذبح اور نحر کے محل کے بارے میں اور وہ جانور ہے جس کو ذبح یا نحر کیا جا سکتا ہے۔دوسرا باب ذبح اور نحر کی پہچان کے بارے میں تیسرا باب آلہ کے بارے میں جس سے ذبح نحر کیا جا سکے، چوتھا باب ذکاۃ شرعی کے شرائط کے بارے میں۔پانچواں باب ذبح یا نحر کرنے والے کے بارے میں۔''

حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ گائے کا نحر کرنا کہیں منقول نہیں ہے اگرچہ مسئلہ یہی ہے کہ گائے میں ذبح سنت ہے لیکن نحر بھی جائز ہے کیونکہ ایک حدیث سے گائے کا نحر بھی معلوم ہوتا ہے۔

روت عمرۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنھا انھا قالت دخل علینا یوم النحر بلحم فقیل

نحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ازواجہ البقر (عمدۃ القاری ص ۳۵ ج ۱)

''عمرۃ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ دسویں تاریخ کو گوشت لے کر تشریف لائے تو کہا گیا کہ آپ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے نحر کی ہے۔''

اما البقر فجاء فی القرآن ذکر ذبحھا وفی السنۃ ذکر نحرھا (حوالہ مذکورہ بالا)

''گائے کے بارے میں قرآن میں تو ذبح کا ذکر آیا ہے اور حدیث میں نحر بھی آیا ہے۔''

اور اس سلسلہ میں فقہاء کے مذاہب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

جن جانوروں میں ذبح مسنون ہے اگر ان کو نحر کر لیا جائے یا جن میں نحر ہے اگر ان کو ذبح کر لیا جائے تو اس میں اختلاف ہے۔ جمہور نے جائز کہا، ابن قاسم نے ممانعت کی، ابن المنذر کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ، ثوری، لیث، مالک، شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ جواز مع الکراہت کے قائل ہیں۔ احمد، اسحاق، ابوثور مکروہ بھی نہیں کہتے اور یہی قول عبدالعزیز بن ابی سلمہ کا ہے، اشہب کا قول یہ ہے کہ اگر اونٹ کو بلاضرورت ذبح کر لیا جائے تو اس کو نہ کھایا جائے (حوالہ مذکورہ بالا)

قارئین کرام پر واضح ہو چکا ہوگا کہ مندرجہ بالا سطور میں راقم الحروف نے شرعی طریقہ کو ذبح کا صحیح اور جائز طریقہ بتلایا۔ اس کے علاوہ دوسرے طریقوں کو باطل اور کالعدم قرار دیا لیکن حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے نہایت واشگاف الفاظ میں مشینی ذبح کو ناجائز قرار دیا اور ہاتھ سے ذبح کو ہی صحیح اور جائز قرار دیا۔

حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے ایک بار اس مسئلہ پر بحث کے دوران ایک مفتی صاحب کی تغلیط فرمائی۔ بات یہ ہوئی کہ ان مفتی صاحب نے مشینی ذبح کے سلسلہ میں ذبح بالنار کے مسئلہ کو بیان کیا اور شاید اس کی توجیہ یہ بیان کی کہ آگ جلائی جائے اور اس کے سامنے جانور کو لایا جائے۔ حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے ذبح بالنار کی اس صورت کو مضحکہ خیز قرار دیا اور فرمایا ذبح بالنار کی یہ کوئی صورت نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آلہ ذبح اگر کند ہو یا کوئی لوہے کا ٹکڑا ہو اور اس پر دھار نہ ہو تو اس کو آگ سے گرم کر کے جانور کے گلے پر پھیرا جا سکتا ہے اور مطلوبہ رگیں اس طریقہ سے کاٹی جا سکتی ہیں۔ حضرت بنوریؒ ذبح بالنار کے اس واضح مطلب کو سن کر بہت محظوظ ہوئے اور دیر تک داد دیتے رہے۔

مشینی ذبح سے متعلق حضرت مفتی محمود صاحب کا موقف کیا تھا؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وضاحت کے لیے حضرت مفتی محمود صاحب کا وہ مکتوب گرامی جو مشینی ذبح کے سلسلہ میں ''بینات'' صفر ۱۳۸۵ھ میں شائع ہوا تھا یہاں نقل کر دیا جائے۔

''بینات'' بابت ماہ ذی قعدہ ۸۵ھ میں ذبح کا مسنون طریقہ کے عنوان کے تحت حضرت مولینا مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی کا فتویٰ نظر سے گزرا۔ حضرت مفتی صاحب جیسی عظیم و معروف علمی شخصیت کے اس فتوے نے یورپ و امریکہ کے ممالک میں مروج طریق پر جس کا اسلامی ذبح سے کوئی علاقہ نہیں۔ اسلامی ذبح کی مہر تصدیق ثبت ہو گئی اور پاکستانی ''متغربین'' جو آج تک مشینی ذبح کے طریق کو ملک میں رائج کرنے سے اس لیے کتراتے تھے کہ علماء کرام ایسے ذبیحہ کی حلت اور عام استعمال میں رکاوٹ بنیں گے آج آپ سے آپ ان کی مشکل آسان ہو گئی اور جو صورت حال ان کے لیے سوہان روح بنی ہوئی تھی اور ہر قیمت پر وہ اس سے نمٹنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے آج ان کے راستہ کا وہ سنگ راہ ہٹا دیا گیا۔

پھر بینات جیسے دینی و علمی رسالہ نے اسکو شائع کر کے یہ تاثر دیا کہ جو رسالہ سال ڈیڑھ سال سے جدید پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں نصوص قرآن و حدیث پر سختی سے جمے رہنے اور اسلامی سنت پر سختی سے کاربند رہنے اور ملحدین کی تحریفات و تجددات سے بچنے بچانے کے لیے زور شور سے چلا رہا ہے وہ اتنی جلدی سے اس اہم اور عوامی اہمیت کے حامل مسئلہ میں اس فتوے کی اشاعت پر آمادہ ہو گیا تو لازمی طور پر مشینی ذبح کے جواز میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

میرے محترم اس فتوے میں جہاں تک مشینی ذبح اور برقی طاقت سے چلنے والی مشین کے ذریعہ بٹن دبا کر حلق کاٹ دینے کے جواز اور اُس کے نتیجہ میں گوشت کی حلت کا معاملہ ہے اس کا تو واضح طور پر اقرار کر لیا گیا ہے کہ جبکہ بٹن دبانے والا مسلمان یا کتابی ہو اور بٹن دبانے کے وقت اُس نے تسمیہ پڑھ لیا ہو تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا۔

اس ذبیحہ کے جائز اور گوشت کے حلال ہونے کے واضح فتوے کے بعد صرف یہ کہنا کہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے یا مکروہ ہے یا ظلم اور بے رحمی ہے یا ذابح (ذبح کرنے والے) کا یہ فعل برا ہے بالکل بے معنی ہے جبکہ آپ نے ذبیحہ کو جائز اور گوشت کو حلال کہہ دیا۔

مہربان من! میں سمجھتا ہوں کہ بٹن دبانے والا مسلمان بھی ہو اور بٹن دباتے وقت تسمیہ بھی پڑھے تب بھی مشین کے مروجہ ذبیحہ کو حلال نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ مردار ہی ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ بٹن دبانے والے نے صرف اتنا ہی تو کیا ہے کہ برقی طاقت اور مشین کا جو کنکشن (تعلق) کٹ چکا تھا اور اُن دونوں کے درمیان جو مانع تھا اس کو دور کر دیا اور پھر سے کنکشن جوڑ دیا اور بس۔ دراصل مشین کی چھری کو چلانے والی اور جانور کا گلا کاٹنے والی برقی لہر (کرنٹ) ہے نہ کہ ایک مسلمان کے ہاتھ کی قوت محرکہ اور یہ گلا کاٹنا برقی قوت اور مشین کا فعل ہے نہ کہ اس مسلمان کا۔

اور ذبح اختیاری میں ذابح (ذبح کرنے والے) کا فعل (اپنے ہاتھ سے گلا کاٹنا) اور اس کی تحریک کا موثر ہونا

شرط ہے۔ یہاں تو بٹن دبانے والے کا فعل سوائے رافع مانع (رکاوٹ کو ہٹا دینے) کے اور کچھ نہیں۔ رافع مانع (رکاوٹ دور کردینے) سے فعل ذبح کی نسبت رافع (ہٹانے والے) کی طرف کس طرح ہوسکتی ہے؟ اور اُس کو ذبح کرنے والا کیسے کہا جاسکتا ہے؟

اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ ایک مجوسی چھری ہاتھ میں لے کر کسی جانور کو ذبح کرنا چاہتا تھا کہ کسی شخص نے اس کا ہاتھ پکڑلیا اور ذبح کرنے سے روک دیا اب ایک مسلمان شخص بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس روکنے والے کا ہاتھ کھینچ لے اور مجوسی کا ہاتھ چھڑادے اور وہ فوراً جانور کی گردن پر چھری پھیردے تو کیا یہ ذبیحہ حلال ہوجائے گا؟

دیکھیے اس مثال میں رافع مانع (رکاوٹ ہٹانے) کا فعل تو ایک مسلمان نے کیا ہے اور تسمیہ پڑھ کر کیا ہے اور وہ ذبح کا اہل بھی ہے لیکن چونکہ اصل ذبح کرنے والا جس کی تحریک موثر ہے وہ مجوسی ہے اس لیے لازماً اصل محرک وموثر کو دیکھ کر ہی اس ذبیحہ کے حرام ہونے کا حکم لگایا گیا اور رافع مانع (رکاوٹ دور کرنے والے) کے فعل کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

اسی طرح اگر ایک تیز دھار آلہ مثلاً چھری اوپر کسی رسی سے بندھا ہوا لٹک رہا ہے اور اس کے نیچے بالکل سیدھ میں مرغی یا بکری کا بچہ یا کوئی جانور کھڑا ہے اب اگر کوئی مسلمان تسمیہ پڑھ کر رسی کاٹ دے اور وہ آلہ اپنی طبعی ثقل سے نیچے گر کر اس جانور کا گلا کاٹ دے تو کیا یہ ذبیحہ حلال ہوگا؟ اور یہ فعل ذبح اس رافع مانع مسلمان کی طرف منسوب ہوگا اور اُس کو جانور ذبح کرنے والا اور اُس جانور کو مسلمان کا ذبیحہ کہا جائے گا؟

اگر ان دونوں مثالوں میں اس ذبیحہ کا حکم حلت کا نہیں ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو مشینوں کے ذبیحہ پر حلت کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے اور ان دونوں میں فرق کیا ہے؟

دوسری بات قابل غور ہے کہ اگر اس حقیقت کو نظر انداز بھی کردیا جائے اور ایک لمحہ کے لیے تسلیم کرلیا جائے کہ ''بٹن دبانا ایک موثر اور اختیاری عمل'' ہے تو بٹن دبانے والے کا فعل تو بٹن دباتے ہی ختم ہوجاتا ہے۔ مشین کے چلنے اور گلے کاٹنے کے وقت تو اس کا فعل موجود نہیں ہوتا مشین چلتی رہتی ہے اور گلے کٹتے رہتے ہیں۔ وہ تو گلے کٹنے سے پہلے ہی اپنے عمل سے فارغ ہوجاتا ہے۔

یہ صورت حال ذبح اضطراری (مجبوری کی ذبح) میں تو شرعاً گوارا ہے کہ تیر پھینکتے ہی ''رامی'' (پھینکنے والے) کا عمل ختم ہوجاتا ہے اور اصابت سہم (تیر لگنے) کے وقت بظاہر اس کا فعل باقی نہیں ہوتا مگر اس صورت میں شریعت نے صرف ''عذر اضطرار'' (مجبوری کے عذر) کی وجہ سے اصابت سہم (تیر لگنے) کی نسبت کو رامی (پھینکنے والے) کے ساتھ قائم کردیا اور اس کو ذبح کرنے والا قرار دے دیا ہے۔ دراصل اس کا فعل صرف رمی (پھینکنا) ہے اور بس حتیٰ کہ اصابت سہم (تیر لگنے) کے وقت اس رامی کا اہل رہنا بھی ضروری نہیں جبکہ رمی (پھینکنے) کے وقت وہ اہل تھا۔ امام ابو

بکر الکاسانی بدائع صنائع ج۵ ص۴۹ پر لکھتے ہیں۔

ولو رمى او ارسل وهو مسلم ثم ارتد او كان حلالا فاحرم قبل الاصابة واخذ الصيد يحل ولو كان مرتدا ثم اسلم وسمى لايحل لان المعتبر وقت الرمى والارسال فتراعى الاهلية عند ذالك.

''اگر تیر پھینکا یا (سدھایا ہوا شکاری جانور) چھوڑا اس حالت میں کہ وہ مسلمان تھا پھر فوراً تیر لگنے سے پہلے مرتد ہوگیا یا حلال تھا اور پھر فوراً احرام باندھ لیا اور شکار کو جالیا تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر تیر پھینکنے یا شکاری جانور چھوڑنے کے وقت مرتد تھا اور پھر مسلمان ہوگیا اور تسمیہ بھی پڑھ لیا تو وہ شکار حلال نہ ہوگا اس لیے کہ اعتبار تیر پھینکنے یا جانور چھوڑنے کے وقت کا ہے اسی وقت اہلیت ذبح کو دیکھا جائے گا (کہ ہے یا نہیں)

اسی طرح ہدایہ ج۴ ص۴۸۷ پر لکھا ہے:

ولان الكلب والبازى آلة والذبح لا يحصل بمجرد الآلة الا بالاستعمال وذالك فيهما بالارسال فنزل منزلة الرمى وامرار السكين.

''اس لیے کہ (سدھایا ہوا) کتا اور باز آلہ کے حکم میں ہیں اور ذبح آلہ سے کام لیے بغیر نہیں پائی جاسکتی اور کتے اور باز کی صورت میں ان کا چھوڑنا ہی ان سے کام لینا ہے۔ یہ چھوڑنا تیر پھینکنے اور چھری چلانے کے قائم مقام ہے۔''

ذبح اضطراری اور ذبح اختیاری کا بنیادی فرق یہی ہے کہ اختیاری ذبح میں امرار سکین (چھری چلانا) ہی عمل ''ذبح'' ہے اور ذبح اضطراری میں رمی (تیر پھینکنا) اور ارسال (سدھے ہوئے شکاری جانور کو چھوڑنا) ازروئے شرع عمل ذبح کے قائم مقام ہے۔

دیکھیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ذبح اختیاری میں ''فعل انسانی'' کو شرط قرار دیتے ہیں کتاب الام ج۲ ص۱۹۸ پر فرماتے ہیں۔

والذكوٰة وجهان، وجه فيما قدر عليه الذبح والنحر، وفيما لم يقدر عليه مانا له الانسان بسلاح بيده او رميه بيده فهى عمل يد وما احل الله عزوجل من الجوارح المعلمات التى تأخذ بفعل الانسان كما يصيب السهم، فاما الحفرة فانها ليست واحدا من ذا كان فيها سلاح اولم يكن. ولو ان رجلا نصب سيفا او رمحا ثم اضطر

صیداً فاصابہ فزکاہ لم یحل اکلہ لانہا زکوۃ بغیر فعل احد (الام ص ۱۹۸ ج ۲)

"ذبح (شرعی) کی دوصورتیں ہیں۔ایک صورت یہ ہے کہ جانور قابو میں ہو اس صورت میں ذبح کرنا یا نحر کرنا ذبح شرعی ہے اور جانور قابو میں نہ ہو اس صورت میں انسان اپنے ہاتھ سے ہتھیار کے ذریعہ قتل کردے یا اپنے ہاتھ سے تیر پھینک کر یا ان سدھائے ہوئے جانوروں کے ذریعہ جو اللہ نے (شکار کے لیے) حلال کیے ہیں جو تیر کی طرح انسان کے فعل (چھوڑنے) سے کام کرتے ہیں شکار کرلے۔باقی گڑھا کھود دینا۔چاہے اس میں کوئی ہتھیار ہو یا نہ ہو وہ ان دونوں صورتوں میں سے ایک میں بھی نہیں آتا اور اگر کسی آدمی نے کوئی تلوار یا نیزہ کسی جگہ گاڑ دیا اور پھر شکار کو اس طرف بھاگنے پر مجبور کردیا اور اس نیزے یا تلوار سے اس کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا حلال نہ ہوگا اس لیے کہ وہ بغیر کسی انسان کے فعل کے ذبح ہوا ہے۔"

اور اس میں شک نہیں کہ برقی مشین سے جو جانوروں کے گلے کٹتے ہیں وہ یقیناً نہ انسان کا فعل ہے نہ اس کے ہاتھ کی قوت کو اس میں کوئی دخل ہے۔یہی وجہ ہے کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والا بھی اس کو انسان کا فعل نہیں کہہ سکتا اسی لیے اس کو مشینی ذبیحہ کہتے ہیں۔

اس لیے میں مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی سے باادب درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس فتوے پر نظر ثانی فرما کر اس کی اصلاح فرمائیں اور بینات اس کو جلد از جلد نمایاں طور پر شائع کرے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ کی وفات حسرت آیات کہ عین علمی مشغلہ اور افتاء کی حالت میں ہوئی قابل رشک ہے۔ہمارے علمائے سلف کے واقعات کی یاد تازہ کردی، گویا حضرت کا سانحہ ارتحال بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ فقہ حنفی کے امام ثانی اور سب سے پہلے شخص ہیں جن کو قاضی القضاۃ کے لقب سے پکارا گیا، خطیب بغدادی نے کہا ہے۔اول من دعی بقاضی القضاۃ ان کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص ابراہیم بن الجراح نامی امام ابو یوسف کے پاس عین نزع کے عالم میں گئے۔امام صاحب بے ہوش تھے آنکھیں کھولیں ابراہیم کو دیکھا اور پوچھا حاجی کے لیے رمی جمار پیدل افضل ہے یا سوار ہو کر۔ابراہیم نے کہا پیدل، ارشاد فرمایا غلط، پھر انھوں نے کہا سوار ہو کر، فرمایا غلط، پھر بتلایا کہ رمی کے بعد اگر وقوف ہے تو پیدل افضل ہے اور وقوف نہ ہونے کی صورت میں سوار ہو کر افضل ہے۔ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابھی دروازے ہی کے پاس پہنچا تھا کہ میں نے عورتوں کی آواز سنی کہ امام خدا کو پیارے ہوگئے ہیں۔مولانا بنوریؒ معارف السنن میں فرماتے ہیں:

"وحقق فی البحر انہ مذہب ابی یوسف علی ماحکاہ فی الظہیریۃ عن ابراہیم بن الجراح قال دخلت علی ابی یوسف فوجدتہ مغمی علیہ ففتح عینیہ فرانی فقال یا ابراہیم ایہما افضل للحاج ان یرمی راجلاً او راکباً فقلت راجلاً فخطانی ثم قلت راکباً فخطانی ثم قال ما کان یوقف عندھا فالافضل ان یرمیہا راجلاً وما لا یوقف عندھا فالافضل ان یرمیہا راکباً قال فخرجت من عندہ فما بلغت الباب حتی سمعت صراخ النساء انہ قد توفی الی رحمۃ اللہ فلو کان شئ شئ افضل من مذاکرۃ العلم لا اشتغل بہ فی ہذہ الحالۃ حالۃ الندامۃ (ج ۶ ص ۴۷۵)

"صاحب بحر نے تحقیق کی ہے کہ یہی امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔حسب حکایت فتاویٰ ظہیریہ کہ اس میں ابراہیم بن جراح سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام یوسفؒ کے پاس گیا میں نے انھیں بے ہوش پایا مجھے دیکھ کر آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا، ابراہیم! بتاؤ کہ حاجی کے لیے رمی پیدل افضل ہے یا سواری کی حالت میں، میں نے جواب دیا پیدل، آپ نے فرمایا غلط ہے پھر میں نے عرض کیا سواری کی حالت میں، اس کی بھی تغلیط کی، پھر خود فرمایا کہ جس رمی میں وقوف اور رمی ہے۔اس میں پیدل افضل ہے اور جس میں وقوف نہیں ہے سوار ہو کر افضل ہے۔ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابھی دروازہ تک نہیں پہنچا تھا کہ مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی جس سے معلوم ہوا کہ امام کی وفات ہوگئی۔اس سے معلوم ہوا کہ امام کے نزدیک علم سے افضل کوئی چیز نہیں تھی۔کیونکہ اگر ان کے نزدیک علم سے کوئی چیز افضل ہوتی تو وہ ندامت اور حسرت کی اس حالت میں اس میں مشغول ہوتے۔"

امام ابوزرعہ رازی جو اپنے زمانہ میں شیخ وقت اور مسند وقت تھے۔بہت سے مشہور محدثین کرام اپنی تصانیف ان کی خدمت میں برائے اصلاح پیش کرتے تھے۔امام کبیر محمد بن اسماعیل البخاری صاحب الصحیح کے استاذ گرامی محمد بن بشار نے دنیا کے جن چار حفاظ حدیث کا ذکر کیا ہے۔اُن میں امام ابوزرعہ رازی بزم نشین ہیں۔امام موصوف کا واقعہ خطیب بغدادی نے "تاریخ بغداد" میں ابوجعفر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب امام کی وفات کا وقت آیا اُس وقت چند محدثین امام کے پاس موجود تھے، اُن کا جی چاہا کہ اس وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کرائیں لیکن امام کی ہیبت اور جلالت اس سے مانع رہی۔آخر کار ان حضرات نے یہ طے کیا کہ ہم اس حدیث کا مذاکرہ کریں، کوئی محدث اس وقت پوری حدیث مع سند و متن بیان نہیں کرسکا۔چند راویوں کے نام لینے کے بعد خاموش ہوجاتا، امام ابوزرعہ رازی نے آنکھ کھولی اور

حدیث مبارک پڑھنا شروع کی۔

حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان آخر کلامه لا اله الا الله دخل الجنة

''ہم سے بندار نے حدیث بیان کی ان سے ابو عاصم نے اُن سے عبدالحمید بن جعفر نے اُن سے صالح بن ابی عریب نے اُن سے کثیر بن مرة الحضرمی نے اور وہ حضرت معاذ بن جبل سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

اس کے بعد امام دنیا سے رخصت ہو گئے اور رحمت حق نے ان کو ڈھانپ لیا۔ (تاریخ بغداد ص ۳۳۵ ج ۱۰)

عبداللہ بن مبارک جلیل القدر امام اور محدث ہیں۔ فقہ اور حدیث کی امامت اور جلالت کے ساتھ ہی ساتھ صوفی اور مجاہد تھے۔ روایانِ حدیث کے تذکرہ نگاروں نے ان کے سوز و گداز اور جہاد سے محبت و عشق کے اشعار نقل کیے ہیں۔ ان کا واقعہ ہے کہ جب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب آیا اور آپ کے پاس موجود حضرات بار بار کلمہ طیبہ کی تلقین کرنے لگے تو اس وقت بھی ایک مسئلہ بتلا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ امام جلیل ترمذیؒ جامع میں تحریر فرماتے ہیں:

روی عن ابن المبارک انه لما حضرته الوفاة جعل رجلٌ یلقنه لا اله الا الله واکثر علیه فقال له عبدالله اذا قلت مرة فانا علی ذلک مالم اتکلم بکلام (جامع ترمذی کتاب الجنائز ص ۱۷ باب جاء فی تلقین المیت ج ۱)

''عبداللہ بن المبارک سے مروی ہے کہ جب اُن کے انتقال کا وقت آیا تو ایک شخص لا الہ الا اللہ کی تلقین کثرت سے کرنے لگا۔ امامؒ نے فرمایا کہ جب میں ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لوں تو میں جب تک دوسرا کلام نہ کروں، مجھے کلمہ پڑھنے والا ہی سمجھنا چاہیے۔''

امام محمد بن حسن الشیبانی الواسطیؒ ابوحنیفہؒ کے مشہور و معروف شاگرد ہیں۔ ترجمان حنفیہ کہے جاتے ہیں۔ ان کے بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ امام سے کسی شخص نے انتقال کے بعد دریافت کیا کہ عین انتقال کے وقت آپ کیا کر رہے تھے۔ فرمایا کہ مکاتب کا ایک مسئلہ سوچ رہا تھا کہ میری روح پرواز کر گئی۔ رحمهم الله رحمة واسعة کاملة

پہلا باب

طلاق کیوں اور کب دی جائے

طلاق کن صورتوں میں واقع ہوتی ہے اور کن صورتوں میں نہیں

لڑکے کا بوقت طلاق بلوغ کا اعتراف کر کے پھر انکار کرنا

وقوع طلاق کا دار و مدار عمر پر یا علامات بلوغ پر ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ ایک لڑکے کا نکاح مدت سے ہمراہ ایک لڑکی ہوا تھا بعد میں بوجہ ناراضگی شادی سے پہلے مخالفت پیدا ہوگئی جس کے بعد لڑکی بالغہ کو طلاق دی گئی لیکن بوقت طلاق لڑکے کی عمر ساڑھے تیرہ برس پیدائشی ثابت ہے۔لڑکے نے بوقت دینے طلاق احتلام کا جھوٹا دعوی کیا کوئی حلف نہ دی گئی کئی دن بعد لڑکے نے اظہار کیا کہ ابھی تک میں بلوغت کو نہیں پہنچا اور نہ کبھی احتلام کا شک ہوا بلکہ طلاق دینے کے ڈیڑھ سال بعد بلوغت اور احتلام کو پہنچا اس صورت میں کیا طلاق پڑ گئی یا نہ اگر پڑ گئی تو کس مذہب میں اور کس روایت میں ثابت ہے؟

(۲)......طلاق عمر پر منحصر ہے یا کہ نشانی احتلام پر طلاق اگر عمر پر منحصر ہے تو آیا ہمارے مذہب کے مطابق لڑکے کی بات اس طرح ماننا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیوں اور کس مذہب میں جائز ہے؟

﴿ج﴾

لڑکے کی عمر بلوغ کے لیے کم از کم بارہ سال ہونا ضروری ہے بارہ سال کے بعد اگر وہ اقرار احتلام کا کرتا ہے اور اس کی جسمانی حالت بھی ایسی ہو کہ اس جیسے جسم والے کو احتلام ہو سکتا ہے تو اس کا اقرار صحیح ہے اور اس کو بالغ سمجھا جاوے گا اس کی طلاق بھی صحیح اور واقع ہے پھر اس کے بعد اس کا انکار کرنا صحیح نہیں اس کا انکار شرعاً مقبول نہ ہوگا اور طلاق کے وقوع میں کوئی شبہ نہ ہوگا البتہ اگر پہلے اقرار احتلام کے وقت اس کی ظاہری حالت اس کی تکذیب کرتی ہو اور اس کے مثل کو احتلام نہ ہو سکتا ہو تو اس کا پہلا اقرار ہی صحیح نہ ہوگا خوب غور کر لیا جاوے اقرار بلوغ میں قسم دینا ضروری نہیں بغیر حلف دینے کے بھی بلوغ کا اقرار صحیح ہے۔

(فان راهقا) بان بلغا هذا السن (فقا لا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر) كذا قيده فى العمادية و غيرها فبعد ثنتى عشرة سنة يشترط شرط اخر لصحة اقراره بالبلوغ وهو ان يكون بحال يحتلم مثله والا لا يقبل قوله...... (وهما) حينئذ (كبالغ حكما) فلا يقبل جحوده البلوغ بعد اقراره مع احتمال حاله الخ الدر المختار ص ۱۵۴ ج ۲ ونقل الشامى على ص ۱۵۴ ج ۲ عن الشر نبلالية وقد فسر مابه علما بلوغهما وليس عليهما يمين)

محمود عفا اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

درج ذیل صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے

﴿س﴾

مختصر طور پر واقعات درج ذیل ہیں سال ۱۹۵۴ء میں میرے چھوٹے بھائی حاجی محمد کا نکاح سگی ماموں زاد بہن مسماۃ امیراں سے ہوا بعدازاں میرے اور ماموں کے درمیان باہمی برادرانہ معاملات پر کش مکش ہوئی میری ہمشیر مسماۃ کنیزاں جو بسلسلہ تعلقات ان کے گھر آتی جاتی تھی کو انھوں نے روک لیا اور مطالبہ کیا مسماۃ امیراں کو طلاق دے دو اور اپنی بہن مسماۃ کنیزاں کو لے جاؤ طلاق یونین کونسل نہ ہونے کی بناء پر نمبردار کے ذریعے ایک دفع دی گئی طلاق تین دفع نہیں دی گئی سال ۱۹۵۸ء کو طلاق دے کر معاملہ حسب المعاہدہ طے کر لیا گیا سال ۵۸ء میں حاجی محمد کی عمر ۱۴ سال تھی اب سال ۱۹۶۸ء میں باہمی برادرانہ تعلقات کی تجدید کی ہے اور ہمارے درمیان کوئی رنجش نہیں ہے فریقین بلاشرکت غیر فریقین اور نمبردار کے دباؤ کے بغیر باہمی رضامندی سے مسمی حاجی محمد اور مسماۃ امیراں بی بی کا باہمی نکاح کرتے ہیں مقامی امام مسجد مولوی امان اللہ صاحب ساکن موضع حسین آباد یوسف آفس کوٹ دھنی چند تحصیل کبیر والہ کا اس سلسلہ میں حسب ذیل موقف ہے۔

اولاً مولوی صاحب طلاق منعقدہ سال ۵۸ء کو لڑکے کے نابالغ ہونے کی بناء پر درست تسلیم نہیں کرتے ان کا نکاح موجود ہے لہذا نکاح کی ضرورت نہیں۔ بذریعہ درخواست ہذا استدعا ہے کہ آپ حسب ذیل امور کے متعلق شرع اسلام کے مطابق فتوی جاری فرما کر راہ ہدایت دکھلا دیں تا کہ بمطابق شرع اسلام عمل درآمد کیا جا سکے۔ (۱) کیا طلاق منعقدہ ۵۸ء باطل ہے۔

(۲)...... آیا نکاح ثانی اب ۶۸ء میں باہمی رضامندی فریقین عمل میں لایا جا سکتا ہے اگر لایا جا سکتا ہے تو کیا طریقہ ہوگا۔

امید ہے کہ آپ ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور مناسب ہدایت کے ساتھ فتوی جاری فرمائیں گے عین نوازش ہوگی

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... واضح رہے کہ علامت بلوغ یہ ہے کہ لڑکے سے حمل ٹھہر جائے یا احتلام آئے یا جاگتے میں انزال ہو جائے اگر ان علامات میں سے کوئی بھی نہ ہو تو قمری سال کے حساب سے اس کی عمر پندرہ برس کی ہو جائے۔

قال صاحب التنویر (بلوغ الغلام بالا حتلام والا حبال والا نزال) الی ان قال (فان لم یوجد فیھما) (ای الغلام و الجاریة) شیئی (فحتی یتم لکل منھما خمس عشرة سنة به یفتی) الدرالمختار

ص ۱۵۳ ج ۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی

صورت مسئولہ میں اگر چودہ سالہ لڑکے میں طلاق کے وقت تک بلوغ کی مذکورہ بالا علامات میں سے کوئی علامت بھی موجود نہ تھی تو اس کو نابالغ ہی سمجھا جائیگا لہذا سابقہ نکاح بدستور باقی ہے اس لیے کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(کما فی شرح التنویر واھله زوج عاقل بالغ مستیقظ و فی الشامیة (قوله و اھله زوج عاقل الخ) احترز بالزوج عن سید العبد و والد الصغیر و بالعاقل ولو حکما عن المجنون و المدھوش و المبرسم و المغمی علیه بخلاف السکران مضطرا اومکرھا و بالبالغ الصبی و لو مراھقا و بالمستیقظ عن النائم الخ (ردالمحتار ص ۲۳۰ ج ۳)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نقل رجسٹر پیدائش سے معلوم ہوا کہ سائل حاجی کی پیدائش ۴۳-۱۲-۹ کو ہوئی ہے اور سائل کے زبانی معلوم ہوا کہ اس نے طلاق مورخہ ۵۸/۷/۱۳ کو دی ہے بنابریں حاجی کی عمر طلاق کے وقت تک قمری حساب سے تقریباً پندرہ سال بنتی ہے لہذا اس کی طلاق واقع ہو چکی ہے اور بشرط صحت سوال اگر سائل نے صرف ایک طلاق دی ہے تو طرفین کی رضامندی سے دوبارہ نکاح جائز ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

۱۱ سال کا لڑکا اگر بلوغ کا اعتراف کرے تو طلاق کا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے کی تاریخ پیدائش ۱۶/اگست ۱۹۴۸ء ہے اس لڑکے کا نکاح نابالغی میں کیا گیا پھر اس نے ۱۶/اکتوبر ۱۹۵۹ء کو طلاق دیدی کیا شرعاً اس لڑکے کا طلاق دینا درست ہوگا؟ اگر وہ لڑکا طلاق کے وقت اقرار کرے کہ میں بالغ ہوں شرعاً اس کا اقرار معتبر ہوگا یا نہ؟ عمر اس لڑکے کی طلاق کے وقت ۱۱ سال ۲ ماہ عیسوی بنتی ہے اور قمری سال کے مطابق ۳ ماہ بیس دن زیادہ ہوں گے تو گویا تقریباً قمری سال کے مطابق عمر ۱۱ سال ۵ ماہ ۲۰ دن ہوتی ہے برائے مہربانی مسئلہ واضح فرما دیں عین نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

جو لڑکا پورے بارہ سال سے کچھ کم ہو اگرچہ وہ کہے کہ مجھے شیطان یعنی احتلام آ گیا ہے کہنا اس کا شرعاً غیر معتبر

ہے شرعاً وہ نابالغ ہے طلاق اس کی نہیں ہوسکتی لہٰذا جس لڑکے کے متعلق سوال کیا گیا چونکہ حسب پرچہ پیدائش اس کی عمر بارہ سال کامل نہیں جس وقت کہ اس نے طلاق دی ہے اس لیے طلاق اس کی شرعاً غیر معتبر ہے اس طلاق کی بناء پر اگر نکاح اس لڑکی کا دوسرے کے ساتھ کیا گیا ہو تو وہ نکاح بھی ناجائز ہے جو لوگ دیدہ دانستہ ایسے نکاح میں شامل ہوئے ہوں گے وہ بھی سخت مجرم ہیں۔ كما هو الظاهر

ملا محمد عبدالکریم غفرلہ موضع الافتاء مدرسہ رحمانیہ ملتان
الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

نابالغ لڑکا بلوغ کے بعد خود ہی طلاق دے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے لڑکے عمر کا نابالغی کی حالت میں نکاح کر دیا زید نے اپنے لڑکے کی طرف سے ایجاب وقبول کرلیا تھا اور اس وقت زید کی عمر تقریباً تین سال تک ہوگی اور اس وقت اس کی منکوحہ کی عمر تقریباً آٹھ سال تک ہوگی اب لڑکی تقریباً تین سال کی بالغ ہو چکی ہے اور لڑکے کی عمر تقریباً بارہ سال تک ہوگئی ہے لہٰذا بوجہ لڑکے کی عمر کے دونوں فریق اس بات پر راضی ہیں کہ وہ طلاق دیدے تاکہ آگے شور وفساد ختم ہو جائے اب عمر اپنی منکوحہ کو اس عمر میں طلاق دیدے تو کیا طلاق دے سکتا ہے یا نہ یا کب تک دے سکتا ہے یا بالکل نہیں دے سکتا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کی طرف سے اس کا ولی طلاق دے سکتا ہے بلکہ زوج کے بالغ ہونے کے بعد خود زوج سے طلاق حاصل کرنا ہوگا۔

(كما في شرح التنوير واهله زوج عاقل بالغ مستيقظ و في الشامية (قوله و اهله زوج عاقل الخ) احترز بالزوج عن سيد العبد و والد الصغير و بالعاقل ولوحكما عن المجنون...... و بالبالغ عن الصبي ولو مراهقا و بالمستيقظ عن النائم)(رد المحتار ص ٢٣٠ ج ٣ مطبوعه ايچ ايم سعيد كراچی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

۱۳ سال عمر والے لڑکے کا بلوغ کا اعتراف کر کے طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ منکہ مسمی محمد نواز ولد اللہ وسایا قوم مرانی بلوچ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ بہوش وحواس وثبوتی عقل وہوش ظاہری وباطنی بلا جبر واکراہ کسی غیر شخص کے اقرار کرتا ہوں اور میں لکھ دیتا ہوں کہ مسماۃ آمنہ المعروف امناں دختر حافظ اللہ وسایا قوم مرانی بلوچ کا نکاح میری رضامندی کے بغیر میرے ساتھ کیا گیا ہے میں اس پر راضی نہ تھا لہٰذا میں نے اپنی منکوحہ مذکورہ کو روبرو گواہاں کے سہ بار طلاق دے دی ہے طلاق دے دی طلاق دے دی ہے۔ آج سے منکوحہ مذکورہ کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں رہا میں اس وقت سن بلوغ کو پہنچ چکا ہوں اور اپنی خوشی سے اپنی منکوحہ مذکورہ کو طلاق دے دی ہے وہ جس جگہ چاہے دوسری شادی کرسکتی ہے لہٰذا یہ چند حروف بطور طلاق کے تحریر کر دیے ہیں۔

(دستخط گواہ نمبر ۱ محمد شفیع منیجر مکتبہ سمعیہ چوک فوارہ) (دستخط گواہ نمبر ۲ حضرۃ قبلہ خواجہ حافظ محمد دلدار بخش صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیہ نظامیہ بیرون حسین آگاہی ملتان شریف) (حافظ محمد دالدار بخش)

﴿ج﴾

اگر لڑکے کی عمر ۱۳ یا چودہ سال کی ہو اور ظاہر حال اس کے قول کے لیے مکذب نہ ہو تو اس کا اقرار بلوغ معتبر ہے اور طلاق صحیح ہے الدر المختار ص ۱۵۴ ج ۶ میں ہے (وادنى مدة له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين) هو المختار كما في احكام الصغار (فان راهقا) بان بلغا هذا السن (فقا لا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر الخ...... (و هما) حينئذ (كبالغ حكماً) الخ وفي الشرنبلالية يقبل قول المراهقين قد بلغنا مع تفسير كل بما ذا بلغ بلاايمين) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۸۹ھ

اگر ۱۳ سال عمر والا لڑکا اور اس کا والد دونوں طلاق دیدیں تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کا عقد نکاح ایک نابالغ لڑکی سے کیا اور بہو کو بیاہ کر گھر لے آیا کچھ مدت بعد لڑکے اور لڑکی کے والدین کے مابین سخت جھگڑا اور فساد پیدا ہو گئے تو لڑکے کے

باپ نے نیابتہ اور نابالغ لڑکے نے خود اصالتہ بھی اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیدیں اس کے بعد ایک برس کا عرصہ گزر گیا اب لڑکی بالغ ہے اور طالق ابھی تیرہ برس کا نابالغ ہے لڑکی چاہتی ہے کہ میں اب پہلے گھر میں آباد ہونا چاہتی ہوں کیا نابالغ لڑکے کی یہ طلاق شرعاً واقع ہوجاتی ہے یا نہ کیا لڑکی پہلے عقد نکاح میں اپنے گھر آباد ہوسکتی ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوئی اور نہ اس کے باپ کی طلاق واقع ہوئی ہے لڑکی پہلے عقد نکاح میں اپنے گھر آباد ہوسکتی ہے۔

(کما فی شرح التنویر واهله زوج عاقل بالغ مستیقظ وفی الشامیة (قوله و اهله زوج عاقل الخ) احترز با الزوج عن سید العبد ووالد الصغیر و بالعاقل ولو حکما عن المجنون و المعتوه و المدهوش و المبرسم و المغمی علیه بخلاف السکران مضطرا او مکرها و بالبالغ عن الصبی و لو مراهقا و بالمستیقظ عن النائم الخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

طلاق کے وقت اگر بالغ ہے تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو روبروئی آدمیوں کے طلاق دی۔ بعد میں یہ بات مشہور کر دی گئی کہ زید چونکہ کم سن ہے اس کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں بہرحال فریقین میں باتیں ہوتی رہیں بالآخر تاریخ ولادت نکلوانے تک نوبت آ گئی لیکن باوجود سعی بلیغ کے تاریخ معلوم نہ ہوسکی۔ دیکھنے میں زید بوجہ پست قد ہونے کے اپنے ہم عمر لوگوں سے قدرے چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھی شادی شدہ بلکہ صاحب اولاد ہیں اب زید کا اپنا سگہ دادا حلفیہ بیان دیتا ہے کہ زید کی عمر پندرہ سال سے زائد ہے نیز یہ بھی کہتا ہے کہ میرے پاس ایک اسٹامپ موجود ہے جو ولادت زید کے بعد کا ہے آج اس اسٹام کو پندرہ برس ہو رہے ہیں۔ نیز دائی (جو زید کو جنانے والی ہے) شہادت دیتی ہے کہ زید کی عمر پندرہ برس سے زائد ہے تو کیا تاریخ ولادت لاپتہ ہونے کے باوجود دادا اور دائی کی شہادت کا اعتبار کر کے عندالشرع وقوع طلاق کا حکم دیا جاوے گا یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

پندرہ سال عمر کے ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے مسئولہ صورت میں شہادت

نامہ نہیں اس لیے پندرہ سال کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ باقی زید سے خود پوچھا جائے کہ وہ طلاق کے وقت بلوغ کا اقرار کرتا ہے یا نہ اگر وہ اقرار کر لے کہ طلاق دینے کے وقت وہ احتلام کی وجہ سے یا عمر کے لحاظ سے بالغ تھا تو اس کی طلاق شرعاً معتبر ہوگی اور اگر وہ بلوغ کا اقرار نہیں کرتا تو وقوع طلاق کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ الحاصل صورت مسئولہ میں شہادت تامہ نہ ہونے کی وجہ سے طلاق کے وقوع یا عدم وقوع کا دارومدار لڑکے کے اقرار بلوغ یا عدم بلوغ پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

نابالغ سے جبراً طلاق لینے سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو آدمیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے زید سے جس کی عمر تیرہ سال تھی ڈرا دھمکا کر طلاق کا لفظ جبراً تین دفعہ کہلوایا ہے زید کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں اور نہ میں ان لوگوں کو جانتا ہوں اب اس دعویٰ سے جبکہ زید منکر ہے کیا طلاق واقع ہو جائیگی یا نہیں نیز ان مدعیوں کے لیے اپنے دعویٰ کے اثبات کی کیا شرائط ہیں یعنی کن کن شرائط سے ان کا دعویٰ قبول کیا جاسکتا ہے۔ بینوا توجروا

نیز زید کا دعویٰ ہے کہ اس وقت جبکہ ان آدمیوں نے مذکورہ بالا دعویٰ کیا میری عمر ۱۳ برس تھی اور میں نابالغ تھا؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال جبکہ زید نابالغ تھا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی اگرچہ اس سے جبراً طلاق کے لفظ کہلوائے بھی گئے ہوں یعنی اگر گواہوں کی گواہی کو درست تسلیم بھی کر لیا جاوے پھر بھی طلاق واقع نہیں ہوئی زوجہ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔

(قال فی شرح التنویر واهله زوج عاقل بالغ مستیقظ و فی الشامیة (قوله و اهله زوج عاقل الخ) احترز بالزوج عن سید العبد ووالد الصغیر و بالعاقل ولوحکما عن المجنون و المعتوه و المدهوش والمبرسم و المغمی علیه بخلاف السکران مضطرا او مکرها و بالبالغ عن الصبی ولو مراهقا و بالمستیقظ عن النائم) الخ ص ۲۳۰ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ رجب ۱۳۹۱ھ

نابالغ کی بیوی کی طلاق کی کوئی صورت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکے اور لڑکی کا نکاح چھوٹی عمر میں ہوا تھا جب وہ دودھ پیتے تھے اب وہ بڑے ہو گئے ہیں لڑکا زبان سے گونگا ہے لڑکی بہت بڑی ہے اور لڑکا چھوٹا ہے لڑکی والوں کا خیال ہے کہ ہم کو دوسرے کسی آدمی سے نکاح کرنا چاہیے اور لڑکے والوں کو اس کے برابر کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہیے وہ لڑکا بالغ نہیں ہے اور لڑکی بالغ ہونے کے بالکل قریب ہے کیا کسی طریقہ سے طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں جو حکم شرع محمدی میں ہو اس کے مطابق جواب تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

لڑکا جب تک نابالغ ہے اس وقت تک اس کی بیوی کی طلاق کی کوئی صورت نہیں ہے نہ وہ خود طلاق دے سکتا ہے اور نہ اس کا ولی اور سرپرست اس کی طرف سے بیوی کو طلاق دے سکتا ہے صورت مسئولہ میں لڑکا جب تک نابالغ ہے اس وقت تک طلاق کی کوئی صورت نہیں لہٰذا اس کے بلوغ کا انتظار کیا جائے بالغ ہونے کے بعد اگر میاں بیوی کا نباہ ہو سکتا ہو تو بہتر ہے اور اگر گونگے کا بعد از بلوغ طلاق دینے کا ارادہ ہوا تو طلاق دے سکتا ہے لیکن اس میں کچھ تفصیل ہے اور اس کی چند شرائط ہیں لہٰذا بعد میں بوقت ضرورت دوبارہ دریافت کر لیں۔

(کما قال فی الفتاوی العالمگیریة ص ۳۵۳ ج ۱ ولا یقع طلاق الصبی وان کان یعقل و المجنون و النائم و المبرسم و المغمی علیه و المدهوش کذا فی فتح القدیر) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بلوغ سے قبل طلاق جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا جس کا نکاح بالکل چھوٹی عمر کی حالت میں ہوا تھا اس کی منکوحہ جوان ہو گئی اور وہ چھوٹا ہی نظر آتا تھا اب اس لڑکی کے والد اور نکاح خواں وغیرہ نے مل کر پہلی منکوحہ کو اس سے طلاق دلوائی اور اس پہلی منکوحہ کا نکاح دوسری جگہ کر دیا۔ ایجاب وقبول نکاح اور طلاق بچے سے کرائے پھر بعد میں کچھ

جھگڑا ہوا تو علماء سے پوچھا گیا اور خیر المدارس میں وہ بچہ لے جا کر دکھلایا گیا تو انھوں نے کہا کہ بچہ چھوٹا ہے اس کی طلاق نہیں ہوئی پھر پہلی منکوحہ کو دوسری جگہ سے واپس لے گئے اور کہا کہ پہلا نکاح باقی ہے اب سوال یہ ہے کہ نکاح کا ایجاب اور قبول بھی اس بچے نے کیا اور طلاق کا بھی ایجاب وقبول اسی نے کیا جب طلاق نہ ہوئی تو نکاح بھی نہ ہوا اور لڑکے کا جب دوسری بار نکاح ہوا تو لڑکی والے نے کہا کہ اس کا نکاح نہیں ہوا لہٰذا ہم اس کا نکاح دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں بینوا توجروا

﴿ج﴾

قال فی الشامیة و کل من طلاق الصبی و النائم وقع باطلاق لاموقوفاً کما هو الحکم فی تصرفات الصبی التی هی ضرر محض کالطلاق و العتق بخلاف المتردد بین النفع و الضرر کالبیع و الشراء و النکاح فانه ینعقد موقوفا حتی لو بلغ فاجازه صح (رد المحتار ص ۴۴۵ ج ۳)

اس جزئیہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ممیز ہے تو اس کا نکاح معتبر ہے اور موقوف ہے ولی کی اجازت پر اگر ولی نے اجازت دیدی تو نافذ ہو جائیگا اور اگر لڑکے کے بلوغ تک ولی خاموش رہا اور بلوغ کے بعد خود لڑکے نے اس کو جائز قرار دیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن بلوغ سے قبل طلاق جائز نہیں اس لیے کہ وہ ضرر محض ہے اور ضرر محض میں ولی کا قول باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۹۵ھ

پندرہ سال کا مکمل بالغ ہے، طلاق معتبر ہے، اگرچہ علامات بلوغ نہ پائی جائیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک ۱۶ برس کا لڑکا جس کو کہا گیا ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے۔ اس نے کہا میں نہیں دیتا۔ بعدہ اس کے بڑے بھائی نے طلاق نامہ لکھا اور اس کو کہا کہ دستخط کرو۔ اس نے دستخط کر دیے۔ کوئی طلاق وغیرہ کا لفظ نہیں لکھا۔ فقط ولدیت اور سکونت اور بقلم خود لکھدیا روبرو گواہاں کے پھر اسے کہا گیا کہ اپنی زبان سے طلاق دو۔ بمع لفظ فلاں بنت فلاں اس نے دی۔ الفاظ یہ ہیں۔ میں نے فلاں بنت فلاں کو طلاق دی ہے۔ تین دفعہ ایسا کہا روبرو گواہان مگر نیت طلاق کی نہیں تھی۔ چنانچہ یہ بھی کہتا تھا کہ میں بعد از بلوغت درخواست دوں گا کہ میری طلاق کی نیت بھی نہیں تھی اور میں نے طلاق نامہ بھی نہیں لکھا اور آج بالغ ہوتے ہی اس نے استفتاء شروع کیا ہے۔

(۱) جس دن لڑکے سے دستخط کرائے گئے ہیں آثار بلوغت نمایاں نہیں ہوئے تھے۔

(۲) لڑکا طلاق نامہ خود لکھ سکتا تھا۔ تعلیم یافتہ ہے۔ صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

چونکہ صورت مسئولہ میں تین طلاق صریح دی گئی ہیں۔ طلاق صریح میں بغیر نیت کے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور بلوغ کی علامات اگرنہ بھی ظاہر ہوں۔ لیکن جب لڑکا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو وہ بالغ شمار ہوتا ہے۔ اس کے تمام تصرفات صحیح ہوتے ہیں۔ فان لم یوجد فیھما (ای فی الغلام والجاریة) شیئ (ای من علامات البلوغ) فحتی یتم لکل منھما خمس عشرة سنة به یفتی الدر المختار ص ۱۵۳ ج ۶۔ یہاں چونکہ زوج مسئولہ صورت میں شرعاً بالغ ہے لہٰذا اس کی زوجہ اگر غیر مدخول بہا ہے تو پہلی طلاق سے بائنہ ہوگئی اور باقی دو طلاق واقع نہیں۔ اس لیے کہ الگ الگ دی گئی ہیں لہٰذا وہ مغلظہ نہیں۔ اس لیے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔
واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

عورت کہتی ہے کہ شوہر نے طلاق دی ہے شوہر انکار کرتا ہے کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک میاں بیوی میں گھریلو جھگڑا ہو گیا ہے سوا میاں بیوی کے اور کوئی آدمی موجود نہ تھا بیوی کہتی ہے کہ میرے خاوند نے مجھے تین بار طلاق دیدی ہے مگر مرد کہتا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی نہ کوئی گواہ ہے لہٰذا شریعت کے مسئلے سے مطلع فرمائیں

﴿ج﴾

اگر عورت کے پاس گواہ نہیں ہیں تو خاوند کو حلف دیا جائے گا اگر اس نے حلف اٹھالی تو بیوی قضاء اس کی منکوحہ قرار پائے گی لیکن اگر حقیقت میں اس نے طلاق دی ہے تو عند اللہ حلف نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہگار رہو گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند جاہل ہے (ان پڑھ ہے) ایک دو تین طلاقوں کا علم نہیں، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی اللہ بخش خان کی طلاق ایک آدمی مسمی خیر محمد خان نے لکھی جو کہ اللہ بخش کی موجودگی میں لکھی گئی محرر نے اپنی طرف سے ''باحکام شرعی ۳ بار طلاق دے کر اپنی منکوحہ کو آزاد کر دیا ہے'' لکھ دیا اللہ بخش نے اسے سہ بار یا یکبار یا دو بار کا نہیں کہا تھا اور مسمی اللہ بخش بے علم ہے۔ نیز اس کو طلاق نامہ پڑھ کر سنایا نہیں گیا اسے یہ خاصہ علم تھا کہ یہ طلاق نامہ ہے میں اس پر دستخط کر رہا ہوں سہ بار یا دو بار کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ سہ بار یا دو بار کی نیت تھی صرف طلاق کے مفہوم کو مدنظر رکھ کر دستخط کر دیے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ طلاق مغلظہ ہوئی ہے یا رجعی۔ بینوا توجروا۔

سائل اللہ بخش خان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں ظاہر تو یہی ہے جو تحریر ہے لیکن اگر اس کو سنایا نہیں گیا اور نہ اس نے وہ لکھا ہوا خود پڑھا ہے اور اس کا شرعی ثبوت موجود ہے۔ تو ایسی صورت میں اگر زوج کہتا ہے کہ میری تین طلاق کی نیت نہیں تھی تو ایسی صورت میں زوجہ اپنے شوہر سے اس بات کی قسم اٹھوالے کہ اس کی تین طلاق کی نیت نہیں تھی۔ کما ھو المذکور فی باب الکنایات من کتاب الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۰۰ ج ۳ والقول له بیمینه فی عدم النیة ویکفی تحلیفھاله فی منزله فان ابی رفعتة للحاکم فان نکل فرق بینھما مجتبی۔ اور جب شوہر قسم اٹھالے کہ میری نیت تین طلاق کی نہ تھی تب وہ طلاق رجعی ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب طلاق کے گواہان موجود ہوں تو دوسرا نکاح درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شیر محمد ولد ننھے خان قوم جوئیہ ساکن ملتان کا نکاح و سرمیل بہمراہ مسماۃ سلامن دختر مولوی جان محمد صاحب ذات ارائیں سکنہ موضع مبارک پور تحصیل و ضلع ملتان ہوا اور شیر محمد کے نطفہ و مسماۃ سلامن کے بطن سے چھ بچے بقید حیات موجود ہیں شیر محمد مذکور عیبی شخص ہونے کی وجہ سے بیوی اور بچوں کے اخراجات برداشت نہ کرنے پر مسمات سلامن عرصہ پانچ سال اپنے غریب والدین کے پاس مقیم رہی اور آخر تنگ آکر شیر محمد مذکور

سے خرچہ طلب کیا جس پر پانچ اشخاص کے روبرو شیر محمد نے سلامن کو زبانی سہ بار طلاق دیدی اور کہا کہ میرے اوپر حرام ہے اس کے تقریباً چھ ماہ بعد سلامن کے والد نے غریبی کے تحت اس کا عقد ثانی کر دیا جبکہ مسماۃ سلامن عقد ثانی میں دو بچوں کی ماں بن چکی ہے شیر محمد مذکور اس طلاق سے منحرف ہوگیا ہے اندریں حالات مفصل جواب فتوی سے مستفید فرمادیں کہ شیر محمد کا اس عورت پر حق بنتا ہے؟ حالانکہ طلاق شرعی ہو چکی ہے واضح رہے کہ قانونی تحریری طلاق بوجہ غربت کے تکمیل نہیں پائی۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال جبکہ اس شخص نے گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے دی ہے اور دوسری جگہ نکاح کر لیا ہے اب اس شخص کے گواہوں کی موجودگی میں طلاق دینے سے انحراف کا شرعاً اعتبار نہیں دوسری جگہ نکاح جو کیا گیا ہے وہ صحیح ہے۔فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

اگر عورت طلاق کا دعوی کرے اور شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

بیان دیتی ہوں کہ میرے خاوند نے مجھے ایک طلاق دی تھی کہا کہ جا تجھے طلاق دی ہے پس میں اس کے گھر سے چلی گئی کافی عرصہ دو تین برس تک اس کے گھر آباد نہیں ہوئی پھر لاعلمی کی وجہ سے خاوند کے گھر چلی گئی ہوں پھر تین چار ماہ اس کے ساتھ آباد رہی ہوں اب خاوند نے مجھے کہا ہے تو نے مجھ سے خرچہ مانگا تو دوبارہ طلاق دیدونگا پس آپ فتوی تحریر فرمادیں کہ میں خاوند کے ساتھ آباد ہو سکتی ہوں یا کہ نہیں؟

نوٹ: میرے پاس اس طلاق وغیرہ کے گواہ نہیں۔

بیان حلفیہ خاوند کہ میں نے اپنی بیوی مذکورہ کو آج تک کوئی طلاق نہیں دی ہے یہ یونہی گھریلو تنازعہ کے مدنظر روٹھ کر اپنے میکے چلی گئی اس عورت کی شروع ہی سے فطرت بھی ایسی ہی رہی ہے کہ جب بھی گھر میں اونچی نیچی بات ہوئی ہے تو یہ عورت چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھوڑ کر چلی جاتی ہے جب سے میرے گھر میں آئی ہے اس نے شروع ہی سے عادت یہی بنا رکھی ہے اس مذکورہ بالا جھگڑہ سے پہلے بھی کئی بار کافی کافی عرصہ تک یہ روٹھ کر جانے کا رویہ اختیار کر چکی ہے اس معاملہ کو سارے گاؤں والے رشتہ دار جانتے ہیں اور وہ رشتہ دار اس سے پہلے بھی کئی بار

ہماری صلح کروا چکے ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ اس کا کوئی سرپرست نہیں ہے اگر کوئی ٹوٹا پھوٹا ہے تو یہ ان کو سرپرست بناتی ہی نہیں یہ خود مختار ہے جب تک اس کو اچھا کھلاتا رہوں اور اچھا پہناتا رہوں تو یہ گھر میں آباد رہتی ہے اور اگر ذرہ بھر بھی تنگی ترشی آجائے تو یہ روٹھ کر چلی جاتی ہے اور معصوم بچے جن کی تعداد پانچ ہے تین لڑکیاں ہیں اور دو لڑکے ہیں جن میں سے ایک معصوم بچہ دودھ پر ہے یہ تمام بچوں کو میرے پاس چھوڑ کر مجھے تنگ کرنے کے لیے چلی جاتی ہے بلکہ چلی نہیں جاتی مجھے اور میرے معصوم بچوں کو گھر سے نکال دیتی ہے کیونکہ جس مکان میں ہم رہتے ہیں یہ مکان میرا تھا اور میں نے اس عورت کو حق مہر میں دیدیا تھا اب جب بھی یہ جھگڑا کرتی ہے تو اس مکان کو تالہ لگا دیتی ہے اور ہمیں نکال دیتی ہے ساری بستی والے اس کو بار بار سمجھا چکے ہیں لیکن یہ کسی کا کہنا نہیں مانتی اب جو اتنا عرصہ تک اس نے جھگڑا کیا اور مکان کو تالہ لگا کر ہمیں نکال دیا تو اس پر ساری بستی والے اور سارے رشتہ دار عورت اور مرد و بزرگ تک اس کی منتیں کرتے رہے کہ تو صلح کر لے لیکن اس بدفطرت عورت نے کسی کی بھی نہ مانی پھر جب اس کی مرضی آئی تو اس نے کسی سے پوچھا بھی نہیں اور یونہی میرے ساتھ صلح کر لی یہ تو اب تھوڑے ہی دنوں کا واقعہ ہے کہ بغیر خرچ دیے دین سیکھنے کے لیے رائے ونڈ چلا گیا وہاں پہنچتے ہی میں نے خرچ کا بندوبست بھی کر بھیجا اب میں صرف پندرہ بیس روز کے بعد رائیونڈ سے گھر واپس آیا ہوں تو آکر دیکھا کہ میرے گھر کو تالا لگا ہوا تھا اور وہ اپنی بدفطرت عادت کے مطابق روٹھی ہوئی تھی میں نے رشتہ داروں کو ساتھ لے کر اس کو صلح کے لیے کہلوایا اور سابقہ خرچ وغیرہ بھی دیا گیا لیکن اس نے کسی کی نہ مانی اور میرے معصوم بچے بھی تنگ ہوئے جب رشتہ داروں نے اس کو شرمندہ و تنگ کیا تو اب اس کو اور کوئی رستہ نہ ملا کہ ان کو کوئی صحیح جواب دے پس اب اس نے رشتہ داروں کو یہ جواب دیا ہے کہ جب تک یہ خاوند فتوی لے کر مجھے نہیں دکھائے گا میں صلح نہیں کروں گا پس چونکہ تمام رشتہ دار تو اس معاملہ کو بخوبی جانتے ہیں اور کئی بار صلح بھی کرا چکے ہیں اس کو بار بار سب نے بلکہ وہاں کے عالم دین نے بھی اس کو مسئلہ بتایا کہ اگر عورت کے پاس طلاق کے گواہ نہ ہوں اور اس کا خاوند بھی شرعی قسم اٹھا دے تو عورت کو طلاق نہیں ہوتی ہے عورت اپنے خاوند کے ساتھ آباد ہو سکتی ہے لیکن یہ مسئلہ سن کر بھی عورت مذکورہ اپنی ضد پر ڈٹی ہوئی ہے اور کہا کہ مجھے یہ فتوی لکھوا کر دو پھر میں مکان کا تالا کھولونگی اور خاوند کے ساتھ آباد ہونگی پس محترم مولانا مفتی صاحب آپ میرے مذکورہ بیانات کو مدنظر رکھ کر فتوی قرآن وحدیث کی رو سے تحریر فرما دیں کیونکہ اس وقت اپنے معصوم بچوں کے ساتھ مسجد کے حجرہ میں رہائش پذیر ہوں اور اپنے بچوں کی روٹی بھی خود پکا رہا ہوں، میں شرعی قسم اٹھانے کے لیے تیار ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو آج تک کوئی طلاق نہیں دی ہے یہ جھوٹی عورت یونہی مجھے پریشان کرتی رہتی ہے۔

﴿ج﴾

اگر طلاق کے گواہ نہیں ہیں اور خاوند منکر طلاق ہے تو فتوی کے رو سے ثبوت طلاق نہیں ہوگا اور عورت اس کی منکوحہ شمار ہوگی لیکن اگر خاوند نے طلاق دیدی ہو تو عند اللہ پھر حلت نہیں ہوگی نیز عورت کا دعوی ہے کہ مجھے طلاق ملی ہے تو بنابریں ثبوت نہ ہونے کے باوجود بھی اگر عورت اپنے دعوی میں سچی ہے تو اس کے لیے اپنے نفس پر خاوند کو قدرت دینا جائز نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کیا جائے اس لیے کہ ایک طلاق کا دعوی ہے جس میں بتراضی طرفین نکاح جدید جائز ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ شوال ۱۳۸۹ھ

طلاق کے ثبوت کے لیے اقرار یا گواہی کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بنام مریم آج سے کافی مدت سے پہلے اپنے خاوند کے گھر بستی رہی بعض اوقات کسی بات پر کبھی کبھی معمولی سی چپقلش بھی ہو جاتی آج ڈھائی مہینے کی بات ہے کہ مسمی مریم کا بھائی اسے خاوند کے گھر سے اپنے گھر لے آیا اور وہیں بٹھا دیا جب اس کا خاوند اسے لینے آیا تو اس کے بھائی نے کہا کہ تم میری بہن کو مارتے پیٹتے ہو جس وجہ سے میں فی الحال تمھارے ساتھ نہیں بھیجتا (ناراضگی ظاہر کی) اس جواب پر وہ واپس چلا آیا چنانچہ کچھ دنوں بعد مسمات مریم کا بھائی چند جھوٹے گواہ بنا کر مسماۃ مریم کے خاوند کی غیر موجودگی اور لاعلمی میں اپنے علاقہ کے مولانا کے پاس لے گیا اور انھوں نے مولانا کو یہ بیان دیا کہ مسماۃ مریم کے خاوند نے ہمیں آج سے کچھ مدت پہلے کہا تھا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور اب میں نے بغیر طلاق کے ہی اپنے گھر میں رکھی ہے چنانچہ گواہان کے اتنے بیانوں پر مولانا نے طلاق کے واقع ہو جانے کا فتوی جاری کر دیا جب مسماۃ مریم کے خاوند کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے کہا کہ میں نے آج تک اسے طلاق دی ہے اور نہ ہی طلاق کے متعلق سوچا ہے اس پر فتوی صادر فرمایا جاوے کہ آیا یہ درست ہے؟

﴿ج﴾

مقامی طور پر معتمد علیہ دو دیندار علماء کے سامنے تحقیق کی جاوے ثالث فریقین کے بیانات لے لیں اگر معتمد علیہ ثالث کے سامنے گواہ شرعاً معتبر قرار پائے اور ثالث نے گواہوں کو درست تسلیم کر لیا تو طلاق کا ثبوت ہو جاوے گا اور

جتنی طلاقوں کی گواہی دیں وہی ثابت ہو جاوینگی اور اگر گواہ شرعاً معتبر نہ سمجھے جاویں اور ثالث اس کو درست تسلیم نہ کریں تو طلاق کا ثبوت نہ ہو سکے گا اور شرعاً اس کی بیوی مطلقہ شمار نہ ہوگی بہرحال طلاق کے وقوع اور عدم وقوع کا دارومدار گواہوں کے شرعاً معتبر ہونے اور نہ ہونے پر ہے تحقیق کے بعد یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ رمضان ۱۳۹۱ھ

سوال مثل بالا

﴿س﴾

السلام علیکم گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل بیانوں کو ملاحظہ فرما کر تحریر فرمائیں کہ کیا طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں اگر واقع ہوتی ہے تو کونسی طلاق مغلظہ یا طلاق بائنہ براہِ کرم تفصیل سے بیان کریں اور خداوند کریم سے اجر پائیں۔
اشہد باللہ صحیح کہوں گا اس وقت دو پہر کو میرا اور میری بیوی کا گھریلو معاملات میں جھگڑا ہوا اور میں مارنے کے لیے تیار ہوا تو میری عورت مشرقی جانب سے گزر کر اپنے گھر کو چلی آئی اور موقع پر محمد امیر ولد سونا موجود تھا میں نے کوئی لفظ طلاق زبان سے نہیں نکالا اور موقع پر محمد خان بھی تھا اور محمد خان کہتا ہے کہ غلام علی نے عورت کو طلاق ثلاثہ دی اور محمد خان کہتا ہے بطور انکار نہ ہے نہ بطور تصدیق۔

بیان محمد خان اشہد باللہ جو کچھ کہونگا صحیح کہونگا غلام علی اور اس کی بیوی کا جھگڑا ہوا میں موقع پر موجود تھا غلام علی نے مارنے کے لیے سوٹا اٹھایا اور مارنے کے لیے جب چلا تو عورت ایک طرف ہو گئی اور پھر غصہ میں آکر کہا کہ میرے اوپر تین طلاق عورت حرام ہے۔

میاں محمد امیر ولد سونا اشہد باللہ سے کہتا ہوں غلام علی اور اس کی بیوی کا آپس میں جھگڑا ہوا غلام علی سخت غصہ میں آکر مارنے کو تیار ہوا لیکن مارا نہیں گالی گلوچ کافی نکالی مثلاً اس نے کہا کہ میں نے کافی سمجھایا مگر تو نے کچھ نہیں سمجھا میں تجھے فارغ کر دونگا چھوڑ دونگا تھوڑی دیر بعد میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے کیا کہا اس نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا میں نے فارغ کر دیا اب میرے مسئلہ کی نہیں ہے۔

بیان محمد حسین ولد مانڑاں اشہد باللہ سے کہتا ہوں میں غلام علی کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں صرف لذت کے لیے بات نہیں پوچھتا بلکہ سیدھی سیدھی بتا کیونکہ مجھے لوگوں کی باتوں نے افسوس میں ڈال دیا ہے اس نے کہا کہ میرا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا تو کافی غصہ میں تھا میں نے سوٹا اٹھایا مارنے کے لیے مگر وہ بھاگ پڑی میں نے اپنا غصہ مٹانے کے لیے کہا کہ میرے اوپر تین طلاق چھوڑی ہے بس اتنی بات تھی پھر میں نے کہا کہ تو نے اچھی بات نہیں کی۔

بیان حافظ فلک شیر اشہد باللہ غلام علی کے بھائی سونا نے مجھے کہا کہ غلام علی کے پاس چلا جا کہ کیا جھگڑا کیا چنانچہ میں غلام علی کے گھر آ کر بیٹھ گیا اور میں نے غلام علی سے کہا کہ میاں تم نے ایسا کام کیوں کیا غلام علی نے کہا کہ میں نے قصہ ختم کر دیا پھر میں نے کہا آپ کو ایسا کام نہیں کرنا چاہیے تھا میں نے اس کی زبان سے طلاق کا کوئی لفظ نہیں سنا اس بات کو محمد امیر ولد سونا بھی سن رہا تھا پھر میں نے کہا اگر میاں تم نے طلاق دے بھی دی تو تین ماہ تو اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے اس نے کہا مولوی صاحب جب میں نے قصہ ختم کر دیا اور وہ میرے سے فارغ ہے میں نے اسے فارغ کر دیا بس اس کے بعد میں اٹھ کر چلا آیا (شوہر اور بیوی دونوں تین طلاق بلکہ لفظ طلاق کے منکر ہیں) اب اس کا کیا حل ہے؟

﴿ج﴾

مقامی طور پر کسی معتمد علیہ دیندار عالم کو ثالث مقرر کیا جاوے شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کے ساتھ فریقین کے بیانات لیے جاویں اگر ثالث کے سامنے گواہ شرعاً معتبر قرار پائے اور ثالث نے گواہوں کو درست تسلیم کر لیا تو طلاق کا ثبوت ہو جائے گا اور اس کی بیوی مطلقہ شمار ہوگی اور اگر طلاق کا ثبوت نہ ہو سکا تو اس کی بیوی مطلقہ شمار نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ذی قعدہ ۱۳۹۱ھ

اگر خاوند انکاری ہو تو عورت کو شہادت پیش کرنا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ۔ بیان بیوی: کافی عرصہ کی بات ہے کہ مجھے خاوند نے کہا کہ اپنے بھائی کو گھر میں آنے جانے سے منع کر دو اور میرا ابھی ظاہر نہ کرنا ورنہ تم کو طلاق ہوگی لیکن میں نے بھائی کو بتلا دیا غالباً ایک برس کا واقعہ ہے کہ مجھے خاوند نے کہا کہ تم اپنی ہمشیر کے گھر نہ جایا کرو ورنہ تم کو طلاق ہوگی لیکن میں بدستور ہمشیر کے گھر جاتی رہی ہوں۔

تقریباً عرصہ قلیل دو اڑھائی ماہ کا واقعہ ہے کہ میں نے اپنے خاوند کو پانی لانے کے متعلق عرض گزاری لیکن انھوں نے غصہ میں آ کر فرمایا کہ جاؤ تجھے طلاق ہے میں پانی نہیں لاؤں گا۔

نوٹ: چونکہ ہمارا گھر بستی سے چھ میل باہر ہے اس لیے طلاقوں کے ملنے پر کوئی گواہ نہیں ہے۔

بیان خاوند: (۱) میں نے اپنی بیوی کے بھائی کو گھر آنے سے منع کیا تھا کیونکہ اس کا چال چلن ٹھیک نہیں تھا لیکن اس سلسلہ میں طلاق کا ذکر تک بھی نہیں کیا تھا۔

(۲) میں نے اپنی بیوی کو شروع ہی سے کہہ رکھا تھا کہ بہنوئی وغیرہ جب گھر میں موجود ہوں تو ان کے گھر مت

جایا کرو کیونکہ شرعی پردہ صرف منہ کا نہیں ہوتا بلکہ کسی غیر سے بولنا بھی شرعی پردہ کے خلاف ہے لیکن طلاق دینے کا الزام سراسر جھوٹ ہے۔

(۳) جب بیوی نے مجھے پانی لانے کا کہا تو بڑے گستاخانہ انداز میں کہا میں نے غصہ میں آ کر پانی کے مٹکے کو پھینک دیا اور باہر مسجد میں چلا آیا اور پانی نہ لایا لیکن یہاں تو طلاق دینے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی میں نے طلاق دی پس خاوند شرعی قسم اٹھانے کے لیے تیار ہے کہ طلاقیں نہیں دی گئی ہیں۔

﴿ج﴾

اگر بیوی دو معتبر گواہوں سے طلاق کا ثبوت پیش کر دے تو طلاق ہوگی اور اگر وہ طلاق کے لیے دو گواہ پیش نہ کر سکی تو خاوند کو قسم دی جائے گی اور اس نے حلف اٹھا لیا تو بھی طلاق شمار نہ ہوگی اور اگر قسم اٹھانے سے انکاری ہوا تو عورت کو طلاق ہوگی اور وہ اس پر حرام ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رجب ۱۳۸۷ھ

والد کی گواہی بیٹے کے حق میں صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد حیات ولد اصغر خان جو کہ ارکان خمسہ نماز، روزہ، حج زکوۃ و کلمہ طیبہ کے احکام سے ناواقف ہے اس نے ایک عورت مسماۃ امیراں کو اغواء کر لیا اور اس کو کہا کہ اگر میں تجھے واپس کر دوں گا تو میری بیوی طلاق لیکن بعد میں لوگوں کے مجبور کرنے پر مغویہ کو واپس کر دیا اور مغویہ اپنے خاوند کے پاس تقریباً سات ماہ رہی۔ بعد میں پھر محمد حیات کے پاس چلی آئی اب عرصہ تین سال سے وہ محمد حیات کے پاس ہے محمد حیات اس بات کا مدعی ہے کہ میں نے مغویہ کے خاوند سے طلاق حاصل کر لی ہے اور یہ طلاق میں نے عدالت سے حاصل کی ہے اور گواہ کے طور پر مغویہ کے والد اور ایک سپاہی کو پیش کرتا ہے جو کہ دونوں فاسق و فاجر ہیں۔ ان دو کے علاوہ اور کوئی بھی طلاق کا گواہ نہیں ہے اب محمد حیات کا دعوی ہے کہ میں نے بعد از طلاق اس سے نکاح کیا ہے حالانکہ مغویہ امیراں کا خاوند طلاق سے منکر ہے اور کہتا ہے کہ میں نے کبھی اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی محمد حیات نے نکاح کے جواز کے لیے مولوی محمد احسن پیالانوالہ سے فتوی بھی حاصل کیا ہے اب اس کے متعلق شرعی کیا حکم ہے کہ آیا محمد حیات کا

دعوی شرعاً معتبر ہے جبکہ خاوند بار بار انکار کر رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی اور سوائے ان دو شخصوں کے کوئی بھی اس کا گواہ نہیں ہے اور باقی سب لوگ اس کے منکر ہیں کوئی بھی محمد حیات کا حامی نہیں اور کہتے ہیں طلاق نہیں لی گئی۔

(۲) کیا محمد حیات کی بیوی غلام جنت جس کو اس واقعہ کے بعد اس نے اس کے میکے بھیج دیا ہے عرصہ تین سال سے اپنے والدین کے پاس رہ رہی ہے کیا وہ اپنے خاوند سے اس مدت کے نان ونفقہ کی حقدار ہے یا نہیں نیز محمد حیات کی سابقہ طلاق معلق کے بارے میں کیا حکم ہے کیا غلام جنت کو طلاق واقع ہوئی یا نہ اگر ہوئی تو کس قسم کی آپ واضح فرما دیں کہ ایسے فاسق وفاجر آدمی کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ ایسے گواہوں کی گواہی سے طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ نیز والد کی گواہی لڑکی کے حق میں قبول نہیں اور محمد حیات کا دعوی حصول طلاق بظاہر قابل قبول نہیں اگر مغوی نے خط کشیدہ الفاظ کہے تھے تو شرط پائے جانے کی صورت میں مغوی کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی برتقدیر صحت واقعہ اگر یہ شخص فہمائش کے باوجود اس جرم سے باز نہ آئے اور مغویہ کو الگ نہ کرے تو اہل اسلام اس سے تعلق نہ رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ عبدالستار نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
۲۷ شوال ۱۳۹۰ھ

عورت کے دعویٰ پر دو ایسے گواہ ہوں جو شرعاً معتبر ہوں تو طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی زوجہ مسماۃ خدیجہ کو صابن لے کر دیا اور اپنے گھر کے مکمل کپڑے دھونے کو کہا مگر زوجہ خود نے میرے کپڑوں کے علاوہ باقی گھر کے کپڑے دھوئے اس پر مجھے کافی رنج ہوا۔ لیکن اس غصہ کا اظہار سائل نے بالکل نہ کیا اور اپنے کپڑے اپنی والدہ سے دھلوائے میری شادی وٹہ سٹہ پر ہوئی تھی زوجہ سائل نے میرے چہرے سے یہ اندازہ کیا میں اس سے کچھ ناراض ہوں اس پر اس نے مجھے ناراضگی کی وجہ پوچھی سائل نے اس کا جواب نفی میں دیا اس پر زوجہ سائل نے کہا اگر آپ نے مجھ میں کوئی بھی غلط فعل یا کوتاہی پائی ہے تو مجھے طلاق دے کر آزاد کر دو اس پر سائل نے کہا میں ہرگز تم کو طلاق دینے پر رضامند نہیں اگر تم طلاق حاصل کرنے کی خواہاں ہو تو والد خود کو میرے پاس لے آؤ اور اپنے ماموں کو بھی میرے پاس لے آؤ طلاق دو اور طلاق لو۔ اس پر وہ خاموش ہوگئی بعد ازاں سائل نے زیورات عورت خود سے حاصل کرنے کو کہا سائل کو رقم درکار ہے اس لیے زیورات کہیں رہن کر کے رقم نکلوا سکوں اس پر شاید اس کو دل میں سخت صدمہ ہوا اس نے اب یہ افواہ مشہور کر دی ہے کہ خاوند

نے یعنی سائل نے اس کو طلاق دیدی ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتی رہی ہے کہ دو مرتبہ تو اس نے خاوند کے منہ سے سنی ہے اور تیسری بار کا علم نہیں ہے اس نے اپنے گواہان ایک نابالغ لڑکی اور ایک بالغ لڑکی بتائی ہوئی ہے ان میں سے بالغ لڑکی اس بیان زوجہ سائل سے منحرف ہے۔

نوٹ: افواہ طلاق مشہور کرنے سے قبل اور ناچاقی کے بعد عرصہ پندرہ دن زوجہ سائل کے گھر خوش وخرم رہی۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر عورت کے دعوی کے دو ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں گواہی دیدیں تو طلاق ثابت ہو جائے گی سوال میں جن دو گواہوں کا ذکر ہے ایک نابالغ لڑکی اور ایک بالغ لڑکی ان کی شہادت سے شرعاً ثبوت نہیں ہو سکتا لیکن اگر عورت کے پاس گواہ نہیں اور خاوند نے واقع میں طلاق نہیں دی ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو محض عورت کے دعوی کرنے سے وقوع طلاق کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ عورت مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ

اثبات طلاق کے لیے حجت تامہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومشائخ اسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص حامد فوت ہو گیا ہے اب اس کی بیوی نے جائیداد میں وراثت کا دعوی کیا ہے مگر اس آدمی مرحوم کے ورثاء نے عدالت میں طلاق نامہ پیش کر دیا ہے کہ اس مرحوم نے اپنی زندگی میں اس عورت کو طلاق دی تھی مگر بیوی انکاری ہے چنانچہ اب ان کے پیش کردہ طلاق نامے میں گواہ نہیں لکھے گئے ہیں اور یہ معلوم بھی نہیں کہ یہ تحریر خود اس مرحوم کی ہے یا ورثاء نے جعلی طلاق نامہ بنایا ہے۔

﴿ج﴾

اثبات طلاق کے لیے حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے ایک کی شہادت کافی نہیں۔

قال فی التنویر و لغیرها من الحقوق سواء کان مالا او غیره کنکاح و طلاق و وکالة و وصیة و استهلال صبی ولو للارث رجلان او رجل و امراتان (الدرالمختار ص ۴۶۵ ج ۵)

بنابریں صورت مسئولہ میں اگر دو ثقہ گواہ یہ شہادت دیں کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی یا اس نے

ہمارے سامنے طلاق نامہ لکھا تھا تو پھر طلاق کا ثبوت ہوگا ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

تعداد طلاق یاد نہ ہو تو بیوی کا قول معتبر رہے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی والدہ اور ہمشیر کے بہکانے پر سخت غصہ ہوا اور اس غصہ کی حالت میں گھر گیا اور بیوی سے کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ یہ صحیح یاد نہیں کہ یہ جملہ اس نے کتنی دفعہ کہا۔ اس وقت اس کی بیوی کے علاوہ اور کوئی گھر میں نہیں تھا۔ اس کی بیوی کہتی ہے۔ اس نے یہ جملہ تین مرتبہ کہا تو اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوگی۔

﴿ج﴾

طلاق واقع ہوگئی ہے۔ شخص مذکور دوبارہ عورت مذکورہ کو بدون حلالہ اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کا عدد یاد نہیں، کے بارے میں حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں جب اپنے گھر گیا تو دیکھا کہ میری عورت دوسری عورتوں سے لڑ رہی ہے۔ میں نے اس کو لڑنے سے منع کیا مگر وہ نہ مانی۔ بلکہ ڈنڈا اٹھا کر مجھ پر حملہ کرنے لگی۔ مجھے سخت غصہ آیا۔ اپنی بیوی کو مارا اور غصے میں طلاق طلاق کے الفاظ زبان سے نکل گئے یہ معلوم نہیں کہ کتنی بار نکلے۔ لڑائی کے بعد جب ہوش آیا تو میں نے سمجھا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ ایک گھنٹہ بعد ہماری صلح ہوگئی اور ہم ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ سال ڈیڑھ سال کے بعد میں نے دوسری شادی کر لی۔ جس پر پہلی بیوی دوسری بیوی کو گھر سے نکالنے لگی اور مجھے غصہ آیا اور کہا بیوی کو کہا کہ تم میرے لیے حرام ہو اور دوسری بیوی حلال ہے اور تو میری بہن لگتی ہو۔ تو کیا اس صورت میں طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

پہلی بیوی آپ پر حرام ہو چکی ہے۔ اسے فوراً اپنے گھر سے علیحدہ کرو اور توبہ استغفار کرو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شرعاً طلاق کا حق زوج کو حاصل ہوتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ جنت بی بی دختر غلام محمد ارائیں کو غصہ کی حالت میں بذریعہ یونین کونسل متعلقہ صرف ایک ہی طلاق کا نوٹس دیا تھا اس کے بعد زبانی یا تحریری کسی قسم کی کوئی طلاق وغیرہ نہیں دی تھی بلکہ یونین کونسل مذکور کو اور اپنی بیوی کو مطلع کر دیا تھا کہ تم میری بیوی ہو اور میں طلاق دینا نہیں چاہتا ہوں یہ کہ میں بدستور تمہارا خاوند ہوں اور نوٹس واپس لیتا ہوں مگر یونین کونسل نے عرصہ نوے دن گزرنے کے بعد طلاق موثر کر دی نہ بندہ یونین کونسل میرے پاس آیا نہ میری بیوی اور نہ ہی فریقین کی طرف سے کوئی ثالث یا وکیل۔

(۱)..... کیا یونین کونسل کو میری بیوی کو طلاق دینے کا حق ہے؟

(۲)..... کیا میری عدم موجودگی میں طلاق ہو سکتی ہے؟

(۳)..... کیا اب میری بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے جبکہ عدت کے اندر بندہ نے اپنی مذکورہ بیوی سے رجوع کر لیا تھا اور پھر کبھی زبانی یا تحریری کوئی طلاق نہ دی تھی۔

محمد رفیق ولد مہر الدین ارائیں تھانہ میاں چنوں ضلع ملتان

﴿ج﴾

(۱،۲)..... واضح رہے کہ طلاق کا حق شرعاً صرف زوج کو حاصل ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے یا زوج اگر کسی کو طلاق کے وقوع کے لیے وکیل بنا دے تو اس کا طلاق دینا بھی شرعاً معتبر ہوتا ہے زوج کے علاوہ کسی اور کے طلاق دینے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ طلاق صرف زوج کا حق ہے۔

(کما فی الهدایه ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغا (هدایه مع الفتح ص ۳۴۳ ج ۳ مطبوعه مکتبه رشیدیه کوئٹه) وفی شرح التنویر واهله زوج عاقل بالغ مستیقظ وفی الشامیة (قوله واهله زوج عاقل الخ) احترز بالزوج عن سید العبد ووالد الصغیر الخ ص ۲۳۰ ج ۳)

بنابریں یونین کونسل کو کسی کی بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل نہیں۔

(۳)..... اگر واقعی آپ نے عدت شرعیہ تین ماہواری گزرنے سے پہلے قولاً یا فعلاً اپنی بیوی کی طرف رجوع کر

لیا ہے تو رجوع صحیح ہے اور مسماۃ جنت بی بی حسب سابق آپ کی زوجہ ہے اور دوسری جگہ وہ نکاح نہیں کر سکتی نیز اگر واقعی آپ نے رجوع کر لیا تھا تو پھر طلاق ختم ہوگئی تھی تو نوے دن گزرنے کے بعد طلاق کے موثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

شرعاً یونین کونسل طلاق کی مجاز نہیں بلکہ خاوند ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ نذیر بیگم دختر کریم بخش قوم شادی خیل سکنہ اندرون پاک گیٹ ملتان شہر کی ہوں میرا نکاح عرصہ اٹھارہ سال پہلے مسمی محمد اقبال ولد محمد رمضان قوم بھٹی پیشہ درزی سکنہ ملتان سے ہوا تھا مگر گھریلو جھگڑے اور نا چاقی کی صورت میں مسمی مذکور نے عرصہ تقریباً دس گیارہ ماہ قبل تین بار طلاق کا لفظ کہہ کر طلاق دیدی تھی اور اس طرح ہمارے جنسی تعلقات عرصہ دس گیارہ ماہ سے بالکل ختم ہو گئے اور باہمی میل ملاپ بند تھا۔ بعد ازیں مسمی مذکور محمد اقبال ولد محمد رمضان نے بمقام کچہری ملتان میں منظور شدہ عرضی نویس اور معتبر گواہان کے روبرو مبلغ دس روپے کے اسٹامپ پر تحریراً اور قانوناً باضابطہ طور پر مجھے طلاق نامہ لکھ کر دے دیا ہے اس طلاق کے عوض مسمی مذکور نے میری اپنی میکی جدی جائیداد والدین کی ملکیت رہائشی مکان و دکان بچوں یعنی دولڑکوں کے نام تملیک کے بدلے مسمی مذکور نے مجھے طلاق دی ہے۔ میں بے سہارا ہوں والد اور والدہ فوت ہو چکے ہیں طلاق نامہ کی ایک نقل اور ایک درخواست طلاق دینے والے کو محلّہ کی یونین کمیٹی میں برائے اطلاع دینی پڑتی ہے تو مسمی مذکور محمد اقبال نے نقل واطلاع مورخہ 08 کو دفتر یونین کمیٹی نمبر ۲۳ میں جا کر دی جبکہ اصل میں طلاق تحریراً مورخہ 67-6-05ء کو بوقت نو بجے صبح کچہری ملتان میں دیدی تھی طلاق نامہ میرے پاس موجود ہے۔ اس عرصہ کو بارہ ماہ گزر گئے ہیں مگر اب جب میں نے نکاح ثانی کیلیے یونین کمیٹی نمبر ۲۳ مذکور سے رجوع کیا تو جواب ملا کہ طلاق دہندہ یعنی محمد اقبال نے کمیٹی کو مورخہ 26 کو مطلع کیا تھا اس لیے تاریخ عدت اسی تاریخ سے شروع ہوگی تو شرع محمدی کے تحت دین اسلام کی پابندی کو لازم سمجھتے ہوئے درخواست لکھ رہی ہوں کہ میں بے سہارا ہوں میری تمام جائیداد چھین چکی ہے میرا ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً نو چار سال ہے وہ میرے ساتھ ہے اور اس معصوم کا بوجھ بھی مجھ پر ہے مہنگائی کا زمانہ ہے اس کے علاوہ مجھے میری عزت کا پاس بھی نہیں زمانہ اور ہوس پرست لوگوں کی وحشی نظریں بھی میرے تعاقب میں ہیں اس صورت میں نکاح ثانی کی چاہتی ہوں اجازت بروئے شرع محمدی فتویٰ دیا جائے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... شرعاً طلاق کا وقوع یونین کونسل کو اطلاع دینے کی تاریخ سے یا ثالثی کونسل کی اجازت سے نہیں ہوتا بلکہ طلاق کے الفاظ زبان سے نکالتے ہی شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اور اسی تاریخ سے عدت شروع ہو جاتی ہے اسی طرح طلاق نامہ کی تحریر کی تاریخ سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اسی وقت سے عدت شروع ہو جاتی ہے عدت شرعیہ غیر حاملہ عورت کے لیے طلاق کی صورت میں مکمل تین ماہواریاں ہیں۔ صورت مسئولہ میں زبانی طلاق دینے کی تاریخ سے اگر اس عورت کو مکمل تین ماہواریاں آ گئی ہیں تو وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اس کو نکاح سے روکنا شرعاً گناہ ہے۔

قال تعالی واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلو هن ان ينكحن ازواجهن اذا تراضوا بينهم بالمعروف (البقرة آیت ۲۳۲)

وقال تعالی والمطلقت يتربصن بانفسهن ثلا ثة قروء (البقره الآية ۲۲۸) وفي الحديث ثلاث جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والعتاق او كما قال o فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب کمشنر کو صلح کے لیے ثالث بنایا گیا تو وہ طلاق دینے کا مجاز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی سلطان محمود کا اپنی زوجہ سے اختلاف ہوا زوجہ مرد کے گھر کو چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر چلی گئی اور وہاں رہائش اختیار کر لی زوجہ نے مرد کو طلاق دینے کے لیے کہا لیکن مرد نے طلاق دینے سے انکار کیا بالآخر زوجہ والوں کا خیال تھا کہ مزد ہمارے گھر رہائش کرے لیکن مرد نے اس سے انکار کیا زوجہ والوں نے طلاق لینے پر اصرار کیا مرد نے طلاق سے انکار کیا۔ زوجہ والوں نے کمشنر صاحب کے پاس رپورٹ درج کروائی اور کمشنر صاحب نے فریقین کو بلایا اور کہا کہ میں تمہارے درمیان صلح کرا دونگا فریقین یعنی زوج اور زوجہ سے دستخط لیے دوبارہ کمشنر صاحب نے صلح اس طرح کی کہ شوہر کو کہا زوجہ کو طلاق دے دے اور زوج نے پھر بھی انکار کیا لیکن کمشنر صاحب نے فرمایا کہ اگر طلاق آپ نہ بھی دیں تو [illegible] واقع ہوگئی ہے کیونکہ میں نے طلاقیں ڈال دی ہیں۔ نوٹ از روئے شرع محمدی یہ طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

کمشنر صاحب یا کوئی دوسرا آدمی کسی دوسرے شخص کی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار شرعاً نہیں رکھتا۔ کمشنر کو صلح کرانے کا ثالث بنایا تھا۔ طلاق دینا زوجین کے درمیان صلح نہیں ہے اور نہ صلح نامہ کی تحریر میں طلاق کا اختیار تفویض ہو جاتا ہے۔ لہذا طلاق واقع نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

مکرہ (مجبور کیے ہوئے شخص) کی طلاق کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی عبدالعزیز نے اپنی بیٹی مسماۃ بشیراں کا نکاح کر دیا تھا جبکہ یہ مذکورہ لڑکی ایک سال کی تھی مسمی کریم بخش ولد سجاول کے ساتھ کیا تھا اس وقت مسمی کریم بخش کی عمر پچاس سال کی تھی اب اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہے برادری والوں نے ان سے یہ تقاضا کیا کہ یہ لڑکی مذکورہ ابھی بلوغت کو پہنچی ہے یہ تیرا جوڑ نہیں ہے لہٰذا کرم نوازی فرما کر اس کو طلاق دے اور اس کے وٹے میں جو تیرا مطالبہ ہے وہ ہم تیرے مطالبہ کو پورا کریں گے لیکن عرصہ پانچ سال تک یہ جھگڑا چلتا رہا لیکن کسی بات پر بھی آمادہ نہیں ہوا چنانچہ مسمی عبدالعزیز نے تنگ آ کر یہ طریقہ اختیار کیا کہ کسی بہانے سے مسمی کریم بخش اپنے داماد کو بلوا کر ایک نہر کے کنارے لے گیا میری لڑکی بصراں کو تو طلاق دے اس نے انکار کر دیا اس نے اپنی جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر کہا یہ چاقو دیکھا ہے یہ تیری خاطر لیا ہے میں تجھے قتل کر کے نہر میں ڈال دوں گا مسمی کریم بخش نے فوراً پاؤں پکڑ لیے کہ مجھے قتل نہ کر میں نے تیری بیٹی مسماۃ بصراں کو طلاق دی اور میرے نفس پر ہمیشہ حرام اور میری ماں اور بہن ہے یہ لفظ سو مرتبہ کہے اس وقت ایک آدمی گواہ امیر بخش موجود تھا اب یہ فرمائیں اس لڑکی بصراں کو شرعاً طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت بالا میں مسمی کریم بخش کی طلاق اس کی بیوی بصراں پر واقع و نافذ ہو جاتی ہے۔

شامی ص ۴۵۶ ج ۲ پر ہے (ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبد او مکرھا)

یعنی ہر بالغ عاقل خاوند کی طلاق واقع ہو جاتی ہے گو وہ غلام اور مکرہ اور جبر کیا ہوا ہی ہو۔ واللہ اعلم

محمد طاہر الرحیمی مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جان سے مار دینے کی دھمکی کے سبب طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین صورت مسئولہ میں کہ زید نامی ایک شخص جس کو اپنی جان کا اس قدر خطرہ ہو کہ اگر میں یہ فعل نہیں کرتا تو ضرور مجھے جان سے مار ڈالیں گے اس صورت میں اس سے اپنی بیوی کو باسہ طلاق سے تحریر کرا کر چھوڑا ہے تو کیا اکراہ کی صورت میں عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا نہیں جیسا کہ کتب احادیث باب الاکراہ موجود ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی زید سے زبردستی جبراً اکراہ کے ساتھ طلاق لکھوائی گئی ہے اور زید نے تحریری طلاق کے علاوہ زبان سے طلاق کا کسی قسم کا لفظ نہیں کہا تو صرف جبرادستی طلاقنامہ لکھوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(کما فی الشامیة فلو اکره علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة هنا کذا فی الخانیة الدر المختار ص ۲۳۶ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

زبردستی طلاق دلوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام باقر ولد اللہ بخش جس کی عمر پندرہ سال ہے اور اس کی منکوحہ غیر مدخولہ جس کا عقد صغرسنی میں ہوا تھا جو کہ والد نے کر دیا تھا آج اس کی بھی چودہ سال کی عمر ہے چونکہ غلام باقر کی ہمشیر کا عقد غلام باقر کے سسر کے بھائی کے ساتھ ہے جس کا نام ملازم حسین ہے ملازم حسین کی زوجہ اللہ بخش کی حقیقی بیٹی ہے بدقسمتی سے اس لڑکی کے شکم میں رسولی کی بیماری پیدا ہو گئی ہے جب ہم نے ان سے لڑکی کے علاج کے لیے گفتگو کی تو انھوں نے یہ شرط رکھی کہ جب تک مریضہ کا حقیقی بھائی غلام باقر ہماری لڑکی مسماۃ حاکم مائی عرف حا دختر عظیم کو طلاق دے ہم مریضہ کا علاج نہ کراتے ہیں اور نہ تمھیں دیتے ہیں چنانچہ ہم نے مصلحتاً ایسا کیا تاکہ لڑکی کا علاج کر سکیں مریضہ کو غلام باقر سے طلاق دلوائی اور غلام باقر انکار کرتا رہا اس کے بعد مریضہ کا آپریشن علاج کرایا پندرہ سیر کی رسولی نکلی اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں غلام باقر سے اگرچہ کسی مصلحت کی بناء پر جبراً طلاق دلوائی گئی لیکن طلاق واقع ہوگئی ہے اس لیے کہ مکرہ کی طلاق معتبر ہے۔

(کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا الخ)(الدر المختار ص ۲۳۵ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ

قتل ہونے کے خوف سے طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ چند آدمی محمد شیر کو ڈراتے اور دھمکاتے ہیں اور چاقو نکال کر قتل کا خوف دلاتے ہیں کہ اپنی منکوحہ کو تین طلاق دو ورنہ تیرا کام کرتے ہیں یعنی تجھے قتل کرتے ہیں تو محمد شیر اپنی جان کے خوف سے خوف و ہراس کی حالت میں تین بار نہیں بلکہ اس سے بھی زائد دفعہ اپنی منکوحہ کا نام لے کر طلاق کرتا ہے ہر بار تین طلاق کا لفظ استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے مسماۃ لالاں بنت محمد کو میں نے تین طلاقیں دی ہیں اس نے خوف کے مارے طلاق دی کیا جبری طلاق پڑ جاتی ہے یا کہ نہیں اگر طلاق پڑ جاتی ہے تو کونسی طلاق ہے کیا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

عند الحنفیہ طلاق مکرہ کی واقع ہوجاتی ہے۔

(قال علیہ الصلوٰۃ و السلام ثلاث جدھن جدو ھزلھن جد الطلاق و النکاح و العتاق (الحدیث) وفی الدر المختار ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل) ولو عبدا او مکرھا فان طلاقہ صحیح لا اقرارہ بالطلاق الخ ص ۲۳۵ ج ۳) پس اس سے معلوم ہوا کہ طلاق حالت اکراہ کے وقت ہوجاتی ہے پس صورت مسئولہ میں اگر فی الواقع تین بار یا زیادہ بار خاوند نے کہا کہ میں نے طلاق دی تو تین طلاق واقع ہوگئی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

جبراً طلاق دلوانے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کو مجبور کر کے ڈرایا اور دھمکایا اس نے اپنی بیوی کو زبانی ایک طلاق دی کیا واقع ہوگئی یا نہیں۔ واضح رہے کہ اس شخص کی بیوی غیر مدخولہ ہے اور ابھی تک ان کی آپس میں خلوت صحیحہ نہیں ہوئی۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ اگر اسی سے طلاق کے الفاظ کہلوائے جائیں تو شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

کما قال فی شرح التنویر (و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل) ولو عبدا او مکرھا فان طلاقہ (ای طلاق المکرہ) صحیح (الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۳۵ ج ۳)

پس صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی ایک طلاق سے بائنہ ہوچکی ہے اور چونکہ غیر مدخولہ ہے اس لیے عدت بھی واجب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ

مکرہ کی طلاق کا مفصل فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو کسی شخص نے طلاق کے متعلق مجبور کیا ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے ورنہ قتل کر دیا جائے گا اس شخص کے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس سے وہ مدد لے کر اس شخص ظالم کو دفع کر دے مثلاً جنگل میں ہے یا کوئی ویسے مکان میں ہے جو بند ہے کہ وہ شور کر کے دوسرے لوگوں کو بلا سکے ان سب چیزوں سے عاجز ہو کر وہ شخص اپنی جان بچانے کے لیے مجبور ہو کر طلاق دیدیتا ہے تو اس میں علماء فرماتے ہیں کہ اس کی بیوی کو طلاق ہوجاتی ہے بخلاف اس بات کے اگر کافر آدمی مسلمان کو اسی طرح مجبور کرتا ہے کہ اپنے دین اسلام سے باز آجاو ورنہ قتل کر دوں گا اس کے لیے کوئی بچاؤ کا راستہ نہیں کہ جس سے اپنی جان بچا سکے بالآخر وہ دین سے ظاہراً اس کے سامنے پھر جاتا ہے دل میں نہیں تو اس میں علماء فتویٰ دیتے ہیں وہ شخص کافر نہیں ہوتا ان دو مسئلوں میں کیا فرق ہے اور کیا دلیل ہے ان دونوں مسئلوں کی وضاحت کر کے مشکور فرمادیں؟

﴿ج﴾

اکراہ علی الکفر اور اکراہ علی ایقاع الطلاق o

میں مندرجہ ذیل کئی طریقوں سے عقلی اور نقلی فرق ہے طلاق مکرہ واقع اور کفر مکرہ جب اکراہ ملجئی ہو غیر معتبر ہے وہ بحالہ مسلمان شمار ہوگا جبکہ اس کا دل ایمان اور اسلام پر مطمئن ہو۔ دلائل مقامی علماء سے سمجھ لیے جائیں۔

دلائل عدم کفر مکرہ وقت الاطمینان

۱- قال الله تعالیٰ من کفر بالله من بعد ایمانه الامن اکره وقلبه مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدراً فعلیهم غضب د الله ولهم عذاب عظیم (النحل آیت ۱۰۶)

۲- روی ان عمار بن یاسر رضی الله عنهما اکرهه الکفار ورجع الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له ماوراء ک یا عمار فقال سریا رسول الله ما ترکوا فی ملت منک فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان عادوا فعله

۳- ایمان حقیقت میں دل کی تصدیق کا نام ہے اور کفر دل کی تکذیب کا اور یہ سب دل کا فعل اور عمل ہے۔ شریعت نے ظاہری احکام کے اجراء کے لیے تکلم لسانی کو دل کی تصدیق اور تکذیب کی دلیل ٹھہرادیا لیکن یہ عام حالت میں ہے۔ اکراہ کی صورت میں زبان کی دلالت کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا۔ لہٰذا اکراہ ملجی کی صورت میں جب کسی مسلمان کا دل ایمان اور تصدیق پر مطمئن ہو اس پر کفر کا حکم نہیں کیا جائے گا۔ صریح نصوص اس پر شاہد صادق ہیں۔

دلائل وقوع طلاق مکرہ

۱- عام نصوص موجود ہیں جس میں وقوع طلاق کے لیے رضا کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ قال تبارک وتعالیٰ فطلقوهن لعدتهن الایه وقال النبی صلی الله علیه وسلم کل طلاق جائز الا طلاق الصبی والمعتوه (من غیر تقیید)

۲- وروی ثلاث جدهن جدو هزلهن جد و فیه ذکر الطلاق (من غیر اشتراط القصد)

۳- وروی ایضاً ان صفوان الطائی کان نائما مع امرأته واخذت المرأة سکیناً

وجلست علی صدره وقالت لا ذبحنک او طلقنی فنا شدها بالله راب فطلقها ثلاثاً فبلغ ذالک الی النبی صلی الله علیه وسلم. فقال لا اقالة فی الطلاق (رواه فی تکملة)

۴- برخلاف طلاق کے کہ اس میں شریعت نے دل کے ارادے اور عقیدے کا اعتبار نہیں کیا ہے۔ اگر ایک شخص اپنے دل کے ارادوں سے اپنی بیوی پر طلاق واقع کرے طلاق واقع ہرگز نہیں ہوتی۔ شریعت نے طلاق کے وقوع کے لیے الفاظ کو رکن کی حیثیت دی ہے۔ حتیٰ کہ فقہاء کا مشہور اصول ہے۔ الصریح لایحتاج الی نیة

وغیر ذالک من الفروق لکن لطالب الحق فیه کفایة۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

پولیس کی سختی سے میں نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق دی

﴿س﴾

ایک دفعہ عورت کسی جگہ چلی گئی اور واپس لے آئے اور وہ تنگ کرتی رہی اور تنگ ایسا کیا کہ کنویں میں چھلانگ لگائی اور میرے بارے میں کہا کہ اس نے مجھے دھکا دیا ہے اور پھر پولیس لے گئی اور اس نے میرے خلاف پرچہ دلوایا اور مجھے بہت تکلیف دلوائی اور میں نے اس عورت فاطمہ کو تنگ آ کر طلاق دی، طلاق دی طلاق دی اور میں نے اس کو تین دفعہ طلاق دی اور میں گھر سے نکل گیا دو سال تک گھر میں نہیں آیا اور جب آیا میں نے اپنے والد کو کہا کہ اس کو گھر سے نکال دو۔ تب میں گھر رہوں گا ورنہ میں نہیں رہوں گا۔ عرصہ ڈیڑھ سال ہو چکا ہے از روئے شریعت مسئلہ واضح فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ اس سابقہ خاوند کے ساتھ بغیر حلالہ دوبارہ قطعاً نکاح جائز نہیں۔ لقوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الأیه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وقوع طلاق کے لیے اضافت لفظی یا معنوی ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ دو آدمی زید اور بکر اکٹھے بیٹھے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کررہے ہیں مذاق کے دوران زید بکر سے کہتا ہے کہ تم فلاں کام کو چھوڑ دو اس کام کو میں لے لوں گا بکر کہتا ہے اگر تم نے نہ لیا تو طلاق، زید نے یہ کلمہ نہیں کہا دونوں کا اصل مقصود یہ نہیں ہے کہ طلاق ہو صرف مذاق میں یہ لفظ بلا اختیار بکر کے منہ سے نکل جاتا ہے اب صرف وسواس شیطانی کی وجہ سے یہ لفظ ارقام کیا ہے۔ آپ توجہ فرما کر یہ مسئلہ جوابی لفافہ میں ارسال فرمادیں پوری احتیاط کے ساتھ کہ کفارہ یا کوئی کفارہ کالنعم البدل ہے؟ تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

وقوع طلاق کے لیے اضافت لفظی یا اضافت معنوی ضروری ہے صورت مسئولہ میں بکر نے جو کہا کہ اگر تم نے نہ لیا تو طلاق، اس میں بظاہر نہ اضافت لفظی ہے اور نہ اضافت معنوی ہے اس لیے مسئولہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ کسی قسم کا کوئی کفارہ لازم آتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

وقوع طلاق کے لیے اضافت معنویہ شرط ہے

﴿س﴾

السلام علیکم وعلی من لدیکم جواب وقوعہ بحوالہ نمبر ج ۱۴/۶۴۲۵ مورخہ ۹ رجب ۸۷ھ پہنچا جواب کی نسبت عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کا جواب بموجب جزئیات فقہاء جن کی نقل موضحات جواب میں تحریر ہیں مخالف منشاء فقہاء ہے یونہی 6425 کا جواب مقصود ہے میں چند امور کا جواب آنجناب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اولاً جزئی ان خرجت اولا تخرجی الا باذنی جس کا جواب لم یقع۔ اور سات طلاقیں چھوڑی جس کا جواب طلاق آپ کا ہے ان میں کیا فرق ہے۔ (دوم) اضافت بالخطاب یا اسم اشارہ یا اسمہا یا اسم منکوحہ معتبر ہے ان الفاظ میں آپ کے ثالث کرسکتے ہیں۔ (سوم) بزازیہ کا قول نعم یمکن حملہ الخ کو کس جزئی فقہاء سے غیر معتبر قرار دیتے ہو۔

چہارم: زید نے مصمم ارادہ اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کا کیا اور کہا انت طالق فی الفور مرگیا اس کے سینے پر

ہاتھ رکھا گیا اور بدیر اس نے ثلاثا کہا وقعت واحدۃ...... لان وقوع الطلاق با لتلفظ لا یقصدا اس کا کیا مطلب لیتے ہیں اور بغیر تلفظ اضافت محض نیت کو کس بناء پر لیتے ہیں۔

پنجم: جلد سوم کتاب الایمان باب الیمین فی الاکل وغیرہ میں جزئی موجود ہے کہ اگر متکلم کی کلام میں لفظ محتمل نیت وقصد نہ پایا جاوے تو اس کی نیت وقصد کا کوئی اعتبار نہیں تو بغیر لفظ محتمل کی نسبت کیسے معتبر تصور کرتے ہو محترم میں یہ تسلیم بھی نہیں کرتا کہ مفتی صاحب اجل محقق ومدقق ہو کر ان جزئیات فقہاء کو پس پشت ڈال کر وقوع طلاق کا حکم محض قیاس مع الفارق پر صادر کریں اگر طلاق علی غیر متقاضی ہے تو تین طلاق چھوڑی پاکستان میں بطریق اولی غیر متعارف ہے مانا کہ صریح میں نیت شرط نہیں مگر اضافت تو شرط ہے لہذا بنظر انصاف نظر ثانی فرما کر جواب مدلل تحریر فرمادیں جو محقق ومنصفانہ ثابت ہو نہ کہ معاندانہ۔ فقط

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم...... واضح رہے کہ وقوع طلاق کے لیے اضافت معنویہ شرط ہے اضافت لفظیہ اور اضافت صریح کی کوئی ضرورت نہیں اور اضافت معنویہ جیسا کہ خطاب نام اشارہ اور اضافت لفظیہ کی صورت میں موجود ہوتا ہے اسی طرح تعین عرفی بھی کافی ہوتا ہے۔

(کما فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۵۲ ج ۳ و من الالفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی، والحرام یلزمنی، و علی الطلاق، وعلی الحرام فیقع بلا نیة للعرف) اور اسی طرح اپنی زوجہ کی نیت کر لینے سے بھی اضافت معنویہ موجود ہو جائے۔ (کما فی الشامیة ص ۲۴۸ ج ۳ ویؤیده مافی البحر لو قال امرأة طالق اوقال طلقت امرأة ثلاثا و قال لم اعن امرأتی یصدق اھ و یفهم منه انه لو لم یقل ذلک تطلق امرأته لان العادة ان من له امرأة انما یحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها فقوله انی حلفت بالطلاق ینصرف الیها مالم یرد غیرها لانه یحتمله کلامه الخ)

نیز قرینہ مقالیہ اور حالیہ سے بھی طلاق کا تعین ہوسکتا ہے صورت مسئلہ میں ظاہر ہے کہ گاغوں کی اس بیوی مریم کا قصہ چل رہا تھا اور اسی کو ڈھیلا مارا تھا اور ساتھ یہ الفاظ کہے تھے کہ سات طلاقیں چھوڑ الہذا موقع پر موجود ہر شخص بلا تردد یہی سمجھے گا کہ وہ اسی بیوی کو ہی سات طلاقیں دے رہا ہے یہی مقام متفاھم اہل عرف ہے اور اسی پر قرائن موجود ہیں لہذا تین طلاقیں واقع شمار ہونگی اور بقایا چار لغو شمار ہونگی اور اس کے اس کہنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا کہ مجھے مریم کو طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا بلکہ سسرال کو دھمکی دینے کا تھا ہم اس کی تصدیق نہ کرینگے۔

۱...... باقی ان خرجت اولاتخرجی کی جزئی جو درمختار نے ذکر کی ہے اس پر علامہ شامی کی تحریر نظر عمیق کے ساتھ مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ تعالیٰ عقدہ حل ہوجائیگا۔

(کما یقول العلامة ابن عابدین و فی هذا الاخذ نظر فان مفهوم کلام البزازیة انه لواراد الحلف بطلاقها یقع...... علی انه فی القنیة قال عازیا الی البرهان صاحب المحیط رجل دعته جماعة الی شرب الخمر فقال انی حلفت بالطلاق انی لااشرب و کان کاذبا فیه ثم شرب طلقت و قال صاحب التحفة لا تطلق دیانة الخ وما فی التحفة لایخالف ما قبله لان المراد طلقت قضاء فقط لمامر من انه لو اخبر بالطلاق کاذبا لایقع دیانة بخلاف الهازل فهذا یدل علی وقوعه و ان لم یضفه الی المرأة صریحا نعم یمکن حمله علی ما اذا لم یقل انی اردت الحلف بطلاق غیر ها)

اسی طرح علامہ شامی نے منحۃ الخالق حاشیۃ البحر الرائق ص ۲۸۳ ج ۳ پر بزازیہ کی عبارتوں میں جو تطبیق بیان کی ہے وہ ملاحظہ ہو جو یہ ہے۔

(ویمکن ان یوفق بینهما بان مافی البزازیة محمول علی انشاء الحلف لا علی الاخبار و ما فی القنیة علی الاخبار فقوله و کان کاذ بافیه لکن بعد هذا یر د علی مافی القنیة ان قوله انی حلفت بالطلاق یحتمل الحلف لطلاق امراة اخری الا ان یحمل انه لیس له امراة غیر ها فیکو ن اخباراً عن طلاق مضاف الیها و مافی البزازیه محمول علی ان له غیر ها والا تصدق بدلیل ما یاتی عن الظهریة من قوله لوقال و مافی البزازیه محمول علی ان له غیرها والا لا تصدق بدلیل ما یاتی عن الظهیریة من قوله لو قال لامراته طالق ولم یسم وله امراة معروفة طلقت استحسا نا وان قال لی امراة اخری و ایا ها عنیت لا یقبل قوله الا ان یقیم البینة هذا ما ظهر لی فتامل و راجع ٥ ۳ نعم یمکن حمله بزازی کا قول نہیں ہے ہاں بغیر الفاظ نیت معتبر نہیں ہے لیکن یہاں پر الفاظ اضافت کے مقدر ہیں محض معنوی نہیں ہے والمقدور کالملفوظ عرف واصول نحو اس کی تقدیر پر دال ہیں کما اذا قیل له اطلقت امراتک فقال نعم تطلق ولفظ و اضافته فی کلام المطلق٥

۵...... یہ بات صحیح ہے لیکن صورت مسئولہ میں لفظ موجود ہے تجھے یا اس کو وغیرہ کا جو کہ مقدر ہے قرینہ حالیہ مقالیہ اور ڈھیلا مارنا اس پر دلالت کرتے ہیں جس کی تقریر اوپر گزر گئی ہے اب ملاحظہ ہو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی درباره اضافت معنویہ امداد الفتاوی ص ۳۹۲ ج ۲ میں فرماتے ہیں (از قواعد و جزئیات چناں می

نماید که شرط و قوع طلاق مطلق وضاحت است نه که اضافت صریحه آرے تحقق مطلق اضافت محتاج است بقرائن قویه و قرائن ضعیفه محتمله دران کافی نیست پس در جزئیا تیکه حکم بعدم وقوع کرده اند سببش نه آن است که درو اضافه صریح نیست بلکه سبب آنست که درو قرینه قویه بر اضافت قائم نیست و آن قرینه به تتبع چند قسم است اول صراحة اضافت و آن ظاهر است کما فی قوله انکت دوم نیت کما فی قوله عنیت امراتی و از عبارت خلاصه و ان لم یقل شیئا لایقع شبه فکرده شوا که نیت بلا اضافت صریحه کافی نیست زیر اکه معنی لاتطلق لایحکم بوقوعه مالم یقل عنیت است چرا که بدون اظهار نادی دیگر ان را علم نیست چگونه می تو ان شد فاذا قال عنیت تطلق لابقوله عنیت لانه عیس موضوعا للطلاق بل بقوله سه طلاق مع النیة فانه متعین متیقن سوم اضافه در کلام سائل کما فی قوله دادم فی جواب قولهما مرا طلاق ده و لهذا ثلث واقع شود لتکرار ها ثلث ورنه دادم نه برائے طلاق موضوع است ونه برائے عدد ثلاثه چهارم عرف کما فی روایة الشامی الطلاق یلزمنی پس در جزئیا تیکه همه قرائن مفقود باشند طلاق واقع نخواهد شد لابعدم الاضافة الصریحة بل لعدم مطلق الاضافة پس بریں تقدیر در مسائل پنجگونه تدافع نیست هذا ما عندی ولعل عند غیری احسن من هذا ......)

اسی طرح ملاحظہ ہو فتاوی حجۃ السلف بقیۃ الخلف علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدر مدرس دارالعلوم دیو بند جس کو مفتی محمد شفیع صاحب نے حکم الانصاف فی الطلاق الغیر المضاف کا نام دیا ہے فتاوی دارالعلوم دیو بند امداد المفتین ص ۱۵۳ ج ۲ فرماتے ہیں "در صورت مذکوره باتفاق مذاهب اربعه طلاق واقع شده است برائے تحلیل هیچ چاره نیست صغیر و کبیر را معلوم است که در الفاظ مذکوره اضافت به سوئے زن مراد باشد یعنی مرا لازم است سه طلاق زوجه و انکار آن تعصب است و ثانیا آنکه درو اقع مذکوره که اگر زوجه امروز بخانه من نیا ید پس مرا سه طلاق شرعی لفظ شرعی همیں معنی دارد که طلاقے که موافق شرع شریف است .زن خود را دادم الخ).

بہت مدلل اور مفصل فتوی ہے جس پر تمام اکابر علماء ہندوستان کے دستخط تصدیق ثبت ہیں ضرور ملاحظہ فرمالیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

طلاق کے وقوع کے لیے ملک یا اضافت الی الملک کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نکاح پڑھے جانے سے قبل اسٹامپ لڑکی والوں کے حق میں اس طرح لکھ دیتا ہے کہ میں مظہر کا نکاح عقد شرعی آج ہونا ہے اس لیے اقرار مسمیان فلاں فلاں کے ساتھ اس شرط پر کیا ہے کہ اس کا تبادلہ عوضانہ ساک دیا جانا منظور کر کے نکاح کیا ہے۔ اگر اس اقرار کی وجہ سے من مظہر سے ادائیگی کا انکار ہو تو من مظہر اس ساری شرائط کا پابند ہونگا اور ساتھ ہی انکار ادائیگی کرنے پر عورت مذکورہ مجھ پر مطلقہ ہو جائیگی اور ساتھ ہی مسمیان کو مبلغ دو ہزار عوضانہ ادا کروں گا اور اس کی ادائیگی پورا کرنے کی میعاد از تاریخ انکار کے بعد پیدا ہوگی اور من مظہر اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا اور روبرو گواہان تحریر بحق فلاں فلاں کر دیتا ہوں کہ بوقت ضرورت کام آوے اب لڑکے اور لڑکی والوں کا تنازع ہے سوال یہ ہے کہ کیا یہ تعلیق شرعاً درست ہے یا نہیں اگر تعلیق طلاق درست ہے تو انکار کا ثبوت کس طرح ہوگا لڑکی والے کہتے ہیں کہ لڑکے نے ساک دینے سے کئی دفعہ انکار کیا لڑکا کہتا ہے کہ وقت نکاح میرے پاس اپنی ہمشیر کا رشتہ موجود تھا مگر لڑکی والوں نے اس کو لینے سے احتراز کیا ہے جب میری ہمشیر کا رشتہ ہو گیا تو اس وقت یہ لوگ میرے پاس آئے ان کو کہا گیا ہمشیر اور نہیں ہے اگر کہیں سے قیمتہً رشتہ تلاش کریں اس کی رقم میں ادا کر دونگا لڑکی والے کہتے ہیں کہ اس نے انکار کر دیا تھا ہر دو فریقین نے شرعی فتوی حاصل کرنے کے لیے دو عالموں کو ثالث بنایا اور سٹامپ ثالثی بھی لکھ دیے ثالثوں کے سامنے لڑکی والوں نے دو گواہ پیش کیے جن کی گواہی کا بیان لف سوال ہے جب گواہوں کے بیان ہوئے لڑکا موجود نہیں تھا گواہوں کے متعلق لڑکے سے دریافت کیا گیا وہ کہتا ہے کہ دونوں گواہ نہ ہمارے شہر کے رہنے والے ہیں اور نہ ہی لڑکی والوں کے شہر کے اور ان سے پچھلے چیئرمین انتخاب میں جھگڑا ہوا تھا اس وجہ سے وہ ہمارے برخلاف بیان دے رہے ہیں معاملہ پیچیدہ ہو گیا ہے اس لیے حسب ذیل امور استفسار طلب ہیں۔

(۱)......کیا بموجب اسٹامپ تعلیق صحیح ہے اور کیا اس میں اضافہ الی الملک چل جاتا ہے یا نہ؟

(۲)......اگر اضافتہ الی الملک پائی جاتی ہے اور تعلیق صحیح ہے تو کیا ولایۃً میں نہ پائے جانے مولاۃ کے سبب مشتراۃ لڑکی سے جو بموجب قول لڑکے کے قیمت پر دستیاب نہیں) امکان تصور البر جو شرط انعقاد ہے پائی جائیگی یا نہ؟

(۳)...... اگر مشتری سے امکان تصور البر ہے تو لڑکی والوں کے جو دو گواہ بموجب قول لڑکا کہ انتخابی رنجش کی وجہ سے انھوں نے ہمارے خلاف گواہی دی ان کی گواہی معتبر ہو کر طلاق واقع ہوگی یا نہ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوگی اس لیے کہ طلاق میں ملک یا اضافت الی الملک کا ہونا شرط ہے جو کہ اس میں موجود نہیں۔

(قال فی التنویر شرط الملک لقوله بمنكوحته او معتدیه ان او هبت فانت طالق او الاضافته الیه كان نكتحك فانت طالق)(وفی الشامیة فلو قال فلانة بنت فلان اللتی اتزوجها طالق فتزوجها لم تطلق)(ای لانه لما نعا الوصف بالتزوج بقی قوله فلانته بنت فلان طالق وهی اجنبیة ولم توجد الاضافة الی الملک فلا یقع اذا تزوجها)(ردالمحتار ج ۱/ ۵۳۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدالباری عفی عنہ متعلم تمرین اشرف المدارس ناظم آباد کراچی
۲۲ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح رشید احمد الجواب صحیح ولی حسن
الجواب صحیح محمد اسحاق نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے اور نہ اضافت کی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید شادی شدہ ہے ایک رات فلم دیکھتا ہے صبح عمرو زید سے پوچھتا ہے کیا تو نے رات فلم دیکھی تھی زید انکار کرتا ہے عمرو نے زید سے کہا کیا قسم کھائے گا زید نے کہا ہاں عمرو نے کہا ان الفاظ سے قسم کھا کہ شرعاً طلاق ہو جائے زید صرف یہ کہتا ہے ہو جائے یعنی لفظ کا اعادہ نہیں کرتا عمرو قسم کے الفاظ بیان کرتا ہے واللہ باللہ تاللہ چنانچہ زید کہتا ہے واللہ باللہ تاللہ میں نے فلم نہیں دیکھی زید ان الفاظ کے ساتھ طلاق کا بالکل ذکر نہیں کرتا اور نا ہی اس کی طلاق کی نیت ہے کیا زید کی بیوی کو طلاق ہو جائے گی اور شرعاً یہ الفاظ طلاق کے لیے استعمال ہیں اور زید چونکہ جھوٹا ہے کیونکہ اس نے فلم فی الواقع دیکھی ہے جس کا بعد میں وہ خود اقرار کرتا ہے۔ اس کی کیا سزا ہے یا اس کو کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ جو بات ہو چکی ہے اس پر زید نے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی ہے اس پر وہ سخت گنہگار ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ شرعاً واجب نہیں بلکہ صرف یہ واجب ہے کہ وہ ندامت کے ساتھ توبہ کرے اور استغفار کرے۔

لحديث النبی صلی الله علیه وسلم عند البخاری و مسلم الکبائر الاشراک بالله (الی قوله) والیمین الغموس و فی الهدایه مع الفتح ص ۳۴۸ ج ۴ فالغموس هو الحلف علے امور ماض یتعمد الکذب فیه بهذه الیمین یا ثم فیها صاحبها و فی الدر المختار ص ۷۰۵ ج ۳ و هی کبیرة مطلقا و فی الهدایة مع الفتح ص ۳۴۸ ج ۴ ولا کفارة فیها الا التوبة والاستغفار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کی اضافت جب نکاح اور ملک دونوں کی طرف نہ ہوتو شرط لغو ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد خان نے قبل از نکاح تحریر کر دیا کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا مسمی محرم خان ولد اولیا خان قوم اعوان سکنہ لیہ چونکہ بلا جبر و اکراہ با ہوش و حواس بارغبت خود اقرار کرتا ہوں کہ مسمات سونو زوجہ محرم دختر نواز سکنہ لیہ تحریر کر دیتا ہوں کہ میں کسی قسم کی تنگی کی وجہ سے گھر سے نکال دوں یا لڑ کے گھرے چلی جائے یا میں خود کپڑے پہننے سے یا کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ یا انکار کرونگا تو مبلغ ۲۰ روپے جس کے نصف دس روپے ہوتے ہیں خرچہ کے فی ماہ ادا کر کے حساب بلا عذر دیتا رہوں گا اس میں کوئی عذر نہ کروں گا اور اگر کوئی عدولی یا انکار کروں تو شریعت و محکمہ سرکاری میں جھوٹا ہوں گا اور میری جو جدی زمین ہے جو میں نے مسماۃ سونو کو بخش دی اور نکاح کرنے کے بعد انتقال کرادونگا اور انتقال پر جو رقم خرچ ہوگی اس سے انکار کروں یا انتقال چڑھانے میں کسی قسم کا انکار کروں تو مسماۃ پر تین طلاقیں ہونگی اور میرے لیے حرام ہوگی اور یہ بھی تحریر کر دیتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری جائیداد دیگر کی قابض و مالک ہوگی مگر اب نہ عورت کو زمین انتقال کرا دیتا ہے اور نہ ہی آباد کرتا ہے بلکہ عورت مدت سے غیر آباد والدین کے پاس ہے اور کہتا ہے کہ اس تحریر سے طلاق واقع نہیں ہوتی یہ قبل از نکاح ہوئی ہے اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ آباد نہ کرنے سے اور انتقال نہ کرانے سے عورت مطلقہ ہوئی ہے یا نہیں جب شرط پر خاوند نے عمل نہیں کیا تو عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بالخصوص ان الفاظ کے متعلق کوئی جزئیہ تو نظر سے نہیں گزرا البتہ اصول سے جواب عرض کرتا ہوں کہ صورت مسئولہ میں واقعی آباد کرنے سے انکار یا انتقال زمین کے انکار سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور عورت بدستور اس کی رہے

گی اور منکوحہ اسی کی ہوگی تعلیق طلاق بالملک تو اجنبیہ کے لیے صحیح ہوتی ہے اور یہاں اس نے تعلیق نکاح و ملک نہیں کی مثلاً اگر یوں کہتا ہے کہ اگر اس سے نکاح کرلوں اور زمین کا انتقال نہ کرتا تو اس پر طلاق واقع ہوتی عند الشرط یہاں فقط لفظ زوجہ سے شبہ ہوتا ہے کہ اس نے لکھا ہے تو مسماۃ زوجہ خود لیکن درحقیقت یہ بھی اضافۃ الطلاق الی الزوجہ نہیں بلکہ درحقیقت اس نے لکھتے وقت یوں فرض کیا ہے کہ میں گویا زوجہ کے بعد لکھ رہا ہوں تا کہ یہ عبارت تحریری طور پر عورت کے پاس سند رہے اور اپنے آپ کو مستقبل میں فرض کر کے عورت زوجہ فرض کر کے وہ تعلیق بالشرط کے الفاظ تحریر کر رہا ہے لیکن یہ فرض حقیقت نہیں لے سکتا حقیقت میں یہ الفاظ قبل النکاح تحریر ہوئے ہیں اگر یہ اپنے آپ کو قبل نکاح فرض کرتا اور حقیقت کے عین مطابق وہ معلق بالنکاح کرتا کہ اگر میں نکاح کرلوں تب طلاق واقع ہوئی مسئولہ صورت میں نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رجب ۱۳۸۶ھ

طلاق میں عورت کی طرف نسبت کرنا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی لڑکی شادی شدہ کو اپنے خاوند کے گھر سے بغیر اجازت اپنے گھر لے جا رہا تھا اس کے بعد خاوند پیچھے جا کر ایک میل کے فاصلے پر پہنچا کہ اپنے سسر سے کشمکش شروع کر دی کہ میری اجازت کے بغیر کیوں لے جا رہے ہو۔ سسر نے کہا کہ اپنے والد کو کہنا کہ چار پانچ روز کے بعد آ کر لے جائے پھر بھی کشمکش رہی ہے حتی کہ خاوند نے یہ کہا کہ میں نے تمھاری لڑکی کو طلاق طلاق طلاق دیدی ہے اور تمھاری لڑکی مجھ پر حرام حرام حرام ہے۔ ہم اس کو واپس نہ لائیں گے مجھ پر حرام ہے روبرو گواہان کے کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

محمد اسلم

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... بشرط صحت بیان سائل اس شخص کی مذکورہ بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے ان کا آپس میں دوبارہ آباد ہونا بغیر حلالہ کے کسی طرح جائز نہیں ہے۔

کما قال تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الآیه ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

ایک دفعہ طلاق تو یاد ہے آگے یاد نہیں، طلاق کی نیت بھی نہ تھی، کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس لیے کہ اس سے دوا گم ہوگئی زدوکوب کیا اور اسے غصہ کی حالت میں کہہ دیا طلاق۔ یہ یاد نہیں کہ یہ لفظ کتنی مرتبہ کہا اور طلاق کی نیت بھی نہ تھی۔ صرف اس کو دبا دینے کی وجہ سے یہ الفاظ کہہ دیے۔ یہ نہیں کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ تو اس صورت میں جبکہ اس نے طلاق کی نسبت عورت کی طرف نہیں کی۔ طلاق واقع ہوگی یا نہیں اور اگر ہوگی تو کونسی ہوگی۔ فقط

﴿ج﴾

اس صورت میں اس شخص کی بیوی کو ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے۔ عدت کے اندر روبرو گواہوں کے رجوع کر لے۔ حاجت تجدید نکاح کی نہیں۔ نکاح پہلا بدستور قائم رہے گا۔ واللہ اعلم

محمد عبدالشکور عفی عنہ

نسبت طلاق عورت کی طرف نہ ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ احتیاطاً رجوع عدۃ میں کرے یا رجوع نہ کرنے کی صورت میں تجدید نکاح کر لے تو بہتر ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر تین طلاق کا ثبوت ہے تو طلاق واقع ہوگی انکار کا ثبوت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے روبرو گواہان اپنی منکوحہ بیوی کو سہ طلاق دے کر اپنے پر حرام کر دیا ہے لیکن بعد ازاں انکار کرتا ہے کہ طلاق نہیں دی۔ اندریں صورت بروئے شرع شریف کیا حکم ہے گواہ مُقر ہیں اور زید منکر ہے بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر گواہان کے سامنے اپنی زوجہ کو سہ طلاق دے کر اپنے تن پر حرام کر دیا ہے اور اب انکار کرتا ہے تو طلاق مغلظہ واقع ہو چکی ہے اب اس کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا زید پر مطلقہ مذکورہ حلال نہیں ہو سکتی۔

(کما قال اللہ تبارک و تعالی فی القرآن المجید فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره البقرة ۲)

ترجمہ: پس اگر طلاق دی اس کو پس نہیں حلال ہوتی واسطے اس کے یہاں تک کہ نکاح کرے دوسرے سے۔

حررہ علی بیان المستفتی حافظ محمد شریف رضا کہروڑ پکا ضلع ملتان

۲۵ محرم ۱۳۹۱ھ

اگر لفظ طلاق کے ساتھ تین طلاق دی ہیں یا اور کوئی لفظ طلاق کا تین دفعہ استعمال کیا ہو اور گواہ بھی شرعاً معتبر ہوں تو جواب بالا صحیح ہے اور خاوند کے انکار کا اعتبار نہیں۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

معتبر گواہ بھی موجود ہیں اور تیسرے طلاق نامہ کے بارے میں کلیم حاصل کرنے کی غرض سے سفید کاغذ پر دستخط کرنے کا اقرار کرتا ہے لیکن طلاقنامہ سے انکاری ہے اور اس طلاق نامہ کے خاوند کے تحریر کرنے کے بھی کوئی معتبر گواہ نہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں عدت کے اندر رجوع اور عدت کے بعد نکاح جدید بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۸ صفر ۱۳۹۱ھ

دیانۃً اس شخص کے بیان کو درست قرار دیا جا سکتا ہے اگر اس کے خلاف دو گواہ تین طلاق دینے کے نہ ہوں نیز اگر عورت بھی اس کے اس بیان کی تصدیق کرتی ہے تو اس صورت میں دوبارہ نکاح جدید بغیر حلالہ کے ہو سکتا ہے اور اگر اس شخص کے خلاف دو گواہ گواہی دیتے ہیں اور تین دفعہ کی طلاقوں کے گواہ علاقہ میں موجود ہیں تو کسی ثالث کے سامنے جو عالم دین ہو فریقین کی موجودگی میں شہادت لے کر شرعی فیصلہ حاصل کیا جاوے۔

البتہ اگر گواہ نہیں ہیں اور میاں بیوی راضی ہیں تو کسی ثالث کے پاس جانے کی ضرورت نہیں اور دونوں جدید نکاح فوراً کر لیں اور دوبارہ آباد ہو جائیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۴ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

طلاق کے لیے گواہ کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی رمضان کو اس کے لڑکے مسمی محمدہ کی زوجہ سے ناجائز تعلقات کے شک کی بنا پر رمضان مذکور سے لوگوں نے برتاؤ بند کر دیا تھا اس لیے رمضان اپنی تحصیل کے قاضی عبدالرحیم کے روبرو پیش ہوا قاضی صاحب نے بوجہ عدم حاضری گواہاں حرمتہ مصاہرۃ ثابت نہ فرمائی اور بوجہ شہرت عام کے مصلحۃً عورت کو اس کے خاوند محمدہ سے علیحدگی کا حکم دیا اور وہاں کے دوسرے قاضی مولوی غلام نبی صاحب نے بھی دستخط

فرمائے چونکہ عورت ابھی محمدہ کے گھر تھی اور لوگوں میں رمضان کے زنا کی شہرت ہو چکی تھی اس لیے لوگوں نے مولوی شیخ حکیم اللہ صاحب قاضی و نکاح خواں تحصیل بھکر اور ایک مولوی دوسرے صاحب کو اس معاملہ مذکورہ کے لیے بلایا اس پر رمضان مذکور نے مولوی غلام نبی صاحب کو اپنی صفائی کے بارے میں اپنے مقدمہ کا وکیل پیش کیا قاضی عبدالرحیم صاحب فوت ہو چکے تھے مولوی شیخ حکیم اللہ اور مولوی غلام نبی وکیل ملزم اور ایک مولوی صاحب یہ تینوں مولوی صاحبان متفق ہو کر تحریر فرماتے ہیں کہ رمضان مذکور کا اپنے لڑکے محمدہ کی زوجہ سے زنا بوجہ کافی شہادت گواہاں کے ثابت ہو چکا ہے لہذا محمدہ کی عورت محمدہ پر حرام ہو چکی ہے اب عورت کو اجازت ہے کہ بعد عدت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے محمدہ اور رمضان نے فیصلہ کو منظور کر لیا لیکن بعد چند ایام پھر عورت سے تعلق شروع کر دیا محمدہ مذکور کے ساتھ دو عورتیں تھیں ایک مسماۃ مہر مزنیہ رمضان دوسری آمنہ اب آمنہ کا باپ مسمی گوہر دعوی کرتا ہے کہ جب محمدہ قاضی عبدالرحیم صاحب کے پاس پیش ہوا تو قاضی صاحب نے محمدہ سے تین طلاق بابت علم و شہرت زنا اپنی عورت اپنے والد سے رکھوائی تھی محمدہ نے باوجود علم کے تین طلاق کا لفظ ادا کیا تھا اس لیے محمدہ کی دوسری بیوی جو بری لڑکی ہے مطلقہ ہو چکی ہے بیان مدعی گوہر علی تین طلاق اور حلف اشہد کہہ کر بیان کیا کہ محمدہ میرے پاس آ گیا اور منت سماجت کی کہ قاضی عبدالرحیم صاحب لیہ کے پاس طلاق تین بار اٹھائی ہے لیکن میری نیت مزنیہ باپ مسمات مہر کی تھی پانچ آدمی مدعی نے گواہ پیش کیے جو بیان کرتے ہیں کہ ہم بمع محمدہ مذکور ایک مجلس میں اکٹھے بیٹھے تھے ہم نے محمدہ سے پوچھا کہ تم نے قاضی صاحب لیہ کے پاس تین طلاق حلف اٹھائی ہے اس نے بیان دیا کہ طلاق تین اٹھائی لیکن میری نیت مزنیہ باپ مسمات مہر کی تھی پانچ گواہ متفق ہیں اس کے علاوہ اور گواہ بھی ہیں گواہوں نے حلفیہ بیان دیا ہے اب مدعی علیہ سے بیان طلب کیے گئے پہلے تو لیت و لعل کرنے لگا آخر اس نے تین طلاق از سر نو اٹھا کر بیان کیا کہ نہ اس نے طلاق کا لفظ ادا کیا نہ گواہوں کے سامنے طلاق کا اقرار کیا اب مدعی علیہ محمدہ کی فقط ایک عورت آمنہ ہے مسماۃ مہر مزنیہ باپ چار پانچ ماہ سے فوت ہو چکی ہے یہ بیانات ایک ایک آدمی نے تین تین اہل علم کے سامنے دیے اب بیانات مذکورہ پر فیصلہ کی ضرورت ہے۔ (۱)...... جب محمدہ مذکور کی زوجہ مسمات مہر مزنیہ باپ متہم بالزنا ہو چکی ہے تو طلاق کے وقت محمدہ کی نیت کا اعتبار ہے یا نہ۔

(۲)...... زوجہ مزنیہ باپ خاوند کی حلفیہ طلاق کے وقت محل طلاق ہے یا طلاق دوسری بیوی پر پڑ چکی ہے۔

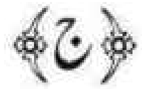
(۳)...... جب مدعی حلفیہ طلاق سے گواہان مدعی حلفیہ بیان دیتے ہیں بیان مدعی اور گواہان بالکل متفق ہیں اور مدعی علیہ انکاری ہے تو اب ان میں سے مدعی اور گواہان کے بیانات معتبر ہیں یا مدعا علیہ کے۔

(۴)...... جب مدعی نے تین طلاق کا لفظ کہہ کر اپنے بیانات دیے اور اس پر گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے تین

طلاق کا لفظ کہہ دیا حلفیہ ادا کر کے سابقہ طلاق سے انکاری ہے کیا اب مدعی کی عورت مطلقہ ہوئی یا مدعا علیہ کی اس وقت مدعا علیہ کی زوجہ ایک عورت مسمات آمنہ ہے مسمات مہر مزنیہ باپ چند ماہ پہلے مر چکی ہے کیا آمنہ زوجہ محمدہ مطلقہ ہوئی یا نہ۔

براہ نوازش سوالات کے جواب مفصل تحریر فرمائیں کیونکہ جاہل لوگ ہیں تا کہ وہ خود پڑھ سکیں۔

احقر الناس بندہ محمد رمضان ولد حاجی گل محمد مرحوم از ڈاک خانہ منکیرہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی



مسمی محمدہ نے جب تین مولوی صاحبان کا فیصلہ متفقہ منظور کر لیا تو اس وقت سے اس کی عورت مسماۃ مہر اس کی منکوحہ نہ رہی پھر اس کے بعد اس کا تین طلاق کا حلف کرنا تو مسماۃ آمنہ سے ہی متعلق ہوگا۔ لیکن فیصلہ سے پہلے بیان دیتے وقت جو اس نے قاضی لیہ کے پاس تین طلاق کا حلف لیا تھا اس وقت اس کی یہ نیت صحیح محل کہ میری مراد مزنیہ باپ مسماۃ مہر تھی نفس زنا سے بر تقدیر ثبوت حرمتہ مصاہرۃ ہو جاتی ہے لیکن عورت پھر بھی قابل طلاق رہتی ہے اور دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک کہ شوہر نے اس کو چھوڑ نہ دیا ہو یا کسی قاضی نے اس پر حکم بالتفریق نہ کر دیا ہو اور وہ حلف قاضی کے سامنے چونکہ حکم فیصلہ سے مقدم تھا اور وہ تو خود زنا کا انکاری تھا اور چھوڑنے پر راضی نہ تھا اس وقت تو وہ اس کی منکوحہ تھی لہذا اس کی نیت اس وقت تو صحیح تھی لیکن اب جو پھر تین طلاق کہتا ہے اور طلاق بھی اس بات پر کہ میں نے اقرار بالطلاق نہیں کیا یہ طلاق ثانی چونکہ بعد موت مہر کے ہے میرے سابقہ فیصلہ کے منظور کرنے پر بھی بعد ہے۔ اب اس حلف ثانی کا تعلق فقط آمنہ سے رہے گا چونکہ اس کے اقرار بلا طلاق پر گواہ ہیں اب اگر یہ گواہ عادل ہیں تو اس کا اقرار ثابت ہوگا اور آمنہ مطلقہ ہو جائے گی اور اگر گواہ غیر عادل ہیں تو چونکہ اس اقرار کا ثبوت نہ ہوا لہذا اس کا اقرار بالطلاق السابق ثابت نہ ہوگا اور آمنہ متعلقہ ہو جائے گی اور اگر گواہ غیر عادل ہیں تو چونکہ اس اقرار کا ثبوت نہ ہوگا لہذا اس کا اقرار بالطلاق ایسا ثابت نہ ہوگا اور یہ ثانی حلف اس پر متفرع ہے اس لیے طلاق نہ ہوگی اب مدعی اور مدعا علیہ دونوں کی عورتوں کو طلاق قاضی کی جانب سے نہیں البتہ دیانۃً وہ خود اللہ کے سامنے جواب دہ ہونگے جو جانتا ہے کہ میں جھوٹا ہوں اس کی عورت اس پر حرام ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زوج کے اقرار بالطلاق سے طلاق واقع ہوگئی



کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی رحم اپنی عورت منکوحہ مسماۃ محل کو تنازعہ کی حالت میں طلاق دے کر باہر سفر پر چلا گیا بہت عرصہ کے بعد واپس آ کر اپنے خسر سے اپنی منکوحہ مسماۃ محل کا پوچھا کہ

مجھ کو میری عورت واپس دیدو۔ مسماۃ مخل اور اس کے باپ نے کہا کہ تم اس کو طلاق دے کر چلے گئے تھے اب تمھارا کیا تعلق ہے آخر یہ معاملہ برائے فیصلہ مولانا مولوی غلام حیدر صاحب نوشہروی مدرسہ عربی انجمن اسلامیہ کے سامنے پیش ہوا مسمی رحم نے طلاق دینے کا انکار کر دیا مولوی صاحب نے مخل مدعیہ سے طلاق کا ثبوت مانگا جس پر مسمی اللہ وسایا اللہ دیوایا جنت بخش شہداء نے وضو کر کے قرآن مجید حلفاً اٹھا کر اقرار کیا کہ میں نے اس کو طلاق دی تھی اور پھر رجوع بھی کیا تھا جس پر اس نے کہا کہ پہلے طلاق دینے سے انکار کرتا تھا اور اب رجعی بیان کرتا ہے یہ سب تمھارا افتراء ہے تم نے طلاق بائنہ دی تھی اب یہ جملہ بیانات شاہدین اور مولوی صاحب کے آپ کے سامنے ارسال ہے جواب سے فوری مطلع فرمائیں کہ از روئے شریعت اس کا کیا حکم ہے۔ اس مدت میں حیض سالم گزر جانے کی عورت دعویدار ہے۔

کتاب ہدایہ مع الفتح کتاب الطلاق باب الرجعۃ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ص ۱۸ ج ۴ میں روایت موجود ہے......

(واذا انقضت العدة فقال كنت راجعتها في العدة فصدقته فهي رجعة فان كذبته فالقول قولها) بینواتو جروا

﴿ج﴾

زوج کے اپنے اقرار سے نیز گواہوں کی شہادت سے طلاق تو ثابت ہوگئی اور تین حیض سالم گزرنے کی عدت بھی پوری ہوگئی۔ لیکن زوج کے اس دعوے پر کہ میں نے عدت کے اندر رجوع کرلیا ہے دو گواہان عادل کی شہادت پیش کی تو رجوع ثابت ہے اور اگر اس کے پاس دو گواہ عادل نہ ہیں جیسا کہ استفتاء میں درج ہے تو قول زوجہ مع الیمین معتبر ہوگا در مختار ص ۴۰۱ ج ۳ میں ہے......

(ادعاها بعد العدة فيها) بان قال كنت رجعتك في عدتك (فصدقته صح) (والا لا) يصح اجماعا (و) كذا (لو اقام بينة بعد العدة انه قال في عدتها قد راجعتها او)...... (كان رجعة) لان الثابت بالبينة كالثابت بالمعاينة وقال الشامي فكان القول لها بلا يمين لما عرف في الاشياء الستة ثم قال ولا تحليف في نكاح ورجعة وفي ايلاء و استيلاد و رق و نسب وولاء وحد ولعان و الفتوى على انه يحلف في الاشياء السبعة اه اى السبعة الاولى.

محمود عفا اللہ عنہ
کیم ذوالقعدہ ۱۳۸۱ھ

طلاق کے منکر کے لیے طلاق کے ثبوت کے واسطے گواہ ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے حامد کو چار آدمیوں کے سامنے کہا کہ میں آپ کو رشتہ دونگا بعد از مدت حامد نے زید مذکور سے رشتہ طلب کیا تو زید نے کہا میں نے رشتہ دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا جب جھگڑا پیدا ہوا تو چار آدمیوں میں سے جو وعدہ کرنے پر گواہ تھے ایک نے کہا کہ زید نے حامد کو رشتہ دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا اگر زید نے حامد کو رشتہ دینے کا وعدہ کیا ہو تو مجھ پر عورت طلاق ہو۔ اب باقی تین آدمی گواہ ہیں کہ زید نے حامد کو رشتہ دینے کا وعدہ کیا تھا اب اس صورت میں چوتھے آدمی پر جس نے حلف بالطلاق اٹھائی ہے طلاق واقع ہوگئی یا نہ بینواتو جروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... (۱) بشرط صحت واقعہ طلاق واقع ہوگئی لیکن تحقیق شرط ہے چونکہ یہ حالت انکاری ہے اس لیے قاضی حاکم مجاز یا شرعی ثالث شرعی شہادتیں لے کر حکم بالطلاق صادر فرمائیگا۔ تحقیق واقعہ کے ثبوت کے بعد عدت طلاق کے الفاظ کہنے کی تاریخ سے شروع ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دو یا زیادہ شرعی گواہ ہونے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

مسمی مدت خان ولد جہانگیر خان حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ خان ظہر خان ولد محمد خان نے عطاء اللہ سلطان محمود چشتی اور میرے روبرو تین بار کہا تھا کہ مجھ پر طلاق ہے اور یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے اور کہا کہ قرضہ مبلغ ساٹھ روپے مدت خان کو آنے والے جمعہ کو ادا کر دونگا مگر اس نے صرف چالیس روپے دیے اور باقی بیس روپے چار پانچ ماہ گزر گئے ہیں ابھی تک ادا نہیں کیے ہیں یہ بیان بالکل درست ہے اور ہم خداوند کریم کو حاضر ناظر جان کر کہہ رہے ہیں۔

گواہان:

نشان انگوٹھا مدت خان

نشان انگوٹھا سلطان محمود چشتی

جناب مفتی صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان عرض ہے کہ میں سکینہ بی بی کا باپ ہوں اور بہت ہی بڑی تکلیف میں ہوں لڑکی کا رشتہ ایک جواری چور اور بدمعاش سے کسی بناء پر کر بیٹھا تھا میری لڑکی اب بالغ ہو چکی ہے مگر اس آدمی نے کئی لوگوں کے سامنے کئی دفعہ طلاقیں ڈالی ہیں تین گواہ خدا کو حاضر ناظر جان کر اب بھی گواہی دیتے ہیں جن کے بیان حلفی قلمبند میرے پاس ہیں اور ان کی نقل خدمت عالیہ میں بھیج رہا ہوں آپ ان بیانات کے مطابق فتوی ارسال کریں تاکہ میں مذہبی طور پر کسی گناہ کا ارتکاب نہ کر بیٹھوں بہت ہی مہربانی ہوگی؟

﴿ج﴾

اگر دو یا زیادہ گواہ جو شرعاً معتبر ہوں اس شخص کی طلاق کی گواہی دیدیں تو طلاق ثابت ہو جائے گی اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا۔

(قال فی التنویر و لغیر ھامن الحقوق سواء کان مالا اوغیرہ نکاح و طلاق وو کالۃ ووصیۃ واستھلال صبی ولو للارث رجلان او رجل و امرأتان و امرأتان) (الدرالمختار ص۴۶۵ ج۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

دو گواہ طلاق کی شہادت دیں تو گواہی معتبر طلاق واقع

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے ہندہ غیر مدخولہ کو طلاق دی ہندہ نے دوسرے مقام پر نکاح کر لیا اب زید معترض ہوا کہ میں نے ہندہ کو طلاق نہیں دی جو شاہد بوقت طلاق مشاہد تھے انھوں نے رمضان مبارک میں حلفیہ شہادت دی کہ مسمی زید نے ہندہ کو طلاق مغلظہ دی ہے کیا یہ طلاق شرعاً معتبر ہے یا نہ اور ہندہ کا دوسرے مقام پر نکاح صحیح ہے یا نہ اب حلف طلاق دہندہ کا معتبر ہے یا شاہدین کا۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر دو گواہ جو شرعاً معتبر ہوں یہ گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے زید نے اپنی منکوحہ مسماۃ ہندہ کو طلاق دی ہے۔ تو شہادت درست ہے۔ اور طلاق ثابت ہو جاوے گی ہندہ کے گواہوں کی موجودگی میں جبکہ وہ شرعاً معتبر بھی ہوں زید کے حلف کا اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۹۰ھ

ثبوت طلاق کے لیے حجت تامہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی شادی عرصہ تقریباً چھ سات ماہ سے ہو چکی ہے۔ شادی کے دوسرے روز وہ لڑکی اپنے والدین کے دو تین دن رہنے کے بعد اپنے تمام کنبہ سسرال کے ساتھ ملنے کے لیے آئی مگر اس کے بعد تنازعہ شروع ہو گیا اور اس کے سسرال والوں نے لڑکی پر والدین کے گھر آمد و رفت کے لیے پابندی لگا دی۔ اور نہ ہی والدین کبھی اس کو لینے کے لیے گئے۔ پھر بڑی منت سماجت کے بعد لڑکی مع تمام کنبہ کے سسرال والوں کے ہمراہ اپنے والدین کے گھر آئی جب وہ شام کو واپس جانے لگی تو لڑکی کے والد نے کہا کہ لڑکی نہ جانے کتنے عرصہ کے بعد آئی ہے صرف ایک رات یہاں بسر کر لینے کی اجازت دیدو مگر وہ نہ مانے اس وجہ سے جھگڑا ہو گیا شور و غل سن کر محلہ والے اور دیگر غیر آدمی بھی آگئے اور اس جھگڑے کے دوران اس شخص نے چھ سات مرتبہ ان الفاظ کو دہرایا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے اور اپنے والد اور والدہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اب میں طلاق دے چکا ہوں آؤ پھر چلیں یہ الفاظ چھ سات مرتبہ اس نے کہے اور لڑکے والوں نے لڑکی کے والد کو کہا کہ زبانی طلاق تو ہو چکی ہے اب تحریری طلاق لینا چاہتے ہو تو ہم تیار ہیں لڑکی کا والد خاموش رہا یہ الفاظ تمام مردوں اور عورتوں نے بھی سنے اب سوال یہ ہے کہ آیا طلاق ہو گئی یا نہ اگر طلاق ہو گئی ہو تو لڑکے والوں کی زبانی معلوم ہوا کہ لڑکی تقریباً پہلے ماہ کی حاملہ ہے حالانکہ حمل کے کوئی آثار ظاہری طور پر موجود نہیں ہیں اگر واقعی حمل ہو تو کیا طلاق میں رکاوٹ ہوگی یا نہ؟

اور طلاق کی صورت میں حق المہر کے زیورات اور پارچات اور جہیز جو لڑکی کو والدین نے دیا ہوا ہے لڑکی کو واپس ملنا چاہیے یا نہ؟

نوٹ: لڑکا طلاق کے الفاظ سے اب انکاری ہو گیا اس انکار کی صورت میں کیا لڑکی بعد گزرنے عدت شرعی اپنا نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ یا کوئی دوسرا طریقہ جو بھی قانون شریعت کے مطابق ہو فرمایا جاوے۔

عبدالغفور، ملتان شہر

﴿ج﴾

ثبوت طلاق کے لیے حجت تامہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے پس صورت مسئولہ میں دیندار معتمد علیہ عالم کو ثالث مقرر کیا جاوے اگر شرعی طریقہ کا ثبوت ہو جائے تو اس شخص کی منکوحہ مطلقہ شمار ہوگی اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔ شوہر کے ذمہ حق المہر کی ادائیگی واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۴ محرم ۱۳۹۴ھ

خاوند کا اقرار طلاق معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ غلام مصطفےٰ ولد مولوی الٰہی بخش نے ہمارے سامنے بار بار اقرار کیا کہ میں نے طلاق اپنی زوجہ کو دے دی ہے۔ آیا شرعاً طلاق ہوئی ہے یا نہیں لڑکی کنواری ہے۔

گواہ نمبر 1: مولانا دوست محمد صاحب ولد حیدر چراغ

گواہ نمبر 2: مولانا محمد عبداللہ ولد فتح محمد سابق مدرس سراج العلوم کبیر والہ، ملتان

ملک خدا بخش، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ اگر واقعی اس شخص نے زبانی طلاق دیدی ہے اور ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں اس کی شہادت بھی دیتے ہیں تو شرعاً اس کی منکوحہ مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے اور دوسری جگہ نکاح جائز ہے صحت سوال کی ذمہ داری خود سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
ملتان ۲ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وقوع طلاق کے لیے خاوند کا اقرار کافی ہے

﴿س﴾

ایک مرد حافظ حبیب احمد صاحب کے ساتھ ان کی بیوی آئی اور مجھ سے دریافت کیا کہ میرے میاں نے ہم دونوں کو تین طلاقیں دی ہیں تو کیا ہم دونوں ان کے نکاح میں ہیں یا نہیں ہم نے جو الفاظ سنے تو اس مسئلہ کا جواب دیا کہ تم دونوں کے نکاح حافظ حبیب سے ختم ہو چکے ہیں چند دنوں بعد حافظ حبیب اور چند لوگوں کے ساتھ آئے اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی جمیلہ کو ہی تین طلاقیں دی تھیں جیسا کہ وہ کہتی ہے لیکن دوسری بیوی رشیداں کو صرف ایک طلاق دی ہے اور ایک بار اور غصہ کی حالت میں کہہ دیا کہ تجھے بھی طلاق ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... جب وہ ایک دفعہ اقرار کر چکا ہے کہ میں نے دونوں بیویوں کو تین تین طلاقیں دی ہیں تو یہ اقرار قضاءً اس کے ذمہ لازم ہوگا اور اس کی دونوں بیویاں مطلقہ شمار ہونگی اس کے بعد کے اس کے بیان پر کوئی اعتبار

نہیں ہے ہاں اگر وہ اس بات سے انکاری ہو کہ میں نے حافظ صاحب کے روبرو دونوں بیویوں کو طلاق ثلاثہ کا کوئی اقرار نہیں کیا ہے تب اس کے خلاف اس اقرار کو شرعی شہادت کے ذریعہ ثابت کیا جائے گا بصورت عدم ثبوت کے طلاق ثلاثہ رشیداں پر واقع شمار ہوں گی۔

(کما فی الدر المختار ص ۲۳۶ ج ۳ ولو اقر بالطلاق کاذبا او ھازلاً وقع قضاء لا دیانة)

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وقوع طلاق کے لیے اقرار کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دی جب گھر سے نکلا تو اس کو دو آدمی ملے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے کہا ہم نے سنا ہے کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے پھر ان دو آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ تو نے بہت برا کیا ہے تو جواب میں اس نے کہا ''اساں تو کہیا گوریاں بھانویں اگوں کالے چور لائے ونجن میں اپنی طرفوں سے فارغ کر بیٹھا ہاں'' یعنی طلاق دے چکا ہوں پھر دوسرا آدمی بولا تو نے بہت برا کام کیا طلاق نہیں دینی تھی تو اس نے دوبارہ یہ الفاظ کہے ''اساں تو کہیا گوریاں بھانویں اگوں کالے چور لائے ونجن میں اپنی طرفوں سے فارغ کر بیٹھا ہاں'' یہ دونوں آدمی اس کی طلاق کی گواہی دیتے ہیں اور اپنے بیان پر حلفیہ ہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں کسی ثالث عالم دین کے سامنے ان گواہوں کی گواہی لی جائے اگر وہ عالم دین ثالث ان گواہوں کو معتمد تسلیم کر لے اور ان پر کوئی ایسی جرح بھی نہ ہو جس پر ان کی گواہی مسترد کر دی جائے اور گواہ دو مرد اس طرح کی گواہی دیں جیسا کہ سوال میں درج ہے تو وہ ثالث طلاق ثلثہ کا حکم دے کر عورت کو الگ کر دے یہ عورت اب بغیر حلالہ کے اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۸۹ھ

(ایک آدمی نے دوسرے سے پوچھا کہ تو نے طلاق دی جواباً کہا ہاں دی ہے) سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے دوسرے سے پوچھا اور یوں کہا اے میاں کیا تو نے طلاق دی ہے سنا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہاں میں نے سات طلاق دی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کونسی طلاق ہوگی؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئیں ہیں اور اس شخص کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد ہونا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۰ھ

خاوند کے اقرار کا طلاق میں اعتبار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میرے والدین نے میرا نکاح ہمراہ وکیل ولد فیض علی خان ذات مراسی ساکن میلسی سے کیا میں آباد خانہ خود میں رہی حقوق زوجیت ادا کرنا چاہا لیکن میرا خاوند اس قابل نہ تھا کہ وہ حقوق زوجیت ادا کر سکے ہر ممکن کوشش کی مگر مایوسی کا سامنا ہوا اس پر میرے خاوند نے یہ احساس کیا کہ میں عورت کے قابل نہیں ہوں بہتر ہے کہ میں طلاق دے کر زوجہ خود کو زوجیت خود سے آزاد کر دوں چنانچہ مذکور نے روبروئے چند مردمان بموجب اصول شریعت تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق دے کر مجھ کو زوجیت خود سے علیحدہ کر دیا ہے جس کو عرصہ گزر گیا ہے میں اپنے والدین کے یہاں رہتی ہوں میرے والدین غریب اور نادار ہیں میں جوان العمر ہوں زندگی کا سہارا جیتا رکھنا چاہتی ہوں اور مذکور کی اطلاع حاکم الوقت کو بذریعہ درخواست دیدی ہے ایسی حالت میں اپنے والدین کی رضامندی سے نکاح کر سکتی ہوں؟ جواب سے آگاہی بخشی جاوے

امانت علی قوم مراسی، ملتان

﴿ج﴾

اگر حاکم مجاز کے روبرو وکیل مذکور تین دفعہ طلاق دینے کا اقرار کر لے یا تین طلاق دینے پر شہادت شرعیہ پیش ہو جائے تو عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی جسے عدت شرعیہ گزارنے کے بعد دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے گواہ کا اعتبار اس وقت ہوگا جب ایک جملے پر متفق ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمّٰی اللہ بخش اپنی بیوی کو زدوکوب کر رہا تھا۔ جس کو اس کے بیٹے خواجہ محمد نے آ کر (اپنے والد اللہ بخش) کو دھکا دیا اور اس کو گرا دیا۔ اللہ بخش نے اٹھ کر اپنے لڑکے سے کہا کہ میں تیری ماں کو تین طلاق سے چھوڑتا ہوں تم اپنی ماں کو گھر سے نکال لے جاؤ۔ لڑکے نے پھر معافی مانگ لی۔ وہاں صرف مسمّٰی سونا جو کہ اللہ بخش کا چچا ہے تھوڑے سے فاصلے پر موجود تھا۔ اس نے یہ الفاظ سنے ہیں اور اس کے بعد اللہ بخش نے مسمی رحیم بخش اور اپنے بھائی محمد حسین کے سامنے یہ اقرار بھی کیا کہ میں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ میں تیری ماں کو تین طلاق سے چھوڑتا ہوں۔

بیانات۔ (۱) سونا کا بیان یہ ہے کہ اللہ بخش نے میرے سامنے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے کہ میں نے تجھے تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ (۲) رحیم بخش کا بیان کہ میں اتفاقاً کسی کام کے لیے آیا تھا۔ تو اللہ بخش کے گھر میں جھگڑا سنا تو میں نے اسے علیحدہ بلا کر سمجھانے کی بات کی لیکن مسمّٰی اللہ بخش نے میرے سامنے بیان کیا کہ میں نے بیوی کو تین طلاق سے چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت محمد حسین جو کہ مسمّٰی اللہ بخش کا بھائی ہے موجود تھا۔ (۳) محمد حسین جو کہ مسمّٰی اللہ بخش کا بھائی ہے۔ اس نے یہ بیان دیا کہ مسمّٰی اللہ بخش نے میرے اور رحیم بخش کے سامنے یہ کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کو کہا کہ میں نے تمہاری ماں کو تین طلاق سے چھوڑ دیا ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مسمّٰی اللہ بخش کے طلاق دینے پر ایک گواہ اور اس کے اقرار طلاق پر دو گواہ کا موجود ہونا حجت تامہ ہے۔ بشرطیکہ گواہ شرعاً معتبر ہوں اور تینوں گواہ اس جملہ پر "تین طلاق سے چھوڑ دیا ہے" متفق ہیں۔ اس لیے شخص مذکور کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے گواہ اگر زیادہ ہوں تو گواہی کس کی معتبر ہوگی

﴿س﴾

اللہ بخش نے اپنی منکوحہ مدخولہ مسماۃ گانوں کو ہر دو آدمیوں (قادر بخش، محمد حسین) کے روبرو طلاق دی ہے۔ ہر

ایک کے بیان درج ذیل ہیں۔

اللہ بخش کہتا ہے۔ میں نے اپنی عورت کو غصے کی حالت میں پہلی بار کہا میں نے تجھے فارغ کیا اور دوسری بار کہا میں نے تجھے طلاق دی۔ عورت کہتی ہے۔ میرے خاوند اللہ بخش نے مجھے غصے کے عالم میں پہلی بار کہا۔ میں نے تجھے فارغ کیا۔ دوسری بار کہا میں نے تجھے طلاق دی۔ قادر بخش کا بیان ہے کہ اللہ بخش مذکور نے صرف ایک بار کہا ہے۔ میں نے تجھے طلاق دی۔ فارغ کا لفظ میں نے نہیں سنا۔ محمد حسین کہتا ہے کہ اللہ بخش مذکور نے لفظ طلاق تین مرتبہ سے بھی زائد کہا ہے۔ لیکن اللہ بخش مذکور اس بات کا انکاری ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس قسم کی کوئی بات محمد بخش مذکور کو نہیں کی۔ جامع اہل سنت ہوتو الہ (جمن شاہ) میں جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے وہی بات بتادی جو اوپر درج ہے۔ مولوی اللہ یار صاحب نے طلاق بائنہ کا فتویٰ دیا تھا۔ جس پر دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کے کر دیا گیا۔ لیکن مولوی صاحب اور اس کی پارٹی والوں نے اس فتویٰ سے انکار کر دیا اور اللہ بخش مذکور سے قطع تعلق کر لیا۔ حتیٰ کہ سلام وکلام بھی ترک کر دیا۔ مولوی محمد بخش کی پارٹی کہتی ہے کہ جب اس نے خود ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں تو ہم کسی دوسرے کا فتویٰ کیوں مانیں۔ لیکن اللہ بخش حلفیہ بیان کرتا ہے کہ میں نے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی یہ میرے اوپر افتراء اور بہتان ہے۔ نیز محمد حسین مذکور بھی محمد بخش صاحب کی پارٹی کا آدمی اور میرا مخالف ہے جو میرے اوپر یہ الزام لگاتا ہے کہ میں نے تین طلاق دی ہیں۔ اب اس صورت میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولوی اللہ یار صاحب کا فتویٰ صحیح ہے یا غلط۔ (ب) وہ نکاح جو دوبارہ کیا گیا ہے صحیح ہے یا غلط۔ مولوی محمد بخش صاحب کی پارٹی کا سلام وکلام بند کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اللہ بخش کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہے۔ یعنی تین طلاق اس پر واقع ہیں۔ فقہائے احناف نے یہ اصول بیان کیے ہیں کہ جہاں گواہوں کے بیانات آپس میں مختلف ہوں تو وہاں پر اس کی گواہی معتبر سمجھی جاتی ہے جو زیادت کی گواہی دے رہا ہو۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں محمد حسین اور مولوی محمد بخش کا قول معتبر ہوگا۔ مولوی محمد بخش اگرچہ اس وقت موجود نہ تھا۔ لیکن جب اس کے سامنے اللہ بخش طلاق کا اقرار کر چکا ہے اس لیے مولوی محمد بخش کا قول بھی معتبر سمجھا جائے گا اور اللہ بخش پر اپنی سابقہ منکوحہ حرام ہوگی۔ بغیر حلالہ کے اس کے اوپر اب حلال نہیں ہو سکتی۔ مولوی اللہ یار کا فتویٰ ٹھیک نہیں ہے۔ جو نکاح بغیر حلالہ کے کرایا گیا ہے۔ وہ نکاح بے سود ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاق کے یا طلاق دہندہ کے اقرار کے دو گواہ معتمد دیندار گواہی دیدیں تو طلاق ثابت ہو جاتی ہے۔ یہاں بظاہر دو گواہ موجود ہیں اگر وہ عادل دیندار ہوں تو عورت مغلظہ ہے بغیر حلالہ اس کا کیا ہوا نکاح درست نہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیمار سے جبراً طلاق دلوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دے دیتا ہے۔ سال گزر جانے کے بعد اس کی وہ مطلقہ بیوی پھر اس کے پاس آ جاتی ہے۔ ۵۹-۱۸-۴ کو طلاقیں دی تھیں۔ دس روپے کے اسٹام پر رجسٹری کی تھی۔ اب اس اسٹام کے دوسرے صفحے پر لکھا ہوا ہے کہ مجھ سے میرے بھائیوں نے جبراً طلاقیں دلوائی ہیں۔ میں تو بیمار تھا مجھے تو ہوش نہ تھی۔ جب مجھے پتہ چلا کہ میری عورت کو تو طلاقیں ہوگئی ہیں تو میں نے ایک ماہ دس دن کے بعد اپنی بیوی کو اپنے پاس بلایا۔ اس لیے جو دس روپے کے اسٹام پر طلاقیں ہوئی ہیں وہ طلاقیں ناجائز سمجھیں۔ یہ تحریر غلط ہے اور جھوٹ ہے۔ تحریر کنندہ کہتا ہے کہ یہ تحریر میں نے 66ء میں لکھی ہے اور لکھنے میں طلاق کے بعد ایک ماہ دس دن کی تاریخ لکھتا ہے کہ عدت کے اندر رجوع کرالیا ہے۔ اب وہ ۷۱ء کو فوت ہو گیا ہے۔ کیا شرعی طور پر متوفی کی مطلقہ بیوی وراثت میں حق رکھتی ہے یا نہیں۔

نوٹ: زبانی اور تحریری دونوں طرح سے طلاقیں دی ہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر اس شخص نے زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں تو تین طلاق شرعاً واقع ہوگئی ہیں۔ اس کی عورت مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اس کا رجوع اگرچہ عدت کے اندر بھی ہو پھر بھی صحیح نہیں۔ لہٰذا اس عورت کا اس شخص کی جائیداد میں شرعاً کوئی حق نہیں۔ عورت کا دعویٰ حق وراثت باطل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مرد کا اقرار یا گواہوں کی گواہی طلاق کے لیے کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے غیر کفو میں بکر کے ساتھ اپنی دختر حمیدہ بالغہ کا نکاح کر کے شادی بھی کر دی۔ حمیدہ کے نانا بکر نے باپ اور بھائیوں سے کہا تم بکر سے کہو حمیدہ کو مطلقہ کر دے تو انھوں نے کوشش کی تو بعد چند ایام کے بکر کے وارثوں نے کہا بکر طلاق دینا مان گیا ہے لیکن وہ یہاں شرمندگی سے نہیں آتا۔ وہ گاڑی سے

اترے گا ان کا وعدہ ہے وہ اسٹیشن پر طلاق دے دے گا تو بکر کا بھائی اور سوتر اور ایک اہل علم اور حمیدہ کا نانا اسٹیشن پر گئے۔ جو تقریباً آٹھ میل کا سفر تھا تو بکر حسب وعدہ گاڑی سے اتر کر ایک ڈیڑھ میل پر آیا جہاں تحریر کنندہ اور بکر کے وارث وغیرہ موجود تھے تو وہاں مجلس میں اس نے ذکر کیا میں نے حمیدہ کے والد کو مبلغ پانچ صد روپیہ دیا تھا اور اس نے اپنی دختر کا نکاح میرے ہمراہ کر دیا تھا۔ وہ رقم مذکورہ مجھے دے دو میں حمیدہ کو طلاق دیتا ہوں تو بکر کے سوتر نے کہا اس رقم کا میں دیندار ہوں۔ تم طلاق دے دو بکر نے اپنی منکوحہ مدخولہ حمیدہ بیوی کو تین طلاق اس طرح دی کہ حمیدہ کو طلاق دی میں نے۔ حمیدہ کو طلاق دی میں نے۔ حمیدہ کو طلاق دی میں نے۔ کیا شرعاً یہ طلاق ہو جاتی ہے یا نہ۔ اگر طلاق ہو جاتی ہے تو مغلظہ طلاق ہوگی یا نہ۔ اگر مغلظہ ہو تو بغیر حلالہ کے بکر کا نکاح ثانی حمیدہ مذکورہ سے جائز ہے یا نہ۔ اگر بغیر حلالہ کے بکر حمیدہ سے نکاح ثانی کرے تو شرعاً یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔ بینوا توجروا۔

سوال کنندہ اللہ ڈتہ پر ہار سکنہ

﴿ج﴾

اگر شرعاً بکر کا طلاق دینا ان الفاظ سے جو سوال میں درج ہیں ثابت ہے۔ خود بکر کے اقرار سے یا دو گواہوں کی گواہی سے تو اس صورت میں بکر کی عورت پر تین طلاق واقع ہو چکی ہیں۔ وہ حرمت مغلظہ سے بکر پر حرام ہو گئی ہے۔ اس لیے بغیر حلالہ کے اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی۔ اگر بغیر حلالہ نکاح کرے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے چار سال بعد طلاق سے مکر جانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں مسمی محمد بشیر ولد صدیق قوم نارو نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے اور اس کا سامان بھی ساتھ دے کر باپ کے گھر بھیج دیا ہے۔ تقریباً چار سال ہو گئے ہیں۔ اب محمد بشیر کی زوجہ مطلقہ کی شادی دوسری جگہ شروع کی ہے۔ محمد بشیر نے کہا میں نے طلاق نہیں دی اور دعویٰ نکاح کرتا ہے۔ اب طلاق کے گواہ بھی موجود ہیں جن کے بیان حلفیہ آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ ان کو پڑھ کر شرعی حکم صادر فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ محمد بشیر ولد صدیق نے جب اپنی زوجہ کو تین طلاقیں صریح دی ہیں جیسا کہ

گواہ نمبر ۳ محمد رمضان اور گواہ نمبر ۴ اللہ بخش کے بیانوں سے ظاہر ہے تو محمد بشیر پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہو گئی ہے۔ زوجین میں دوبارہ بدوں حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں ہے اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ نیز جب محمد بشیر کے طلاق دینے پر دو دیندار گواہ موجود ہیں تو اب اس کے انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ طلاق واقع ہو گئی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے متعلق مفصل فتویٰ

﴿س﴾

بیان حلفیہ سردارہ ولد سلارہ قوم موچی سکنہ ایتڑی تحصیل بھکر ضلع میانوالی من گواہ امر واقعہ سردارہ ولد سلارہ قوم موچی حرف شنید بر موقع اپنے ٹھیک ہوش وحواس سے اور کسی قسم کی دنیاوی مطلب وبخشش اپنے سامنے نہ رکھتے ہوئے خدائے عز وجل شانہ سے ڈرتے ہوئے مندرجہ ذیل بیان حلفیہ قلم بند کر رہا ہوں، بیان بر موقعہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ غلام یٰسین ولد فتح محمد قوم اعوان اپنے گھر میں کھڑا تھا اور میرا گھر اس کے گھر کے ساتھ سامنے ہے میں اس وقت عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آیا غلام یٰسین نے بے تحاشہ یہ کہنا شروع کیا میں نے گلائی لڑکی غلام محمد کی کو تین طلاق دی ہیں پھر دوسری دفعہ یہی الفاظ گلائی بنت غلام محمد کی لڑکی کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ پھر تیسری دفعہ بھی یہی الفاظ کہ گلائی بنت غلام محمد کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ غلام یٰسین کے سامنے بولنے والے یا مقابلہ کرنے والے کسی کی آواز ہم نے نہیں سنی۔ میں نے مصلیٰ سے کھڑے ہو کر دیکھا تو غلام یٰسین ولد فتح محمد صحن میں کھڑا تھا اور سامنے چارپائی پر اس کا والد افسوس سے ہاتھ سر پر رکھ کر بیٹھا تھا۔ اس کے قریب ایک ہمشیر اور اس کی سوتیلی ماں بھی بیٹھے تھے اور عالم خاتون ولد جانن خان قوم پٹھان زوجہ عبدالرحمٰن صاحب بھی سامنے کھڑی سن رہی تھیں۔ چونکہ میں مصلیٰ پر نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تھا اس لیے میں نے اور آدمیوں سے پوچھا کہ کسی نے اس کے منہ پر ہاتھ نہیں دیا تو دیکھنے والوں نے کہا کہ اس کی ہمشیر اللہ جوائی نے ایک دفعہ تین طلاق کہہ لینے کے بعد اس کے منہ پر ہاتھ دیا لیکن اس نے اس کو دھکا مارا اور وہ بیچاری دور جا گری پھر اس کی سوتیلی ماں بھی اس کی طرف لپکی لیکن اتنے میں اس نے تین دفعہ تین تین طلاق دے دی تھیں۔ وہ بیچاری افسوس سے کھڑی ہو گئی۔

بیان حلفیہ من گواہ امر واقعہ گا نور خاتون زوجہ خان بہادر ولد غلام حسن صاحب نمبردار سکنہ ریٹری تحصیل بھکر ضلع میانوالی مندرجہ ذیل بیان حلفیہ روبرو گواہان اور اپنے ٹھیک ہوش وہواس سے اور خدا کے خوف سے صحیح صحیح قلمبند کرا رہی

ہوں بیان من گواہ ہم گا نور خاتون زوجہ خان بہادر ولد غلام حسن کا سکنہ ریتڑی اپنے گھر میں اپنے نلکے پانی والے پر پانی کا گھڑا ابھر رہی تھی کہ اتنے میں غلام یٰسین ولد فتح محمد سابق چوکیدار ریتڑی نے بڑی اونچی آواز سے کہا کہ میں نے گلائی ولد غلام محمد قوم اعوان کی لڑکی کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ یہ سنتے ہی میں ان کے گھر کی طرف دوڑی ان کا گھر تقریباً دس یا گیارہ کرم کے فاصلہ پر ہے۔ دوسری طلاق جبکہ میں ابھی راستہ پر تھی دے دی کہ میں نے گلائی بنت غلام محمد کی لڑکی کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ پھر تیسری دفعہ میں ان کے گھر کے باہر کانٹے دار دیوار کے سامنے کھڑی ہوگئی پھر غلام یٰسین نے تیسری طلاق دے دی یعنی میں نے گلائی بنت غلام محمد کی لڑکی کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ لہٰذا یہ مندرجہ بیان خداوند کریم کو حاضر ناظر جان کر روبرو گواہان قلمبند کرا رہی ہوں کہ سند رہے علمائے دین ومفتیان شرع متین کی خدمت میں بیان حاضر ہیں۔

جس وقت غلام یٰسین اپنی عورت گلائی کو طلاق دے رہا تھا تو اس وقت کون کون آدمی اس وقت موقعہ پر موجود تھے۔ میں نے موقعہ پر یہ آدمی دیکھے۔ ایک غلام یٰسین کی سوتیلی ماں دوسری سگی ماں بیٹھی تھیں۔ تیسرا ان کا والد فتح محمد چار پائی پر بیٹھا تھا۔ غلام یٰسین کی ہمشیر اللہ جوائی ساتھ کھڑی تھی۔ جبکہ غلام یٰسین نے تیسری طلاق دینی شروع کی تو اس وقت اللہ جوائی نے بہت کوشش کی اس کے منہ پر ہاتھ رکھا لیکن غلام یٰسین نے اس کو دھکا مار کر گرایا اپنی طلاق پوری کی۔

اور ایک عالم خاتون زوجہ عبدالرحمٰن خان ولد مظفر کا قوم پٹھان سکنہ موقع ریتڑی ساتھ کھڑی چپکے سے سن رہی تھی اور غلام یٰسین کے صحن کے دروازہ پر ایک گھوڑے والا اجنبی مسافر جو کہ کوئی افسر معلوم ہوتا تھا۔ گھوڑے کو روک کر یہ تمام ماجرا حاضر موقعہ پر سن رہا تھا اس کے گھوڑے کے ساتھ ایک پیدل مسافر بھی کھڑا تھا اور واقعہ کو اچھے طریقے سے سن رہا تھا۔ غلام یٰسین کے دروازہ کے ساتھ ہی جوئیا نوالہ بٹی مانجر اور فاضل کا راستہ گزرتا ہے۔ وہ اجنبی فاضل سے بٹی پر جا رہے تھے پوچھ گچھ سے معلوم ہوا کہ گھوڑے والا آدمی پٹواری محال ہے جو کہ چک نمبر ۵ میں رہتا ہے اور اس کا نام سرفراز ہے۔ دوسرا مسافر حاطوغوث ولد محمد قوم ساموانہ سکنہ فاضل قوم ساموانہ اور ابھی موضع ٹبی پر رہتا ہے۔

گواہان جس وقت غلام یٰسین طلاق اپنی زوجہ گلائی کو دے رہا تھا تو اس وقت غلام یٰسین کے مقابلہ میں آدمی جواب دے رہا تھا یا کوئی ماجرا یا شرط کا مسئلہ حائل تھا۔

گانور خاتون جس وقت غلام یٰسین نے طلاقیں دینی شروع کیں تو اس وقت کوئی ان کا گھریلو جھگڑا نہیں تھا اور نہ ہی کسی شرط کو سامنے رکھ کر اسے طلاق دی بلکہ گھر والوں کی طرف سے بالکل خاموشی ہی خاموشی تھی۔ صرف غلام یٰسین طلاق دے رہا تھا باقی کوئی ماجرا یا واقعہ کا جواب سوال نہیں تھا۔

بیان حلفیہ عالم خاتون زوجہ عبدالرحمٰن خان ولد مظفر خان قوم پٹھان سکنہ ریتڑی تحصیل بھکر ضلع میانوالی۔ من گواہ

امر واقعہ عالم خاتون زوجہ عبدالرحمٰن صاحب قوم پٹھان چشم وشنید بر موقعہ میں اپنے ٹھیک ہوش وحواس سے کسی ذاتی رنجش ومخالفت کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے خدائے ذوالجلال وعز شانہ سے خوف رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل بیان حلفیہ قلم بند کرا رہی ہوں کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میں غلام یٰسین ولد فتح محمد کے گھر بیٹھی تھی کہ غلام یٰسین ولد فتح محمد ہمارے قریب اپنے صحن میں کھڑا تھا کہ بغیر کسی جھگڑے کے بلکہ اس کے سامنے جواب دینے والا بھی کوئی نہ تھا۔ یعنی اس کا والد فتح محمد اور اس کی سوتیلی ماں بختاں سگی ماں سہائی اور اس کی ہمشیر اللہ جوائی بیٹھے تھے کہ غلام یٰسین نے بغیر کسی جھگڑے اور غصہ کے بے تحاشہ یہ کہنا شروع کیا کہ میں نے گلائی بنت غلام محمد کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ پھر دوسری دفعہ بھی اس نے یہی کہنا شروع میں اس کی ہمشیر اللہ جوائی نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا لیکن اس نے ہمشیر کو دھکا مار کر گرا دیا اور پھر کہنا شروع کیا کہ میں نے گلائی بنت غلام محمد کو تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ پھر تیسری دفعہ بھی یہی الفاظ کہے کہ میں نے گلائی غلام محمد کو طلاق سے چھوڑا ہے۔ اس سے قبل اس کی سوتیلی ماں بختاں میرے گھر میں بیٹھی تھی تو غلام یٰسین کی ہمشیر اللہ جوائی میرے گھر میں دوڑتی ہوئی آئی اور کہا کہ اماں بھائی غلام یٰسین کہتا ہے کہ تو گھر میں آ میں اپنی عورت کو طلاق دیتا ہوں یہ سن کر میں بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور جب ہم ان کے گھر میں پہنچیں تو غلام یٰسین چارپائی پر بیٹھا تھا اور پھر یہ طلاقیں مندرجہ بالا تحریر کے مطابق کر دیں اور تین دفعہ تین تین طلاقیں دیں۔ فاضل کا راستہ غلام یٰسین کے صحن کے ساتھ گزرتا ہے۔ وہ مرد ایک گھوڑے پر سوار تھا اچھا سفید پوش معلوم ہوتا تھا اور ایک آدمی اس کے ساتھ پیدل تھا۔ دونوں نے بغیر وجہ کے پہلی طلاق سنتے ہی اپنے گھوڑے کو ان کے گھر کے سامنے کھڑا کر دیا اور یہ تمام ماجرا سن کر یہ کہنا شروع کر دیا کہ غلام یٰسین نے اپنی عورت سے قطع تعلق کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں آدمی ان کے گھر کو خوب جانتے تھے۔ آگے شہر میں جاتے ہوئے تمام سننے والوں کو یہ کہتے چلے گئے کہ اگر شرعی کوئی پوچھ گچھ ہو جائے تو ہم امر واقع کے چشم دید وشنید گواہ ہیں کہ غلام یٰسین نے اپنی عورت کو تین دفعہ تین طلاق سے چھوڑا ہے۔ بس میری چشم دید وشنید کا واقعہ و بیان صحیح صحیح یہی تھا۔

گواہ عالم خاتون زوجہ عبدالرحمٰن ولد مظفر صاحب قوم پٹھان سکنہ ریتڑی تحصیل بھکر ضلع میانوالی ملک کمال بقلم خود۔

بیان حلفیہ سردار پٹواری حلقہ رکھ جنڈ انوالہ عمر تقریباً ۳۴ سال پیشہ ملازمت۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ ماہ مئی میں ایک دن گرداور حلقہ اور میں برائے تعمیل چک نمبر ۳ ٹیوب ویل جاتا تھا جب دونوں فاضل سے چلے تو اڈہ فاضل پر آئے تو وہ وہاں پر حیات محمد قوم سوموارانہ بھی موضع ٹبی کو جانے کے لیے تیار تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا بھی تھا۔ حیات محمد کے گھوڑے پر حیات محمد میں ہم دونوں سوار ہوئے گرداور صاحب اکیلا گھوڑے پر سوار ہوا جب ہم تینوں موضع ریتڑی پر آئے تو وہاں گرداور صاحب نے کہا کہ ہم نے دکان سے سگریٹ

خریدنی ہے۔ گرداور صاحب دکان پر چلا گیا اور ہم دونوں نے دکان کے پیچھے گھوڑے کو روک دیا کیونکہ گھوڑا اگر گھوڑی کے نزدیک ٹھہرتا تو تنگ کرتا تھا۔ اس لیے ہم نے دکان کے پیچھے گھوڑے کو ایک گلی میں روکا تھا اس گلی میں کھڑے ہوئے تو گلی کے ساتھ ہی شمال کے طرف ملحقہ فتح محمد قوم اعوان کا گھر تھا۔ فتح محمد مذکور کے گھر میں شور وغل ہوا تو ہم دونوں حیات محمد سرفراز نے دیکھا کہ غلام یٰسین ولد فتح محمد قوم اعوان نے بڑے زور شور سے کہا کہ میں نے گلائی دختر غلام محمد کو تین طلاق کیا ہے۔ اسی طرح غلام یٰسین نے تین بار علیحدہ کہا اب کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے علیحدہ ٹھہر کر کہا تھا کہ میں نے گلائی دختر غلام محمد کو تین طلاق طلاق کہا یہ الفاظ حیات محمد اور ہم اور باقی دو اور عورتیں تھیں جن کے نام ہمیں معلوم نہیں۔ موقع پر اس وقت موجود تھیں لیکن اس وقت غلام یٰسین نے کوئی بات اظہار نہیں کی تھی کہ میں فلاں غصہ کی وجہ سے طلاق کہہ رہا ہوں۔ نیز مندرجہ بالا بیان حلفیہ میں باحواس خمسہ بالکل درست حالت میں بیٹھ کر تحریر کیے ہیں جو کہ بالکل درست ہیں۔ سرفراز پٹواری ملک کمال بقلم خود

هوالمصوب

اگر یہ گواہ معتبر ہوں عادل ہوں تو چونکہ نصاب شہادت (دو عورتیں مسماۃ گانورو مسماۃ عالم خاتون اور ایک مرد سرفراز پٹواری) مکمل ہے (باقی سردارہ کی جو شہادت ہے وہ تو چونکہ طلاق دیتے وقت غلام یٰسین کو دیکھ نہیں رہا ہے صرف اس کی آواز سن رہا ہے لہٰذا اس کی شہادت مردود ہوتی۔ اگر طلاق کے الفاظ کہتے وقت سردار غلام یٰسین مذکور کو دیکھ رہا ہو تو اس کی شہادت بھی معتبر ہوتی۔ لہٰذا بعد از تحقیق وتفتیش اور اعتماد وثوق کے چیئرمین طلاق ثلاثہ کا حکم صادر کر دے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے لیے واضح الفاظ یا وہ کنائی الفاظ جن سے طلاق واقع ہوتی ہو، ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی ہمشیر ہندہ کو بکر نے اغواء کر دیا جب زید وغیرہ کو معلوم ہوا کہ اس واقع میں بکر کا ہاتھ ہے انھیں یقین ہو گیا تو بکر کے رشتہ داروں میں سے عمر نے کہا کہ برادری میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے لہٰذا جتنی رقم نقدی وغیرہ اپنے ساتھ لے گئی ہے وہ بھی زید وغیرہ کو واپس کر دیں اور زید کو ہم اپنی لڑکی زینب کا نکاح بھی دیتے ہیں چنانچہ اس بابت یہ فیصلہ ہوا رقم نقدی بھی واپس ہو گئی اور زینب کا نکاح زید کے ساتھ بھی گواہوں کی موجودگی میں کر دیا گیا اور اسی طرح زینب کی ہمشیر کا زید کے بھائی کے ساتھ نکاح کیا گیا اور جب زینب کا نکاح اس

کے باپ نے کیا تو اس وقت زینب نابالغ تھی ایک عرصہ کے بعد برادری میں اختلاف پڑ گیا اور ہندہ مغویہ کے ورثاء نے بکر وغیرہ پر اغواء کا دعویٰ کر دیا درمیان جرح وکیل نے کہا کہ اغوا نہیں ہوا بلکہ زید نے اپنی ہمشیر بکر وغیرہ کو نکاح میں کر دی اور بکر کی طرف سے عمر نے اپنی لڑکی زینب اور اس کی ہمشیر زید اور اس کے بھائی کو نکاح کر دی تھی تو اس پر زید نے کہا کہ زینب کا نکاح مجھ سے نہیں ہوا تھا دعا خیر تھی مگر ناکح اور گواہ کہتے ہیں کہ باقاعدہ ایجاب وقبول ہوا اور زینب کا باپ بھی یہی کہتا ہے میں نے اپنی لڑکی زینب کا باقاعدہ نکاح زید سے کیا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے ان الفاظ سے کہ زینب کا نکاح نہیں ہوا بلکہ دعائے خیر تھی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں جبکہ ان الفاظ کے کہنے کے بعد زید بھی کہتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا میری مراد یہ تھی کہ نکاح عائلی قوانین کے مطابق رجسٹرڈ نہیں ہوا بینوا توجروا

﴿ج﴾

اول تو یہ انشا نہیں ہے اور اس سے قطع نظر نیت بھی طلاق کی نہیں ہے جیسا کہ خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے لہٰذا نکاح باطل نہیں ہوا۔

(فی العالمگیریه ص ۳۷۵ ج ۱ لو قال لها لانكاح بيني و بينك او قال لم يبق بيني و بينك نكاح تقع الطلاق اذا نوى الخ وهكذا فى امداد الفتاوى ص ۴۸۳ ج ۲) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ شعبان ۱۳۸۸ھ

طلاق کیوں اور کب دی جائے کس کی طلاق واقع اور کس کی نہیں

”تجھ کو“ کہہ دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک خاوند کے ذہن میں خیال آیا کہ اپنی بیوی سے ”تجھ کو“ کہا تو طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

غلام سرور صاحب، اسلام آباد

﴿ج﴾

فقط ”تجھ کو“ کہہ دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی البتہ اگر تجھ کو کے حکم کے ساتھ یہ بھی ملا لیا گیا ہے (طلاق) تب طلاق واقع ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۹۹ھ

وعدہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شریف احمد چوکیدار عید الفطر کے مہینے گھر گیا اس نے اپنی بیوی کو آواز دی۔ وہ اپنے لڑکے کے گھر تھی وہ آئی اور اس نے اسے صرف ''کیوں'' کہا کیوں پر شریف احمد کو غصہ آ گیا اور اس نے بیوی کو گالیاں دیں اور ڈانٹا اور کہا کہ تم نے ''کیوں'' کا لفظ کیوں استعمال کیا اور وہ گھر سے واپس اپنی نوکری پر چلا گیا وہاں پر محمد بیگ موجود تھا اس نے گھر کی تمام بات محمد بیگ کو بتائی اس نے محمد بیگ سے کہا کہ میں اس کو طلاق دے دوں گا اور اس نے طلاق کا لفظ کئی مرتبہ دوہرایا اور کہا کہ میں گھر نہیں جاؤں گا یہیں سے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دوں گا اور کہا کہ اس نے کیوں کا لفظ کیوں استعمال کیا اس دن سے محمد بیگ خاموش ہوگیا ہے شریف احمد وہاں چوکیداری بھی کرتا ہے اور امامت کے فرائض بھی انجام دیتا ہے تمام دفتروں کے کارندے اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں محمد بیگ نے اس دن سے اس کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے محمد بیگ آپ سے التماس کرتا ہے کہ آپ یہ سوالات واضح فرمائیں کہ محمد شریف کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور پھر وہ اپنی بیوی کے ہاں آتا جاتا ہے۔ فقط سائل سے معلوم ہوا کہ شریف احمد نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں طلاق دے دونگا دو دن تک یہ کہتا رہا پھر کہا کہ طلاق کا پرچہ یہاں سے لکھ کر بھیج دونگا اور گھر نہیں جاؤں گا۔

محمد بیگ، چوکیدار، ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شریف احمد کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیونکہ یہ الفاظ وعدہ طلاق ہیں ان میں ایقاع طلاق نہیں ہے۔ اب شریف احمد بیوی کو آباد کر سکتا ہے اور اس کے پیچھے نماز بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(طلاق دے دوں گا) سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شادی شدہ شخص ہے وہ دوسری شادی کا پروگرام اپنے سسرال سے اس شرط پر بناتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے گا۔ پہلی بیوی سے جس کے بچے بھی ہیں اس نے شادی کے کچھ دنوں کے لیے اپنی پہلی بیوی کو اپنے سسرال بھیج دیا اور ظاہر کیا کہ اس نے اس کو طلاق دیدی ہے تقریباً ایک ماہ کے بعد وہ پہلی بیوی کو بھی گھر لے آتا ہے۔ اب اس کے پاس دونوں بیویاں ہیں۔ یہ بات واضح ہو کہ نئے سسرال کو اس نے کہا کہ میں

پہلی بیوی کو طلاق دیدونگا اور جب پرانے سسرال نے اس سلسلہ میں اس کو کہا تو اس نے کہا کہ آپ چپ رہیں میں نے یہ دوسری شادی کرنے کے لیے کہا آپ کچھ دنوں کے لیے اس کو گھر رکھیں چند دن تک معاملہ ٹھیک ہو جائے گا تو اس صورت میں اس کی پہلی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں؟

﴿ج﴾

میں پہلی بیوی کو طلاق دے دوں گا سے شخص مذکور کی عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی جبکہ اس نے اس کے بعد باقاعدہ طلاق نہ دی ہو لہٰذا شخص مذکور کے لیے دو بیویوں کو اپنے گھر آباد کرنا جائز ہے اس لیے تحقیقات کی جائیں کہ کہیں نئے سسرال والوں نے اس سے طلاق حاصل نہ کی ہو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ شعبان ۱۳۹۷ھ

معاہدہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ دو شخصوں نے آپس میں متبادلانہ صورت میں ایک دوسرے سے رشتے کیے ہوئے تھے بعد میں ایک دوسرے کی مخاصمت کی بناء پر طلاق دینے کے معاہدے ہوگئے جب یونین کونسل میں پہنچے تو زید نے طلاق کردی اور عمرو نے اپنی بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا جب معاہدے ہوئے اس وقت ایک مولوی صاحب نے ان دونوں سے لفظ طلاق ایک مرتبہ ضرور کہلوائے تھے بعد میں زید نے تو صریح طلاق کردی اور عمرو نے اندریں میعاد رجوع کی صورت اختیار کر لی ار طلاق دینے سے اپنی بیوی کو انکار کر دیا جس کا انکار نامہ حسب ذیل ہے اور عمرو مذکور نے اپنی بیوی کو پانچ مرلے زمین بھی دے رکھی تھی عالیجاہ اس مذکورہ صورت بالا میں بیان فرمائیں کہ جب ان کا رشتہ مشروط بہ شرط بالا تھے تو زید نے طلاق کردی اور عمرو نے طلاق نہیں کی اور رجوع کی صورت اختیار کر لی تو اس عمرو کا نکاح باقی رہے گا یا نہ اور کیا جاہل مولوی صاحب کے کہنے سے کہ تمھارا نکاح ٹوٹ گیا یہ بات باحق ہے؟ بیان فرمائیں

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب عمرو نے ایک طلاق سے عدت کے اندر رجوع کر لیا ہے تو یہ رجوع صحیح ہے۔ صرف معاہدہ کرنے یا وعدہ طلاق سے طلاق واقع نہیں ہوتی البتہ زید کی بیوی مطلقہ ہو چکی ہے۔ تبادلہ کی کوئی شرط نہیں ہوتی ہر ایک عورت کا حق مہر لازم آتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ شعبان ۱۳۸۷ھ

''میں اس کونہیں رکھتا چلوطلاق لکھ دیتے ہیں''

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شوہراوراس کی بیوی کا آپس میں گھریلو تنازعہ تھا اس کش مکش میں لڑکا اپنے والد اور بیوی کو ہمراہ لے کر ماموں صاحبان کے گھر پہنچا لڑکی کے بھی وہی ماموں ہیں یعنی خوشی محمد اور نذیر احمد وغیرہ۔ وہاں پر لڑکی کے والد کو بھی بلایا گیا لڑکی اور لڑکے کا خالو محمد طفیل اور چند دیگر اشخاص بھی وہاں موجود تھے ان تمام کی موجودگی میں لڑکے نے لڑکی کے والد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بہت زبان دراز ہے۔ میں اس کو نہیں رکھتا حاضرین میں سے کسی شخص نے کہا کہ اگر نہیں رکھنی تو طلاق دیدو لڑکے اور اس کے والد نے کہا کہ چلو طلاق لکھ دیتے ہیں مگران کے ماموں صاحبان نے کہا یہ کام ہمارے گھر پر مت کریں اپنے گھر جا کر کرنا لہذا لڑکے کے والد نے کہا کہ گھر جا کر طلاق لکھ کر بھیج دیں گے مگر بعد ازاں ان کا ارادہ تبدیل ہو گیا اور طلاق لکھ کر نہیں بھیجی۔ پھر لڑکا اپنی بیوی کو لینے کے لیے کئی مرتبہ گیا۔ مگر لڑکی کا والد کہتا ہے کہ تمام رشتہ داروں اور عوام میں شہرت ہے کہ طلاق ہو چکی ہے اس لیے پہلے علماء دین کا فتوی لاؤ اور پھر میرے ساتھ آ کر بات کرنا لہذا فتوی صادر فرمایا جاوے کہ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں۔

حاضرین حسب ذیل ہیں۔

(۱) لڑکی کا خاوند صلاح الدین ولد غلام نبی: میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے زبانی یا تحریری اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی۔

(۲) لڑکے کا والد غلام نبی ولد بھٹہ خان: میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اپنی بہو خالدہ کو اپنے لڑکے کے گھر آباد دیکھنا چاہتا ہوں میرے لڑکے نے زبانی یا تحریری طلاق نہیں دی۔

(۳) لڑکے اور لڑکی کا ماموں خوشی محمد ولد رحیم بخش: میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میرے روبرو لڑکے نے لڑکی کو مخاطب کر کے نہیں کہا کہ میں نے تمہیں طلاق دی۔ البتہ یہی کہتا رہا کہ میں نے نہیں رکھنی۔

(۴) لڑکی اور لڑکے کا ماموں خالو محمد طفیل ولد ماموں خان: میں بیان کرتا ہوں کہ میرے روبرو لڑکے نے نہ کوئی زبانی اور نہ ہی تحریری طلاق دی۔ البتہ کشمکش ضرور تھی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر خاوند نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی طلاق نہیں دی اور ''میں اسے نہیں رکھتا'' کے الفاظ بھی بنیت طلاق نہیں کہے جیسا کہ یہی ظاہر ہے تو ان الفاظ سے ''چلو طلاق لکھ دیتے ہیں'' طلاق واقع

نہیں ہوتی کیونکہ یہ وعدہ طلاق ہے انشاء طلاق نہیں۔ لہذا نکاح بدستور باقی ہے اور زوجین کا آپس میں آباد ہونا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۸ھ

وقوع طلاق کے لیے طالق کے منکر ہونے پر شہادت شرعاً ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک عورت منکوحہ زوجۃ الغیر کو اغواء کر کے مقام اغواء سے تیسرے ضلع میں ایک طویل مسافت پر دور لے جاتا ہے اور اسی عورت سے عدالت میں جھوٹا دعوی دائر کرا دیتا ہے جس کی نوعیت حسب ذیل ہے۔

وہ عورت دعوی کرتی ہے کہ میرا خاوند یہاں آیا اور اس نے مجھ سے مبلغ پانچ صد روپے بعوض طلاق دیدینے کے طلب کیے میں نے ایک شخص سے بطور قرضہ لے کر اپنے خاوند کے حوالہ کیا اور اس نے مجھے زبانی طلاق دیدی اور میں نے اس سے مطالبہ کیا کہ اسٹامپ پر عدالت میں مجھے طلاق نامہ تحریر کر دے چونکہ عدالت کا وقت ختم ہو چکا تھا اس لیے یہ بات ہوئی کہ کل عدالت میں پہنچ کر اسٹامپ پر طلاق نامہ تحریر کر دیا جائے گا اس اقرار کے بعد رات کے وقت رقم مذکورہ لے کر فرار ہو گیا۔ اس قسم کا دعوی دائر ہو جانے کے بعد اس عورت کے خاوند کے نام عدالت متعلقہ نے سمن جاری کیے لیکن تعمیل نہ ہو سکی اس کے بعد عدالت نے اس شخص کے نام اشتہار بھی جاری کیا تا کہ وہ حاضر عدالت ہو لیکن وہ حاضر نہ ہوا ظن اغلب یہ ہے کہ یہ اشتہار اس تک نہ پہنچا ہو گا کیونکہ وہ ایک گاؤں کا رہنے والا ہے جہاں اخبارات پہنچ ہی نہیں سکتے اور نہ وہ خود پڑھا لکھا آدمی ہے کہ اخبار پہنچنے پر وہ پڑھ سکے البتہ اسے یہ علم تھا کہ عورت نے میرے خلاف کوئی دعوی کیا ہوا ہے اس کے بعد عدالت متعلقہ نے عورت مدعیہ سے شہادت طلب کی تو اس نے چار شاہد پیش کر دیے ایک نے گواہی دی کہ اس عورت مدعیہ نے ہمارے روبرو پانچ صد روپے اپنے خاوند کے حوالہ کیے اور اس نے زبانی طلاق دیدی اور عدالت میں طلاق نامہ تحریر کرنے کا وعدہ کیا۔ عدالت متعلقہ نے ان شہادتوں پر عورت کے مطلقہ ہونے کا فیصلہ دیدیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور حقیقت میں یہ دعوی شہادتیں سب کچھ جھوٹی ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اب اس کے متعلق حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۱) کیا اس صورت میں عورت مطلقہ ہو جائیگی یا نہ اور کیا اس کے لیے صحیح ہے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کرے۔

(۲) اغواء کنندہ شخص خود جانتا ہے کہ یہ سب کچھ جھوٹ ہے اور خود گواہ کو جھوٹی گواہی کی تلقین کرنے والا اور

شہادت زور پر اکسانے والا ہے اور اسی شخص نے وکیل مہیا کیا اور اس کا خرچ برداشت کیا، کیا اس کے بعد اس کا نکاح اس عورت کے ساتھ صحیح ہوگا یا نہ اور اس کی اولاد جو اس عورت سے پیدا ہوگی وہ صحیح النسب متصور ہوگی یا ولد الزنا۔

(۳) بعض علماء کہتے ہیں کہ قضاء قاضی ایسے معاملات میں ظاہراً و باطناً نافذ ہوتی ہے لہذا یہ عورت صحیح مطلقہ متصور ہوگی اور بعض کہتے ہیں یہ قضاء علی الغائب ہے لہذا باطل ہے عورت مطلقہ نہیں ہوگی؟

آپ سے التجاء ہے کہ آپ اس مسئلہ کی پوری وضاحت فرمادیں اور اس امر کی بھی توضیح فرمادیں کہ اگر اس صورت میں عورت کا خاوند موجود ہو اور عدالت ایسے دعوی اور ایسی شہادتوں پر فیصلہ اس کے خلاف دے تو کیا عورت مطلقہ ہو جائیگی یا نہ بینوا توجروا



(۱) یہ عورت حقیقت میں مطلقہ شمار نہ ہوگی اس کے دلائل ذیل کے جوابات میں ملاحظہ کیجیے:

(۲) شہادت زور کے ذریعہ اگر طلاق حاصل کی جائے وہ بھی عندالشریعت مقبول ہے جب تک کہ قاضی کو شھود کے زور کا علم نہ ہو......

کما قال صاحب الدر (وینفذ القضاء بشهادة الزور ظاهرا و باطنا) حیث کان الحل قابلا والقاضی غیر عالم بزور هم (فی العقود) کبیع و نکاح (و النسوخ) کا قالة و طلاق لقول علی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه لتک المراة شاهداک زو جاک اور اسی بحث میں علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ومن فروعها ادعت انه طلقها ثلا ثا و هو ینکره فاقامت بینة زور فقضی بالفرقة فتزوجت باخر بعد العدة حل له وطؤها عندالله تعالے وان علم بحقیقة الحال شامی ص ۳۷۰ ج ۴) اور جب کہ نکاح صحیح ہوا تو اس دوسرے شوہر سے اولاد بھی صحیح النسب ہوگی۔

(۳) قضاء علی الغائب کے جواز پر مطلقاً فتوی نہ دیا جائیگا لیکن اگر کہیں قاضی یا مسلمان حاکم جو کہ قاضی کے حکم میں ہے کی رائے میں ضرورت و مصلحت ہو تو اس صورت میں جواز پر فتوی دیا جا سکتا ہے اور صورت مسئولہ عنہا میں جب کہ حاکم نے مصلحت دیکھ کر تفریق کرائی ہے تو یہ بھی اس مصلحت کے ماتحت ہوگا جس کے متعلق علامہ شامی نے جامع الفصولین سے نقل کر کے ایک طویل بحث کے بعد جواز کا حکم صادر فرمایا ہے ملاحظہ کیجیے درمختار ص ۴۱۴ ج ۵ میں ہے......

(ولو قضی علی غائب بلا نائب ینفذ) فی اظهر الروایتین آه وفی الشامی وقال فی جامع

الفصولین قد اضطربت آرائهم وبیانهم فی مسائل الحکم للغائب وعلیه ولم یصف ولم ینقل عنهم اصل قوی ظاهر یبنی علیه الفروع بلا اضطراب ولا اشکال فالظاهر عندی ان یتامل فی الوقائع و یحتاط و یلاحظ الحرج والضرورات فیفتی بحسبها جوازاً او فسادا الی قوله ففی مثل هذا لو برهن علی الغائب وغلب علی ظن القاضی انه حق لاتزویر ولا حیلة فیه فینبغی ان یحکم علیه وله وکذا للمفتی ان یفتی بجوازه دفعا للحرج والضرورة وصیانة للحقوق عن الضیاع مع انه مجتهد فیه ای قوله ولا یجوز القضاء علی الغائب الا اذارای القاضی مصلحة فی الحکم له وعلیه فحکم فانه ینفذ لانه مجتهد فیه قلت وظاهره ولو کان القاضی حنفیا ولو فی زماننا ولاینا فی مامرالدن تجویز هذا للمصلحة والضرورة انتهی شامی قضاء قاضی اگر باطناً تسلیم نہ کی جائے تب بھی صرف اتنا فرق ہوگا کہ وہ گنہگار رہوگا اس کے ساتھ ہمارا کوئی سروکار نہیں عورت مطلقہ ہو جائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

وقوع طلاق کے لیے ثالث مقرر کر کے گواہ طلب کر کے فیصلہ فرمادیں



کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی اللہ رکھا ولد خدا بخش قوم کمہار کو چند آدمیوں نے ورغلایا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیدے کیونکہ تیری عورت بانجھ ہے۔ اس سے اولاد نہیں ہوتی تو اللہ رکھا نے کہا کہ چاہے کچھ ہو میں طلاق نہیں دیتا کچھ دن گزرنے کے بعد پھر انھیں آدمیوں نے اللہ رکھا کو کہا کہ مولوی صاحب آج تم کو بلا رہا ہے اللہ رکھا نے کہا کہ کیوں تو انھوں نے کہا کہ خبر نہیں تو اللہ رکھا ان کے کہنے سے ان آدمیوں کے ساتھ مولوی غلام رسول کے پاس چلا گیا مولوی صاحب نے اللہ رکھا کو کہا کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو اللہ رکھا نے کہا کہ نہیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ یہ آدمی کہتے ہیں کہ وہ طلاق دیتا ہے اللہ رکھا نے کہا کہ نہیں اگر یہ چاہتے ہیں تو میں سوچوں گا پھر بتاؤں گا پھر اللہ رکھا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا پھر وہی آدمی دوسرے مولوی کریم بخش کے پاس چلے گئے وہاں جا کر اس کو کہا کہ اللہ رکھا نے اپنی بیوی کو ہمارے سامنے تین دفعہ طلاق طلاق کہا ہے کیا اس کی بیوی کو طلاق ہوگئی تو مولوی صاحب نے کہا کہ ہوگئی تو اس سے فتوی لکھوالیا وہ فتوی لے کر عورت کو اپنے گھر بٹھا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھا نے طلاق دیدی ہے لیکن اللہ رکھا نے مولوی عبدالرحمان کے پاس جا کر یہ صورت بالا سنائی تو مولوی عبدالرحمان نے کہا کہ ان آدمیوں کو بلاؤ جنھوں نے مولوی کریم بخش کے پاس جا کر کہا ہے وہ قسم سے بیان کریں تو ان آدمیوں نے مولوی

عبدالرحمان کے پاس جانے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم اس کے پاس کوئی بیان نہیں دیتے اور نہ ہم جاتے ہیں لہٰذا صورت بالا آپ کی خدمت میں ارسال ہے کہ کیا اللہ رکھا کی بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں اگر ہوگئی ہے تو کون سی طلاق واقع ہوگئی جواب عنایت فرمادیں؟

﴿ج﴾

صورت مذکورہ بالا میں فریقین آپس میں علماء کی ایک جماعت پر معاملہ واضح کریں پھر وہ اس مسئلہ کے متعلق شرعی حکم بتائیں اور لڑکی طلاق کا دعویٰ ان کے پاس کرے مرد کے اقرار نہ کرنے کی صورت میں لڑکی سے گواہ طلب کریں اور فیصلہ فرمادیں بصورت عدم گواہان کے مرد کو قسم دلائیں اور قسم کھا لینے کی صورت میں لڑکی واپس کردی جائے اور اگر فریقین آپس میں شرعی حکم بنانے پر رضامند نہیں ہوتے تو لڑکی عدالت میں دعویٰ طلاق دائر کردے یا مرد لڑکی کو واپس کرانے کا مطالبہ کرے اور پھر لڑکی اپنا طلاق کیا جانا بصورت بالا ثابت کرے اور عدالت فیصلہ صادر فرمادے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

طلاق دینے والا انکاری ہو اور گواہ نہ ہو، تو طلاق کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک تعلیم یافتہ حافظ قرآن ایک شخص کی طرف سے طلاق نامہ یوں لکھواتا ہے۔ جناب استاذیم غلام قادر خان صاحب تم لکھو میں ایمان سے کہتا ہوں کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ تین دفعہ اس سے انگوٹھا لگواتا ہے۔ کاتب اور جس کے حق میں اقرار لکھوایا گیا ہے۔ دونوں انکاری ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے ایسی کوئی طلاق نہیں دی ہے۔ تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ جب طلاق دینے والا انکاری ہے اور اس بات پر کوئی گواہ نہیں ہے کہ یہ تحریر طلاق دہندہ کی طرف سے ہے تو پھر اس تحریر کے مطابق طلاق واقع نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم
بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب تک خود طلاق نہ دے کسی کے کہنے سننے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں چک 2/D تحصیل صادق آباد کا رہنے والا ہوں میرے رشتہ دار تقریباً چار میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں میرے نزدیکی میں میری ہمشیر کا رشتہ کیا ہوا جو میرا بہنوئی ہے وہ میرا خاص دشمن ہے کہ اس کا گھر آباد نہ ہو جائے عرصہ دراز سے میری شادی ہوئی ہے اس وقت کے ہی یہ میرے رشتہ دار اس بات کو کرتے تھے کہ یہ رشتہ چھوڑ دو ہم تمہارا رشتہ کرتے ہیں اس دور میں میں نے انکی کوئی بات نہیں قبول کی مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ یہ میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں اور مجھے مجبور کرتے ہیں میں نے کہا کہ اچھا تمہاری بات مان لوں گا پہلے رشتہ بتا دو کونسا ہے میرا بہنوئی پڑھا لکھا بندہ تھا میں بے علم تھا اس نے یہ کہا کہ چلو منڈی چلیں میں بھی ساتھ ہولیا میں نے کہا کہ ایک خط میں نے اپنے سسرال لکھا ہے کہ میں کب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں یعنی بیوی کو لینے کے لیے میرے بہنوئی نے کہا اچھا کاغذ پھاڑ میں لکھ دیتا ہوں اس نے خط لکھ دیا تو ایک سفید کاغذ پر میرا انگوٹھا نشان بھی کرالیا اور یہ رجسٹری کرائی ہے کہ خط فوراً پہنچ جاوے میرے خط پر میری بیوی آئی ہم میاں بیوی ایک ماہ اپنے گھر میں راضی خوشی سے رہے میرا بہنوئی اور میری ہمشیر آپس میں ناراض ہوگئے کہ ہم لوگ کوشش کریں گے کہ تم لوگ آباد نہ ہوسکیں تو میرے بہنوئی نے جعلی طلاق نامہ بنا کر نشر کردیا اس نے طلاق دے دی ہے ہمارے گاؤں میں شور وغل مچ گیا کہ کیا ہوا ہمیں تو کوئی پتہ نہیں یہ کیا ظلم ہوا جس خالی کاغذ پر میرا انگوٹھا کرالیا تھا اس کے اوپر مضمون لکھ کر یک لخت تین طلاق کے حروف لکھ کر طلاق بنا کر ہمارے گاؤں میں روانہ کردی اس لیے میں اپنے گھر کو آباد رکھنا چاہتا ہوں میرے چک کے معتبر آدمی گواہ ہیں کہ ہمیں کوئی طلاق دینے کا پتہ نہیں اور نہ ہی میں نے اپنی زبان سے طلاق والے لفظ ادا کیے ہیں یہ میرے اوپر بہنوئی ظلم کرتا ہے اس لیے تحریر لکھا تھا میں سچا ہوں میرا بہنوئی جھوٹا ہے جب عورت کو طلاق دی جاتی ہے اس کو بھی پتہ لگ جاتا ہے اس تحریر میں میری عورت کا نام تک نہیں ہے مجھے کوئی اس بات کا علم نہیں ہے ہم میاں بیوی اپنے گھر میں راضی خوشی آباد ہیں اس کے بعد میرے بہنوئی نے جعلی طلاق نامہ روانہ کردیا جبکہ میں نے اپنے سسرال خط روانہ کیا تھا تو خالی کاغذ انگوٹھا نشان بھی کرالیا تھا۔ اس بات کو نو ماہ گزر گئے تھے میری بیوی بھی آگئی تھی تو اس کو موقع مل گیا اس نے وہ کاغذ اپنے پاس ہی رکھ لیا مجھے کوئی علم نہیں نہ میرے علاقہ کے یونین کونسل کو پتہ ہے نہ جس جگہ میری بیوی تھی اپنے والدین کے پاس اور میں طلاق دیتا تو طلاق نامہ خود اپنی منکوحہ کی طرف روانہ کرتا اور پھر میرے گھر کیوں آئی اس لیے جزانہ گزارش ہے علماء کرام اس مسئلہ کی تصدیق کر کے اپنے دستخط کریں طلاق کوئی نہیں ان کے نام درج ذیل ہیں رشیدہ بیگم، محمد علی، چوہدری محمد حسین چیمہ، مختار احمد خادم حسین محمد حسین نمبردار قادر داد۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی اس شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دی نہ زبان سے طلاق دی ہے اور نہ کوئی طلاق نامہ اپنی زوجہ کے حق میں تحریر کیا ہے محض بہنوئی نے اس سے دھوکہ کیا اور بجائے اس خط کے جو کہ اس شخص کی بیوی کو بھیجنا تھا دوسرے سفید کاغذ پر اس کا انگوٹھا لگایا اس غرض سے کہ اس پر جعلی طلاق لکھ کر اس کی عورت کو جھوٹی طلاق مشہور کر کے کسی طرح یہ پہلی بیوی اس سے علیحدہ کی جائے تو اس شخص کی زوجہ پر شرعاً طلاق واقع نہیں ہوگی اور میاں بیوی کا آپس میں آباد ہونا شرعاً درست و صحیح ہے لیکن اگر اس شخص نے بہنوئی کے ورغلانے پر دوسرا رشتہ لینے کی غرض سے طلاق کی تحریر پر انگوٹھا لگایا ہوا اور اسے علم ہو کہ یہ میری پہلی بیوی کو طلاق لکھی گئی ہو تو طلاق مغلظہ ہوگئی اور بغیر حلالہ کے یہ شخص اپنی زوجہ کو دوبارہ نہیں رکھ سکے گا بغیر حلالہ کے ان کا آپس میں آباد ہونا حرامکاری ہوگی اس عورت کو اپنے سے علیحدہ کرنا اس پر فرض ہوگا اور یہ عورت عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکے گی لہٰذا معاملہ کی تحقیق کی جائے اور اس فتویٰ کو عمل میں لایا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ

وقوع طلاق کے لیے اقرار یا شہادت ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑائی موضع چھدرو نزد سنبل خیلانوالہ دو فریقوں کے درمیان ہوئی جس میں ایک قتل ہو گیا فریق اول خلاص خان وغیرہ فریق دوم شیر خان وغیرہ۔

فریق اول مدعی خلاص خان وغیرہ ہیں جن کا آدمی قتل ہوا فریق دوم شیر خان وغیرہ ملزم پارٹی جن کے ذمہ قتل ہوا زیر دفعہ 302 چالان ہوئے۔ فریقین کی تفتیش پولیس تھانہ صدر میانوالی میں ہوئی انسپکٹر پولیس محمد سعید خان کے روبرو بوقت تفتیش ملزم پارٹی کی طرف سے صفائی کے طور پر امیر خان وغیرہ نے قرآن اٹھایا کہ شیر خان ولد جہان خان لڑائی کے وقت جائے وقوعہ پر نہیں تھا وہ بے گناہ ہے اور پولیس نے ان پر تین طلاقیں اٹھانے کو کہا۔ امیر خان وخان امیر خان دونوں نے کہا کہ ہم پر اپنی عورتیں تین طلاقوں سے حرام ہیں اگر شیر خان جائے وقوعہ پر ہو۔

اب تین گواہ وہ امیر خان ولد سلطان خان (۲) محمد نواز خان ولد نور خان (۳) احمد خان ولد عظیم دونوں کے ساتھ شہادت دیتے ہیں کہ ملزم شیر خان ولد جہان خان لڑائی کے جائے وقوعہ پر موجود تھا بچشم نور دیکھا اور چند معززین

بھی محمد اقبال خان ولد جہان خان چھدرو، مولوی محمد یوسف امیر ولد مراد محمد خان ولد خان بیگ خان داؤد خیل چھدرو حق نواز خان ولد نور خان شیر محمد خان ولد جہان خان، گل خان ولد احمد خان وغیرہ بھی اپنی ذاتی تحقیق و اندرونی تفتیش سے تصدیق کرتے ہیں کہ جہان خان جائے وقوعہ پر موجود تھا اور امیر خان وخان امیر خان نے اس کی صفائی غلط کی بلکہ جھوٹا قرآن اٹھایا ہے اور جھوٹی طلاقیں ڈالی ہیں۔ اب شہر کے لوگ پریشان ہیں اور چشم دید شہادت بھی دیتے ہیں اور شہر کے مولوی صاحب اور معززین بھی تصدیق کرتے ہیں تو کیا امیر خان وخان امیر خان نے جو جھوٹی طلاقیں اٹھائی ہیں ان پر طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور ان کی عورتیں مغلظہ ہو جاتی ہیں اور جب تین طلاقوں سے حرام ہوگئیں اور وہ اپنی عورتوں کو علیحدہ نہ کریں اسی طرح گھر رکھ کر ازدواجی تعلقات قائم رکھیں تو شرعاً ان کے ساتھ برتاؤ کرنا کیسا ہے اور جو لوگ ان کے ساتھ برتاؤ کریں ان کا شرعاً کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ شیر خان جائے وقوعہ پر تھا تو ہر ایک کی منکوحہ پر تین طلاق کے وقوع کا حکم کیا جائیگا اور وقوع طلاق کی صورت میں ان پر منکوحہ کو الگ کرنا لازم ہے ورنہ ان کو برادری کے امور میں شریک نہ کرنا بھی جائز ہے تحقیق واقعہ ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ شوال ۱۳۹۸ھ

طلاق دینے کے ساتھ بٹے پھینکنا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ بیان گواہ امام بخش ولد بخشہ ذات چانڈیہ نے بیان کیا کہ میں نے امام بخش ولد لعل ذات چانڈیہ کو بوقت طلاق دینے اپنی عورت مسماۃ مائی جنت کو تلقین کی کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنی زوجہ مذکورہ کو کہ کلمہ پڑھ کر کہا کہ اب ٹھنڈے ہوئے ہو پھر امام بخش ولد لعل کو میں نے کہا کہ مسماۃ جنت دختر غلام حسن چانڈیہ کو حکم شریعت سے چھوڑ دیا ہے کہو اور اس نے میرے پیچھے یہی کہا کہ میں نے جنت دختر حسن کو چھوڑ دیا ہے اور ایک بٹا بھی پھینک دیا پھر دوسری دفعہ میں نے کہا کہ تم کہو میں نے حکم شریعت سے طلاق مسماۃ جنت دختر غلام حسن کو دے دی ہے پھر میرے پیچھے امام بخش ولد لعل نے کہا کہ میں نے حکم شریعت کے مطابق مسماۃ جنت کو طلاق دے دی ہے تیسری دفعہ میں نے کہا کہ تو کہہ کہ میں نے حکم شریعت سے مسماۃ جنت دختر حسن کو چھوڑنے کو کہا طلاق کے ان دو لفظوں سے ایک لفظ ضرور کہا؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... امام بخش مذکور کی مذکورہ بیوی حسب بیان خودش اور حسب بیان گواہان مندرجہ استفتاء تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے کیونکہ لفظ چھوڑی طلاق صریح ہے اور تین دفعہ کہنے کا امام بخش مذکور خود اقراری ہے لہٰذا تین طلاقیں واقع شمار ہوں گی۔

كما قال تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآيه٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ

پتھر پھینک کر طلاق دینا

اگر عورت تنسیخ نکاح کا دعویٰ کرے تو مہر کی حق دار ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید نے تین چھوٹے چھوٹے پتھر ایک دفعہ اٹھا کر پھینک دیے اور کہا کہ میری گھر والی کو طلاق ہے تو اس سے طلاق ہوتی ہے یا نہ اور یہ کیسی طلاق ہوگی رجعی، بائنہ یا مغلظہ۔

(۲) اگر عورت دعویٰ تنسیخ کا کرے تو مہر کی مستحق رہتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... (۱) صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے۔

كما فى الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۲۷۴ ج ۳ (انت طالق هكذا مشيرا بالاصابع المنشورة (وقع بعدده) (الى ان قال) ولو لم يقل هكذا يقع واحدة لفقد التشبيه الخ ص ۲۷۵ ج ۳ وفى الشامية (قوله ولو لم يقل هكذا) اى بان قال انت طالق و اشار بثلاث اصابع ونوى الثلاث ولم يذكر بلسانه فانها تطلق واحدا خانية٥

(۲) اگر مدخول بہا ہے تو مہر کی مستحق ہے ورنہ نہیں۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ ذی الحج ۱۳۸۹ھ

صرف پتھر یا ڈھیلا پھینکنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بالغ عورت مسماۃ عائشہ دختر غلام رسول ولد کریم بخش سکنہ موضع بستی غلام علی تحصیل کوٹ ادو سے مظفر گڑھ کا نکاح محمد یار خان سکنہ موضع گھوکھر تحصیل وضلع ملتان کے ساتھ تقریبات سوا سال پہلے ہوا اس میں غلام رسول لڑکی کے والد نے خود نکاح پڑھوایا نکاح پڑھنے والا غلام رسول عائشہ کا والد تھا تاریخ نکاح کے چھ ماہ بعد محمد یار خان کو غلام رسول اور اس کے سالہ نور محمد نے طلاق دینے پر مجبور کیا کیونکہ مسماۃ عائشہ کے وٹہ کے طور پر محمد یار خان کی ہمشیر شرمیہ بیگم کا نکاح غلام رسول کے سالہ نور محمد کے ساتھ ہو چکا تھا لیکن نور محمد مذکور کو محمد یار خان اپنی ہمشیر شرمیہ بیگم شادی کر کے رخصتی نہیں کرنا چاہتا تھا اس حالت میں محمد یار کو مجبور کیا گیا کہ وہ عائشہ کو طلاق دے دے لیکن مسمی محمد یار طلاق نہیں دینا چاہتا تھا اس نے تین چار آدمیوں کے سامنے بغیر زبان سے کوئی الفاظ بولے تین مٹی کے ڈھیلے پھینک دیے بعد میں وہ لوگوں کو بھی کہتا رہا اور ایک مولوی صاحب کو بھی یہی کہا کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی اور نہ زبان سے آج تک کوئی لفظ بولا ہوں لہٰذا میرا نکاح موجود ہے اور میں شادی کرونگا کچھ عرصہ بعد عائشہ کے وٹہ کے طور پر عورت شرمیہ بیگم کی شادی اور رخصتی نور محمد کے ساتھ ہوگئی وہ اب بھی آباد ہے اب نور محمد غلام رسول اور باقی دوسرے تمام وارث جو عائشہ بیگم کے ہیں انھوں نے محمد یار خان کو شادی اور رخصتی ہمراہ عائشہ بیگم کرنے کی تاریخ مقرر کردی کیونکہ تاریخ رخصتی مقرر کرنے سے پہلے مسئلہ شرعی تمام حالات بتا کر پوچھا گیا تھا اب چند لوگ محمد یار خان اور عائشہ کی شادی کو جائز تصور کرتے ہیں اور چند لوگ محمد یار خان اور عائشہ کی شادی کو شرعی طور پر ناجائز بتاتے ہیں۔ قرآن وسنت کی رو سے آپ کی فاضلانہ نظر میں محمد یار خان اور عائشہ بیگم کی شادی یا رخصتی شرعی طور پر جائز ہے یا نہ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی محمد یار نے زبان سے طلاق صریح کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا تو بغیر تلفظ کے صرف مٹی کے ڈھیلے پھینک دینے سے طلاق نہیں ہوئی لڑکی کا نکاح بدستور باقی ہے۔

(قال فى الشامية ان من تشاجر مع زوجه فاعطا ها ثلثة احجار ينوى الطلاق ولم يذكر لفظا لا صريحا ولا كناية لايقع عليه كما افتى به الخير الرملى وغيره الخ) (رد المحتار ص ۲۳۰ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ملتان
۱۲ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

طلاق کے لیے زبانی طلاق ہی کافی ہے تحریر ضروری نہیں

﴿س﴾

حضرت مولانا دام ظلکم السلام علیکم...... میاں اور بیوی دونوں مسلمان تھے خاوند نے بیوی کو زنا کی تہمت لگا کر بال بچوں سمیت گھر سے نکال دیا اور زبان سے طلاق کا لفظ کہہ دیا مگر لکھ کر نہیں دیا دو سال منت سماجت کرتے رہے خاوند کی مگر اس نے طلاق کی تحریر لکھ کر نہیں دی بچوں نے اس کے ہجر پادری سے مشورہ کیا اور عیسائی ہوگئی عرصہ ۵ سال ۶ ماہ اب وہ کسی مسلمان سے نکاح کی خواہش مند ہے آیا وہ نکاح کر سکتی ہے؟

﴿ج﴾

اگر عورت کے عیسائی ہونے سے پہلے طلاق کا ثبوت یقینی ہو یا زوج اقرار کرتا ہو یا اس کے پاس طلاق کے دو گواہ عادل موجود ہیں تو عورت مطلقہ ہوگئی عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر طلاق سابق کا ثبوت نہ ہو تو عورت کے مرتد ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

کما افتی بہ مشائخ بلخ رحمھم اللہ اور ظاہر الروایتین میں نکاح ختم ہو چکا ہے لیکن دونوں روایتوں میں عورت اپنے سابق زوج کے علاوہ کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اسی زوج کے پاس اس کا رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے متعلق ایک مفصل فتوی

﴿س﴾

بیان حلفی میں مسمی نذر حسین ولد غلام محمد قوم مراثی سکنہ خانیوال حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میرے ساتھ مخالف برادری نور محمد وغیرہ نے مجھے نشہ پلا کر پابند کر لیا اور مجھے نشہ دودھ سوڈا میں ملا کر دھوکہ دیا گیا کہ یہ دودھ سوڈا ہے اسے پی لو اور میں جب نشہ میں مدہوش ہو گیا ایک کاغذ پر طلاق تحریر کر کے مجھ سے دستخط کرا دئے جو کہ میرے علم میں بالکل نہیں کہ آیا کہ میں نے طلاق تحریر کر کے دی یا کہ نہیں اور نہ ہی نشہ کے باعث مجھے کوئی علم کہ میں نے دستخط کیے ہیں یا نہیں میرے ساتھ بالکل زیادتی دغا بازی اور دھوکہ ہوا ہے از راہ کرم فتوی تحریر کر کے دیا جائے کہ میں کیا کر سکتا ہوں اور یہ کہ میری زوجہ کنیز فاطمہ دختر اللہ بخش کو طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

بیان حلفی گواہ طلاق:

میں مسمی غلام حسن ولد کرم الٰہی حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مجھے نور محمد وغیرہ نے بازار سے چائے پلائی کہ میں نشے میں آ گیا میں چونکہ ان کی برادری کا آدمی تھا اس لیے انھوں نے وہ کاغذ پیش کیا کہ اس پر دستخط کر دو میں نے پوچھا یہ کیا درخواست ہے انھوں نے کہا کہ یہ درخواست کارڈ بنانے کے لیے ہے لہٰذا میں نے انگوٹھا لگا دیا میرے علم میں کوئی بات نہیں کہ کیا معاملہ ہے نہ ہی انھوں نے مجھے بتایا اور نہ ہی طلاق دہندہ نے میرے سامنے دستخط کیے ہیں۔

(دستخط غلام حسین ولد کرم بخش)

بیان حلفی:

ہم سب حلفیہ بیان کرتے ہیں کہ نذر حسین ولد غلام محمد کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اس میں اس کی کوئی رضامندی نہیں ہے یہ نیند کے عالم میں تھا۔

گواہ (۱)......	گواہ (۲)......
ظہور حسین ولد نواب	غلام حسین ولد احمد بخش سکنہ موضع سانگی تحصیل ملتان
گواہ (۳)......	گواہ (۴)......
محمد نوید ولد میاں گلزار	اظہر حسین ولد منظور حسین
گواہ (۵)......	گواہ (۶)......
محمد بخش ولد میاں بہادر	علی داد میاں ولد تحکم علی

﴿ج﴾

اگر کوئی شخص اپنے اختیار سے کوئی نشہ آور حرام چیز کھا لے یا پی لے اور وہ اپنی بیوی کو نشہ کی حالت میں طلاق دے دے تو وہ طلاق ہو جاتی ہے مگر مذکورہ بالا صورت حال میں بر سبیل صحت بیان نذر حسین مذکور بالا نے اپنے اختیار سے یہ نشہ آور چیز نہیں پی کہ یہ نشہ ہے چونکہ اسے دھوکا سے دودھ سوڈا لے کر پلایا گیا لہٰذا مذکورہ بالا طلاق واقع نہیں ہوئی اور مسماۃ کنیز فاطمہ دختر اللہ بخش بدستور نذر حسین کی بیوی ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

شرح ہدایہ میں ہے (الحاصل ان المسکر بسبب مباح کمن اکرہ علی شرب الخمر و الاشربة الاربعة المحرمة او اضطر لایقع طلاقه و عتاقه و من سکر منها مختارا اعتبرت عباراته

فتح القدیر ص ۳۴۸ ج ۳ (مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) فقط واللہ اعلم

المجیب عبد اللطیف مفتی وصدر مدرس جامعہ عثمانیہ سبزی منڈی خانیوال

مسکر کی طلاق شرعاً واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص نشہ کی ہر قسم کا پورا شکاری ہے جو شے مل جائے کھا جاتا ہے افیون اور بھنگ روزانہ اس کی غذا ہے ایک دن راکٹ کے استعمال سے آپے سے باہر ہوگیا بیہودگی کے عالم میں اپنی بیوی سے بلا وجہ جھگڑتا اور لڑتا رہا اور اسی حالت میں کہہ دیتا ہے کہ جا میں نے تجھے چھوڑ دیا چھوڑ دے میرے گھر سے نکل جا ایک پڑوسی نے آرام سے کہا کہ میاں تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو کہتا ہے خدا کی قسم میں نے طلاق تو نہیں دی اور نہ ہی میرا کوئی طلاق دینے کا ارادہ ہے اور نہ ہی کوئی جھگڑا ہوا ہے مجھے کوئی علم بھی نہیں میری توبہ۔ اب پریشانی یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہ؟

﴿ج﴾

اس کی طلاق شرعاً واقع ہوگئی ہے اور چونکہ لفظ چھوڑ دیا اردو میں طلاق صریح کے لیے مستعمل ہوتا ہے اس لیے مسئولہ صورت میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں اب طرفین میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفی عنہ
۷ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

''تو میری بیوی نہیں'' نشہ میں کہا تو طلاق بائنہ واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید وقتاً فوقتاً نشہ آور چیزیں (مثلاً بھنگ، سوکھی) وغیرہ کھاتا ہے جس کی وجہ سے اس پر نشہ کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ اپنے گھر والوں سے اور شہر میں اجنبی لوگوں سے لڑتا رہتا ہے اور گالی گلوچ دیتا ہے اور مارتا ہے سنا جاتا ہے کہ کبھی وہ شہر میں پانی کی گندی نالیوں میں بھی گرتا ہے اور جبکہ نشہ میں نہیں ہوتا تو اپنے والد صاحب کا احترام تک نہیں کرتا بلکہ اس سے مرعوب ہونے کی وجہ سے سامنے بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا والد صاحب کچھ سخت گیر ہے والد صاحب تو اس کو زبانی تنبیہ کے ساتھ بدنی سزا بھی دیتا ہے یہی زید ایک رات نشہ پی کر گھر آیا ایک پاؤ دودھ جو اس نے پہلے سے اپنے لیے لے رکھا تھا رات کو اس نے اپنی بیوی سے اس دودھ کی تین مرتبہ چائے بنوائی صبح کو پھر بیوی سے چائے مانگی تو بیوی نے اس کو چائے کم دی کیونکہ دودھ تھوڑا تھا تو اس نے چائے کم

﴿ج﴾

اگر واقعی یہ دھوکہ کیا گیا ہے نشہ دیا گیا نذر حسین سے لاشعوری کی حالت میں ہاتھ پکڑ کر دستخط کرائے گئے تو کوئی طلاق نہیں مذکورہ بالا فتویٰ صحیح ہے۔

علی محمد عفی عنہ مدرس دار العلوم عیدگاہ کبیر والا
۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

بر تقدیر صحت سوال جواب درست ہے۔

مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۱ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

بشرط صحت واقعہ جواب درست ہے۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں طلاق مغلظ دے دے تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی جبکہ میاں بیوی کے تعلقات نہایت اچھے ہوں اور ان کے ہاں دو تین بچے بھی ہوں خاوند نے افیون کھا کر تین طلاقیں دیں اور تین ڈھیلے بھی پھینک دیے نشہ اترنے کے بعد کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ طلاق دی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

نشہ کی حالت میں جو تین طلاقیں دی ہیں صحیح ہیں اور اس کی عورت مطلقہ مغلظہ ہوجائیگی بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد کرنا جائز نہیں۔

(كما في الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۲۳۵ ج ۳ (ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومكرها او ها زلا او سفيها او سكران) ولو بنبيذ او حشيش او افيون او بنج زجرا به يفتى الخ) (وفي الشامية ص ۲۳۲ ج ۳ (قوله ثلث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالا ولى (الى ان قال) و ذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ ص ۲۳۳ ج ۳) (والله اعلم)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

﴿ج﴾

اگر واقعی یہ دھوکہ کیا گیا ہے نشہ دیا گیا نذر حسین سے لاشعوری کی حالت میں ہاتھ پکڑ کر دستخط کرائے گئے تو کوئی طلاق نہیں مذکورہ بالافتوی صحیح ہے۔

علی محمد عفی عنہ مدرس دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا
۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

بر تقدیر صحت سوال جواب درست ہے۔

مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۱ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ

بشرط صحت واقعہ جواب درست ہے۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

نشہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں طلاق مغلظہ دے دے تو کیا طلاق واقع ہو جائے گی جبکہ میاں بیوی کے تعلقات نہایت اچھے ہوں اور ان کے ہاں دو تین بچے بھی ہوں خاوند نے افیون کھا کر تین طلاقیں دیں اور تین ڈھیلے بھی پھینک دیے نشہ اترنے کے بعد کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ طلاق دی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

نشہ کی حالت میں جو تین طلاقیں دی ہیں صحیح ہیں اور اس کی عورت مطلقہ مغلظہ ہو جائیگی بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد کرنا جائز نہیں۔

(كما في الدر المختار شرح تنوير الابصار ص ۲۳۵ ج ۳ (ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو عبدا اومكرها او ها زلا او سفيها او سكران) ولو بنبيذ او حشيش او افيون او بنج زجرا به يفتى الخ) (وفي الشامية ص ۲۳۲ ج ۳ (قوله ثلث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالا ولى (الى ان قال) و ذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث الخ ص ۲۳۳ ج ۳) (والله اعلم)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ

مسکر کی طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ ایک شخص نشہ کی ہر قسم کا پورا شکاری ہے جو شے مل جائے کھا جاتا ہے افیون اور بھنگ روزانہ اس کی غذا ہے ایک دن راکٹ کے استعمال سے آپے سے باہر ہو گیا بیہودگی کے عالم میں اپنی بیوی سے بلاوجہ جھگڑتا اور لڑتا رہا اور اسی حالت میں کہہ دیتا ہے کہ جا میں نے تجھے چھوڑ دیا چھوڑ دے میرے گھر سے نکل جا ایک پڑوسی نے آرام سے کہا کہ میاں تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے تو کہتا ہے خدا کی قسم میں نے طلاق تو نہیں دی اور نہ ہی میرا کوئی طلاق دینے کا ارادہ ہے اور نہ ہی کوئی جھگڑا ہوا ہے مجھے کوئی علم بھی نہیں میری توبہ۔ اب پریشانی یہ ہے کہ طلاق واقع ہو گئی یا نہ؟

﴿ج﴾

اس کی طلاق شرعاً واقع ہو گئی ہے اور چونکہ لفظ چھوڑ دیا اردو میں طلاق صریح کے لیے مستعمل ہوتا ہے اس لیے مسئولہ صورت میں تین طلاق واقع ہو گئی ہیں اب طرفین میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفی عنہ
۷ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

''تو میری بیوی نہیں'' نشہ میں کہا تو طلاق بائنہ واقع ہو گئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید وقتاً فوقتاً نشہ آور چیزیں (مثلاً بھنگ، سوکھی) وغیرہ کھاتا ہے جس کی وجہ سے اس پر نشہ کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ اپنے گھر والوں سے اور شہر میں اجنبی لوگوں سے لڑتا رہتا ہے اور گالی گلوچ دیتا ہے اور مارتا ہے سنا جاتا ہے کہ کبھی وہ شہر میں پانی کی گندی نالیوں میں بھی گرتا ہے اور جبکہ نشہ میں نہیں ہوتا تو اپنے والد صاحب کا احترام تک نہیں کرتا بلکہ اس سے مرعوب ہونے کی وجہ سے سامنے بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا والد صاحب کچھ سخت گیر ہے والد صاحب تو اس کو زبانی تنبیہ کے ساتھ بدنی سزا بھی دیتا ہے یہی زید ایک رات نشہ پی کر گھر آیا ایک پاؤ دودھ جو اس نے پہلے سے اپنے لیے لے رکھا تھا رات کو اس نے اپنی بیوی سے اس دودھ کی تین مرتبہ چائے بنوائی صبح کو پھر بیوی سے چائے مانگی تو بیوی نے اس کو چائے کم دی کیونکہ دودھ تھوڑا تھا تو اس نے چائے کم

ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی کو مارا اور بیٹا خاوند کی اماں اس کی بیوی کو چھوڑانے کے لیے بیچ میں آئی تو اس نے اپنی ماں کو بھی مارنا شروع کیا تو اس کی بہنیں اپنی ماں اور بھائی کی بیوی کو چھوڑانے کے لیے آئیں تو وہی زید اپنی بیوی کو پکی اینٹ لے کر سامنے ہوا آخر یہ ہوا کہ زید کو گھر میں بند کیا گیا پھر اس کے سسر کو اطلاع کی گئی کیونکہ مرد آدمی اور کوئی نہیں تھا پھر پہلے اس کی ساس آئی پھر اس کا سسر آ گیا پھر اس نے اپنی ساس کو مارا اور اس کا کرتہ بھی پھاڑا اسی وقت اس زید کا باپ بھی باہر سے آیا تو یہ حالت دیکھ کر اس کو مارا پیٹا باپ کے آنے سے پہلے اس کی بہنوں نے اس کو رسی سے باندھنے کی کوشش کی تو باپ نے بھی ان کی مدد کی اور زید کو بہت مارا پیٹا تو اس حالت میں زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے اور اپنے باپ کو کہنے لگا کہ یہ تیری بیوی ہے۔ یہ الفاظ اس نے سات آٹھ مرتبہ کہے تو زید کے باپ نے زید کے سسر کو کہا کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے لہذا تو اپنی لڑکی کو اپنے گھر لے جا لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کو گھر لے گیا زید اس حالت میں آدھا گھنٹہ بڑبڑاتا رہا تھا آدھے گھنٹے کے بعد اپنی بیوی کا نام لے کر اس کو پکار رہا تھا تو زید کو اپنی ماں اور بہنوں وغیرہ نے کہا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اس لیے تیری بیوی کو اس کا باپ اپنے گھر لے گیا ہے تو زید کہنے لگا کہ میں نے طلاق نہیں دی کب میں نے طلاق دی ہے اس کے بعد وہ اپنے سسر کے گھر گیا ہے اور اس کو کہا کہ مجھے میری بیوی دے کہ میں اس کو اپنے گھر لے جاؤں تو اس کو سسر نے کہا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے نکل جا بیوی نہیں دینگے تو کیا طلاق ہوئی یا نہیں ہوئی۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین کی رضامندی سے دوبارہ تجدید نکاح درست ہے اور عدت کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح بھی کر سکتی ہے۔

وفی العالمگیریہ، ولو قال لست لی بامراۃ و لست لک بزوج ونوی الطلاق یقع ٥ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ

آسیب زدہ شخص کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر آسیب کا اثر ہے اس نے دورہ کی حالت میں متعدد مرتبہ کہا

میں نے اپنی بیوی کو آزاد کر دیا ہے پھر جب ٹھیک ٹھاک ہوا تو اسے بتایا گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو آزاد کر دیا ہے وہ بہت افسوس کرتا ہوا بولا کہ کیا میری دیوانگی بھی عذر نہیں ہوگی شرعی فیصلہ سے آگاہ کریں؟

منشی امیر بخش، سکنہ بستی احمد پور

﴿ج﴾

مئوف العقل اور مجنون کی طلاق واقع نہ ہوگی یا جس پر بے ہوشی طاری ہو خواہ اس بے ہوشی کے اسباب کچھ بھی ہوں طلاق واقع نہ ہوگی چنانچہ صورت مسئولہ میں آسیب وغیرہ کی وجہ سے جو اس پر دورہ پڑتا ہے اور وہ دورہ کی حالت میں کچھ نفع ونقصان سے آشنا نہیں ہوتا اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

درمختار میں ہے ولایقع طلاق المولی علی مرأۃ عبدہ...... والمجنون والصبی والمعتوہ والمبرسم ص ۲۴۲ ج ۳۔ فقط واللہ اعلم

محمد غلام سرور قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان ۱۹ جنوری ۱۹۶۹ء
الجواب صحیح مشتاق احمد عفی عنہ مدرسہ انوار العلوم ملتان

اگر واقعی یہ شخص دورہ کی حالت میں بالکل مجنون ہوتا ہے اور اس کو کچھ بھی تمیز نہیں ہوتا تو ان الفاظ (کہ میں بیوی کو آزاد کرتا ہوں) سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
٦ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

بے ہوشی کی حالت میں طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے پہلے شادی کی ہوئی تھی اور اس کے بعد دوسری شادی کی جب دوسری شادی کی تو وہ شخص نامرد ہوگیا جب نامرد ہوا تو اس کے دماغ میں چکر آ گیا اور وہ بے ہوش ہوگیا اس کو اپنے نفع ونقصان کی کوئی تمیز نہیں تھی اور نہ کھانے کو جی چاہتا نہ بات کرنے کو دماغی توازن ٹھیک نہ رہا بعد میں اس شخص کی قوت مردمی درست ہوگئی اور ہوش میں آ گیا جب ہوش میں آ گیا تو اس کو چند لوگوں نے کہا کہ تم نے اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق دے دی تھی مگر یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ میں نے طلاق دی تھی یا نہیں اور اس طلاق کے وہ گواہ ہیں جو اس عورت مطلقہ کی سوکن کے رشتہ دار ہیں جن کو مطلقہ عورت سے عداوت ہے اب قابل دریافت یہ بات ہے کہ آیا شرعاً اس شخص کی عورت کو اس مدہوشی کی حالت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر واقعی شخص مذکور مدہوش تھا اور وہ اپنے کلام کو (طلاق وغیرہ) کو سمجھ نہ سکا ہے اور اس کی یہ حالت مدہوشی معروف ہو یا گواہوں سے ثابت ہو تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی اور دونوں عورتیں بدستور اس کی منکوحہ ہوں گی۔ (کما هو فی الدر المختار الشامی) فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان شہر
۱۹ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ

پاگل کی طلاق کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی دیوانگی کی حالت میں اس کے والدین نے اس کا نکاح کر دیا تھا اس فرض پر کہ شاید مریض مذکور کی شادی کرانے کے بعد صحت یاب ہو جائے اب عرصہ آٹھ سال ہو رہے ہیں کہ علاج معالجہ کرانے کے باوجود مرض بڑھتا جا رہا ہے یعنی دیوانگی اور بھی زیادہ ہوتی جا رہی ہے اب وہ مریض مذکور اس قابل نہیں کہ بیوی کے حقوق بجا لا سکے اب اگر اس کی بیوی کو طلاق کرائی جائے تو کیا صورت ہے کیا اس کی طلاق کسی صورت پر ہو سکتی ہے کہ نہیں اگر طلاق ہو سکتی ہے تو اس کی عدت ہے کہ نہیں کیونکہ شخص مذکور اپنی بیوی کے پاس عرصہ آٹھ سال سے گیا نہیں بینوا توجروا

نوٹ: سائل سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھی اس مجنونی کی حالت اچھی ہو جاتی ہے افاقہ معلوم ہوتا ہے تو سائل نے یہ پوچھا کہ اس حالت میں وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس کی طلاق ہو گی یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی اس مجنون کی حالت کبھی اچھی ہوتی ہو اور اسے جنون سے افاقہ ہو تو ایسی حالت میں اگر اس سے طلاق لے لی جائے یعنی وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس کو زوجہ پر شرعاً طلاق واقع ہو گی اور یہ عدت یعنی تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے متعلق مجنون کی کیا حیثیت ہونی چاہیے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سلطان محمد نے اپنی منکوحہ کو اس طرح تین طلاقیں دی ہیں کہ اس کی عورت نے کہا کہ میرا خاوند مرد عنین ہے اس پر عورت کے والد نے سلطان محمد سے کہا کہ جب تو عورت کے قابل نہیں ہے تو اس کو طلاق دیدے اس پر ایک ملا نے سلطان محمد سے کہا کہ تو عورت کو چھوڑ دے یا اپنا علاج کر ورنہ بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہو۔ اس گفت وشنید کے اختتام پر سلطان محمد محفل سے نکل کر باہر چلا گیا اور اپنی ہمشیر سے صلاح ومشورہ کیا کہ میں کس طرح کروں اس پر اس کی ہمشیر نے جو کہ سلطان محمد کی عورت کے والد کی زوجہ ہے غالباً یہی کہا کہ تمہاری مرضی ہے اس مشورے کے بعد سلطان محمد نے جا کر قضاء حاجت کی اور وہاں سے تین پتھر اٹھا کر سابقہ محفل میں پہنچا جو کہ ابھی برخاست نہیں ہوئی تھی اور کہا کہ میری عورت کو طلاقیں اب یہ مجھ سے آزاد ہے سلطان محمد کی زوجہ کا والد جو کہ اس محفل میں موجود تھا کا کہنا ہے کہ جب اس نے طلاقیں دیں تو یہ کہا کہ میں اپنے علاج معالجہ سے مایوس ہو کر اپنی عورت کو طلاقیں دے رہا ہوں۔ شدہ شدہ چند یوم بعد سلطان محمد نے چند ایک سلجھے ہوئے اشخاص سے تخلیہ میں علیحدہ علیحدہ بلا کر مشورہ لیا کہ میں مفلس آدمی ہوں غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں ہوئیں اور یہ شخص سلطان محمد اظہار پشیمانی کرتا رہا اور اپنے کیے ہوئے پر روتا رہا سلطان محمد نہایت سادہ آدمی ہے فی زمانہ ٹیپ ٹاپ نخوت وغور سے خالی ہے بالفاظ دیگر اس میں کمال کی سادہ لوحی ہے اکثر امور نہایت سادگی سے انجام دیتا ہے اس وجہ سے اس پر بے وقوفی کا شبہ ہوتا ہے آج کل کی چالاکیاں اس کے پاس نہیں ہیں اس کی خود کاشت شدہ بڑی زمین موجود ہے پھر بکریاں بھی ہیں جو کہ خود چراتا ہے اور پہاڑی مال کے لیے گھاس وغیرہ بھی لاتا ہے۔ یہ شخص خرید وفروخت بھی کرتا رہتا ہے اس سلطان محمد نے ایک بکری چالیس روپے پر تین میل دور فروخت کر دی ہے جبکہ قرب وجوار میں چار پانچ روپے کم ہی لیتے تھے اس نے نہیں لیا۔ چونکہ سادہ ہے اس لیے بے وقوف کہلاتا ہے مگر درحقیقت اس کے افعال وعادات واطوار پاگلوں جیسے نہیں جیسا کہ سوال سے صاف ظاہر ہے۔

نوٹ: سلطان محمد کو (مرگی) کا مرض عرصہ سے لاحق ہے جس وقت اس کو دورہ پڑتا ہے تو یہ اپنے آپ اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور اس میں کلام کی سکت بھی نہیں رہتی ہے یہ عارضہ پانچ دس منٹ تک رہتا ہے اس کے بعد صحیح وتندرست ہو جاتا ہے۔ اب اس کا فیصلہ شریعت مطہرہ کے سپرد کیا گیا ہے کہ آیا اس کی طلاق واقع ہے یا نہ اگر سلطان محمد مجنوں یا معتوہ ہے تو اس کی طلاقیں واقع نہ ہوں گی اب اس وجہ سے دو پارٹیاں بن چکی ہیں۔

پارٹی نمبر (۱)...... اس کوشش میں ہے کہ اس کی عورت اس سے نہ جاوے اور اس کو پاگل ثابت کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے پارٹی نمبر ۲ یہ چاہتی ہے کہ یہ عورت اس کو نہ ملے اول الذکر پارٹی نے اب اس کو سمجھا رکھا ہے کہ نہ کسی سے مکمل کلام کرو اور نہ سلام ڈالو اس طرح تمھاری عورت واپس آ جائے گی اور اس پارٹی نے چند شہود دیکھ رکھے ہیں جو کہ اس کو مکمل پاگل اور سر پھرا ثابت کرتے ہیں اس کے ایک حمایتی کا بیان ہے کہ سلطان محمد نے میرے پاس مزدوری کی ہے میں نے اس کو کم رقم دیدی ہے تو اس نے سکوت اختیار کر لیا ہے یہ پاگل ہے اس کو اپنے نفع ونقصان کی خبر نہیں ہے موخر الذکر پارٹی نے سلطان محمد کو صحیح کہا ہے اور ان کے پاس اپنے گواہ موجود ہیں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سلطان محمد دور دور تک علاج معالجے کے لیے گیا ہے اور شاید وہاں سے مایوس ونا کام لوٹا ہے جس کا یہ سنتا تھا کہ یہ قابل آدمی ہے اچھا علاج کرے گا اس کے پاس چلا جاتا تھا۔

القصہ مختصر یہ فیصلہ آپ کی طرف روانہ ہے اور قبل ازیں بھی علماء میں اختلاف ہے پہلے ایک بیرونی مولانا نے اس کے معتوہ ہونے کا حکم دیا تھا مگر تھوڑے دنوں تک یہ اپنے فیصلے سے برگشتہ ہو گیا ہے اور اب پھر باہر سے ایک آدمی مولوی منگایا ہے اس نے اس کے معتبر ہونے کا حکم دیا ہے اور اب یہ چلا گیا ہے (شاید یہ فیصلہ اس کی موجودہ حالت کے پیش نظر کیا گیا ہے) ایک مقامی مولوی نے اس کی عورت کو مطلقہ قرار دیا ہے اور کہا یہ شخص نہ تو مجنون ہے اور نہ معتوہ ہے مگر اس کے فیصلے پر عملدر آمد نہیں کیا گیا ہے۔ اب فیصلہ آپ کی طرف بھیجا جا رہا ہے کہ اس کی عورت مطلقہ ہے یا یہ شخص مجنون یا معتوہ ہے اس کی اجمالی کیفیت بتادی گئی براہ کرم نوازی مکمل اور مستند حوالہ جات دے کر اس مختلف فیصلے کو محکم بنا دیں تاکہ کل کسی فریق کو اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہ سکے اگر یہ شخص مجنون یا معتوہ ہے تب بھی مکمل دلائل پیش فرما دیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل جب سلطان محمد نے اپنی عورت کے والد اور مولوی صاحب کے کلام کو کما حقہ سمجھا اس اور اس کے کہنے کے مناسب جواب دیا یعنی عورت کو طلاقیں دیں اور تعداد طلاق میں بھی تین سے آگے متجاوز نہیں ہوا تو یہ شخص نہ مجنون ہے اور نہ معتوہ اور اس صورت میں شرعاً طلاق مغلظہ واقع ہو گئی بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت کو آباد کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

مخلوط العقل یا مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں......

(۱)...... زید نے آیت کریمہ شریف کا وظیفہ کیا اور اس نے اسی دوران میں اپنی بیوی کی طرف سے کچھ باتوں پر رنجیدہ ہو کر تین طلاق کے الفاظ کہہ ڈالے اور کچھ دنوں بعد جب اس کی بیوی اپنے والدین کو ملنے گئی زید نے بذریعہ پرچہ طلاق کے الفاظ کے ساتھ سسرال والوں کو بھی مطلع کیا کہ اس کو میرے ہاں رہنے کی اجازت نہیں اس کا کہیں نکاح کر دو زید کی بیوی کا باپ آیا اس کے سامنے بھی کہا کہ آپ نے اگر اپنی لڑکی میرے پاس بھیجی تو میں قتل کر دونگا۔

(۲)...... زید کے سگے چچا جو کہ نہایت دین دار آدمی ہیں اور ایک زید کا بھائی دونوں نے بیان کیا کہ جس وقت طلاق وغیرہ کے الفاظ کہے گئے ہیں زید دماغی تکلیف میں مبتلا تھا اکثر ننگا دیکھا گیا کمزوری بڑھ گئی تھی ایک دن زنجیروں سے جکڑے گئے بھی رکھا ایک شخص جو زید پر کسی حالت میں پڑھ کر دم کیا کرتا تھا اس نے بھی یہی بیان کیا کہ زید سے جس قسم کی باتیں صادر ہوئی ہیں وہ دماغی تکلیف کی بناء پر ہوئیں۔

(نوٹ)...... زید صحیح العقل ہونے کی صورت میں بھی ان تمام معاملات سے قبل اپنی بیوی سے دلی رنجش رکھتا تھا مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر طلاق عائد ہوتی ہے یا نہیں اور اگر ہوتی ہے تو کس قسم کی بحوالہ کتاب وسنت جواب ارقام فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی زید ابتداء میں طلاق دیتے وقت نیز زوجہ کے والد کے پاس خط ارسال کرتے وقت اور پھر اس کے روبرو کلام کرتے وقت مخلوط العقل ہو یا مجنون ہو یعنی کبھی تو صحیح بات کہتا ہے اور کبھی خلاف عقل گفتگو کرتا ہے یا اس کو اس وقت بے ہوشی سی ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور عورت اس کی بیوی ہے اور اگر وہ ان اوقات میں بالکل صحیح اور تندرستی حواس سے کہہ رہا ہو اور اس سے آگے پیچھے فتور ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی مستفتی خود ہی اپنی دیانت سے اس کا فیصلہ کرے۔

(فما دام فی حالة غلبة الخلل فی الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان کان یعلمها ویریدها لان هذه المعرفة والارادة غیر معتبرة لعدم حصولها عن ادراک صحیح کما لا تعتبر من الصبی العاقل شامی ص ۲۴۴ ج ۳، مطلب طلاق المدهوش۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

غصہ اور غضب کی حالت میں اختلال واقع ہوجاوے تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسمی زید نے کسی وجہ سے اپنی بہن کے خاوند عمر سے ناراض ہوکر اپنی زوجہ اور اپنی ماں کے روبرو غصہ کی حالت میں کہا کہ اگر عمر یا اس کے چھوٹے یا بڑے میرے گھر آئے تو میری زوجہ کو تین طلاق جب غصہ جاتا رہا تو زید کی زوجہ اور اس کی ماں نے کہا کہ تم نے یہ الفاظ کہے ہیں یعنی تین طلاق چونکہ غصہ کی حالت میں یہ الفاظ زید نے کہے تھے لہٰذا زید کو اشتباہ ہوا کہ آیا میں نے تین طلاق دی ہیں یا ایک اب زید کی ماں کہتی ہے کہ عمر کی زوجہ اور عمر اور اس کی اولاد شفقت مادری کی وجہ سے ہمارے گھر آئی ہیں صبر نہیں کرسکتی اور زید کہتا ہے کہ آنا تو تب درست تھا جب مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی اب تو ان کے آنے سے بھی طلاق کی تکلیف ہوتی ہے بنابریں مصلحت نہ آنا بہتر ہوگا نیز زید کی ماں یہ بھی کہتی ہے کہ اگر اس صورت حال میں عمر اور اس کی زوجہ اولاد کے آنے سے میرے بیٹے زید کی زوجہ کو تین طلاق واقع ہوتی ہوں اور حلالہ کرنے کی نوبت آئے تو مجبوری کی بنا پر عمر وغیرہ ہمارے گھر نہ آئیں اور اگر کسی دوسری صورت سے مثلاً خیرات یا کفارہ ادا کرنے سے عمر وغیرہ آسکتے ہوں تو آنا بہتر ہوگا۔ اب گزارش ہے کہ آیا شریعت غراء میں کوئی ایسی صورت ہوسکتی ہے کہ عمر وغیرہ زید کے گھر آئیں اور طلاقیں واقع نہ ہوں اور آیا طلاق ایک واقع ہوگی یا تین اور ماں کا کہنا عمر وغیرہ کے آنے کے متعلق باوجود زید کے لیے باعث تکلیف ہونا اس صورت میں واجب الاطاعۃ ہے یا نہ اور اگر بالفرض والتقدیر عمر وغیرہ بلاقصد واختیار زید کے گھر چلے جائیں اور زید اور اس کے گھر والوں کو ان کے آنے کا علم بھی نہ ہو تب بھی طلاق واقع ہوگی یا نہ؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

(۱)...... ایسے غصہ اور غضب کی حالت میں جبکہ کلام میں اختلال واقع ہوجاتا ہو یہاں تک کہ اپنی بات کو محفوظ نہ رکھ سکتا ہو طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(قال الشامی فی رد المحتار ص ۲۴۴ ج ۳ تحت بحث طلاق المدهوش والذی یظهر لی ان کلا من المدهوش والغضبان لا یلزم فیه ان یکون بحیث لا یعلم مایقول بل یکتفی فیه بغلبة الهذیان و اختلاط الجد باالهزل الخ)

اب اگر زید کی حالت یہ ہوچکی تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی ورنہ ہوجائیگی۔ (۲)...... زوجہ اور والدہ کے کہنے سے تین طلاق کا ثبوت نہیں ہوتا جب تک کہ باقاعدہ نصاب شہادت یعنی دو مرد عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں دیندار گواہی

نہ دیں البتہ اگر زوجہ اور والدہ کے کہنے پر اس کو ایقاع طلاق کا غلبہ ظنی حاصل ہوگا تو دیانۃ اس کے لیے عورت حلال نہ ہوگی نیز اگر ایک اور تین کے درمیان اس کو شک ہو تب بھی تین طلاقیں واقع نہیں ہوتیں جب تک کہ یقین کا غلبہ نہ ہو جاوے۔

(ج ا عالمگیری باب ایقاع الطلاق میں ہے فی نوادر ابن سماعة عن محمد اذا شک فی انه طلاق واحدة او ثلثاً فهی واحدة حتی تتیقن او یکون اکبر ظنه علی خلافه)

(۳)...... اگر زوج کا غلبہ ظن تین پر ہوجاوے یا بتقاضۂ احتیاط اس پر عمل کرنا چاہے کما هو انسب جب بھی حلالہ سے بچنے کے لیے حیلہ موجود ہے زید اس عورت کو ایک طلاق سے بائنہ کردے اور عدت گزر جاوے اب عمر وغیرہ اقرباء اس گھر آجائیں اب باوجود شرط کے پائے جانے کے عورت پر تین طلاق نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس وقت عورت بالکل اجنبیہ ہے اور طلاق نہیں ہے اب فوراً اس سے پھر نکاح کرلے چونکہ یمین ختم ہوچکی ہے اب اس نکاح جدید میں کسی کے آنے سے طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی لیکن یہ پابندی اور احتیاط رہے کہ عدت ختم ہونے سے قبل عمر وغیرہ ہرگز اس کے گھر نہ آئیں اگر ان کے علم ورضا کے بغیر بھی آگئے تو تین طلاق واقع ہوجائے گی عدت کے زمانہ تک یہ پابندی کرنا کوئی مشکل نہیں ہے اور احتیاط پر بھی عمل ہوجائے گا۔

الدر المختار میں ہے...... (فحیلته من علق الثلث بدخول الدار ان یطلقها واحدةً ثم بعد العدة تدخلها فتنحل الیمین فنکحها. باب التعلیق من کتاب الطلاق)

اگر حلالہ سے بچنے کی اس فقہی صورت پر عمل کیا جاوے تو غالباً والدہ بھی راضی ہوگی ورنہ اس کا عقوق لازم آئے گا

نوٹ تین صورتیں بالترتیب درج ہیں اپنی دیانت داری سے جس پر چاہے اپنے حال کے مطابق عمل کرسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مجنون اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بحالت خرابی دماغ اپنی عورت کو طلاق دی تھی اس حالت میں جس ڈاکٹر صاحب نے زید کا علاج کیا تھا اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بھی توثیق کردی واقعی خرابی دماغ میں مبتلا تھا اب بھی اس کی حالت پوری صحیح نہیں ہے اس حالت میں اسکی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... واضح رہے کہ مجنون اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی مجنون وہ کہلاتا ہے جسے خرابی دماغ کا عارضہ اس قسم کا پیش ہوگیا ہو کہ وہ اچھے اور برے میں تمیز نہ کر سکے بلا کسی خوشی کے سبب کے خوش ہوتا ہو اور بلا کسی وجہ کے غمگین ہوتا ہو وغیرہ معتوہ وہ ہوتا ہے جس کو خرابی دماغ کا عارضہ مجنون سے کم درجہ کا پیش ہوگیا ہو یعنی ایسا شخص جو کم فہم ہو فاسد تدبیر والا ہو مختلط الکلام ہو یعنی صحیح اور غلط باتیں کہتا ہو صورت مسئولہ میں شخص مذکور کی حالت طلاق دیتے وقت اگر مجنون اور معتوہ جیسی تھی تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوئی ہے اور اگر معمول کی دماغی کمزوری میں مبتلا تھا تو اس کی طلاق واقع شمار ہوگی۔

(کما قال فی التنویر لایقع طلاق المولی علی امراة عبده والمجنون والصبی والمعتوه رسال الشامی فی رد المحتار ص ۴۴۱ ج ۲ (قوله والمجنون) قال فی التلویح الجنون اختلال القوة المميزة بين الامور الحسنة والقبحة المدركة اقوب بان لاتظهر اثارها لو تتعطل افعالها اما لنقصان جبل عليه دماغ فى اصل الخلقة واما لخروج مزاج او دماغ عن الاعتدال لسبب خلط او افة واما لاستيلاء الشيطان عليه والقاء الخيالات الفاسدة اليه بحيث يفرع من غير مايصلح سبباً)

و فيها ايضا ص ۴۴۳ ج ۳ (قوله وهو اختلال فى العقل) هذا ذكره فى البحر تعريفاً للجنون وقال ويدخل عير امعتوه واحسن الاقوال فى الفرق بينهما ان المعتوه هو القليل الفهم المختلط الكلام الفاسد التدبير لكن لايضرب ولا يشتم بخلاف المجنون)

ویسے اگر ایک طلاق رجعی دے چکا ہے تو بہر حال رجوع ہی کرے اور ایک بائن دے چکا ہے تو احتیاطاً تجدید میں ہے اگر اس کی حالت مشکوک ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ صفر ۱۳۸۷ھ

اگر خاوند معتوہ ہے تو طلاق کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عزیز محمد سلمہ مدرسہ ہذا میں تقریباً چار سال رہ چکا ہے آپ نے اس کے افعال کے اختلاط کو دیکھا ہے تو کیا آپ کے نزدیک اس پر معتوہ کا اطلاق ہو سکتا ہے جس پر اس کی طلاق معتبر نہ ہو بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

قال فى رد المحتار ص ۴۴۲ ج ۲ واحسن الاقوال فى الفرق بينهما ان المعتوه هو القليل الفهم المختلط الكلام الفاسدالتدبير لكن لايضرب ولا يشتم بخلاف المجنون انتهى ٥

اس مدت میں جو ہمارے پاس رہ چکا ہے اس کے اختلاط افعال اور فساد تدبیر کو دیکھا گیا مثلاً نماز میں خروج ریح بصوت ہونا اور متعدد بار شلوار میں جاگنے کی حالت میں پائخانہ کرنا پھٹے ہوئے کپڑوں میں شرمگاہ برہنہ ہونیکی حالت میں چلتے رہنا کسی کے کہنے پر اپنے کپڑوں کو پھاڑنا اپنے قی شدہ طعام کو کھانا کسی کے کہنے پر برتنوں کو توڑنا پائخانہ شدہ کپڑوں میں چلتے رہنا بنا بریں ہم یقیناً اس کو معتوہ کا مصداق سمجھتے ہیں۔

قال فى الجوهرة ص ۲۴۳ ج ۱ كتاب الحج ولا يقع طلاقهما ولا عتاقهما بقوله عليه السلام كل طلاق واقع الاطلاق الصبى والمعتوه٥

لہٰذا اس کی طلاق معتبر نہ ہوگی۔

هذا ما ظهر لى فى هذا الباب والله تعالى اعلم بالصواب عبدالمالک غفرلہ خادم مدرسہ مدینۃ العلوم پنوعاقل مورخہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ حافظ محمد مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم پنوعاقل، عبدالحلیم خادم مدرسہ مدینۃ العلوم پنوعاقل ۱۸،۵،۹۸ھ

جواب میں جو اختلاط لکھا گیا ہے اس کی تصدیق کی جاتی ہے کہ اس نوع کا اختلاط یہاں تقریباً مدت بارہ سال میں دیکھا گیا ہے۔

محمد اسعد از حاجی شریف
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

جواب میں مذکورہ احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص معتوہ ہے لیکن اگر یہ شخص اس حد تک معتوہ ہے کہ جو کچھ کہتا ہے کچھ معلوم نہیں کرسکتا، لایعلم ما یقول ولا یریده تو اس حالت میں بھی شرعاً اس کی طلاق معتبر نہیں۔ کیونکہ یہ مجنون ہے۔

والجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

اگر شرعاً مجنون نہ ہو تو اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں نے اپنے لڑکے کا نکاح جبکہ وہ چار سال کا تھا کر دیا بعد میں بیماری

کی وجہ سے اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا یعنی اپنے نفع ونقصان کو نہیں سمجھتا بات وغیرہ کو سمجھتا ہے اگر کام بتایا جائے تو اس کو بھی کرتا ہے لیکن کبھی کبھی ایسے افعال کرتا ہے جو کہ ایک عقلمند نہیں کرتا مثلاً جانور بندھے ہوئے کو چھوڑ دیتا ہے اگر چھوٹے ہوئے جانور کے بارے میں کہا جائے کہ اس کو باندھ دو تو تعمیل حکم کرتا ہے لیکن شادی کے قابل نہیں رہا اب اس کے نکاح کے فسخ کی کیا صورت ہو سکتی ہے لڑکا پندرہ سال کا ہو چکا ہے یعنی شرعی لحاظ سے وہ بالغ ہے۔

محمد سوہا مظفر گڑھ

﴿ج﴾

یہ لڑکا شرعاً مجنون نہیں اور اس کی طلاق شرعاً معتبر ہے لہٰذا خاوند سے طلاق حاصل کیے بغیر فسخ نکاح کی اور کوئی صورت نہیں۔ خاوند سے طلاق حاصل کرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح لڑکی کا جائز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
١٨ محرم ١٣٩١ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

دماغی توازن خراب ہونے کی صورت میں طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ مقصوداں کو غصہ میں آ کر بیماری کی حالت میں دماغ کی خرابی کی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ اب میری بیوی اور میں دونوں گھر آباد کرنے پر رضامند ہیں۔ فتویٰ صادر فرمایا جاوے مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ طلاق کے بعد بیوی مسماۃ مقصوداں مذکورہ نے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیا تھا۔ نکاح کے بعد طلاق ہوگئی اب وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے کیا اب وہ مجھ سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی دوسرے خاوند نے صحبت کے بعد اس کو طلاق دے دی ہے تو عدت کے بعد پہلے خاوند کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
١٧ ذی القعدہ ١٣٩٣ھ

وقوع طلاق کے لیے اتنا ہوش ہونا ضروری ہے کہ جو کہہ رہا ہو وہ سمجھ رہا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ میرے والدین اور برادری نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنی

بیوی کو طلاق دے دوں میں مسلسل انکار کرتا رہا جس میں مجھے کوئی چیز دم کر کے پلائی گئی مثلاً چینی دم کر کے چائے میں پلائی گئی اس کے بعد مجھے کوئی پتہ نہیں کہ میری زبان سے کیا نکلا اور بندہ سے اگر کچھ لکھوایا گیا ہے تو اس کا نیز کوئی پتہ نہیں اس کے بعد معلوم ہوا کہ میں نے طلاق مغلظہ دی ہے کیا ایسی طلاق واقع ہوتی ہے اور ایسا عذر قبول ہو سکتا ہے۔

﴿ج﴾

اگر طلاق کے الفاظ کہتے وقت اسے اتنا ہوش ہے کہ وہ جو الفاظ کہہ رہا تھا اسے سمجھ رہا تھا تب تو ظاہر ہے کہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی ہے اور اگر اتنا ہوش وحواس اس کا قائم نہیں تھا کہ اپنے الفاظ سے بے خبر تھا حتیٰ کہ اسے کچھ پتہ نہیں چلا کہ میں نے کچھ کہا ہے یا نہیں تب تو طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن یہ ظاہر ہے کہ صرف چینی وغیرہ دم شدہ پلانے سے کوئی پاگل نہیں ہو جاتا۔ صرف اتنا ہو سکتا ہے کہ غصہ آ گیا ہو اضطراب بڑھ گیا ہو وغیرہ لہٰذا معاملہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے جو ظاہر و باطن سب سے باخبر ہے بہانہ تلاش کر کے اپنے لیے کوئی راستہ نہیں نکالنا چاہیے۔ مسئلہ کی حقیقت کھول دی گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
١٠ محرم ١٣٨٦ھ

غصہ میں اگر پاگل نہیں ہو گیا ہے تو طلاق واقع ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا اپنے باپ کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہوا یعنی مسمی گامون خان اور اس کے باپ کا آپس میں جھگڑا ہوا اس کے بعد گامون نے کھیت سے آ کر گھر میں اپنی بیوی سے کہا کہ چل کھیت پر چلیں اور وہ کہنے لگی کھیت میں جا کر کیا کروں گی خاوند کہا کہ تیرے دو ٹکڑے کروں گا اور وہ انکار کر گئی اور کہنے لگی کہ اگر تمہارا باپ چلے گا تو میں چلوں گی ورنہ نہیں گامون خان نے اپنے والد صاحب کو بلایا اور کمرے میں اپنے باپ اور بیوی کو اکٹھے بٹھا کر باپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور باپ نے کہا کہ میرا طلاق لینے کا کیا حق ہے میں طلاق نہیں لیتا اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ طلاق لے لو کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں بیوی نے کہا کہ ایسا نہ کرنا آپ طلاق دینا چاہتے ہو تو میرے باپ کو بلا کر طلاق دیدو پھر گاموں خان نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا کہ میری طرف سے تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے تین دفعہ اس نے اپنے باپ کے سامنے کہا نیز کہا کہ اگر چاہو تو لکھوا لو یہ سب معاملہ غصے کی حالت میں ہوا ہے [illegible] توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خاوند کی مذکورہ حالت اور باتوں سے یعنی خاوند کا کھیت سے بیوی کے پاس آنا اور گفتگو کرنا پھر اپنے والد کے پاس جانا اور بیوی کے طلاق کے متعلق پوچھنا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں کیا تم لوگے اور والد کے جواب دینے کے بعد دوبارہ بیوی کو مخاطب کر کے طلاق دینے کے متعلق پوچھنا اور اس کے جواب دینے کے بعد پھر اسے طلاق دینا اور سوال وجواب سے یہ ظاہر ہے کہ گاموں خان کو ایسا غصہ نہیں کہ اس کے اقوال وافعال پر غلبہ خلل ہوتا کہ اس کی طلاق واقع نہ ہو باقی خاوند کا بیوی کو یہ کہنا کہ تیرے دو ٹکڑے کرونگا جاہل لوگ غصے میں اپنی بیوی کو ایسے کہہ دیتے ہیں۔اس کے ایسا کہہ دینے سے غلبہ خلل فی اقوالہ ثابت نہیں ہوگا۔لہٰذا گاموں خان عاقل ہے اس کی زوجہ پر مذکورہ بالا طلاق کے الفاظ سے تین طلاق واقع ہوگئیں اور بغیر حلالہ کے وہ دوبارہ اس بیوی کو نہیں رکھ سکتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شدید غصہ کی حالت میں طلاق دینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی زینب کو بحالت غصہ ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق کہہ دی ہیں ملا قمر الدین صاحب نے ایک حوالہ نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ غصہ کی حالت میں عورت کو تین طلاق دی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق نہیں ہوئی عمر کہتا ہے کہ طلاق ہو جاتی ہے۔اب آپ اس کا صحیح جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

﴿ج﴾

غضب وغصہ میں اگر لفظ طلاق سے اپنی عورت کو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ نیت طلاق کی کرے یا نہ کرے کیونکہ طلاق عموماً غصہ ہی سے دی جاتی ہے اس لیے غصہ میں طلاق دینا وقوع طلاق کے لیے مانع نہیں البتہ اگر غصہ اس قدر غالب ہو گیا کہ مثل جنون ہو گیا کہ اس کو اپنے الفاظ کی بھی خبر نہ رہے تب اس کا حکم دوسرا ہے مگر عام حالات میں ایسی حالت کسی شخص کی نہیں ہوتی اس لیے شخص مذکور کی زوجہ پر طلاق واقع ہوگئی ہے اور یہ عورت حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

غصہ کی حالت میں سمجھ رہا ہو کہ یہ الفاظ طلاق کے ہیں تو طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میاں بیوی کے درمیان بیوی کے رشتہ داروں کے گھر جانے پر جھگڑا ہوا بیوی نے کہا کہ وہ میرے قریبی رشتہ دار ہیں اور ہمارا ان سے کسی قسم کا کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہے میں ضرور ان کے گھر جاؤں گی میاں نے بیوی کو ان کے گھر جانے سے منع کیا اس کے بعد میاں بیوی کے درمیان اور باتیں ہوتی رہیں آخر بیوی نے میاں کو کہا کہ آپ کا ارادہ مجھے اپنے گھر آباد رکھنے کا نہیں ہے بیوی کے ان الفاظ کے بعد میاں نے بیوی کو تین بار الفاظ طلاق کے کہے اس کے بعد اپنے بھائی کے ساتھ اپنے والدین کے گھر چلی گئی یہ تمام واقعہ غصہ کی حالت میں ہوا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں اگر طلاق ہو چکی ہے تو اب دوبارہ میاں بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اگر میاں بیوی آپس میں دوبارہ نکاح نہیں کر سکتے تو کس صورت میں کر سکتے ہیں؟

﴿ج﴾

جب زوج غصہ کی حالت میں سمجھتا ہے کہ یہ الفاظ طلاق کے بول رہا ہوں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ اتنا غصہ عام حالات میں نہیں ہوتا کہ بالکل الفاظ کا پتہ بھی نہ ہو اس کی عورت پر تین طلاق واقع ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔عدت گزار کر کسی دوسرے سے نکاح کرے اور بعد جماع طلاق دے پھر اس کی عدت گزار کر زوج اول سے نکاح کر سکتی ہے۔واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ صفر ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جنون کی حد تک غصہ ہو جانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ کی کیفیت میں طلاق کا کہہ دیا ہے اور مجھے غصہ کی حالت میں جنونی کیفیت ہو جاتی ہے۔میرا بیوی کے ساتھ گھریلو معاملات میں جھگڑا ہو گیا تھا اور میرا غصہ جنون میں تبدیل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مجھے اپنی کوئی ہوش نہیں رہتی اور اسی کیفیت میں میں نے اپنی بیوی کو طلاق کا لفظ کہہ دیا ہے برائے کرم مجھے فتوی دیا جاوے کہ آیا میرا نکاح ٹوٹ گیا ہے یا نہیں میری بیوی میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے میں نے کوئی نشہ وغیرہ نہیں کیا تھا۔

محمد انعام اللہ ملتان

﴿ج﴾

اگر غصہ اتنا شدید ہو کہ جنون کی حد تک پہنچ جائے اور اس شخص کو جو صاحب واقعہ ہے کچھ پتا نہ ہو کہ غصہ کی حالت میں اس کی زبان سے کیا نکل رہا ہے۔ تو ایسی حالت مدہوشی میں طلاق واقع نہیں ہوتی یہ مسئلہ فقہ میں مذکور ہے مگر سائل کے متعلق ہم کچھ رائے نہیں رکھتے کہ اس کا کیا حال تھا اس کو ہوش تھا یا نہیں اگر اس نے نشہ کی حالت میں طلاق دی ہو تو واقع ہو جاتی ہے اور اگر ہوش و حواس سالم ہے یعنی اپنے الفاظ کو سمجھتا تھا کہ میں طلاق دے رہا ہوں تو بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبداللہ عفا اللہ عنہ

غصہ جب حالت مدہوشی تک پہنچے تو اس کے اقوال کا اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام محمد اور اس کے سسرال کے درمیان جھگڑا ہو گیا غلام محمد کے سسرال کے آدمیوں نے اسے شدید مار ازمین پر گرا دیا۔ اس کی گردن پر کچھ آدمی چڑھ گئے اور اس کے گلے کو انگوٹھے سے اتنی شدت سے دبایا کہ غلام محمد کا سانس رک گیا اور آنکھیں باہر نکل آئیں علاقے کے لوگ اگر فی الفور پہنچ کر نہ چھڑاتے تو غلام محمد کی موت یقینی تھی۔ غلام محمد کو نیچے سے اٹھا کر کھڑا کیا گیا تو اس کی حالت غیر تھی غصے کی شدید ترین کیفیت اس پر طاری تھی موت کے منہ سے نکل کر غصے کا ہونا کس نوعیت کا ہوگا اس کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں اسی شدید ترین ہزیانی کیفیت میں غلام محمد نے کھڑے کھڑے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں غلام محمد گھر پہنچا تو اپنے سر پر کلہاڑا مارنے لگا لوگوں نے اس سے کہا کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے تو وہ حیران ہو کر بولا اچھا میرے ہوش و حواس صحیح کام نہیں کر رہے تھے میں نے طلاق کے لفظ کہے ہیں تو کتنی مرتبہ کہے ہیں وغیرہ اب دریافت طلب یہ بات ہے کہ ایک شخص موت کے منہ سے نکلے اور شدید ترین غصے کی حالت میں جیسا کہ صورت مذکورہ میں بیان کیا گیا ہے کیا ایسی طلاق شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں بعض علماء نے شامی ص ۲۴۴ ج ۳ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایسی حالت میں دی گئی طلاق معتبر نہیں عبارت یہ ہے۔

وكذا يقال فيمن اختل عقله لكبر او لمرض او لمصيبة فاجأته فما دام فى حال غلبة الخلل فى الاقوال والافعال لا تعتبر اقواله وان كان يعلمها ويريدها ٥

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر واقعی اس شخص کا غلبہ غضب میں یہ حال ہوا تھا کہ بغیر قصد اور ارادہ کے اس کے منہ سے طلاق کے لفظ نکلے اور اس حالت غضب میں جو کچھ کیا تھا اور کہا تھا ابھی کچھ معلوم نہیں کر سکتا ہے بالکل مدہوش سا تھا تو اس حالت میں اقوال اس کے شرعاً کچھ معتبر اور نافذ نہیں ہیں یعنی طلاق وغیرہ اس کی ہرگز نافذ اور واقع نہ ہوگی۔ کذا فی امداد الفتاوی ج ۶ ص ۳۵۱

بشرط صحت واقعہ اگر بیان کے مضمون کے حاشیہ پر درج گواہوں کو اتفاق ہے اور تینوں گواہ اس مضمون کو درست تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خاوند کو طلاق کے الفاظ کہنے کا کوئی علم نہیں بلکہ گواہوں نے اس کو یہ کہا کہ تو نے طلاق دی ہے اور اس کے خلاف کوئی معتبر شہادت بھی موجود نہ ہو تو فتوی بالا کے مطابق عمل ہوگا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

دماغی توازن برقرار نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جس کا دماغی توازن اچھا نہیں ہے دوستوں کی ایک محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ مزاحیہ انداز میں دوستوں نے کچھ اس کے متعلق کہا کہ تو اپنی بیوی کا فریفتہ ہے وغیرہ وغیرہ اور کچھ بھی اس کے اور اس کی بیوی کے متعلق کہتے رہے تو وہ شخص جو کہ دماغی لحاظ سے اچھا نہیں ہے اس نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا، کیوں تنگ کرتے ہو وہ مجھ پر حرام ہے وہ مجھ پر حرام ہے دو دفعہ کہا کیا اس سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں اور اگر ہو جاتی ہے تو کونسی طلاق ہے اس بارے میں فتوی صادر فرما دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ دماغی توازن اگر درست نہیں ہے تو اس کے ان الفاظ سے اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوگی البتہ اگر دماغ صحیح ہو اور معلوم بھی ہو رہا ہے کیونکہ وہ ان دوستوں کے جواب میں یہ کہہ رہا ہے کہ یار کیوں تنگ کرتے ہو تو پھر یہ مطلقہ ہوئی اور ایک طلاق بائنہ واقع ہو گئی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اور بعد طرفین کی رضا سے تجدید نکاح درست ہے حلالہ کی حاجت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدہوش ہونے کی حد ہے بات چیت سمجھنے سے مدہوش نہیں ہوتا طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں اپنے گھر گیا میری بیوی نے اندر آنا چاہا جس پر میں نے اس کو کہا کہ میری طبیعت خراب ہے تو اندر نہ آ تو اس نے کہا کہ تیری طبیعت ٹھیک ہوجائے گی چنانچہ میں مکان سے باہر نکل پڑا اور نکلتے وقت میں نے اپنی بیوی سے ایک دفعہ کہا کہ تجھے تین طلاق سے چھوڑا اس کے بعد میری طبیعت بگڑتی گئی مجھے لوگوں نے کہا کہ تو نے یہ باتیں کہی ہیں اور جوش وخروش وغیرہ کی باتیں کرتا تھا لیکن مجھے پتہ نہیں چلا بظاہر اس نوبت تک معاملہ پہنچنے کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ ایک نامعلوم شخص نے اصرار کر کے مجھے سگریٹ دی جس کو میں پیتا ہوا فرلانگ کے فاصلہ سے گھر پہنچا اور دس پندرہ منٹ گزرنے پائے ہوا گے کہ جب میں نے طلاق دیدی اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سگریٹ میں کوئی نشہ آور چیز تھی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگئی یا نہ اب طلاق مغلظہ ہوگی یا رجعی بینوا توجروا

﴿ج﴾

معتمد علیہ ثالث عالم واقعہ کی تحقیق کرے خط کشیدہ الفاظ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ الفاظ طلاق کے وقت بالکل مدہوش نہیں تھا بات چیت کو سمجھتا تھا اس لیے طلاق واقع ہونی چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

نشہ کی حالت میں تین طلاقیں دینے سے واقع ہوجائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اگر کوئی شخص نشہ کی حالت میں طلاق مغلظہ دیدے تو کیا طلاق واقع ہوجائیگی جبکہ میاں بیوی کے تعلقات نہایت اچھے ہوں اور ان کے ہاں دو تین بچے بھی ہوں خاوند نے افیون کھا کر تین طلاقیں دیں اور تین ڈھیلے بھی پھینک دیے نشہ اترنے کے بعد کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں کہ طلاق دی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

نشہ کی حالت میں جو تین طلاقیں دی ہیں صحیح ہیں اور اس کی عورت مطلقہ مغلظہ ہوجائیگی بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد کرنا جائز نہیں۔

کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۳۵ ج ۳ (ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو عبدا او مکرھا اوھا زلا او سفیھا او سکران) لو بنبیذ او حشیش او افیون او بنج زجرا، بہ یفتی الخ وفی الشامیۃ ص ۲۳۲ ج ۳ (قولہ ثلث متفرقۃ) وکذا بکلمۃ واحدۃ اولی (الی ان قال) وذھب جمھور الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من ائمۃ المسلمین الی ان یقع ثلث الخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ

کیا اللہ و نبی کے نام کے انکار سے طلاق بائنہ ہوجائے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید کو اپنے چچازاد بھائی اور خود چچا دوسری برادری رشتہ دار دوستوں نے اکٹھا کیا سمجھوتا کے لیے ان کی کچھ آپس میں کش مکش ہوئی تھی اس لیے کہا گیا کہ تم آپس میں بھائی بھائی ہوجاؤ غصہ وغیرہ ختم کرو اور راضی بازی ہوجاؤ زید نے سب جماعت کو یہ جواب دیا کہ میں راضی ہوں مجھے کچھ نہ کہو میں آپ کے میلے کو نہیں مانتا ہوں تم واپس جاؤ کئی بار اس طرح تکرار ہوتی رہی آخر کار اس جماعت میں سے ایک شخص بولا زید خدا کا نام اور نبی کا نام مان لے آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے زید بولا میں نہیں مانتا ہوں۔ پھر دوبارہ انھوں نے بولا زید خدا کا نام اور نبی کا نام اور ہمارا کہا مان لے زید نے جواب دیا میں نہیں مانتا ہوں ہر شخص گواہی دیتا ہے کہ زید نے بالکل اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک اور نبی کریم کا اسم مبارک لے کر کہا میں نہیں مانتا ہوں۔ (نعوذ باللہ) پھر ہم سب چلے آئے کہ یہ شخص اسلام سے خارج ہوا ہم یہاں نہیں بیٹھتے ہیں اب دریافت یہ بات ہے کہ ایک مولوی صاحب نے زید کو توبہ کروائی اور تجدید نکاح کرایا۔ کیا زید پر تجدید نکاح ضروری ہے یا پہلا نکاح باقی ہے یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

زید نے جب یہ مذکورہ الفاظ کہے اس وقت یہ مرتد اور اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کی بیوی بھی اس کے نکاح سے علیحدہ ہوگئی لہذا توبہ کرنے کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ اصغر علی معین مفتی خیر المدارس

جواب ثانی: زید کا اللہ اور رسولؐ کے نام کو لے کر کہنا میں نہیں مانتا کلمہ کفر ہے جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے لہذا توبہ کرنا ضروری ہے چونکہ وہ تائب ہو چکا ہے اب تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔
والجواب صحیح بندہ محمد عبداللہ غفرلہ دارالافتاء خیر المدارس ملتان

شیعہ بن جانے سے (العیاذ باللہ) نکاح ٹوٹ جائیگا یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئولہ میں کہ میرا نکاح ہمراہ زید کے پڑھا گیا تھا اور رخصتی بھی ہوگئی تھی چند سال از دواجی تعلقات مابین زوجین وزوجہ پورے ہوتے رہے اب زید نے مذہب تبدیل کر لیا ہے یعنی شیعہ ہوگیا ہے شیخین رضی اللہ تعالی عنہما اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بارے میں اس نے سب و شتم کیا ہے اور خلافت صدیق کا منکر ہے اور جو عقائد شیعہ حضرات کے ہیں سب اس میں پائے جاتے ہیں کیا شرع میں نکاح باقی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

شرعی طریقہ سے خوب تحقیق کی جاوے اگر واقعی یہ شخص جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے میں خیانت اور غلطی کا قائل ہو یا الوہیت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا قائل ہو یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا پر لگائے گئے جھوٹے الزام کے سچ ہونے کا قائل ہو یا سب صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو کارِ ثواب سمجھتا ہو تو یہ شخص کافر ہے اور اس کا نکاح فسخ ہوگیا ہے۔ لیکن اگر خیانت جبرائیل علیہ السلام کا قائل نہ ہو دیگر امور ضروریہ دین میں سے بھی کسی امر کا منکر نہ ہو صرف سب صحابہؓ یا شیخین کرتا ہو لیکن سب کو ثواب نہ سمجھتا ہو یا فضیلت علی رضی اللہ عنہ کا قائل ہو تو کافر نہیں فاسق ہے اور ان کا نکاح باقی ہے۔ بہر حال اس شخص کے عقائد کے بارے میں خوب تحقیق کے بعد جو بات صحیح ثابت ہو جاوے اس پر عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالی اعلم
حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

کیا درج ذیل کلمات کفریہ کہنے سے بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ اگر کوئی شخص کسی مسئلہ شرعی کو جو کسی عالم نے لکھا ہو دیکھ کر جو اس کی مرضی کے مطابق

نہ آتا ہو کہے کہ میں نہیں مانتا بجائے کلمہ محمدی کے عیسوی کلمہ پڑھ لینگے اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کی بجائے قطب تارہ کی طرف منہ کریں گے شریعت کیا چیز ہے میں کچھ نہیں جانتا۔ کیا ان کلمات کے کہنے سے اسلام سے خارج ہوگیا اور نکاح اس کا اپنی منکوحہ کے ساتھ رہا یا ختم ہوگیا؟

﴿ج﴾

یہ کلمات یعنی کلمات کفریہ ہیں۔ خوب تحقیق کی جاوے اگر یقینی طور پر اس شخص نے ان کلمات کو کہا ہے اور شرعی ثبوت ہو جائے تو خارج از اسلام ہے اور اس کی عورت سے اس کا نکاح ٹوٹ گیا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کو دوبارہ تجدید اسلام پر مجبور کریں اور مسلمان ہو جائے اور توبہ کر لینے کے بعد اس کا نکاح دوبارہ کیا جاوے۔ واللہ اعلم
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ جمادی الاولی ۱۳۸۷ھ

گواہوں کی موجودگی میں طلاق دی تو واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی نابالغہ کا عقد نکاح بموجب شریعت محمدی اس کے والد نے کر دیا سن بلوغ کو جب پہنچ گئی تو چند دن بعد سب کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے اور لڑکے نے دو گواہان جو کہ اس وقت موجود ہیں کے سامنے زبانی طلاق دیدی۔ لڑکے والوں نے طلاق کو ثابت کرنے کے لیے دعوی تنسیخ نکاح عدالت دیوانی میں دائر کر دیا اور لڑکی کو بھی طلب کیا گیا، پہلی پیشی پر اس نے جواب دعوی پیش کیا بعد ازاں دیدہ دانستہ حاضر عدالت نہ ہوا کافی انتظار کرنے کے بعد عدالت مجاز نے لڑکی والوں کے حق میں ڈگری صادر کر دی اب سوال یہ ہے کہ ان وجوہات کے تحت آیا لڑکی بروئے شریعت محمدی مطلقہ ہوگئی یا نہیں اور اس کا نکاح ثانی کرنے میں عدت شرعی کا انتظار کرنا پڑے گا یا نہ جواب عنایت فرمائیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی لڑکے نے اپنی زوجہ کو دو گواہوں کے سامنے طلاق دیدی ہے تو شرعاً اس کی زوجہ کو طلاق ہوگئی ہے اور یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم
بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

زبانی طلاق سے طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے 1955ء میں شرعی نکاح کیا تھا زندگی اچھی گزرتی رہی مگر اپریل 1971ء میں چند گھریلو اختلافات کے تحت میں نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل طریقہ سے طلاق دے دی۔ میں نے تجھے طلاق دی آج کے بعد تم مجھ پر حرام ہو میں نے تجھے طلاق دی آج کے بعد تم مجھ پر حرام ہو میں نے تجھے طلاق دی تم مجھ پر حرام ہو۔

پھر میری بیوی نے اپنے میکے کا دیا ہوا سامان اٹھوایا اور میکے چلی گئی دونوں جانب سے خاموشی ہوگئی اب تقریباً ایک ماہ سے اس کے والدین جن کی فرمائش اور دباؤ سے میں نے اسے طلاق دی تھی نے دوبارہ یہ کہنا شروع کیا ہے کہ چونکہ میں نے تحریری طلاق نہیں دی تھی اور زبانی طلاق نہیں ہوتی لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوئی تم اپنی بیوی کو دوبارہ گھر آباد کرو۔ مولانا صاحب میں استدعا کرتا ہوں کہ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی فرمادیں کہ کیا وہ طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا میں اپنی بیوی کو دوبارہ گھر پر لاسکتا ہوں تو کن شرائط پر میں اسے دوبارہ آباد رکھ سکتا ہوں حضور مجھے کتاب وسنت کی روشنی میں اس مشکل سے نجات دلوائیں

غلام مصطفیٰ، جھنگ

﴿ج﴾

طلاق کا تحریری طور پر دینا شرعاً ضروری نہیں۔ زبانی طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال آپ کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت کا آپ کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآیہ ○ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۹۱ھ

’’میں منہ زبانی آپ کی بیٹی کو طلاق دے چکا ہوں‘‘ سے طلاق کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنے سسر کے نام خط لکھا جس میں اور باتوں کے علاوہ اس نے لکھا کہ آپ اپنی بیٹی کا سامان اٹھا کر لے جائیں کیونکہ میں منہ زبانی آپ کی بیٹی کو طلاق دے چکا ہوں شریعت

کے مطابق آپ کی بیٹی جتنے دن سے میرے پاس ہے میں حرام کھاتا رہا ہوں۔ اب مہربانی فرما کر کوئی اچھا فیصلہ کریں۔ اور میں طلاق اس وقت دونگا۔ جب آپ کوئی ہمارے ساتھ اچھا فیصلہ کریں گے۔ اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو آپ اپنی بیٹی کو اپنے پاس رکھیں جب مجھے ضرورت پڑی میں آ کر لے جاؤنگا۔ تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں۔

محمد رفیق صاحب کہروڑ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر یہ خط واقعی خاوند کا تحریر کردہ ہے تو اس کی منکوحہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
کیم ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

طلاق کے الفاظ تین بار خاوند کے منہ سے نکل جانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ میں کہ غصے کی حالت میں خاوند کے منہ سے طلاق کے الفاظ کئی بار نکلے۔ اس کے الفاظ یہ تھے جا طلاق طلاق کئی بار بولا اور تین دفعہ سے زیادہ طلاق کا لفظ بولا کیا شرعاً اس شخص کی طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ان الفاظ سے اس شخص کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور زوجہ اس پر حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ خاوند وزوجہ آپس میں آباد نہیں ہوسکتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی کو طلاق دینا بایں الفاظ کہ میں نے فلاں بنت فلاں کو طلاق دی اپنی عورت کی طرف اشارہ کیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو گھریلو جھگڑا میں اس طرح طلاق دے دی۔ صبح کا وقت تھا کہ زید نے اپنے گھر سے اپنی روٹی کے لیے آٹا نکال کر اپنی والدہ کو پکانے کے لیے دیا اور چارپائی پر بیٹھ کر اس نے اپنی بیوی کو سنا کر کہا کہ فلاں اور فلاں کے بطن سے فلاں آدمی کی دختر کو میں نے طلاق دی۔ تین دفعہ یہی جملہ

دوہرایا اور اس کے ہاتھ کا کھانا میرے لیے کھانا حرام ہے۔ کیا وہ اگر دوبارہ اپنی بیوی کو اپنے گھر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ اگر میاں بیوی دونوں رضامند ہو جائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق جلدی اور ٹھہر ٹھہر کر ایک معنی رکھتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے خانگی معاملات کے جھگڑے سے غصہ میں آ کر اپنی بیوی کو طلاق دی۔ تفصیل طلاق یہ ہے۔ پہلی مرتبہ یوں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ پھر ٹھہر کر کہا کہ میں نے جا تجھے طلاق دی اور اس کے بعد ٹھہر کر یہ کہا کہ جا تو میری طرف سے آزاد ہے۔ تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں رہا۔ اس پر گواہ وغیرہ نے کہا کہ اب تو طلاق ہوگئی ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا اس صورت میں طلاق ہو چکی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بسبب طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر حاملہ عورت طلاق لینے پر بضد ہو تو کیا کیا جائے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ ایک لڑکی اپنے خاوند سے طلاق لینی چاہتی ہے اس کے بطن سے ایک بچی ۱۰ ماہ کی ہے اور اس کے خاوند کے کہنے کے مطابق اب بھی حمل ہے جبکہ لڑکی کے والدین کا اقرار ہے کہ حمل نہیں ہے اور وہ طلاق لینے پر مصر ہیں براہ کرم بتائیں کہ علماء شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

ارشاد باری، ملتان

﴿ج﴾

اگر زوجین کا شرعی طریقہ سے نبھاؤ نہیں ہو سکتا اور برادری کے سمجھانے کے باوجود بھی صلح کی کوئی صورت نہیں نکلی تو طلاق دینا درست ہے اور بالفرض اگر عورت حاملہ بھی ہے تب بھی اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور اس کی عدت وضع حمل ہوگی اور اگر حاملہ نہیں تو عدت تین ماہواری گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا۔

قال اللہ تعالی وا ولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۳ محرم ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لڑکی کے کہنے پر طلاق دی تو واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ ایک شخص بیرون علاقہ کے رہنے والے نے ملتان میں آ کر ایک لڑکی کے ساتھ عقد نکاح کیا ہے کچھ عرصہ تک فریقین کا آپس میں گزارہ ہوتا رہا تین چار ماہ کے بعد اس لڑکے کی ماں بہن آ کر اس لڑکے کو لے کر اپنے وطن چلے گئے اور لڑکی کو ملتان میں اکیلا چھوڑ گئے اور اپنے لڑکے کی شادی کسی دوسری جگہ کر دی اور اس لڑکے کا باپ پہلے ہی فوت ہو چکا تھا اور وہ لڑکا تین چار ماہ کے بعد پھر ملتان آیا جہاں پہلے وہ جن کے پاس رہتا تھا وہاں رہائش پذیر ہوا اور لڑکے کی ماں و بہن بہنوئی بھی اس لڑکے کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے اور لڑکی کی کوئی پرواہ تک نہ کی جب لڑکی کو پتہ چلا کہ میرا خاوند رشتہ داروں کے ساتھ ملتان میں آیا ہوا ہے تو وہ لڑکی اپنے باپ کو لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور لڑکی کے باپ نے لڑکی کے خاوند کو کہا کہ اپنی عورت کو اپنے گھر میں بساؤ تو لڑکے کے بہنوئی نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ ہم نے اپنے لڑکے کی شادی کسی دوسری جگہ کر دی ہے بہتر ہے کہ تم اپنی لڑکی کو طلاق دلا دو۔ چونکہ لڑکی حمل کے ساتھ تھی اور لڑکے کے بہنوئی نے کہا کہ جو لڑکا یا لڑکی اس لڑکی کے بطن سے پیدا ہوں گے وہ تمھیں بخش دیں گے مگر لڑکی نے انکار کیا اور روتی پیٹتی رہی جس پر اس گھر کے لوگوں نے ایک عالم صاحب کو بلایا اور عالم صاحب نے ان کو بہت سے مسئلے وغیرہ سنائے اور بہت سمجھایا کہ لڑکی کو بسا لو۔ تو لڑکے نے جواب دیا کہ میری دوسری شادی ہو چکی ہے میں دو بیویوں کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا عالم صاحب نے فرمایا کہ لڑکی کی زندگی خراب نہ ہو لوگوں کی دو دو عورتیں ہوتی ہیں تم بھی آدھا خرچ پہلی کو دو اور آدھا دوسری کو تو پھر وہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا آخر میں عالم صاحب نے لڑکی کو کہا کہ جس طرح تم پہلے مشکل سے گزارہ کرتی رہی ہو ایسی

طرح پھر بھی گزارہ کرو شاید کوئی بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کا دل موم ہو جائے اور راضی ہو جائے لڑکی خاموش ہوگئی۔ عرصہ دو تین ماہ کے بعد اس لڑکی کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو اطلاع دی کہ تمھاری لڑکی پیدا ہوئی ہے مہربانی کر کے گزارہ کے لیے خرچہ ادا کرو تو لڑکی کے خاوند نے کوئی جواب نہ دیا تین چار ماہ کے بعد لڑکی نے اپنے باپ کو کہا کہ کسی وکیل صاحب کی معرفت نوٹس دو شاید وہ اس ڈر کے مارے خرچ دے دے۔ جب لڑکی نے اپنے خاوند سے خرچ وغیرہ مانگا تو اس نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی خرچ نہیں ہے تو لڑکی کے باپ نے کہا کہ خرچ کیوں نہیں دیتے اگر تم خرچ نہیں دیتے تو بہتر ہے کہ تم اس لڑکی کو طلاق دیدو تو لڑکی کے خاوند نے جواب دیا کہ میں طلاق بھی نہیں دیتا لڑکی کے باپ نے کہا کہ نہ تم خرچ دیتے ہو اور نہ طلاق دیتے ہو کیوں اس لڑکی کی زندگی خراب کرتے ہو خدا کا خوف کرو تو لڑکے نے طلاق نامہ کا کاغذ خرید کر لکھنے والے کے حوالے کر دیا جب طلاق نامہ کا کاغذ لکھا جا رہا تھا تو خاوند نے اپنی عورت کو کہا کہ اگر میں اس وقت اٹھ کر چلا جاؤں تو تمھارا باپ کیا کرے گا تو لڑکی نے جواب دیا کہ کیا تم مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہو چلو تم اتنا کرو کہ مجھے طلاق تو دے رہے ہو مگر تم میری مرضی کے مطابق چند الفاظ یہ لکھ دو کہ اس عورت کا کوئی قصور نہیں میں بوجہ دوسری شادی کرنے کے اور ماں و بہن و بہنوئی کی مرضی سے طلاق دے رہا ہوں تو اس وقت اس لڑکے نے عورت کے کہنے پر لکھ دیا مگر اس وقت اس لڑکی کا کوئی رشتہ دار وغیرہ موجود نہ تھا اور نہ کسی کا کوئی دباؤ وغیرہ تھا لڑکے نے اپنی خوشی سے اپنی عورت کو طلاق دیدی اور یہ بھی لکھ دیا کہ لڑکی وغیرہ میں نے تم کو بخش دی اور میں ان کے خرچ کا ذمہ دار نہ ہونگا۔ اس لیے آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ آپ شرعاً فرمادیں کہ آیا یہ طلاق ہوگئی یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگئی بعد عدت گزرنے کے عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے لڑکی کے اخراجات والد کے ذمہ ہیں اور ولایت بھی شرعاً والد کا حق ہے البتہ پرورش والدہ کا حق ہے جب تک بچی کے غیر محرم کے ساتھ نکاح نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خادم الافتاء خیر المدارس ملتان
یکم ربیع الاول ۱۳۷۲ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

''تجھ کو طلاق دے دی دے دی دے دی'' سے ایک طلاق رجعی پڑے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی مسمی احمد دین اپنی زوجہ مسماۃ مریم بی بی کو غصہ میں کہتا ہے۔ جبکہ اس نے تنہا مکان میں اپنی بیوی کو نامحرم کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر گویا کہ رات بھر خلوت میں رہے۔ اب غیرۃً بیوی سے کہا کہ میں تم سے فیصلہ کرنا چاہتا ہوں وہ جواباً کہتی ہے کہ فیصلہ دے دے۔ بنا بریں اس نے کہا میں نے تم کو طلاق دی دی دی۔ ایک مرتبہ لفظ طلاق کہا تین مرتبہ لفظ دی کہا۔ یہ طلاق ہوگئی یا نہیں اگر ہوگئی تو کون سی طلاق ہوگئی ہے۔

﴿ج﴾

ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور دی کا تکرار تاکید طلاق کے لیے ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ عورت کو اگر طلاق دی جائے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے شادی شدہ ہے اور اس کے نطفہ سے مذکورہ عورت حاملہ بھی ہے اور اب مذکور شخص عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے جبکہ عورت حاملہ ہے آیا شرع کے نزدیک مذکور شخص اپنی منکوحہ عورت کو حمل کی حالت میں طلاق دے سکتا ہے یا نہیں اور بعد پیدائش بچے کے اس کی نگہداشت و پرورش شرعاً کس پر لازمی ہوگی؟

(۲)...... اور آیا بعد طلاق حاصل کرنے کے مذکور حاملہ عورت حمل کے دوران کسی غیر شخص سے شادی کرسکتی ہے عدت کے بعد یا پہلے یا نہیں کرسکتی؟

﴿ج﴾

حاملہ عورت کو اگر طلاق دی جائے تو شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

لقوله تعالى و الات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن الاية (الطلاق آية ۴)

بچے کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اس کے اخراجات والد کے ذمے ہوں گے اگر عورت بچے کے کسی غیر محرم

رشتہ دار کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کا حق حضانت ختم ہو جاتا ہے۔وضع حمل سے پہلے کسی اور مرد کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

حاملہ عورت کا بعد از طلاق عقد ثانی کرنا اور چار ماہ کے بعد بچے کا پیدا ہونا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اللہ بخش کے ساتھ عرصہ تین سال نکاح ہو کر آباد رہی اس کے بعد اللہ بخش نے طلاق دے دی۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ عورت مذکورہ حاملہ ہے اس کا علم ہوتے ہوئے والدین نے دوسری جگہ مسمی غلام رسول کے ساتھ نکاح کر دیا اس کے چار ماہ بعد بچہ ہو گیا۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکور کا نکاح جائز ہے یا کہ مسمی غلام رسول کے ساتھ جو دوسرا نکاح کیا گیا ہے۔

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ طلاق کے بعد عورت نے عدت گزرنے کا بھی کوئی اقرار نہیں کیا۔

﴿ج﴾

مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے وضع حمل سے پہلے عدت کے اندر دوسری جگہ نکاح کیا گیا ہے وہ نکاح منعقد نہیں ہوا اب وضع حمل کے بعد اس مرد کے ساتھ جس کے ساتھ عدت کے اندر نکاح کیا گیا ہے یا کسی اور کے ساتھ عورت کی رضامندی سے نکاح جائز ہے۔قال فی الشامیة ص ۱۳۲ ج ۳ واما نکاح منکوحة الغیر و معتدته (الی قوله) لم یقل احد بجوازه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ عورت کو شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ وزیر احمد ولد تاج محمد نے عقیلہ بانو دختر احمد حسن زوجہ وزیر احمد کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق لکھ کر دی۔ نیز مسماۃ عقیلہ بانو چھ ماہ کی حاملہ ہے لہٰذا اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں آیا طلاق ہو گئی ہے۔

عقیلہ بانو، ملتان

﴿ج﴾

حاملہ عورت کو بھی شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔اب بغیر حلالہ طرفین میں دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔عورت کا وضع حمل کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

حاملہ عورت کو تین دفعہ طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ ایک شخص نے اپنی زوجہ منکوحہ کو جبکہ وہ تخمیناً ۵ ماہ کی حاملہ تھی۔اپنے سسرال وغیرھم سے لڑائی کے بعد تحریرا طلاق نامہ لکھ کر زوجہ خود مذکورہ کو سہ ۳ دفعہ طلاق دی ہوئی ہے۔کیا ازروئے شریعت یہ طلاق ہوئی یا نہیں اور کیا رجوع کر سکتا ہے۔

﴿ج﴾

حاملہ کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔لقوله تعالیٰ واولات الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن الایه. صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حالت حمل میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء مذہب حنفیہ اس مسئلہ شرعیہ کے متعلق کہ میں نے حالت حمل میں اپنی عورت کو غصہ کی حالت میں تین طلاقیں لکھ کر پیش کر دیں۔بعد ازاں میں نے بہت افسوس کیا۔آیا میری عورت کو طلاق ہو چکی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔اب بغیر حلالہ دوبارہ اس عورت کا نکاح آپ کے ساتھ شرعاً جائز نہیں۔لقوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الأیه۔عورت عدت شرعیہ یعنی وضع حمل کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حمل کے اثرات ظاہر نہ تھے، طلاق ثلاثہ کے بعد ظاہر ہوا طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دی ہے اور طلاق نامہ تحریر شدہ ہے۔ بوقت تحریر طلاق حمل کے کوئی آثار ظاہر نہ تھے۔ طلاق کے پندرہ یوم کے بعد حمل کے آثار ظاہر ہوئے طلاق درست ہے یا نہیں۔

اب بیوی مطلقہ اپنے شوہر سابق سے نکاح کرنے پر رضامند ہے۔ وضع حمل کے کتنے عرصہ کے بعد دوبارہ نکاح اپنے شوہر سے کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

طلاق درست ہے۔ یہ عورت تین طلاق کے ساتھ مطلقہ مغلظہ ہوگئی۔ عورت چونکہ حاملہ ہے اس لیے وضع حمل سے جب اس کی عدت ختم ہو جائے گی تو حلالہ کرائے۔ بغیر حلالہ کے وہ اپنے سابق شوہر کے لیے بالکل حلال نہیں ہو سکتی۔ بعد از حلالہ جب دوسرا شوہر طلاق دے اور تین حیض سے اس کی عدت بھی ختم ہو جائے تب شوہر اول کے لیے نکاح جدید کے ساتھ حلال ہوگی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حاملہ عورت کو طلاق دینے یا تحریر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

حضرات علمائے کرام درج ذیل مسئلہ کا فیصلہ صادر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ا۔ اپنی بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔ ''ا'' کو شک تھا کہ اس کی بیوی کے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں۔ چنانچہ اس نے مشتعل ہو کر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ طلاق دے دی۔ اور ان کی املاک کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ یعنی جو چیزیں بیوی کی تھیں۔ اس کے حوالے کر دی گئیں اور وہ اپنے باپ کے ہمراہ گھر چلی گئی۔ لیکن بیوی حاملہ تھی۔

''ا'' کو سمجھایا گیا۔ کہ حاملہ ہونے کی صورت میں طلاق نہیں ہو سکتی۔ اس لیے سوچ لو مشورہ کر لو۔ اگر اسے دوبارہ گھر بسانا چاہتے ہو۔ تو بسا سکتے ہو لیکن اس نے کہا۔ کہ میں طلاق دے چکا ہوں۔ چند دن گزرنے کے بعد اسے دوبارہ

سمجھایا گیا۔ کہ ابھی وقت ہے۔ اگر چاہو۔ تو دوبارہ اپنی بیوی کو بسا سکتے ہو۔ لیکن اس نے بسانے سے انکار کیا اس دوران میں وضع حمل ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ بھی گزر گیا۔ ''ا'' اور اس کی والدہ کو دوبارہ سمجھایا گیا۔ کہ اگر اب بسانا چاہتے ہو تو اپنی بیوی کو واپس گھر لے آؤ ورنہ اب باقاعدہ طلاق دیدو۔ 'ا' نے طلاق دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھ دیا گیا۔ اور تین طلاق۔ طلاق۔ طلاق۔ لکھی گئیں اور ''ا'' نے اپنے دستخط ثبت کیے۔ طلاق نامہ لڑکی کی والدہ کے حوالے کر دیا۔ اس طلاق نامہ کے چند روز بعد ''ا'' پچھتایا اور خواہش ظاہر کی کہ اس کی بیوی اسے واپس دی جائے لیکن لڑکی والوں نے انکار کر دیا۔ اس دوران میں لڑکی کی والدہ نے لڑکی کا نکاح کسی ایسی جگہ کرنا چاہا کہ جہاں لڑکی نکاح کرانا نہیں چاہتی تھی۔ لڑکی کو شک گزرا۔ کہ اس کی مرضی کے خلاف نکاح جبراً اس کی والدہ کرانا چاہتی ہیں۔ اس لیے وہ رات کے وقت اپنے پہلے خاوند یعنی ''ا'' کے گھر چلی گئی۔ اس وقت وہ ''ا'' کے گھر موجود ہے کیا ''ا'' کا نکاح قائم رہ سکتا ہے۔

﴿ج﴾

جب ''ا'' طلاق نامہ زبانی اور تحریری دے چکا۔ اب اس کی عورت اس پر مغلظہ حرمت سے حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ کے وہ اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ وہ بغیر نکاح کے رکھ رہا ہے یہ محض زنا اور حرام کاری ہے۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس غلط فہمی میں نہ رہیں اور عورت کو فوراً علیحدہ کر دیں اور وہ توبہ کرے۔ واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اسٹامپ پر انگریزی زبان میں طلاق کا بھی اعتبار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں مسمی محمد اسلام ولد چھٹن خان نے اپنی منکوحہ زوجہ مسماۃ انوری کو تین طلاقیں دیدی اور طلاق نامہ تحریری پندرہ روپے کے اسٹامپ پر بزبان انگریزی دیدیا جس کی نقل اردو ترجمہ حاضر ہے مسماۃ انوری کو مسمی محمد اسلام نے اپنے گھر سے بھی علیحدہ کر دیا ہے۔ اور اپنے میکے میں ہے۔ کیا یہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور کیا محمد اسلام دوبارہ اس کو اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور کیا تعلق زوجیت ادا کر سکتا ہے۔ مسماۃ انوری حاملہ ہے۔ اگر واقعی طلاق واقع ہو چکی ہے تو ایام عدت کب شروع ہوں گے۔ محمد اسلام کی برادری کے چند چوہدری صاحبان نے محمد اسلام کو بہکا کر کہ تمھاری طلاق چونکہ غصہ کی حالت کی ہے۔ یا تمھاری بیوی چونکہ حاملہ ہے اس لیے طلاق واقع نہیں اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ مسماۃ انوری کو اپنے گھر میں اپنی بیوی بنا کر رکھو۔ چنانچہ محمد

اسلام نے بھی یہ بیان دینا شروع کر دیا کہ میں نے غصہ کی حالت میں طلاق دی ہے۔ میرا دماغ صحیح نہیں تھا۔ اب امر مطلوب یہ ہے کہ کیا مسمی محمد اسلام مسماۃ انوری کو بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ اور کیا مسماۃ انوری کو محمد اسلام کے پاس دوبارہ آباد کرنے والوں کو کچھ اُخروی سزا ملے گی یا نہیں۔

حاجی محمد تقی اینڈ سنز آئل مرچنٹ پرنس علی روڈ مارکیٹ چوک حیدرآباد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ سٹامپ مذکور کے بعد اس کی زوجہ پر طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ عورت مذکورہ چونکہ حاملہ ہے۔ اس لیے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ لہٰذا جو لوگ عورت مذکورہ کے خاوند کو حلالہ کیے بغیر اپنی عورت کے آباد کرنے پر مجبور کر رہے ہیں یہ درست نہیں۔ اس آدمی کو ان کے کہنے میں نہیں آنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ عورت وارث نہیں بن سکتی، عدت کے بعد

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی پیر بخش اپنی فوتیدگی سے دو سال قبل اپنی عورت مسماۃ فتح خاتون کو طلاق دے دیتا ہے اور طلاق متعلقہ یونین کونسل میں باقاعدہ مسلم عائلی قوانین کے تحت مصدقہ ہے طلاق پہلے زبانی ہے پھر تحریری طلاق کے الفاظ پیر بخش کی زبان سے کہلوائے اور پھر اس شرعی طلاق کو تحریر کر کے یونین کونسل متعلقہ کو بھیجا گیا ہے اس تحریر طلاق نامہ پر دو شہادتیں ہیں دو گواہ بھی موجود ہیں نیز علاقہ کے معتبر گواہ طلاق کی شہادت دیتے ہیں۔ اس وقت پیر بخش فوت ہو چکا ہے اس کی عورت مسماۃ فتح خاتون مذکورہ پیر بخش متوفی کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی حق دار ہے یا نہیں اور شرعاً واضح اور صاف دلائل کی بناء پر مسماۃ فتح خاتون مطلقہ ہے کہ نہیں۔ بینوا توجروا

اللہ بخش ولد مہر بخش، ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ یعنی جبکہ خاوند نے وفات سے دو سال قبل اپنی زوجہ کو زبانی و تحریری طلاق دی ہے اور اس کی عدت گزارنے کے بعد اس شخص کی وفات ہوئی ہے جیسا کہ سائل کی زبانی یہی معلوم ہوا تو یہ مطلقہ عورت مسمی پیر بخش کی جائیداد کی وارث نہیں شرعاً یہ عورت پیر بخش کی جائیداد سے محروم ہے اس کو مطلقہ کا حق نہیں پہنچتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

والدین کے حق تلفی کی وجہ سے طلاق نہ دے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے والدین کی رضامندی سے شادی کی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس کی گھر والی اور والدین میں ناچاقی ہوگئی اب والدین اپنے بیٹے کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ اس عورت کو طلاق دیدے، جبکہ بیوی خاوند کی فرمانبردار ہے اور خاوند بھی اس سے راضی ہے تو کیا والدین کی رضا کو مقدس سمجھتے ہوئے اپنی بیوی کو طلاق دیدے یا نہ دوسری صورت والدین کی نافرمانی ہے لہٰذا بحکم شرعی فتوی جاری فرمادیں مہربانی ہوگی۔

﴿ج﴾

اگر اس شخص کی بیوی ان کے والدین کو ایذا اور تکلیف پہنچاتی ہے تو پھر تو والدین کے حکم پر عمل کرے اور بیوی کو طلاق دیدے اور اگر والدین کو تکلیف نہیں دیتی صرف ان کی حق تلفی کرتی ہے تو اس صورت میں طلاق دینا ضروری نہیں ہے، بہرحال بہتر یہ ہے کہ والدین کی رضامندی کی کوشش کرے اور بیوی کو بھی سمجھاوے تاکہ خوش زندگی گزارنے کی صورت نکل آئے لیکن اگر کوئی صورت مصالحت کی نہیں نکل سکتی تو پھر حسب حکم بالا عمل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

بےنمازی، اور شریعت مطہرہ سے بیگانہ عورت کو طلاق دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین در مسئلہ ہذا کہ کسی کنوارے نوجوان متلاشی رشتہ سے کسی نوجوان دوشیزہ نے خود ہی محبت لگائی جب بات بڑھی تو لڑکی کے والدین لڑکی کی خواہش کے مطابق رشتہ دینے پر راضی ہوگئے نوجوان نے دوستوں سے مشورہ کیا اور اعتراض کیا کہ شادی کی مجھے تو ضرورت ہے لیکن لڑکی مطلوب جاہل ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن خوانی کے علاوہ نماز روزہ سے بےعلم و بےعمل ہے دوستوں نے جواب دیا نماز پڑھنا اور قرآن خوانی خود سیکھ جائے گی اور خانہ داری خود سکھاؤ یہ چیزیں مانع شادی نہیں ہیں۔ نوجوان نے خدا کا نام لے کر شادی کر ڈالی لیکن جب سے عورت شادی شدہ ہو کر گھر پہنچی مندرجہ ذیل عیوب نمودار ہوئے۔

(۱) خاوند نے خود ہی نماز پڑھنا سکھائی بہت ہی مشکل سے نماز یاد کی۔ بار بار اصرار کے باوجود نماز پڑھنا درکنار نماز کے بارے میں کوئی توجہ نہ دی۔

(۲) بڑی ہی مشکل سے قرآن پڑھنا شروع کیا کوئی خاص دلچسپی نہ لیتی تھی۔

(۳) پردہ کے متعلق کہا گیا کہ تمھارے میکے غیر محرم مشکوک آدمی آبیٹھتے ہیں والدین کو ان کے بارہ میں منع کرو۔ اگر نہ مانیں تو تم والدین کے گھر مت جاؤ میری غیرت برداشت نہیں کرتی بیوی نے خاوند سے تکرار کیا اور میکے آنا جانا بدستور جاری رکھا اور جاہل والدین کو کوئی نصیحت نہ کی۔

(۴) امور خانہ داری میں صفائی کا باوجود سمجھا بجھانے کے کوئی خیال نہ رکھا اور پاکی پلیدی میں لاپرواہی کی۔

(۵) خاوند جس وقت کھانا مانگتا ہے لاپرواہی سے دیر کرتی اور زبان درازی کرتی۔

آخر کار خاوند کو بیوی کا طرز تمدن وطرز کلام پسند نہ آیا۔ اور ایک دوسرے کا طرز خیال پسند نہ آیا۔ بمشکل ڈیڑھ سال تک گزارہ ہوا خاوند آخر کار تنگ آ گیا ہمیشہ کے لیے اس بیوی سے نباہ مشکل نظر آنے لگا ذہنی وطبعی طور پر پریشان ہو گیا۔ بیوی کو راہ راست پر لانے کے لیے خود ہی بے نماز و مذہب سے بیگانہ ہونے لگا زندگی اجیرن ہوگئی۔ آخر کار لڑکی کے والد کو بلوایا لڑکی کے سامنے امور خاوند کے علاوہ نماز روزہ کی ادائیگی کے بارے میں شکوہ شکایت کی لیکن لڑکی کا باپ جو خود ہی مذہب سے بیگانہ اس نے ان چیزوں کو کوئی اہمیت نہ دی خود داماد کو برا سمجھا داماد نے کہا کہ اب میں مجبور ہوں تمھاری لڑکی کو میں اور زیادہ گھر میں نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا اپنی لڑکی کو یہاں سے لے جاؤ بیوی غصے میں سامان اٹھا کر چل دی اور خاوند نے اس سے تین بار یہ کہا کہ اس کا تن مجھ پر حرام ہے طلاق دے دی دوسرے روز لڑکے کو رشتہ داروں نے ملامت کیا کہ نماز روزہ نہ پڑھنے پر عورت کو طلاق دینا کیا یہ بھی کوئی بات ہے تم نے بلاقصور بیوی کو طلاق دی ہے تم نے اسے کسی کے ساتھ کوئی فعل بد دیکھا تھا عصمت دری پر عورت کو طلاق دی جاتی ہے تو روز قیامت بیوی کے مجرم ٹھہرو گے نوجوان خوف خدا سے بہت گھبرایا طلاق سے ایک ہفتہ بعد علماء کرام کو طلاق کی نوعیت سے مطلع کر کے مسئلہ دریافت کیا کہ آیا یہ بیوی دوبارہ آباد ہو سکتی ہے یا نہیں بقول علماء کرام کہ نوجوان نے منکوحہ کو ایک طلاق دی ہے لہٰذا ایک طلاق سے فریقین میں تجدید نکاح کیا جا سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اب لڑکی کے والدین بضد ہیں اور لڑکی کا نکاح نہیں دینا چاہتے اور نوجوان کو خوف آخرت لگا ہوا ہے کہ کہیں وہ بیوی کا مجرم نہ ٹھہرے اب مسئلہ حل فرما کر شریعت کی رو سے آگاہ فرما دیں کہ بیوی کا خاوند بیوی کا مجرم تو نہیں جو اس نے ضدی نافرمان بیوی کو طلاق دی

بینوا توجروا

﴿ج﴾

بے نمازی عورت اگر باوجود بار بار سمجھانے کے نماز نہیں پڑھتی شرعی احکام بجا نہیں لاتی اور خاوند کی اطاعت نہیں

کرتی فرض شرعی احکام بجالاتے ہوئے معروف طریقہ سے زندگی بسر نہیں کرتی تو ایسی زوجہ کو شرعاً طلاق دینے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ طلاق دینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۶ صفر ۱۳۹۴ھ

درج ذیل وجوہات کی وجہ سے طلاق دینا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ زید کی شادی ایک ایسی جاہل اور بدتمیز گھرانے کی عورت سے ہوئی جو حد درجہ ناشائستہ گفتگو اور بے حد زبان دراز اور حاضر جواب ہے اتنی ماہر اور عادی ہے کہ چھوٹے بڑے کیا خود زید اور اس کے والدین تک سے فحش الفاظ بولنے سے نہیں رکتی اور نہ ہی کسی قسم کا لحاظ رکھتی ہے بلکہ ہر موقع اور ہر وقت ایسے الفاظ منہ سے بولتی ہے جو کہ لکھنے کے قابل نہیں زید پابند صوم وصلوٰۃ اور شرع شریف پر عامل ہے عورت کو ہدایت کرنے پر ایسے الفاظ سننے پڑتے ہیں کہ جس کی وجہ سے ناچاکی کا سلسلہ جاری ہے اور بے فرمانی پر اتنی کمر باندھ چکی ہے کہ زید کی اجازت کے بغیر جہاں چاہے آنا جانا اس کے واسطے ایک کرتب ہے بلکہ جس جگہ سے منع کیا جاتا ہے اس جگہ لازماً جاتی ہے اور گھر کی اشیاء خود برد کرنے میں اتنی بے باک ہے کہ مانگنے اور پوچھنے پر صاف صاف انکار بلکہ چھوٹوں بڑوں پر گالیوں کے ہار پروئے جاتے ہیں زید کو روز شادی سے عرصہ تقریباً آٹھ دس سال آج تک کوئی دن بھی خوشی کا نصیب نہیں ہوا اتنی ناچاکی جیسی مشکلات کا سامنا صرف زید کے والدین کی وجہ سے ہے جنھوں نے آج تک زید کو ڈرا دھمکا اور سمجھائے رکھا لیکن عورت اپنے رویے میں آج تک باز نہیں آئی اب زید نے عقد ثانی کے لیے خواہش ظاہر کی زید کی عورت خوشی خوشی رضامند ہوئی اور رضامندی کے بیان اور انگوٹھہ چند شرفاء کے سامنے لگا دیا یونین کونسل نے اپنے قانون کے تحت مثل تیار کر کے سرکاری فیس وصول کرنے کے بعد اجازت نامہ عقد ثانی کا دیدیا جب سب کچھ مکمل ہو گیا تو زید کی عورت نے خفیہ طور پر اپنے والد کو بلا کر کہا کہ میرا خاوند دوسری شادی کر رہا ہے آپ مجھ کو مطلقہ کرالیں اس کے والد وغیرہ نے اسے سکھایا پڑھایا اور کہاں کہ بعد میں تجھے مطلقہ کرالینگے مگر اس وقت تو اس بات پر پکی ہو جا اور بیان کہتی رہ کہ زید نے مجھے ڈرا دھمکا کر جبراً رضامند کیا جہاں بھی چلو میں یہی بیان دینے کو تیار ہوں یہ ناجائز منصوبہ عورت کے رشتہ دار اور والد نے تیار کیا زید کے والد نے اس شرارت کو رفع دفع کرنے کے لیے ان کے ساتھ نرمی کی۔ زید کو مندرجہ بالا حالات کے مطابق اپنی عورت سے بے حد نفرت اور خطرہ ہے جو کہ جان تک کی دشمن بن چکی ہے شاید خدانخواستہ ورثہ کے ذریعے زید وغیرہ کا کام تمام کردے یا کوئی اور نقصان پہنچائے لہٰذا زید کو کسی طرح

بھی اطمینان نہیں ہے بلکہ ہر وقت خدشہ لاحق رہتا ہے کیا فرماتے ہیں علماء دین بمطابق شرع شریف مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر ایسی عورت گھر میں رکھنے کے قابل ہے یا نہیں شرعاً فتوی عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

﴿ج﴾

اگر واقعی عورت کو کافی حد تک سمجھانے کے باوجود بھی وہ شرعی طریقہ سے آباد نہیں ہوتی تو ایسی عورت کو طلاق دینے میں شرعاً کوئی گناہ نہیں اور اس کو طلاق دینا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ

پردہ نہ کرنے کی وجہ سے عورت کو طلاق دینا اور خرچ بند کرنا؟

﴿س﴾

زید کی زوجہ نے غیر محرم سے دوستی کی بناء پر پردہ اتار دیا وہ اپنی ضد پر قائم ہے کیا خاوند اس شرعی وجہ سے زوجہ کو طلاق دے سکتا ہے یا زوجہ کا خرچہ بند کر سکتا ہے یا اپنی زوجہ کو تمام احکام شرعی کا پابند کرنے کے لیے کتنی سختی کر سکتا ہے زوجہ کے اقرباء سے خاوند کا لین دین اور رشتہ داری تعلق قائم کرنا لازمی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں زید اپنی زوجہ اور اس کے والدین کو بہتر طریقہ سے سمجھائے کہ چونکہ پردہ کرنا غیر محرم سے شرعی امر ہے اس لیے اس کا پابند رہنا ہم سب کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ضروری ہے اگر باوجود سمجھانے کے پردہ کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس سے زوجہ کو الگ کر دے اور اس کے ساتھ ہمبستر ہونا چھوڑ دے خدمت اس سے نہ لے اگر اس سے بھی آمادہ نہ ہو تو اسے مارے اس طرح پر کہ اس کے اعضا جوڑ وغیرہ نہ ٹوٹیں اگر مارنے سے بھی اس ناجائز فعل سے باز نہ آئے تو پھر اسے طلاق دے سکتا ہے معلوم ہو کہ اس شرعی امر کو پورا کرنے کے لیے زوجہ اور اس کے اقرباوالدین سے قطع تعلق کر سکتا ہے بلکہ طلاق دینے سے پہلے اگر نصیحت سے سمجھانے سے پردہ کرنے پر آمادہ نہ ہو تو ان سے بھی لین دین تعلقات قطع کرے تاکہ پردہ وغیرہ امور دینیہ ادا کرنے کو تیار ہو جائے ورنہ پھر طلاق دے دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

واضح رہے کہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے حدیث شریف میں طلاق کو ابغض المباحات یعنی تمام جائز باتوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ امر قرار دیا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

داماد اگر بھتیجا ہو تو طلاق کا مطالبہ کرنے سے قطع رحمی تو نہیں ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نیک آدمی نے اپنے بھتیجے کو اقرباء پر احسان کرنے کی خاطر اپنی لڑکی دیدی شادی کا خرچہ برداشت کیا اور رہائش کے لیے مکان دیدیا لیکن باعزت زندگی گزارنے کے لیے کچھ شرائط کا اقرار نامہ تحریر کرایا ہے لیکن اس کے بھتیجے نے اقرار نامہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کو بے عزت کیا کئی دفعہ جھوٹے مقدمات اس پر بنوا کر ضمانتیں کروائیں آخر تنگ آ کر اس نے اپنے بھتیجے سے اپنی لڑکی کی طلاق کروائی کیا اس کا ایسا کرنا درست ہے کیا یہ طلاق کرانا قطع رحمی تو نہیں ہے اور اس کی وجہ سے اس پر کوئی جرم تو نہیں آتا؟

﴿ج﴾

شخص مذکور نے اگر اپنی لڑکی کی طلاق مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر زبانی طور پر خاوند سے حاصل کر لی ہے تو یہ لڑکی مطلقہ ہوگئی ہے۔ زوجین میں جب نباہ نہ ہو سکتا ہو ایسی صورت میں طلاق لینا قطع رحمی ہرگز نہیں البتہ اگر کوئی راضی نامہ کی صورت ہے تو راضی نامہ کی نقل بھیج کر حکم معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ ذی قعد ۱۳۹۵ھ

معذور عورت کو طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت کا مقام جماع اتنا تنگ ہے کہ جماع کرنا اس سے ناممکن ہے اور بہت کوشش کے باوجود خاوند اس کے ساتھ جماع نہ کر سکا تو اب کیا کیا جائے۔ عورت کو اس صورت میں خیار فسخ حاصل ہے یا نہیں اور خاوند اگر اس کو طلاق دے دے تو پورا مہر ادا کرنا واجب ہوگا یا نصف مہر اس کے ساتھ جماع کرنے کی کوشش خلوت صحیحہ شمار ہوگی یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

وفی الدر المختار ص ۵۰۱ ج ۳ ولا (یتخیر احدهما) الزوجین بعیب الآخر فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن اس عبارت فقہی سے معلوم ہوا کہ زوجہ میں عیب مذکور ہونے سے نکاح میں

کوئی خلل نہیں ہے اور نہ ہی خیار فسخ حاصل ہے۔ ہاں زوج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جب چاہے طلاق دے دے اور مہر ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ بجائے کامل مہر کے نصف مہر ساقط ہو جائے گا۔ نصف مہر ادا کرنا پڑے گا۔ بقولہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم چونکہ عیب مذکور مانع وطی ہے اس لیے خلوت ہو جانے سے خلوت صحیحہ نہیں ہوئی۔ لما فی الدر ومن الحی رتق بفتحتین اللاحم۔

خلاصہ یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں نصف مہر واجب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ تعالیٰ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نہیں دی صرف سسرال والوں کے ہاں بھیج کر مشہور کر دیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے

﴿س﴾

گزارش ہے کہ میں نے اپنے سسرال سے کہا کہ وہ میری سالی کو میرے کہنے پر جہاں میں کہوں نکاح کریں وہ میری مذکورہ رائے سے اتفاق نہیں کرتے تھے میں نے اپنی بیوی کو ان کے گھر بھیج دیا اور مشہور کر دیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے یہ الفاظ تین دفعہ سے زیادہ کہے ہیں مختلف مجالس میں کہے ہیں چونکہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی صرف مقصد اپنی بات منوانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ اس لیے استدعا ہے کہ ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں شرع محمدی کے مطابق فتویٰ صادر فرما کر ممنون احسان فرمایا جاوے۔

مہر علی خان، ولد پیر بخش، شجاع آباد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب اس شخص نے اپنی منکوحہ کو والدین کے گھر بھیج دیا ہے اور اسے طلاق نہیں دی تھی اور ناراضگی اور سسرال والوں سے اپنی بات منوانے کے لیے لوگوں کے سامنے جھوٹا اقرار کرتا رہا اگرچہ اس کی نیت طلاق کی نہیں تھی تو جھوٹے اقرار سے اس کی منکوحہ پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی عدت کے اندر رجوع کرنے سے اپنی منکوحہ کو آباد کر سکتا ہے اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح کر کے آپس میں آباد ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

بیوی کو فروخت کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی پہلوان ولد نور محمد نے عائشہ دختر محمود کے ہمراہ شادی کی تقریباً پانچ

چھ سال خوش وخرم آباد رہے مگر بعد میں فریقین کے مابین ناچاکی پیدا ہوگئی جس پر مسمی پہلوان نے اپنی زوجہ مسماۃ عائشہ کو کسی دوسرے کے پاس فروخت کر دیا اور اپنی بیوی مذکور کو اس کے حوالہ کر دیا کچھ دن بعد مسماۃ مذکورہ اپنے والدین کے گھر واپس آ گئی اور قیمت اس کے والدین نے ادا کر دی اب مسمی مذکور پہلوان دوبارہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسماۃ عائشہ میری بیوی ہے مجھے واپس کر دو کیا فروخت کر دینے کے بعد مسمی مذکور کا نکاح باقی ہے یا نہ کیا دوبارہ مسماۃ مذکورہ مدعی خاوند کے پاس جا سکتی ہے یا نہ بینوا توجروا

محمود ولد خدا بخش، سکھر

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر خاوند نے اپنی بیوی کو زبانی یا تحریری طور پر کسی قسم کی کوئی طلاق نہیں دی ہے تو فروخت کرنے کی وجہ سے اس کی بیوی مطلقہ نہیں ہوئی عورت مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے خاوند اگر شرعی طریقہ سے زوج کے ساتھ زندگی گزارنے کی یقین دہانی کرے تو بیوی اس کے حوالہ کر دی جائے بشرطیکہ ان کی یقین دہانی سے زوجہ اور اس کے والدین کو اطمینان ہو جائے نیز خاوند نے جو رقم وصول کی ہے وہ رقم لڑکی کے والدین کو واپس کر دینا ضروری ہے اگر خاوند پر اطمینان نہ ہو تو خلع کے ذریعہ یا عدالت کے ذریعہ خاوند سے طلاق حاصل کرنے کی کوشش کی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

ہنسی مذاق میں طلاق کے الفاظ کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی زوجہ کو ہنسی مذاق سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے آپ کو چھوڑا ہے اور یہ الفاظ بیک وقت دو مرتبہ کہہ دیتا ہے دو سے زائد مرتبہ بیک وقت نہیں کہہ دیتا اور اس کے بعد رجوع کر لیتا ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ آیا طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں اور وقوع طلاق کی صورت میں حکم شرعی کیا ہے۔ بحوالہ کتب بیان فرمایا جاوے تاکہ مستفتی کو مکمل اطمینان حاصل ہو جائے۔

﴿ج﴾

شرعاً ہنسی مذاق سے بھی کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق کے الفاظ کہے تو اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوتی ہے۔

الدرالمختار شرح تنویر الابصار ص ۲۳۵ ج ۳ میں ہے یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو تقدیرا بدائع لیدخل السکران (ولو عبداً او مکرھاً) (الی ان قال) اوھا زلاً الخ ٥

شامی ص ۲۳۸ ج ۳ میں ہے......

(قولہ ھازلاً) فیقع قضاء ودیانة کما یذکرہ الشارح وبہ صرح فی الخلاصة معللا بانہ مکابر باللفظ فیستحق التغلیظ الخ ٥

لہٰذا جب صورت مسئولہ میں زید نے اپنی زوجہ کو دو دفعہ یہ الفاظ کہے کہ میں نے آپ کو چھوڑا ہے چاہے ہنسی مذاق سے ہی کہے تو بھی اس کی زوجہ پر دو رجعی طلاقیں پڑ گئیں۔ عدت کے اندر رجوع کر کے میاں بیوی آپس میں آباد ہو سکتے ہیں اور عدت کے بعد نکاح جدید سے اس زوجہ کو رکھ سکتا ہے اگر زید نے عدت کے اندر رجوع کر لیا ہے تو رجوع صحیح ہے ورنہ دوبارہ نکاح کر کے آباد ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہو کہ یہ حکم بالا اس وقت ہے جبکہ زید نے اپنی زوجہ سے صرف دو دفعہ یہی الفاظ مذکورہ کہے ہوں اور اس سے پہلے کوئی طلاق اپنی زوجہ کو نہ دی ہو اور نہ ان الفاظ کے کہنے کے بعد دوسرے وقت میں یہی الفاظ یا کوئی دوسرا لفظ طلاق کہا ہو اگر خاوند نے پہلے بھی دوسرے وقت میں یہی الفاظ یا کوئی دوسرا لفظ کہا ہو مذکورہ الفاظ میں سے یا اور لفظ سے تو زید پر زوجہ حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو گئی نیز اگر آئندہ زید زوجہ کو ایک طلاق بھی دیگا تو بھی اس پر زوجہ حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے اسے نہیں رکھ سکے گا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۷۴ھ

طلاق واقع ہونے کے لیے لڑکی کا قصوروار ہونا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے طلقات ثلاثہ کے متعلق ایک طلاق نامہ تحریر کرا کر بہ ثبوت ہوش وحواس برضا وخوشی اس پر دستخط کر دیے۔ جس میں یہ بھی لکھا کہ طلاق عورت کے نشوز وفساد اور نافرمانی کے سبب دے رہا ہوں بعد کو پتہ چلا کہ نہیں۔ خود مرد ہی عیاش وآزاد قسم کا ہے اور لڑکی کا کوئی قصور نہیں۔ اب زوج کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی بلکہ مذاق وہنسی کی تھی اور زوجہ مطلقہ کہتی ہے کہ طلاق واقع ہو چکی ہے۔ طلاق نامہ بھی حاضر خدمت ہے۔ اس بارہ میں شرعی نقطہ نگاہ سے جواب باصواب سے ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے اس خاوند کے ساتھ دوبارہ آباد نہیں ہو سکتی۔ طلاق میں سچ اور مذاق کا ایک حکم ہے۔ لقولہ علیہ السلام ثلاث جدھن جد وھزلھن جد وعد منھا الطلاق۔ الحدیث

وفی الدر المختار ص ۲۴۲ ج ۳ وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو. و فیھا ولو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر عرصے بعد پتہ چلے کہ بیوی گمشدہ سگی بہن ہے تو کیا حکم ہے؟ مفصل تحقیق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں قیام پاکستان کے وقت ہندوستان سے پاکستان آتے ہوئے ایک خاندان سے ان کی بچی بچھڑ گئی اس کی والدہ اسے کافی تلاش کرتی رہی مگر اس بچی کا کچھ پتہ نہ چل سکا آخر مایوس ہو کر اس کی والدہ اور بھائی روتے ہوئے پاکستان پہنچ گئے اس بچی کے والد کو راستہ میں ہی ہندوؤں نے ہلاک کر دیا تھا اس بچی کا (ر) نامی بھائی جو کہ اس وقت چھوٹا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ جوان ہو گیا اس کی والدہ نے اس کی شادی کے لیے اپنے پڑوسیوں سے بات چیت کی کہ میرے لڑکے کے لیے کہیں سے کوئی لڑکی تلاش کی جائے کیونکہ ان کا اپنا رشتہ دار کوئی پاکستان میں نہ ملا اس لیے ان کے ایک پڑوسی نے ایک دوسرے شہر میں اپنے ایک ملنے والے سے بات کر کے اس کی لڑکی جس کا نام (ن) تھا سے اس لڑکے کی شادی کرا دی دونوں میاں بیوی ہنسی خوشی دن گزارتے رہے کچھ عرصہ بعد ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا کوئی دو تین سال بعد لڑکے (ر) اور لڑکی (ن) کے والدین آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ بات قیام پاکستان پر چل نکلی (ن) کے والد نے کہا ہم جب پاکستان آ رہے تھے تو ہمیں ایک بچی ملی جس نے فلاں کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کی کمر پر زخم کا نشان تھا فلاں حلیہ تھا وغیرہ وغیرہ ہماری کوئی اولاد نہ تھی ہم اس کو اپنے ساتھ لے آئے اور پالا (ر) کی والدہ چونک پڑی کہ اس کی جو بچی گم ہو گئی تھی اس کا بالکل یہی حلیہ تھا اور تمام نشانیاں وہی تھیں جو اس کی گم شدہ بچی کی تھی اس نے پوچھا کہ اب وہ لڑکی کہاں ہے تو انھوں نے کہا یہی تمھاری جو بہو ہے یہ وہی لڑکی ہے جو ہمیں ملی تھی (ر) کی والدہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی اور وہ سخت پریشانی کے عالم میں کچھ سوچ رہی تھی کہ (ن) کی والدہ نے کہا کہ بہن پریشان کیوں ہو گئی ہو ہم نے آج تک اس لیے یہ بات نہیں بتائی تھی کہ

تم اسے لاوارث سمجھ کر نفرت نہ کرنے لگو ہم نے آج تک سب کو یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ ہماری حقیقی بیٹی ہے اور واقعی ہم اسے اپنی حقیقی اولاد سے زیادہ پیار کرتے ہیں (ر) کی والدہ کچھ کہے بغیر اپنے گھر آ گئی اور اس نے کسی بہانے (ن) کی کمر سے قمیض اٹھا کر وہ زخم کا نشان دیکھا اور اسے مکمل یقین ہو گیا کہ یہی وہ میری گمشدہ لڑکی ہے اس نے اپنے بیٹے (ر) کو علیحدگی میں سب کچھ بتایا کہ تمھاری بیوی (ن) اصل میں تمھاری گم شدہ بہن ہے دونوں ماں اور بیٹے نے سخت پریشانی کے عالم میں (ن) کو وہیں پہنچا دیا جہاں سے اس کو بیاہ کر لائے تھے پھر کئی روز بعد ان کو بھی اصل صورتحال سے آگاہ کر دیا اور (ر) نے (ن) کو طلاق دے دی اب وہ تمام لوگ اس واقعہ پر سخت ہی پریشان ہیں (ر) اور (ن) ایک دوسرے کو نہ ہی خاوند اور بیوی کی حیثیت سے منہ دکھانے کے قابل ہیں اور نہ ہی بہن اور بھائی کی حیثیت سے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو سکتے ہیں اب (ر) اور (ن) دونوں ہی کہتے ہیں کہ دوسری جگہ پر شادی کرنے کے لیے رضامند نہیں دوسرے (ر) کے نطفے اور (ن) کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا اس کا کیا بنے وہ (ر) کو اپنا باپ کہے گا یا ماموں اور وہ لڑکا (ن) کو اپنی ماں کہے گا یا پھوپھی اور یہ بچہ اب (ر) کے پاس رہے یا (ن) کے پاس۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر مسماۃ مذکورہ کے خاوند کو یہ یقین ہے کہ یہ لڑکی واقعی میری گمشدہ بہن ہے تو پھر یہ نکاح فاسد ہو گیا ہے اور اس کے طلاق دے دینے سے وہ لڑکی مطلقہ ہو گئی ہے۔ اب وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور خوشی اور غمی کے موقع پر اگر ان کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو جائے تو ایک دوسرے کو دیکھنا اور حال احوال پوچھنا جائز ہے لیکن ایک کمرہ میں علیحدگی میں سونا مناسب نہیں ہے اور یہ بچہ ثابت النسب ہے شخص مذکور اس کا باپ ہے اور عورت مذکور اس کی ماں کہلائے گی۔

(وفی الدر المختار ص ۳۸۱ ج ۲ فیثبت النسب وفی العالمگیریہ ص ۳۵۲ ج ۱ ویثبت نسب المولود فی النکاح الفاسد باب ثبوت النسب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ ذوالحج ۱۳۹۸ھ

طلاق ثلاثہ کے لیے ایک مرد دو عورتیں یا دو مرد گواہی دیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

بیان غلام حیدر خان ولد محمد خان قوم ملکانی سکنہ تڑی طالق بیان کیا کہ کسی معاملہ میں میرا اپنی زوجہ کے ساتھ تنازعہ واقع ہوا میں نے اپنی زوجہ کو مارنے کا ارادہ کیا۔ مجھے برادر عمر اور محمد نواز خان نے پکڑ لیا میں نے اس سے

چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر محمد نواز خان نے مجھے نہ چھوڑا اور مجھے اپنی زوجہ کے نزدیک نہ جانے دیا اس نے مجھے دھکا دیا جس سے میں گر گیا اور مجھے زیادہ غصہ آ گیا لہٰذا مجھے اپنی یادداشت میں یہی چیز آتی ہے کہ میں نے طلاق کا لفظ اپنی زبان پر استعمال کیا مجھے یہ بالکل یاد نہیں کہ کتنی دفعہ یہ لفظ کہا۔

بس یہی بیان ہے (غلام حیدر بقلم خود)

بیان محمد نواز خان ولد اللہ بخش خان قوم ملکانی سکنہ تڑی حاضرین واقعہ طلاق میں سے غلام حیدر اپنی زوجہ کو زدوکوب کرنے کے لیے آمادہ ہو رہا تھا میں نے اسے پکڑ لیا۔ محل وقوع نشیب وفراز کے رنگ میں تھا جس سے میرے پکڑنے کی وجہ سے اس کو دھکا لگا اور یہ گر گیا اس نے مجھے کہا کہ تو مجھے پکڑتا ہے کیا تجھے کوئی طمع ہے۔ میں نے کہا مجھے کوئی طمع نہیں ہے مگر تو بے قصور کو کیوں مارتا ہے اس کے بعد غلام حیدر نے دو تین تالیاں بجائیں اور کہا کہ کہ اگر میں اس کو رکھوں یا آباد کروں تو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ (محمد نواز ملکانی بقلم خود)

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: صورت مسئولہ میں اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یہ گواہی دیں کہ غلام حیدر نے اپنی بیوی کو تین دفعہ کہا کہ تو طلاق ہے تو غلام حیدر کی بیوی مغلظہ بہ طلاق ثلاثہ ہو جائیگی اور بغیر حلالہ کے اس عورت کو دوبارہ آباد نہیں کر سکتا اور اگر دو گواہ نہ ہوں تو غلام حیدر خوب سوچ بچار کرے کہ اس نے کتنی دفعہ یہ لفظ کہا ہے۔ اگر اس کو یاد آ جائے کہ اس نے ایک دفعہ یہ کہا ہے کہ تو طلاق ہے تو اس کی عورت مطلقہ بیک طلاق رجعی ہوگی یہاں بھی حلف دیا جائے گا جس میں عدت کے اندر رجوع جائز ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید کے ساتھ اس کو آباد کر سکتا ہے اور اگر اس کو یقین ہو جائے اس نے تین دفعہ یہ لفظ کہا ہے تو پھر اس کی عورت مغلظہ بطلاق ثلاثہ ہو جائیگی جو بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت کو آباد نہیں کر سکتا اور اگر سوچ کے باوجود اس کو کچھ یاد نہ آئے تو اس کو قسم دی جائے اور قسم اٹھانے کے بعد ایک ہی طلاق ہوگی جس میں عدت کے اندر رجوع جائز ہوگا اور عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی زوجین ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

وقوع طلاق ثلاثہ کے لیے گواہ ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

میرا لڑکا مسمی حق نواز کا نکاح ممتاز بی بی سے ہوا اور منظور حسین ولد عنایت قوم سندا کا نکاح مسمات سکینہ بی بی

سے ہوا سکنہ چک نمبر ۸ گاؤں ضلع لائل پور عباس ہے۔ منظور حسین کی برات کے لیے موضع بدھو آنہ ضلع جھنگ آ کر کام سرانجام ہوا دوسرے دن یعنی ۱۵ چاند پسر حق نواز کی برات برائے سرمیل ہم گئے انھوں نے شادی کردینے سے انکار کر دیا۔ ۹ دن تک مابین برادری تصفیہ نہ ہوسکا روبرو مندرجہ گواہان ان کی منت ساجت کرتے رہے۔ ہمارے سامنے منظور حسین نے کہا اور ہوش وحواس سلامتی عقل تین طلاقوں مسمات سکینہ میرے پر حرام اور جہاں چاہے ثانی نکاح کرسکتی ہے اور شادی شدہ مسماۃ سکینہ واپس لے جائے ہمارے کام کی نہیں ہے۔ میں منظور حسین نے اپنی ہمشیر مسماۃ ممتاز بی بی کا رشتہ ختم کردیا ہے۔ ایک سال کے بعد ممتاز بی بی فوت ہوگئی۔ ہم نے باوجود زبانی طلاقوں کے پنچائیت کی لیکن صاحب مذکور جواب اور طلاق طلاق طلاق کرتا رہا عالی جاہ میں نے جناب میر احمد نواز بھروانہ سیال چیئر مین یونین کونسل قائم بھروانہ کی خدمت میں ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ طلاق کے لفظ پر مصر ہے اور حاضر نہ ہوئے اور جواب دیتے رہے براہ کرم نوازی دلائل قانون کے مطابق نہ نکاح درج ہوا تھا اور نہ اسٹامپ لکھا گیا تھا براہ مہربانی نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی جائے فریق مخالف کو ایک دو علماء کرام نے بلایا مگر وہ نہ آئے۔

العبد اللہ دتہ ولد حق نواز، جھنگ

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی منظور حسین نے مسماۃ سکینہ بی بی کو طلاق دیدی ہے تو شرعاً طلاق واقع ہوچکی ہے عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ کذا فی کتب الفقہ ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

تحریر طلاق ثابت ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

میری شادی ۲ مئی ۱۹۷۰ء میں ہوئی اور اس کے ایک سال بعد ایک لڑکا پیدا ہوا میری بیوی بچے کو لے کر ملتان آ گئی اور تقریباً تین ماہ رہی جب بھی میں لینے آتا وہ اپنے گھر نہ آتی آخر میں نے تنگ آ کر ایک خط لکھا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر واپس آ جاؤ ورنہ تمھارے ساتھ اچھا نہ ہوگا یعنی میں طلاق دے دونگا اگر تم نہ آنا چاہو تو مجھے لکھ دو کہ ہمیں طلاق چاہیے تو میں تمھیں طلاق دے دوں گا اس بات کا اس کے والد کو پتہ چلا تو وہ دوسرے دن میری بیوی کو لے آئے اس طرح کچھ عرصہ بعد جب میں گھر پر نہیں تھا تو ایک سفید کاغذ پر ایک لفظ طلاق کا لکھا ہوا میرے بستر کے نیچے سے نکلا جو کہ میری بیوی کو ملا جس کا مجھے کوئی علم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا یا کس نے رکھا یا کاغذ تھا بھی یا نہیں اس کاغذ پر صرف ایک

لفظ تھا دوسرا کوئی لفظ نہیں تھا اس بات کو عرصہ ۴ سال گزر چکا ہے اس کے بعد ہمارا دوسرا لڑکا پیدا ہوا اب تیسرا بچہ پیدا ہونے والا ہے جس میں تقریباً ۴، ۵ ماہ باقی ہے حضور سے التماس ہے کہ ان حالات کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرما کر مشکور فرمائیں کہ میری بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہ؟

﴿ج﴾

اس مسئلہ کے متعلق ایک فتویٰ پہلے بھی حاصل کیا جاچکا ہے۔ دونوں مسئلوں کے مضمون چونکہ مختلف ہیں اس لیے اس صورت میں شرعی صورت یہ ہے کہ مقامی طور پر معتمد علیہ عالم کو ثالث مقرر کیا جاوے اور شرعی طریقے سے تحقیق کی جاوے اگر دو ایسے گواہ جو شرعاً معتبر ہوں اس بات کی چشم دید شہادت دیں کہ خاوند نے ہمارے سامنے طلاق تحریری یا طلاق نامہ لکھنے کے لیے کہا یا اس پر دستخط کیے تو شرعاً طلاق کا ثبوت ہوجائے گا بشرطیکہ ثالث شرعی طریقہ سے گواہوں کو درست تسلیم کریں۔ اگر طلاق کے گواہ نہیں اور خاوند طلاق کا منکر ہے تو ایسی صورت میں خاوند سے حلف لیا جائے گا کہ اس نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی کوئی طلاق نہیں دی اور حلف کے بعد زوجہ بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ اگر طلاق نامہ کا ثبوت ہوبھی جائے اور اس میں لفظ ایک یا دو تحریر ہوں تو پھر اگر اس طلاق نامہ کے بعد بیوی سے خاوند آپس میں ازدواجی زندگی گزار چکے ہیں یعنی قولی یا فعلی طور پر رجوع کرچکے ہیں تو بھی صحیح شمار ہوگا بہرحال واقعہ کی تحقیق ضرور کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۶ محرم ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

تحقیق کے بعد ثابت ہوا کہ طلاق نامہ خاوند نے تحریر کیا تو طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نذیر احمد ولد اسماعیل قوم کمبوہ ساکن چڑ تحصیل دیپالپور ضلع ساہیوال ہوں جو کہ من مقر کی شادی ہمراہ مسماۃ حنیفہ بی بی دختر قاسم علی قوم کمبوہ ہوا کلاں تحصیل چونیاں ضلع لاہور عرصہ آٹھ سال سے ہوئی تھی مگر من مقر بوجہ نامردی حقوق خاوند ادا نہ کرسکا اور نہ ہی آئندہ ادا کرنے کے قابل ہوں اس لیے من مقر مسماۃ حنیفہ بی بی زوجہ ام کو آزاد کردینا چاہتا ہوں سو من مقر بقائمی ہوش وحواس خمسہ وثبات عقل خود بلا جبر واکراہ غیرے مسماۃ حنیفہ زوجہ ام مذکورہ کو سہ بار طلاق طلاق طلاق دے کر اپنے نفس پر حرام کرتا ہوں اب میرا مسماۃ حنیفہ مذکورہ سے واسطہ تعلق نہ رہا نہ آئندہ رہے گا لہٰذا یہ طلاق نامہ بخوشی خود بحق مسماۃ حنیفہ بی بی مذکورہ روبرو گواہان حاشیہ تحریر کردی ہے تاکہ سند رہے؟

حافظ الٰہی بخش، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شرعی طریقہ سے خوب تحقیق کی جاوے اگر واقعی یہ طلاق نامہ خاوند نے تحریر کروا کر اس پر انگوٹھا ثبت کیا ہے تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے اگر خاوند کو طلاق نامہ کا کوئی علم نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی بہر حال تحقیق ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ رجب ۱۳۹۵ھ

دعویٰ طلاق میں، دو مرد (عادل) یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی کا اعتبار ہوگا

﴿س﴾

یک مرد زوجہ خود را از عرصہ سہ سال یا کم وبیش سہ طلاق دادہ باشد، وزوجہ مذکورہ بار بار قریبان خود ذکر کردہ کہ مرا فلاں ابن فلاں طلاق دادہ است۔ مگر ورثاء زن مذکورہ خاموش شدہ از وجہ عدم علمیۃ۔ وہنوز دعویٰ میکنند بوفق شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونیز قبل ازیں زناں شہادت دادہ کہ واقعۃً فلاں ابن فلاں زوجہ خود را طلاق دادہ است۔ واکنوں یکے از زنان از دار فانی رحلت نمودہ وزن ثانی تا حال شہادت میدہد کہ فلاں زوجہ خود را طلاق دادہ است ودیگر گواہ نیست بغیر از یک زن ونیز مطلقہ امسال دعویٰ کردہ باشد۔

﴿ج﴾

برائے ثبوت طلاق گواہی دو مرد عادل یا یک مرد و دو زنان عادل ضروری است در صورت عدم وجود گواہان زوج اگر منکر است حلف دادہ شود۔ اگر حلف کرد۔ دعویٰ زن خارج شود۔ ورنہ دعویٰ زن ثابت است۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سسر کی دست درازی اگر گواہوں سے ثابت ہو بھی جائے
لیکن شوہر کی طلاق کے بغیر وہ عورت دوسری جگہ نکاح میں نہیں جا سکتی

﴿س﴾

علماء کرام فقہاء ذو العزۃ والاحترام دریں مسئلہ شرعیہ چہ میفرمایند خسری با عروس خود مهتم شدہ ودر حین واقعہ مردم جمعے شدند جامہ (شلوار) عروس را بیرون کردہ دید ندولے مرد یعنی خسر می گفت کہ من هیچ کارے نہ کردم) اما عروس میگوید کہ با من عمل زنا را کردہ

البتہ مشغول بعمل کسی دیگر ہم نہ دیدہ است. صرف زن میگوید کہ این کار را انجام داد با اینکہ خسر منکر است آیا این عروس برائی پسرش حلال است یا حرام طلاق میشود یانہ حکم اللہ را بیان فرمائید اجرکم علی اللہ

﴿ج﴾

در صورت مذکورہ این زن مدعیہ است پس اگر باوے بر دعوی خود دو دیندار گواہ موجود است یا شوهرش تصدیق زن خود میکند این زن بر شوهرش حرام بحرمت ابدیہ می شود ورنہ نہ ولیکن این زن را درخانہ او ماندن جائز نہ باشد ونہ با دیگرے نکاح کر دن تاقتیکہ خاوند اووے را طلاق نہ دهد. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شعبان ۱۳۹۱ھ

ساس کے ساتھ فعل بد کرنے کی کوشش سے نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی ساس سے بدنیتی کے تحت زنا کرنے کی پوری پوری کوشش کی لیکن ساس نے بڑی مشکل سے اس کو دخول کرنے نہیں دیا اس صورت میں کیا اس شخص کی منکوحہ بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہ یا اس کا نکاح ختم ہو چکا ہے یا نہ قرآن شریف وحدیث نبوی وفقہ حنفی کے تحت فتویٰ صادر فرمایا جاوے؟

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے تو شخص مذکور پر منکوحہ عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ زوجین میں دوبارہ کسی وقت بھی عقد نکاح درست نہیں اور شخص مذکور پر لازم ہے کہ اپنی زوجہ کو زبانی طلاق دیدے اور کہے کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے اس کے بعد اس کی عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

ساس سے زنا کی صورت میں عورت حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مسماۃ منظور فاطمہ دختر رجب علی قوم کھوکھر (مصلی) موضع چک حیدر

آباد تھانہ لیہ تحصیل کبیر والہ کا نکاح بوقت نابالغ عرصہ ایک سال کی عمر تھی باہمراہی گل محمد قوم کھوکھر مصلی موضع کوراہی بلوچ تھانہ و تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان بمقام چاہ شہاب الدین والہ موضع چک حیدر آباد میں ہوا تھا اور دو سال کے بعد گل محمد ولد سوما نے اپنی ساس مسماۃ زینب کے ہاں پیار کرنا شروع کیا اور ایسا پیار کیا کہ ان کے آپس میں ناجائز تعلقات یعنی حرام کاری کرنے لگے جس پر چند مسلمانوں نے ان کو حرام کاری کرتے ہوئے پکڑا اور مار پیٹ کر بھگا دیا لیکن محمد مذکور کا رویہ ویسا ہی رہا اور وہ اپنی حرام کاری سے باز نہ آیا اس مسئلہ میں علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ جب لڑکی منظور فاطمہ بالغ ہوگئی ہے کیا یہ اس کے ساتھ ساتھ کر سکتی ہے ان پر حلال یا حرام ہے کیا نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں گواہ موجود ہیں انگھولہ منظور فاطمہ دختر رجب ولد مراد قوم کھوکھر چاہ شہاب الدین موضع چک حیدر آباد گواہ شد محمد بخش ولد شہاب الدین قوم بلوچ چک حیدر آباد تحصیل کبیر والہ چاہ شہاب الدین والہ گواہ شد غلام فرید ولد ولی محمد قوم بھٹی موضع چک حیدر آباد تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان گواہ اللہ بخش ولد اللہ یار ....

گواہ شد احمد بخش ولد امام بخش قوم بھٹی ....

گواہ شد رجب ولد مراد قوم کھوکھر مصلی ....

﴿ج﴾

بشرط سوال جبکہ اس شخص نے اپنی ساس کے ساتھ حرام کاری کی ہے تو اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی لیکن عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے خاوند کا متارکت اختیار کرنا شرط ہے یعنی خاوند زبانی کہہ دے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا ہے اور اگر خاوند متارکت نہ کرے تو مسلمان حاکم تفریق کا حکم صادر کر دے متارکت کے بعد اس لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔

(فی الدر المختار ص ۳۵ ج ۳ قبل ام امراتہ حرمت امراتہ مالم یظھر عدم الشھوۃ (و فی المس لا) تحرم مالم تعلم الشھوۃ لان الاصل فی التقبیل الشھوۃ بخلاف المس و المعانقۃ کالتقبیل و بحرمۃ المصاھرۃ لا یرتفع النکاح حتے لا یحل لھا التزوج باخر الا بعد المتارکۃ و انقضاء العدۃ وفی رد المحتار الا بعد تفریق القاضی او بعدہ المتارکۃ الخ)

سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ خاوند نے اسی وقت یعنی جس وقت کے اس کو قابل اعتراض حالت میں پکڑا گیا یہ کہا کہ میں نے اپنی عورت کو چھوڑ دیا ہے تو بناء برصحت بیان سائل متارکت متحقق ہے اور دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ساس سے زنا کے سبب عورت حرام ہونے پر دوسری جگہ نکاح کے لیے متارکت زوج ضروری ہے؟

﴿س﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مندرجہ ذیل وجوہات پر شریعت کا کیا حکم لاگو ہوتا ہے صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر داماد اور ساس کے درمیان ہاتھوں اور منہ کی بے حیائی لامحدود ہوگئی ہو اور دونوں کی شرم گاہوں کے صرف مس ہونے کی بھی کوئی کسر باقی نہ رہی ہو لیکن حشوہ گم نہیں ہوا اور اس فعل سے انزال بھی نہ ہوئے ہوں؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اس شخص کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ہے خاوند پر متارکت لازم ہے یعنی خاوند زبان سے کہہ دے کہ میں نے اس عورت کو چھوڑ دیا خاوند کے متارکت اور عدت گزارنے کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

(فی الدر المختار ص ۳۵ ج ۳ قبل ام امراتہ حرمت امراتہ مالم یظھر عدم الشھوۃ (و فی المس لا) تحرم مالم تعلم الشھوۃ لان الاصل فی التقبیل الشھوۃ بخلاف المس و المعانقۃ کالتقبیل ...... وبحرمۃ المصاھرۃ لا یرتفع النکاح حتے لا یحل لھا التزوج باٰخر الابعد المتارکۃ و انقضاء العدۃ الخ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

ساس سے زنا کے متعلق مفصل فتویٰ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا کسی شخص نے اس کو یہ برا فعل کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن لوگوں نے اس کے تعلقات شدیدہ میں افعال قبیحہ و اقوال غلیظہ سے برا تاثر لے کر اس کے سامنے قیل وقال اور دریافت کیا تو وہ منکر ہوا بعد ازیں اس شخص نے کسی معزز و مکرم خطیب و مفتی کے پاس جا کر اپنے برے افعال کے آثار و نشانات ظاہر کیے جس سے مفتی صاحب نے اس کو طلاق کے متعلق فرمایا تو اس شخص نے طلاق دیدی۔ لیکن اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کو گھر میں باقی رکھا کچھ عرصہ تک حرام کا ارتکاب کیا یعنی زنا کرتا رہا پھر مفتی صاحب نے گاؤں میں بلا کر یہ صورتحال ان کے سامنے پیش کی گئی تو حضرت مفتی صاحب نے دریافت کیا اس نے انکار کر دیا اس کے صاف انکار سے اس کو حلف وقسم پر آمادہ کیا گیا اور پھر عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا اور دھمکایا گیا تو

اس شخص نے مفتی صاحب اور عوم کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنی ساس اور سالی سے زنا کا ارتکاب کیا مفتی صاحب نے اس سے روگردانی کی پھر دریافت کیا تو اس نے جواباً کہا کہ میں نے اپنی ساس اور سالی سے زنا کیا چار دفعہ اقرار واصرار کرانے کے بعد مفتی صاحب نے تین طلاقیں دلوائیں اور اس کی عورت کو سسرال کے گھر بھجوا دیا وہ شخص کچھ عرصہ باہر چلا گیا بعد میں اس نے اپنے آپ کو خود بخود مجنون و پاگل بنا کر اپنے گھر پہنچ کر عمداً وقصداً نقصانات کرنے شروع کردیے اور اپنے سسرال کے گھر جا کر اپنی مطلقہ بیوی کو خوب مارا اور پیٹ کر اپنے گھر لے گیا اب وہ مردود عورت خوشی سے وقت گزار رہے ہیں اور حرام کا ارتکاب کررہے ہیں۔ وہاں کے عوام وخواص مسکت اور غیر ایمانی ہوکر اس سے برتاؤ لین دین کررہے ہیں وہ مخبوط الحواس شارع عام میں دکانداری اور خرید وفروخت کرتا ہے ایسے شخص اور اس کے ساتھ لین دین کرنے وحسن سلوک برتنے والوں کے متعلق شریعت مصطفوی کا کیا فیصلہ اور حکم ہے بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم الله الرحمن الرحيم، يومر بحرمة المصاهرة يؤخذ به و يفرق بينهما و كذا لک اذا اضاف ذالک الى ما قبل النكاح بان قال لا مراته كنت جامعت امک قبل نكاحک يؤاخذ به و يفرق بينهما ولكن لا يصدق في حق المهر حتى يجب المسمى دون العقد والا صرار علے هذا الاقرار ليس بشرط حتى لو رجع عن ذلک و قال كذبت فالقاضي لا يصدقه الخ (عالمگیرية ص ٢٢٣ ج ١) و بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بالآخر الا بعد المتاركة و انقضاء العدة (الدر المختار ص٣٧ ج ٣) وفي الدر المختار ص ١٣٣ ج ٣ و تجب العدة من وقت المتاركة في الفاسد بعد الدخول لاتكون الا بالقول كخليت سبيلک او تركتک الى قوله والطلاق فيه متاركة الخ (ردالمحتار ص ٣٨١ ج ٢)

ان فقہی جزئیات سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی۔ لہذا اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً اپنے آپ سے جدا کرلے اس لیے کہ اس طرح ان کا آپس میں آباد رہنا حرامکاری ہے۔ اگر وہ شخص اس عورت کو اپنے آپ سے جدا نہیں کرتا اور اسی طرح بساتا ہے تو دوسرے لوگوں کو اس سے اختلاط وخوردنوش اور گفتگو ترک کردینا ضروری ہے یہاں تک کہ تنگ ہوکر توبہ کرلے اور اس فعل شنیع سے باز آجائے۔

چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب بنی اسرائیل معاصی

میں واقع ہوئے عالموں نے منع کیا وہ باز نہ آئے پس ان کے پاس بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے جس سے ان کے دلوں پر اثر پڑ گیا پس لعنت کی ان پر بر زبان داؤد اور عیسیٰ ابن مریمؑ کے یہ اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے راوی کہتے ہیں کہ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے اٹھ بیٹھے فرمایا کبھی تم کو نجات نہ ہوگی جب تک اہل معاصی کو مجبور نہ کروگے۔

اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے آدمیوں پر اللہ تعالی نے جنت کو حرام قرار دیا ہے ایک شرابی پر، دوسرے نافرمان پر اور تیسرے اس دیوث پر جو اپنے گھر میں زنا وغیرہ کو برقرار رکھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثلثة حرم الله عليهم الجنة مد من الخمر و العاق والديوث الذي يقر في اهله الخبث (رواه احمد والنسائي مشكوة باب بيان الخمر) وفي المرقات ص ٢٤١ ج ٧ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ تحت قوله يقر في اهله الخبث اى الزنا او مقدماته وفي معناه سائر المعاصي كشرب الخمر و ترک غسل الجنابة ونحوها ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بہو سے خسر کی بدکاری کے سبب بیٹے پر حرام ہونے کے باوجود طلاق کی ضرورت ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ (١) زید نے اپنی بیوی بختہ بی بی کی حقیقی بہن سے بدفعلی کا ارتکاب کیا پھر اس کے بعد اسی بیوی بختہ بی بی کے لڑکے کی بیوی سے بدکاری کی (٢) نیز اسی شخص نے اپنی ایک دوسری بیوی کے لڑکے کی بیوی سے بدفعلی کی ان صورتوں میں کیا یہ عورت حرام ہوجاتی ہے تو ان صورتوں میں بدفعلی کو ثابت کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہے تاکہ شریعت کے مطابق زنا ثابت کردیا جائے بینوا توجروا

﴿ج﴾

وقال الشامي قال في البحر لو وطئ اخت امرأته بشبهة تحرم امرأته ما لم تنقض عدة ذات الشبهة وفي الدراية عن الكامل لو زنى باحدى الاختين لا يقرب الاخرى حتى تحيض الاخرى بحيضة شامي ص ٣٤ ج ٣ وقال الشامي قبل ذلك وفي الخلاصة...... لا تحرم فالمعنى

لاتحرم حرمة موبدة والافتحرم الى انقضاء عدة الموطؤة رد المحتار ص ۳۴ ج ۳

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے اپنی سالی کے ساتھ بدکاری کی ہے اس شخص کی منکوحہ اس پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوئی البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آ چکے اس وقت تک اس کو اپنی منکوحہ بی بی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ (۲) خسر نے جب اپنے بیٹے کی بیوی سے بدفعلی کی تو اس سے خسر کی منکوحہ تو اس پر حرام نہیں ہوتی اس لیے کہ حرمت مصاہرۃ اپنی بیوی کی اصول وفروع کے ساتھ بدکاری یا شہوت کے ساتھ لمس سے ثابت ہوتی ہے بیٹے کی بیوی یعنی بہو منکوحہ کے اصول وفروع سے نہیں البتہ وہ عورت اب خاوند کے لیے حلال نہیں رہی حرام ہے۔

(فی الھدایہ والدر المختار وغیر ھا من کتب الفقه) لیکن عورت کا دوسری جگہ نکاح کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک خاوند متارکت نہ کرے اور متارکت کی صورت یہ ہے کہ خاوند زبان سے کہے کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور عملاً بھی چھوڑ دے نیز یہ حرمت اس وقت ثابت ہوگی جبکہ خاوند اس بدفعلی کو تسلیم کرے اور خاوند انکاری ہو تو پھر اگر دو یا زیادہ گواہ بقواعد شرعیہ موجود ہوں تو پھر بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ (ھکذا فی کتب الفقه) فقط واللہ تعالی اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ صفر ۱۳۸۹ھ

عورت کا فعل بد قابل مواخذہ جرم ہے لیکن طلاق نہیں ہوئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ نمبر ا کہ زینب نے خاوند کی غیر موجودگی میں کسی دوسرے شخص اختر سے زنا کرایا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے خاوند کو پتہ چل گیا اور زینب نے بھی اقرار کیا۔ کیا اس صورت میں نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا اگر ٹوٹ گیا تو کیا دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے؟

(۲) زینب نے اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں اس کی مرضی سے زنا کرایا اس صورت میں نکاح باقی رہا یا ٹوٹ گیا اگر ٹوٹ گیا تو نکاح کرنے کی کیا صورت ہے۔

﴿ج﴾

زنا سخت گناہ ہے اور موجب سزا ہے لیکن اس کی وجہ سے نکاح نہیں ٹوٹا سابقہ نکاح بدستور باقی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ رجب ۱۳۹۱ھ

سالی سے فعل بد کرنے سے بیوی کو اگرچہ طلاق نہیں ہوتی مگر سخت گناہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید کا ایک لڑکی کے ساتھ شرعی نکاح ہے اور رخصتی نہیں ہوئی زید نے اپنی منکوحہ لڑکی کی سگی بہن سے زنا کیا ہے کیا زید کا نکاح اسی لڑکی کے ساتھ باقی ہے یا نہ عام لوگوں میں مشہور ہے کہ منکوحہ کی بہن سے زنا کرنے سے نکاح ختم ہو جاتا ہے آیا شرعاً یہ صحیح ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

منکوحہ کی بہن یعنی سالی کے ساتھ بدفعلی کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوئی نکاح بدستور باقی ہے۔ مگر یہ ہے بہت بڑا گناہ۔

(وفی الخلاصة وطئ اخت امرأته لاتحرم علیه امرأته) (الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۴ ج ۳ مطبوعہ مصر)

البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آئے اس وقت تک منکوحہ بی بی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔

(وفی الشامية تحت قول الخلاصة (لاتحرم) فالمعنى لا تحرم حرمة مؤبدة والا فتحرم الى انقضاء عدة الموطوئة (شامی ص ۳۴ ج ۳)

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

سالی سے بدفعلی کرنے سے بیوی پر طلاق نہیں ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں زید نے اپنی حقیقی سالی نابالغہ کے ساتھ اپنی بیوی جو کہ حاملہ تھی کے ہوتے ہوئے حرام کاری کی کیا اس فعل سے زید کا نکاح اپنی عورت کے ساتھ رہا یا نہ اور کیا وہ عورت اب زید پر حرام ہے اور زید عورت کو طلاق دیدے۔

(۲) اگر زید نے سالی کے ساتھ حرام نہ کیا اور چند آدمیوں نے زید کو دباؤ دیا ہو کہ تم نے سالی کے ساتھ بدفعلی کی ہے لہٰذا اپنی منکوحہ عورت کو طلاق دیدو اس پر زید دباؤ میں آ کر اپنی عورت کو روبرو چند گواہان سہ بار طلاق طلاق طلاق دے کر حرام کر دیتا ہے تو کیا طلاق ہوگئی۔

رحیم بخش، دولت گیٹ ملتان شہر

﴿ج﴾

اپنی سالی کے ساتھ حرام کاری کی صورت میں اس پر اپنی بیوی حرام نہیں ہوجاتی اور نہ اسے اپنی بیوی کو طلاق کرنا لازمی ہے۔ بلکہ اپنی بیوی کو بدستور اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے ہاں اس کے ساتھ حرام کاری کرنا چونکہ زنا ہے بہت بڑا گناہ ہے اس سے توبہ کرنا چاہیے دو بہنوں کو ایک شخص بیک وقت نکاح میں نہیں رکھ سکتا ہے اور نہ بیک وقت دونوں کے ساتھ صحبت کرسکتا ہے ہاں ایک بہن کے ساتھ حرام کاری کرنے کی صورت میں اس کی دوسری بہن اس شخص کی حرام کاری کی بنا پر حرام نہیں ہوجاتی۔ واللہ اعلم

(۲) زید نے سالی کے ساتھ حرام کاری کی ہو یا نہ کی لوگوں کے دباؤ سے تین طلاق دینے کی صورت میں اس پر اپنی بیوی حرام ہوگئی ہے اور تین طلاق کے ساتھ مغلظہ ہوگئی بغیر حلالہ کے اس کے لیے جائز نہیں۔

قال فی العالمگیریه ص ۳۵۳ ج ۱ یقع طلاق کل زوج اذا کان بالغاً عاقلاً سواء کان حراً او عبداً طائعا او مکرهاً کذا فی الجوهرة النیرة ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معاون مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ

سالی سے بدفعلی کرنے سے بیوی حرام ہوگی یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا ہوا ہے۔ اور ہندہ سے اس کے بچے بھی ہیں اور ہندہ اس کے گھر میں آباد ہے مگر اس کے باوجود زید نے ہندہ کی چھوٹی بہن زینب سے برے تعلقات قائم کر رکھے ہیں اور بہت سے لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ واقعی زید ہندہ کی چھوٹی بہن سے زنا کرتا ہے کیا اس شخص مذکور کا نکاح ہندہ سے باقی رہ سکتا ہے یا نہ اگر رہ سکتا ہے تو اس شخص مذکور زید سے کیا سلوک کیا جائے؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

قال الشامی ص ۳۴ ج ۳ فی البحر لو وطئ أخت امرأته بشبهة تحرم امرأته مالم تنقض عدة ذات الشبهة وفی الدراية عن الكامل ولو زنی باحدی الاختين لا يقرب الاخرى حتى تحيض الاخرى حيضة وفی الخلاصة ولو وطئ أخت امرأته لا تحرم عليه امراته قال فی الشامية فالمعنى لا تحرم حرمة مؤبدة والا فتحرم الى انقضاء عدة الموطوءة شامی ص ۳۴ ج ۳)

ان روایات سے سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی منکوحہ اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام نہیں ہوئی۔ البتہ جب تک مزنیہ کو ایک حیض نہ آچکے اس وقت تک اس منکوحہ بی بی سے علیحدہ رہنا واجب ہے۔ باقی اس شخص کو سمجھایا جائے کہ وہ اس فعل سے باز آجائے اور اگر باز نہیں آتا تو اس سے ہر قسم کے تعلقات ختم کردیں۔ یہاں تک کہ وہ اس فعل سے باز آجائے۔ اس وقت یہی ممکن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بوقت ضرورت طلاق دینا جائز ہے اور جبراً بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں زید کا خیال تھا میں اپنی لڑکی کسی نیک گھر میں دوں گا خصوصاً حافظ قرآن سے اس کا نکاح کروں گا چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ میرا بھائی حافظ قرآن ہے اور ہمارا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے اور حافظ کے بارے میں قسم کھا کر یقین دلایا زید نے اس کے بھائی سے نکاح پڑھوا دیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا بھائی حافظ قرآن نہیں ہے بلکہ وہ اور اس کا بھائی انتہائی قسم کے فراڈ کرنا ان کا معمول ہے زید اس فراڈ سے بھی پریشان ہے اور آئندہ بھی اچھی توقع نہیں کہ نامعلوم لڑکی سے کیا سلوک کریں اور لڑکی ان کے ہاں جانے پر موت کو ترجیح دیتی ہے کسی صورت میں جانے کے لیے تیار نہیں دریں حالات ان سے طلاق لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اگر کسی صورت میں طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو جبراً لینے کا کیا حکم ہے بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر زوجین کا شرعی طریقہ سے آپس میں آباد ہونا ممکن نہ ہو تو طلاق لینا جائز ہے جبری طلاق بھی واقع ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوسرا باب

تحریری طلاق کا بیان

سفید کاغذ پر طلاق نامہ لکھوا کر دستخط کروالیا، جبکہ لڑکے کی عمر ۱۳ سال ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا جس کی عمر تقریباً ۱۲ سال تھی۔ ایک لڑکے سے جس کی عمر ۱۰ سال کی تھی نکاح کر دیا۔ اب جس وقت کہ لڑکی کی عمر ۱۴، ۱۵ سال اور لڑکے کی عمر ۱۳ سال ہے لڑکی کے والد نے مجبور کیا کہ لڑکے کا والد اس کو طلاق دے چنانچہ ایک سفید کاغذ پر طلاق نامہ لکھ کر لڑکے اور اس کے والد نے دستخط کر دیے ہیں۔ کیا یہ طلاق عند الشرع مقبول ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

قرآن وسنت کی روشنی میں سوائے زوج کے کوئی دوسرا شخص خواہ وہ زوج کا والد یا ولی ہی کیوں نہ ہو طلاق کا مجاز نہیں ہے۔ اس لیے مسئولہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی۔ نیز واضح ہو کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر لڑکا خود بھی طلاق دیدے تب بھی واقع نہ ہوگی۔ البتہ اگر لڑکا احتلام کا اقرار کرے یا پورے پندرہ سال کی عمر کا ہو جائے اور احتلام نہ بھی ہوا ہو تو طلاق دے سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زبان سے طلاق نہ دینا اور زبردستی اسٹامپ پر دستخط کا اعتبار نہیں ہے

﴿س﴾

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر قسم کھاتے ہوئے تحریراً عرض کرتا ہوں کہ چند وجوہات کی بنا پر مجھ سے زبردستی تحریری طلاق دلوائی گئی ہے۔ میں نے اپنی طرف سے طلاق نہیں دی میں اپنی جانب سے گواہوں کی موجودگی میں تحریری اور زبانی قسم کھا رہا ہوں کہ میں نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی جو کچھ بھی ہوا وہ تحریراً ہوا۔ طلاقنامہ دوسرے نے لکھا تھا اور میرے اس پر زبردستی دستخط کرائے گئے ہیں۔ گواہ غلام فرید۔ کریم بخش

کمہامنڈی نزد ناز سینما مکان نمبر ۱۰۱۱ ملتان چھاؤنی

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے۔ کہ شخص مذکور سے زبانی طلاق کے الفاظ نہیں کہلوائے گئے۔ صرف طلاقنامہ پر دستخط کرائے گئے ہیں تو پھر اس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ لما فی العالمگیریہ ص ۴۰۴ ج ۱۔ **رجل اکره بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان فکتب امرأته فلانة بنت فلان طالق لاتطلق کذافی** فتاوی قاضی خان۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

شرعاً یہ جبر معتبر نہیں ہے طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے والدین اور رشتہ داروں کے بغیر ایک دوسرے خاندان میں اپنی محبت کی شادی کی پھر کچھ عرصہ بعد اس کے رشتہ داروں کو اس کی شادی کی پوری خبر ہوئی تو بھائی اور بہنوں نے زید کو مجبور کیا اور کہا کہ اس عورت کو طلاق دیدو۔ ورنہ ہم ابا جان کو بتا دینگے۔ تو آپ کو زمین سے خارج کردیں گے۔ تو طلاقنامہ اس کی غیر موجودگی میں یونین کونسل میں چند آدمیوں کے سامنے لکھوایا کہ میں اس عورت کو طلاق ثلاثہ دے کر اپنے تن پر حرام کرتا ہوں۔ یہ عورت اپنی عدت گزرنے کے بعد جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ جب یہ طلاق نامہ لکھا گیا تو اس کے بھائی حقیقی نے بلا کر اس کو کہا کہ دستخط کردو تو زید نے کہا کہ جب تک میں نہ پڑھوں دستخط نہ کروں گا۔ اس نے غور سے طلاق نامہ کو پڑھا اور چند گواہوں کے سامنے دستخط کردیے۔ یہ طلاق نامہ یونین کونسل کو بھیج دیا گیا۔ اس طرح سے دو دوسرے جو لکھے ہوئے تھے۔ دوسرے دن اس سے دستخط کروائے گئے۔ زید نے وہی خیال کرتے ہوئے کہ مضمون وہی ہوگا۔ جو پہلے پرت پر تھا۔ دستخط کردیے۔ ان تینوں پرتوں پر جبراً دستخط کروائے گئے۔ چند یوم کے بعد زید کا والد فوت ہوگیا۔ اب اس کا ڈر ختم ہوچکا اور جائیداد کا مالک بن گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی۔ اور نہ ہی میرا طلاق دینا جائز تھا۔ مجھ پر جبر اور ظلم کیا گیا تھا اور میں نے منہ سے طلاق نہیں کہی۔ باقی دونوں پرت پھاڑ ڈالے جو گھر میں پڑے تھے تو کیا اس صورت میں طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں۔

سعد اللہ خان ولد حاجی حبیب اللہ خان میراں پور تحصیل عیسیٰ ضلع وہاڑی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبر کی جو صورت تحریر ہے۔ شرعاً یہ جبر معتبر نہیں اور اس نے پہلے طلاق نامہ پڑھنے کے بعد جب اس پر دستخط کیے تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی اور اب بدون حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ تحریر سے بھی شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اگرچہ زبان سے طلاق کے الفاظ نہ ہوں۔ **وان کانت مرسومة یقع الطلاق**۔ جبری تحریر جو شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔ اس سے مراد وہ جبر ہے جس سے جان وغیرہ کے ضائع ہوجانے یا نقصان ہونے کا خطرہ یقینی ہو۔ صورت مسئولہ میں یہ کہ آپ کو زمین سے خارج کردے گا۔ جبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ صفر ۱۳۹۷ھ

زبردستی طلاق لکھوائی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں کہا، طلاق واقع نہیں ہوئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ بندہ نے اپنے ماموں کی لڑکی جو بالغ ہے اس کی خوشی سے ایک دوسرے چک میں جا کر خفیہ نکاح کرلیا مسمات بشیراں بی بی بوقت نکاح عاقلہ بالغہ تھی نکاح باقاعدہ روبرو گواہان وکالت مولوی رحمت اللہ صاحب جو نکاح خواں بھی تھے ہوا دوسرے دن ہمارے رشتہ داروں کو نکاح کا علم ہوا میری منکوحہ بیوی کے رشتہ دار اسے مجبور کرکے اپنے چک لے گئے اور میرے رشتہ دار مجھے طلاق دینے پر مجبور کرنے لگے کیونکہ وہ سب میری پہلی بیوی کے حق میں تھے بندہ نے اپنی دوسری بیوی بشیراں بی بی کو طلاق دینے سے صاف انکار کردیا اس پر سب رشتہ دار گالی گلوچ دینے اور کہنے لگے کہ اگر تم نے بشیراں کو طلاق نہ دی تو تمھیں قتل کرایا جاوے گا اور میری خاص کر نگاہ بانی کرنے لگے اس کے بعد مجھے زبردستی عرائض نویس کے پاس لے گئے انھوں نے جو کچھ لکھوانا تھا لکھوا کر مجھے کہنے لگے کہ اس پر دستخط کردو انکار کرنے کے باوجود بھی جب بچنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی پھر بندہ نے اپنے ماموں اور بھائی کو کہا جو کچھ آپ نے لکھوایا ہے یہ میں اپنے پاس رکھوں گا اور شرط مقرر کی کہ اگر بشیراں بی بی بھی طلاق لینے پر رضامند ہوگئی تو یہ فرضی طلاق نامہ اسے دے کر طلاق دوں گا ورنہ یہ فرضی طلاق نامہ جلا دیا جائے گا۔ چنانچہ بشیراں بی بی سے گھر جا کر طلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے طلاق لینے سے صاف صاف انکار کردیا اس پر اس کے گھر والوں نے اسے زدوکوب کیا تو اس نے مجبوراً روتے ہوئے کہہ دیا اچھا میرا فیصلہ کردو پھر بندہ نے طلاق دینے سے انکار کردیا اور مقرر کردہ شرط کے مطابق بندہ نے اپنی خالہ وخالو کے گھر ان کے سامنے فرضی طلاق نامہ جلا دیا اب میری منکوحہ اہلیہ بشیراں بی بی سے دشمنی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طلاق ہوگئی ہے اور اسے بھیجتے نہیں اور بندہ نے شروع سے آخر تک طلاق کا لفظ اپنی زبان سے نہیں نکالا اس لیے التماس ہے کہ بندہ کو اپنے گراں قدر فتوی سے آگاہ فرمادیں کہ آیا اہل سنت والجماعت مذہب میں قطعی طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں اور کیا میں کسی طرح اپنے گھر لا سکتا ہوں؟

﴿ج﴾

طلاق اگر بالاکراہ یعنی زبردستی لکھوائی جائے اور زبان سے طلاق کے الفاظ نہیں کہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ عورت بدستور اس کی عورت رہے گی البتہ اگر زبردستی الفاظ ہی ادا کردیے ہوں تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ (**کذا فی قاضی خان**) واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

قتل کی دھمکی دے کر طلاق نامہ پر دستخط کروانے سے طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی کی عورت کے متعلق چند اس کے عزیزوں نے طلاق نامہ بنایا اس کے خاوند نے اپنی زبان سے نہ کوئی لفظ طلاق تلفظ کیا اور نہ اس کے عزیزوں نے طلاق نامہ سنایا لیکن اس کو کہا کہ اس پر اپنے دستخط کرو ورنہ ہم تجھ کو قتل کر دیں گے چنانچہ اس سے قبل دو دفعہ اس شخص کے ساتھ لڑائی کر چکے اور اس کو زخمی کیا اس کا بیان ہے کہ میں نے جو یہ دستخط کیے ہیں صرف جان بچانے کی خاطر کیے ہیں کیا اس میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہ؟

(۲)......طلاق نامہ عزیزوں نے نہیں دکھایا اور نہ دکھاتے ہیں اگر طلاق واقع ہو بھی گئی تو پھر کونسی طلاق ہوگی اور کاغذ خام تھا یعنی اشٹام نہیں تھا فقط۔

﴿ج﴾

اگر فی الواقع اس کو قتل کی دھمکی دی گئی اور اس کے دل میں اتنا خوف طاری ہو گیا کہ اس نے بغیر رضا کے مجبوراً دستخط کیے اگر نہ کرتا تو اس کو خطرہ تھا کہ واقعی اس کو قتل کر دیا جاتا اور زبان سے قطعاً کوئی حرف طلاق کا ذکر نہ کیا ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی اور عورت بدستور اس کی عورت رہے گی دوسری جگہ وہ نکاح نہیں کر سکتی۔

(فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امرأته فکتب لاتطلق الخ شامی ص ۲۳۶ ج ۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ

زبردستی طلاق نامہ پر دستخط کروانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ملک الٰہی بخش ولد حاجی غلام رسول قوم ونیس عمر تقریباً ۵۵ سال سکنہ قصبہ مخدوم رشید تحصیل وضلع ملتان کا ہوں۔ بیان حلفی کرتا ہوں کہ ہم تین بھائی ہیں ہم دو بڑے بھائیوں سے کوئی اولاد نرینہ اور مادینہ نہیں ہے البتہ میرے چھوٹے بھائی کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ میرے والدین نے میرے تین عقد نکاح کیے جب میری پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو میرے والدین نے میری دوسری شادی کی، کچھ عرصہ کے بعد

میری دوسری بیوی بقضائے الٰہی فوت ہوگئی چنانچہ میرے والدین نے میرا تیسرا عقد نکاح کیا کیونکہ وہ مجھے ہر قیمت پر صاحب اولاد دیکھنا چاہتے تھے۔ مگر شومئی قسمت اس سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی حصول اولاد کی نیک خواہش نے مجھے مضطرب اور پریشان حال بنا دیا اس لیے میں نے مسماۃ غلام فاطمہ بنت مسماۃ باگونتی قوم نومسلم سے نکاح کرنے کی خواہش اپنے دو چھوٹے بھائیوں پر ظاہر کی جس پر وہ برہم ہو گئے اور مجھ کو مسماۃ مذکورہ بالا سے نکاح کرنے سے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا میرے اندر حصول اولاد کا جذبہ اور بھی ہو گیا۔ اس لیے میں نے اپنے ہر دو چھوٹے بھائیوں کی سخت مخالفت کے باوجود مسماۃ غلام فاطمہ مذکورہ سے نکاح کر لیا جس پر میرے ہر دو چھوٹے بھائیوں نے ناراض ہو کر مجھے گھر سے نکال دیا بدیں وجہ میں نے مکان نمبر 11.1 وارڈ نمبر 7 مسلم محلہ ماتم واہ بیرون پاک دروازہ ملتان شہر میں رہائش رکھ لی۔ انھوں نے قصبہ مخدوم رشید میں میرے داخلے پر پابندی لگا دی مگر کچھ عرصہ کے بعد معززین قصبہ کے کہنے سننے پر میرے ہر دو چھوٹے بھائیوں نے سطحی طور پر مجھ سے صلح کر لی مگر میری بیوی مسماۃ غلام فاطمہ مذکورہ کے مخدوم رشید میں داخلہ پر جوں کی توں پابندی عائد رکھی میرے چھوٹے بھائی میرے مکان واقع ماتم واہ ملتان شہر میں نہ خود جاتے اور نہ ہی اپنے اہل وعیال کو جانے دیتے۔ مسماۃ غلام فاطمہ کے ساتھ تاریخ نکاح سے تاریخ جبری طلاق تک جو کسی سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت مجھ سے لی گئی۔ میں دن کو باقاعدگی کے ساتھ مخدوم رشید میں کاروبار کرتا اور رات کو بلا ناغہ اپنی بیوی مذکورہ کے ہاں ملتان شہر پہنچ جاتا۔

ماہ جولائی ۱۹۷۰ء کے آخری عشرہ میں مجھے چک مغل تحصیل میلسی ضلع ملتان کی ایک شادی میں شرکت کرنے کا پیغام (کانڈھا) ملا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ ہم دونوں شادی میں شریک ہوں گے مگر اتفاق اور کاروباری مصروفیات کی وجہ سے میں حسب وعدہ اپنی بیوی مذکورہ کے یہاں ملتان نہ پہنچ سکا اور میری بیوی کافی انتظار کے بعد شادی میں شرکت کے لیے چک مغل روانہ ہوگئی۔ اگلے دن میں اپنے گھر ملتان پہنچا تو گھر کو مقفل پایا میرے پڑوس نے بتایا کہ تمھاری بیوی کافی انتظار کے بعد شادی میں شرکت کے لیے چک مغل روانہ ہوگئی روانگی کے وقت اس نے مجھے صرف اتنا کہا کہ جب میرا خاوند آئے تو اسے سیدھا چک مغل بھیج دینا۔ میں کاروباری مصروفیات کی وجہ سے چک مغل جانے کے بجائے سیدھا اپنے آبائی گاؤں مخدوم رشید چلا گیا۔ میرے بھائیوں نے ملتان سے جلد واپسی کی وجہ دریافت کی۔ میرے ہر دو چھوٹے بھائیوں نے میری کمزوری اور شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے مجھ سے جبری اور کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت طلاق لینے کا مصمم ارادہ کر لیا چنانچہ انھوں نے قصبہ مخدوم رشید یونین کونسل کے چیئرمین ایک ممبر یونین کونسل اور محمد امین عرائض نویس ملتان سے ساز باز شروع کر دی۔ اس سلسلے میں میرے بھائی چیئرمین اور ممبر یونین کونسل مذکور کو دو تین دفعہ ملتان اپنے ذاتی خرچ پر لے گئے۔ انھوں نے مورخہ ۲/۸/۷۰ کو مجھ سے

زبردستی پندرہ روپے کا اسٹامپ خریدوایا جس کے لیے میں ہرگز ہرگز تیار نہ تھا مگر جان کے خطرہ اور اپنی بے عزتی کے خوف سے عرائض نویس کے رجسٹر اور اسٹامپ کے پشت پر دستخط کر دیے۔ میرے بھائی کو اب کامیابی کے روشن امکانات نظر آنے لگے۔ میں اسی وقت مخدوم رشید چلا آیا مگر میرے چھوٹے بھائی اور ممبر یونین کونسل کافی رات گئے مخدوم رشید واپس لوٹے۔

مورخہ 70-08-02ء کو انھوں نے مجھے ملتان لے جانے کی کوشش کی مگر میں ان کے کہنے میں نہ آیا اور نہ ہی ملتان گیا کیونکہ مجھے خوف تھا کہ یہ لوگ خرید شدہ کاغذات کی تکمیل کروائیں گے مگر آہ اگلے دن مورخہ 70-08-03ء کو مجھے زبردستی اور جبر وتشدد سے ملتان لے گئے۔ جہاں عرائض نویس کے پاس پہلے سے طلاق نامہ کے کاغذات مکمل تھے عرائض نویس نے مجھے تکمیل شدہ کاغذات پر دستخط کرنے کو کہا مگر میں نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر میرے چھوٹے بھائی چیرمین اور ممبر یونین کونسل متذکرہ بالا نے مجھے کہا کہ تمھاری اپنی بیوی سے ناچاقی ہے وہ تمھارے حکم کے بغیر چلی گئی ہے وہ سرکش اور باغی ہے وہ تمھارے کہنے میں نہیں ہے اس لیے تم اسے طلاق دے دو۔

میں نے کہا کہ وہ نہ تو کسی نامعلوم جگہ گئی ہے اور نا ہی وہ کسی کے ساتھ اغواء ہوگئی ہے پھر میں اسے طلاق دوں تو کیونکر؟ للہ رحم کرو خدا سے ڈرو جسے تم طلاق دلوانا چاہتے ہو وہ تو شادی میں شمولیت کے لیے گئی ہے۔ اگر میں وقت پر پہنچ جاتا تو میں بھی اس کے ساتھ شادی میں شرکت کی لیے روانہ ہو جاتا مگر ہائے چیئرمین ممبر یونین کونسل اور میرے بھائی اپنی ضد اور ہٹ دھری پر ڈٹے رہے اور آخر کار سختی اور تشدد پر اتر آئے میں نے اپنی جان اور بے عزتی کے خطرہ کے پیش نظر مزید کوئی کلمات نہ کہے میں نے کاغذات پر دستخط کر دیے۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مجھے طلاق نامہ پڑھ کر نہیں سنایا گیا میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں ان پڑھ ہوں اس لیے طلاق نامے کے پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ طلاق نامہ پر مجھ سے جبر وتشدد سے دستخط لیے گئے جس کے لیے میں ہرگز ہرگز تیار نہیں تھا۔

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ طلاق نامہ پر دستخط سے پہلے اور نہ ہی بعد میں میں نے مسماۃ غلام فاطمہ زوجہ ام کو طلاق دینے کا لفظ کہا اور نہ اسے اپنے اوپر حرام کیا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے نہ تو اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کیا اور نہ اسے آزاد کیا۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی غلام فاطمہ کو قطعی طلاق'' دیتا ہوں اور نہ ہی میں نے یہ کہا کہ وہ بعد شرعی عدت کے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ غلام فاطمہ سے میرا کچھ واسطہ نہیں۔ میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میری بیوی اشد ضروری اشیاء کے علاوہ اور اپنے ساتھ شادی میں کچھ نہیں لے گئی تھی اور شادی سے فراغت کے بعد سب اشیاء لے آئی۔ یہ پچیس صد روپے کا دعوی غلط او

بے بنیاد ہے میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مضمون حلفی بیان مظہر نے خود ہی تحریر کرایا ہے سوچ سمجھ کر دستخط وانگوٹھا بلا کسی جبر یا ترغیب کے آزادانہ طور پر اپنی مرضی سے بقائمی ہوش وحواس خمسہ لگایا میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ یہ بیان سچائی پر مبنی ہے کوئی مخفی راز نہیں رکھا گیا۔

الٰہی بخش ولد حاجی غلام رسول، ملتان

﴿ج﴾

لکھے ہوئے طلاق نامہ پر بحالت عدم رضا میں دستخط کرنے سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوتی۔ حسب سوال اگر فی الواقع زبان سے کوئی لفظ طلاق وغیرہ کا نہیں کہا تھا اور بلا رضامندی جبراً کاغذ خرید کرا کر لکھے ہوئے طلاق نامہ پر دستخط کرائے گئے تھے تو شرعاً طلاق واقع نہیں ہوئی سائل کا نکاح مسماۃ غلام فاطمہ مذکورہ سے بدستور قائم ہے۔ واللہ اعلم

رجل اکره بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امراته...... فکتب...... لا تطلق امرأته کذا فی فتاوی قاضی خان علی هامش عالمگیری ص ۴۷۲ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

محمد عبدالشکور عفی عنہ (مہر مدرسہ رحمانیہ ملتان)

جواب صحیح ہے حامد علی خان (مہر مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد چوڑی سرائے ملتان شہر)

الجواب صحیح سید محمد عبیداللہ شاہ رضوی (مہر مدرسہ انوار الابرار ملتان)

طلاق نامہ پر جبراً دستخط کروانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ قوم گوجران کا رواج تھا کہ جو عورت جس کنبے کے اندر نکاح میں دی جائے اگر پہلا خاوند فوت ہو جائے تو اس کنبے میں نکاح ثانی کرے اس وقت ایک دو معاملہ اس کے خلاف کر دیے یعنی نکاح ثانی دوسرے کنبے میں کر دیے ایک واقعہ ایسا ہوا کہ نکاح ثانی دوسرے کنبے میں کرنے سے ایسی ضد کی کہ جو لڑکی خاوند کے تبادلہ یعنی وٹے میں دی ہوئی تھی سات آدمیوں نے بہانہ رضامندی بنا کر جو شخص نکاح کرنے والا زندہ تھا اس کو بلایا اور اس کو مار پیٹ کر اس بات پر زور دیا کہ تو طلاق دے اس نے طلاق سے انکار کر دیا۔ انھوں نے زبردستی اس کے ہاتھ پکڑ کر تین جگہ کاغذ پر انگوٹھا لگوالیا اور اس واقعہ سے پہلے وہ عورت تقریباً آٹھ یا نو سال آباد رہی اور پانچ بچے پیدا ہوئے اس ضد میں آکر یہ وقوعہ کیا کہ رواج کے خلاف کیوں کیا پھر مظلوم نے تھانے میں درخواست دی دونوں فریق بلائے گئے تو تھانیدار نے تفتیش کرتے ہوئے واقعہ دریافت کیا تو تین آدمیوں نے حلفیہ بیان کیا کہ اس شخص نے طلاق دی جب تھانیدار نے شہادت کی تفتیش کی تو تینوں آدمی جھوٹے ثابت ہوئے اور تھانیدار

نے سب کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ تینوں جھوٹے ہیں میں ان تینوں کا نام جھوٹوں کی فہرست میں درج کردونگا تا کہ پھر کسی کو دھوکے میں نہ ڈالیں اور تھانیدار نے کہا کہ عورت پہلے شخص کو واپس دیدو اگر تم نے عورت واپس نہ دی اور مقدمہ کسی اور عدالت میں گیا تو میں تمہارے برخلاف شہادت دونگا اٹھارہ سو روپیہ لے کر باوجود اتنے معاملات کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا اس بناء پر کہ ہم نے زبانی طلاق لے لی اور مظلوم کہتا ہے صرف انگوٹھے لگوائے ہیں زبانی طلاق نہیں دی اب عام آدمی اس الجھن میں ہے کہ از روئے شریعت ان میں کس کا اعتبار کیا جائے اگر طلاق نہ واقع ہو تو نکاح ثانی کرنے والے شرعی مجرم ہیں؟ تو کیا ان کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

﴿ج﴾

طلاق نامہ پر جبری انگوٹھہ لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی پس اگر واقعی اس شخص نے اسی حالت مجبوری میں زبان سے طلاق واقع نہ کی ہو تو انگوٹھہ لگوانے سے اس کی عورت مطلقہ شمار نہ ہوگی بلکہ بدستور اس کی منکوحہ سمجھی جائے گی بشرطیکہ زبانی طلاق کے گواہ شرعی نقطہ نگاہ سے گواہی کے اہل نہ ہوں اور اسی بناء پر تھانیدار نے ان کی گواہی کو رد کیا ہو جیسا کہ سوال سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے لہٰذا اس عورت کا نکاح جو دوسری جگہ کر دیا گیا ہے وہ محض باطل اور ناجائز ہے۔

طلاق نامہ پر جبری انگوٹھہ لگوانے سے یہ عورت اس خاوند کے نکاح سے خارج نہیں سمجھی جائیگی شامی میں ہے......

وفی البحران المراد الاکراہ علی التلفظ بالطلاق فلو اکرہ علی ان یکتب طلاق امراتہ فکتب لا تطلق لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولاحاجة هنا شامی ص۲۳۶ ج۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی۔

عبدالرحمٰن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاخری ۱۳۷۹ھ

اکراہ بالکتابت سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ گونگا اور جاہل ان پڑھ بھی ہے اسے کچھ لوگوں نے دریا کے کنارے پر جنگل میں موقعہ پا کر قتل وغرق کرنے کی دھمکی دینے کے بعد کچھ کاغذ سفید پر لکھ کر زبردستی ایک شخص نے انگوٹھا پکڑا اور زور سے لگوا دیا اس گونگے کو کوئی علم نہیں ہے کہ کاغذ پر کیا لکھا ہوا تھا اور نہ اس نے کسی قسم کا اشارہ طلاق وغیرہ کا کیا ہے مزید برآں لڑکی منکوحہ کے والدین صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم کو کوئی علم نہیں کہ یہ کاغذ کس نے لکھوایا

ہے اور کیا لکھا کر چلے گئے ان دو آدمیوں کا اب تک کوئی پتہ نہیں چلا کہ وہ کون تھے کیا مذکورہ بالا صورت میں اگر طلاق لکھی ہو تو واقع ہوگی یا نہ خصوصاً جبکہ فتاوی عالمگیریہ میں یہ عبارت بھی موجود ہے......

(وان لم تکن له اشارة معروفة یعرف ذلک منه اویشک فیه فهو بالکل کذا فی المبسوط وفی القاضی خان فی فصل الطلاق بالکتابت ففی غیر المستبینة لایقع الطلاق و ان نوی و ان کانت مستبینة لکنها غیر معروفة ان نوی الطلاق تقع والا فلا مطبوعه مصری ص ۴۴) از روئے عبارات فقہاء مدلل جواب دیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ایک تو حوالہ مذکورہ فی السوال من الفتاوی العالمگیریہ طلاق واقع نہیں ہے دوسری یہ کہ اکراہ بالکتابتہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(فلو اکره علی ان یکتب طلاق امراته فکتب لا تطلق شامی ص ۲۳۶ ج ۳ کتاب الطلاق)
محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سفید کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی سید محمد اور اس کی بیوی صفوراں کے درمیان بد اتفاقی تھی تو جب مسمی سید محمد لینے کے لیے اپنے سسرال کے ہاں آیا تو وہ اس کو بہلا پھسلا کر گھر سے باہر کھیت میں لے گئے اور سید محمد کو مارنے لگے اور طلاق دینے پر زور دیا آخر اس نے کہا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو میں طلاق دیدونگا جب چھوڑا تو وہ چیخنے پکارنے لگا۔ انھوں نے پھر اس کو مارا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر لگایا اور پھر تین مہینے پورے کر کے آگے نکاح محمد اشرف سے کر دیا ہے تو اب پوچھنا یہ ہے کہ انگوٹھا لگا دینے سے طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں اور انگوٹھا خود بخود لگانے اور پکڑ کر لگانے میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور پھر کاغذ پر طلاق نامہ کی تحریر ہونے نہ ہونے میں فرق ہے یا نہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو جس نے دوسرا نکاح پڑھا اور اس محفل والوں پر جس میں نکاح پڑھایا گیا بحکم شرع شریف کے کوئی جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں اور ان کے نکاح ٹوٹے ہیں یا نہیں اور برادری کو ان کے ساتھ برتنا چاہیے یا چھوڑ دینا چاہیے؟

برکت علی ولد فرزند علی، چکوال

﴿ج﴾

سفید کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے یا تحریری طلاق نامہ پر زبردستی انگوٹھا لگوانے سے شرعاً طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ زبان سے طلاق کے الفاظ نہ کہے۔ پس صورت مسئولہ میں معتمد علیہ علماء کے سامنے واقعہ کی تحقیق کی جاوے اگر واقعی شخص مذکور نے زبانی طلاق نہیں دی اور زبردستی واکراہ کے ساتھ اس سے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوایا گیا ہے تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور دوسری جگہ نکاح حرام ہے۔ دوسرے نکاح میں شریک ہونے والے گنہگار ہیں اور ان پر توبہ کرنا لازم ہے لیکن اس شرکت کی بناء پر ان لوگوں کے نکاح ختم نہیں ہوئے اور اگر اس شخص نے زبانی طلاق کے الفاظ کہے ہیں اگرچہ زبردستی اس سے طلاق کے الفاظ کہلوائے گئے ہوں یا اس نے رضامندی کے ساتھ طلاق نامہ پر انگوٹھا لگایا ہو تو اس کی زوجہ مطلقہ شمار ہوگی اور دوسری جگہ نکاح عدت کے بعد جائز ہوگا۔ بہرحال تحقیق واقعہ ضروری کی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر ہلاک ہونے یا ضرب شدید کا خوف ہو تو تحریر طلاق پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص اپنی اہلیہ کو گھر پر رکھ کر اس کو بسانے کے لیے آمادہ نہیں ہے اور اپنی ہمشیر کو اپنے پاس رکھ کر اس سے ناجائز فعل سرزد کرا کر خود بھی اس کی کمائی کھانے لگا اور اپنی ہمشیر اپنے بہنوئی کے پاس بھی نہیں بھیجنے پر آمادہ تھا۔ یعنی دیوس کی شکل اختیار کر رکھی تھی۔ پہلے ہی سے اس مذکور بالا شخص کے سسرال میں ان بن تھی۔ اس مندرجہ بالا ذکر سے سسرال کے اشخاص اور سسرال کے رشتہ دار اور متاثر ہوئے جن لوگوں نے اس مندرجہ بالا شخص کے نکاح کرانے کے لیے مدد کی تھی۔ اس وقت انھی لوگوں نے اس کے سسرال کے لوگوں کے کہنے سے اور اس مندرجہ بالا عذر سے اس شخص کو طلاق دینے پر مجبور کیا اور اپنے گھر بٹھا کر اس سے طلاق طلب کی۔ جن میں اس شخص کی بڑی سالی اور لڑکی کا چچا وغیرہ شامل تھے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ تم میرے وارثوں کو یعنی میرے کنبہ کے نمبرداروں کو بلاؤ۔ اور اس لڑکی کے کنبہ والوں کو بلالو۔ تو میں طلاق دوں گا۔ پھر کہا تو اس کا کوئی نمبردار آنے پر راضی نہیں ہے اور نہ آیا اور نہ اس طرف سے کوئی آدمی آیا۔ تو پھر اس نے کہا کہ تم لڑکی کو میرے پاس بھجواؤ۔ اس پر اس کے چچا نے دو تھپڑ مارے، دوسرے چچا نے کہا کہ فلاں کو بلالو تو طلاق لکھ دوں گا۔ یہ جو آپ نے کہا اس پر تو طلاق ہوگئی۔ محض لکھنا باقی ہے۔ اس شخص نے اتنا کہتے ہوئے۔ جب سنا تو لکھ دیا۔ اس نے لکھنے سے پہلے یہ کہا کہ تم لکھو میں زبانی کہہ دیتا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ تم اپنے ہاتھ سے لکھو۔ تو مندرجہ ذیل پرچہ تحریر کیا۔

﴿ج﴾

اگر اس کو مار پیٹ کر اور ڈرا دھمکا کر جس سے اسے ہلاک ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہو یا ضرب شدید کا خوف طاری ہو گیا ہو اور اس نے یہ تحریر لکھ دی ہے اور زبان سے کچھ نہ کہا ہو۔ تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ورنہ طلاق واقع ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ تحریر کرنے کے بعد گواہوں کو پڑھانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی زوجہ منکوحہ کو کسی معذوری کی وجہ سے تین طلاق تحریر کر دی تھیں وہ تحریر زید نے چند آدمیوں کو پڑھائی اور زید مذکور سے پوچھا گیا کہ جس وقت یہ تحریری طلاق نامہ کی لکھی گئی تھی۔ وہ آپ کو پڑھ کر سنائی گئی تھی زید نے کہا کہ ہاں پڑھ کر سنائی گئی میں نے سن کر کہا کہ یہ ٹھیک ہے اور طلاق بھی ہوش و حواس کے درست ہونے کے وقت دی گئی تھی اب زید کی وہ مطلقہ عورت ہندہ واپس اپنے میکے سے اپنے بچوں میں چلی آئی زید بیچارہ اب پریشان ہے کہ کسی طریقہ سے میرا نکاح ہو جاوے اور یہ عورت میرے اوپر حلال ہو جاوے اور زنا سے بھی بچ کر رہوں۔ اب اس مسئلہ میں کیا عورت مذکورہ ہندہ مطلقہ دوبارہ نکاح کرا سکتی ہے اور زید کا نکاح بغیر کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے ہو سکتا ہے یا نہیں، یہ عورت بغیر کسی دوسرے آدمی کے نکاح کرنے کے دوبارہ زید کے گھر آباد ہو سکتی ہے یا نہیں یا دوسرا نکاح کرنے کے بعد حلال ہوگی۔ بینوا توجروا

حبیب احمد، لائل پور

﴿ج﴾

زید کی زوجہ ہندہ مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح جائز نہیں یعنی اگر ہندہ بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر دے اور شوہر ثانی ہمبستری کرنے کے بعد مر جائے یا طلاق دیدے اور اس کی عدت بھی گزر جائے تو شوہر اول زید کے ساتھ اس کا نکاح جائز ہے۔ اس کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ شوال ۱۳۸۹ھ

طلاق نامہ کی تحریر سنانے کے بعد جب اس نے کہا کہ منظور ہے تو طلاق واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی غلام حسین ولد چراغ دین ساکن کراچی ماڈل کالونی مکان نمبر 5/79 صراط مستقیم روڈ اقرار کر کے لکھ دیتا ہوں کہ چونکہ عرصہ چار سال سے میری اور میری زوجہ مسماۃ زینت بیگم دختر بہرام خان ساکن بٹخیلہ ایجنسی کے درمیان تعلقات کی خرابی کی وجہ سے میری زوجہ مجھ سے طلاق لینے پر بضد ہے لہذا میں اپنی خوشی سے اس کو تین طلاق دیتا ہوں، میں نے طلاق دیدی میں نے طلاق دیدی، میں نے طلاق دے دی لہذا آئندہ کے لیے اس کا میرے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔

لہذا یہ چند حروف برائے یادداشت لکھ دیے تا کہ سند رہے۔

فقط مورخہ 13-02-76ء از طرف غلام حسین ولد چراغ دین ساکن ماڈل کالونی اور آئندہ کے لیے اس کا میرے مکان نمبر 5/80 پر جو میں نے اس کو صراط مستقیم روڈ مکان نمبر 5/79 میں دیا تھا نیز گھر میں سامان پر اس کا کوئی حق نہیں رہا۔ (غلام حسین)

یہ الفاظ بالا اس کو سنائے گئے میرے روبرو اور محمد علی ماسٹر کی طرف سے تو اس نے کہا کہ ہاں مجھے منظور ہے اور شرط یہ ہے کہ میرے مکان وغیرہ سامان گھر پر اس کا کوئی حق نہ ہوگا پھر وہ اپنی طرف سے اسٹامپ بھی طلاق نامہ کے نام پر خود خرید کر لایا اور ہم سے کہا کہ قانونی طور پر اسٹامپ پر دستخط کرنے کے لیے فریق ثانی (مسماۃ زینت بیگم) وہ بھی 15 روپے اسٹامپ پر اپنا مہر اور گھر کے سامان سے اپنے دستخط کے طور پر دست برداری مجھے میرے بھائی عنایت ٹھیکیدار راولپنڈی کے تصدیق کا بھیج دیں تو طلاق نامہ اسٹامپ پر میں اپنے دستخط شدہ ارسال کروں گا لہذا علماء کرام سے درخواست ہے کہ ہمیں بتایا جائے کہ موجودہ تحریر شدہ خط ہذا کے مطابق طلاق واقع ہوئی ہے یا نہ؟

محمد بہرام خان، مالاکنڈ ڈویژن

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ جب یہ تحریر اس کو سنائی گئی ہے اور اس نے یہ کہلایا ہے کہ مجھے منظور ہے تو اس تحریر کے مطابق یہ عورت اپنے خاوند پر بسہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہٗ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ

خاوند طلاق نامہ لکھنے کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ آج سے تقریباً چار سال قبل میرے چچا نصیر احمد کی شادی خانہ آبادی ریحانہ نامی ایک لڑکی سے ہوئی شادی کے بعد دو سال کا عرصہ بڑے آرام سے گزرا مگر آخر تیسرے سال میں حالات کچھ اس قدر خراب ہوگئے کہ ان دونوں میاں بیوی میں کافی حد تک اَن بن رہنے لگی اور آخر ایک وقت وہ آیا لڑکی والے اپنی لڑکی کو لے آئے کوئی دو ماہ گزرنے کے بعد لڑکی کا خاوند اپنی بیوی کو لانے کی غرض سے اپنے سسرال گیا مگر لڑکی والوں نے لڑکی کے والدین نے لڑکے سے تحریری طور پر طلاق نامہ لے لیا اور لڑکے کے کہنے کے مطابق میں نے طلاق نامہ پر دستخط کر دیے تھے اور چند اور لوگوں کے سامنے طلاق دیدی گئی تھی لیکن تین روز کے بعد لڑکی دوبارہ اپنے شوہر کے گھر چلی گئی اور چار ماہ بعد لڑکی کے ہاں ایک بچی کی پیدائش بھی ہوئی جس وقت لڑکی کو طلاق دی گئی تھی اس وقت لڑکی حاملہ تھی لیکن اب لڑکی والے لڑکی کو دوبارہ لے آئے ہیں اور لڑکے سے جہیز کا تمام سامان اور ۹۰۰ سو روپیہ نقد بھی وصول کر لیا ہے لیکن لڑکی اب بھی یہی کہتی ہے کہ میں تو اپنے خاوند کے پاس ہی جاؤں گی اور لڑکی کا شوہر بھی لڑکی کو دوبارہ رکھنے پر آمادہ ہے۔ اب فتویٰ درکار ہے کہ آیا ریحانہ کو طلاق ہوگئی ہے کہ نہیں اور اگر نہیں ہوئی ہے تو بھی فتویٰ بھیجنے کی زحمت فرمائیں گے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جب خاوند طلاق نامہ لکھنے کا اقراری ہے تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو چکی ہے حاملہ کو طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب دوبارہ طرفین آباد ہو سکتے ہیں یا نہیں اس کا جواب طلاق نامہ یا اس کی نقل بھیجنے کے بعد دیا جا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ محرم ۱۳۹۵ھ

زبانی طلاق ہی کافی ہے، تحریر ضروری نہیں، لیکن جب منکر ہو تو گواہ کا ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک خاوند اپنی بیوی کو تحریری طلاق دیتا ہے۔ بیوی وہ طلاق وصول کر کے پڑھتی ہے۔ پڑھ کر اپنے سسر کے حوالے کر دیتی ہے۔ سسر صاحب وہ طلاق نامہ گم کر دیتے ہیں۔ فتویٰ زبانی

بیان پر لیا گیا ہے اور رجوع ہوگیا۔ (واقعہ دسمبر ۱۹۷۵ء) دوسری بار خاوند زبانی طلاق اپنی ماں کے سامنے دیتا ہے۔ بیوی احتجاج کرتی ہے۔ ماں اور بیٹا دونوں حلفاً مکر جاتے ہیں کہ انھوں نے کوئی طلاق نہیں دی۔ فتویٰ لیا گیا اور رجوع ہوگیا۔ (واقعہ مارچ ۱۹۷۷ء) تیسری بار خاوند رجسٹری طلاق بیوی کو بھیجتا ہے۔ بیوی رجسٹری وصول کرتی ہے اور پڑھتی ہے۔ اس طلاق پر سابقہ واقعات کی روشنی میں ۲۰ فتویٰ لیے گئے۔ ہر جگہ سے طلاق مغلظہ قرار دی گئی اور واپسی کی گنجائش ختم ہوگئی۔ (واقعہ دسمبر ۱۹۷۷ء) اس واقعہ کے سال بعد سسر صاحب اور خاوند اعلان کرتے ہیں کہ ابھی عدالتی طور پر طلاق نہیں ہوئی۔ لہٰذا وہ کسی وقت بھی عدالتی کارروائی کرکے بیوی کو جبراً واپس لے جاسکتے ہیں۔ بیوی تین معصوم بچوں کی ماں ہے۔ سزا کے طور پر دو بچے بعمر ۵ ۱/۲ سال اور ۴ ۱/۲ سال چھین کر لے جاچکے ہیں اور تیسرا بچہ ۲ ۱/۲ سال کا چھیننے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ اگر ایک خاوند اندرون خانہ مسلسل طلاقیں دیتا رہے اور عدالتی مجوزہ کارروائی کے تحت طلاق بیوی کو نہ دے تو کیا طلاق نہ ہوگی؟

شریعت کے فتوؤں کے مطابق طلاق مکمل ہوچکی ہے۔ کیا عدالت اپنے طریق کار کے مطابق ان فتوؤں کا احترام نہیں کرے گی؟

ملک اسلامی ہو، عدالتیں شرعی کہلائیں اور فیصلہ وہ شریعت محمدیہ کے خلاف کریں کیا علماء کرام اس ملکی قانون کے خلاف احتجاج نہیں کرسکتے؟

مفتی حضرات صرف فتویٰ دے کر بری الذمہ ہوجاتے ہیں کہ طلاق ہوگئی اور دوسری طرف عدالت کان سے پکڑ کر مطلقہ کو خاوند کے حوالے کردے۔ تو مفتی حضرات عورت کو نشانہ ستم بنتا دیکھ کر خاموش رہیں گے؟

اگر قانون عورت کو خاوند کے حوالے کردے اور شرعاً وہ خاوند کی بیوی نہیں تو اس گناہ کا مرتکب کون ہوگا۔ عدالت یا مفتی یا عورت؟

کیا کوئی ایسا طریق کار نہیں کہ ایسی صورت میں عورت حرام کاری سے بھی بچ جائے گھر اور بچے بھی برباد نہ ہوں؟ حلالہ کی مذمت کچھ علماء کرتے ہیں، کچھ جائز؟ جائز صورت کونسی ہے، وضاحت؟ آخر یہ ساری سزائیں عورت کو ہی بھگتنی ہیں۔ طلاق بھی عورت کو گھر اور بچے اس کے چھین لیے جائیں۔ حلالہ بھی عورت کرے اور مرد بلا سزا پھر عورت کا مالک بن بیٹھے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ یہ عورت اپنے خاوند مذکور پر بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔

اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ عقد نکاح کرسکتی ہے۔ طلاق کے وقوع کے لیے خاوند کا زبان سے طلاق کے الفاظ کہہ دینا کافی ہے۔ اس کے لیے تحریر ہرگز ضروری نہیں ہے۔ اس لیے عدالت کو بھی خاوند کا زبانی طلاق دینا معتبر تصور کرنا چاہیے۔ البتہ اگر خاوند زبانی طلاق دینے سے انکار کرے تو پھر گواہوں کے مطابق فیصلہ دے دینا چاہیے۔ اگر عورت کے پاس اپنے دعویٰ پر گواہ نہ ہوں تو خاوند کے قسم اٹھا لینے سے طلاق مؤثر نہیں ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ میں درج ذیل الفاظ درج کرنے سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور ہندہ کا نکاح شرعی اور شادی ہونے کے بعد نا اتفاقی اور بدسلوکی کی وجہ سے عورت مذکورہ کو ماں باپ گھر لے آئے اور دعویٰ تنسیخ عدالت میں دائر کردیا۔ شخص مذکور نے طلاق نامہ لکھوا کر بھیج دیا جس میں یہ الفاظ لکھوائے کہ طلاق شرعی و قانونی دے کر اپنے حلقہ زوجیت سے علیحدہ کرتا ہے اور آئندہ تمھیں بطور زوجہ اپنے نفس پر حرام سمجھتا ہے اب شخص مذکور اپنی زوجہ سے رجوع کرنا چاہتا ہے اور عدت بھی باقی ہے کیا رجوع ہوجائیگا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی مطلقہ بائنہ ہوگئی ہے نکاح جدید بغیر حلالہ دوبارہ ہوسکتا ہے رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ رجب ۱۳۹۱ھ

چیئر مین کا طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوانا

﴿س﴾

سائل کی زبانی بیان ہے کہ میرا عورت سے جھگڑا ہوا اس نے کہا کہ میں طلاق لینا چاہتی ہوں میں نے کہا کہ چیئر مین کے پاس پہنچے میں نے چیئر مین کو کہا کہ میری عورت طلاق لینا چاہتی ہے اور میں بھی طلاق دینا چاہتا ہوں۔ اس نے مندرجہ بالا تحریر کرکے مجھ سے انگوٹھا لگوالیا اس کی نقل میری عورت کو دے دی اس کے علاوہ میں نے عورت کو زبانی اور کوئی لفظ طلاق حرام وغیرہ کا نہیں کہا اب اس کا شرعاً کیا حکم ہے نیز میں پڑھ لکھ نہیں سکتا۔ لکھنے والے نے تحریر سنائے بغیر میرا انگوٹھا لگوایا تھا۔

﴿ج﴾

اگر سوال مطابق واقع کے درست ہے تو سائل کی عورت کو حسب تحریر بالا طلاق رجعی واقع ہوئی ہے۔ عدۃ کے اندر رجوع کرسکتا ہے حسب بیان سائل اگر عورت حاملہ نہیں تو عدۃ اس کی تین ماہواری گزرنے تک ہے۔ اس عدت کے اندر جب چاہے گواہوں کے سامنے رجوع کرے یعنی کہہ دے کہ میں نے اپنی فلاں عورت سے رجوع کرلیا ہے اور اسے پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لیا ہے خواہ عورت رضامند ہو یا نہ ہو پہلا نکاح بدستور قائم ہوجائیگا جدید نکاح کرنے کی حاجت نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

نیز طلاق سے زائد جو لفظ محرر نے لکھا ہے اور درخواست دہندہ کو سنایا نہیں وہ اس کا پابند نہیں۔

محمد عبدالشکور ملتان
یکم ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ

سائل کہتا ہے کہ میں نے یہ لفظ نہیں لکھوانا ہے کہ آزاد کردیا ہے اگر یہ درست ہے تو پھر طلاق رجعی واقع ہوئی۔ جواب درست ہے۔

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں طلاق نامہ میں یہ الفاظ ہیں۔ طلاق دیدی ہے اور آزاد کردیا ہے اور سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ طلاق نامہ پڑھ کر سنانے کے بعد میں نے اس پر انگوٹھا لگایا تو جب سائل نے مضمون پر مطلع ہونے کے بعد انگوٹھا لگایا ہے اور انگوٹھا لگانا یا دستخط کرنا اصطلاحاً اس مضمون کو اپنی طرف منسوب کرنا ہے تو اگر اس نے زبانی آزاد کردیا کے الفاظ نہیں کہے لیکن یہ اب معتبر ہوں گے۔

باقی چونکہ لفظ آزاد کردیا ہے سے طلاق رجعی یا بائن واقع ہونے میں علماء کا اختلاف ہے اس لیے ضروری ہے کہ تجدید نکاح کرلیا جاوے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاخری ۱۳۸۸ھ

تحریر میں تالق یا تالکھنا، نیت طلاق نہ ہو، طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بندہ نے حسب ذیل چند الفاظ محض دھمکانے کی خاطر اپنی بیوی کو

لکھے۔ بندہ کا طلاق دینے کا بالکل ارادہ نہیں تھا۔ بندہ کی والدہ سے بندہ کی ساس نے جھگڑا کیا اور بندہ کو جب یہ علم ہوا۔ تو یہ کلمات تحریر کیے۔ نیز بندہ درست لکھنا جانتا تھا۔ اور قصداً غلط الفاظ تحریر کیے۔ آج مورخہ ۳۰/۴/۶۲ کو بقائمی ہوش وحواس تالق تالق تالق تین دفعہ لکھ دی ہے۔ مجھے کسی کی ضرورت نہیں تالک، تالک، تالک۔ باقی سب خیریت ہے۔

﴿ج﴾

اگر واقعی خاوند کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا۔ محض دھمکانے کی خاطر یہ الفاظ لکھ دیے ہیں۔ نیز الفاظ درست جانتا ہو عمداً یہ غلط الفاظ تحریر کیے ہیں۔ تو اس صورت میں یہ الفاظ لغو ہیں۔ ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ شرعاً خاوند وزوجہ بدستور سابق آپس میں آباد ہوسکتے ہیں۔ لیکن اگر خاوند نے قصداً ان الفاظ کو غلط تحریر نہیں کیا۔ ڈرانے کے ارادہ سے بلکہ یہ الفاظ طلاق صحیح سمجھتے ہوئے تحریر کیے ہوں۔ تو اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ اس لیے کہ یہ آخری تین لفظ (تالک تالک تالک) صریح طلاق کے الفاظ ہیں۔ عورت حرمۃ مغلظہ کے ساتھ خاوند پر حرام ہوجاتی ہے۔ بغیر حلالہ کے آباد نہیں ہوسکتے۔ الدر المختار ص ۲۴۸ ج ۳ پر ہے ویقع بھا ای بھذہ الالفاظ وما بمعناھا من الصریح ویدخل نحو طلاغ وتلاغ و طلاک و تلاک او ط ل ق او طلاق باش بلا فرق بین عالم و جاھل وان قال تعمدته تخویفاً لم یصدق قضاء الا اذا اشھد علیه قبله وبه یفتی لہٰذا خاوند سے تحقیق کے بعد جبتہ وقوع طلاق یا عدم وقوع طلاق متعین ہوجائے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریراً طلاق نامہ کا نوٹس بھیجنے کے بعد بغیر حلالہ کے رجوع درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی منکوحہ کو (اپنے والد بزرگوار پر ناجائز الزام لگانے کی وجہ سے) کہا کہ میری آنکھوں سے دور ہوجا۔ پھر اس کی زوجہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ پھر اگلے روز عائلی قوانین کے تحت ایک نوٹس طلاقنامہ بمعرفت چیئرمین صاحب یونین کونسل اپنی زوجہ کی طرف ارسال کردیا جس میں تحریراً لفظ طلاق مغلظہ کا استعمال کیا عرصہ ایک ماہ کے بعد دوسرا نوٹس بھی ارسال کرچکا ہے۔ اب آپس میں پھر وہ ملنا چاہتے ہیں۔ کیا رجوع کرسکتے ہیں۔ یا تجدید نکاح ہوسکتی ہے یا نہیں عرصہ ۱/۲ ماہ کا گزر چکا ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے آپس میں دوبارہ آباد ہونا کسی

طرح جائز نہیں اور نہ کوئی مصالحت ہوسکتی ہے۔قال تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان الی ان قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیة۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل الفاظ تحریر کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ من مسمی غلام فرید پیر کریم بخش ذات ارائیں سکنہ چک نمبر 49 میلسی حسب ذیل عرض کرتا ہوں......

(۱)...... عرصہ تقریباً ایک سال ہوا جب میں فوجی ملازم تھا اور اب بھی ہوں میں اپنے گھر گیا تو میری بیوی اپنے والدین کے گھر تھی۔

(۲)...... چک مذکور بالا میں دو مربعہ اراضی مسمیان رحیم بخش خدا بخش محمود کریم بخش نے بطور الاٹ حاصل کی تھی لیکن ہم چار بھائیوں میں سے تین بھائیوں نے حقوق حصہ نمبرداری اپنے بھائی خدا بخش کے نام زمین مذکور کرادی تھی اور برابر برابر کاشت کرتے رہے بعد کافی مدت مسمی خدا بخش میرے سسر نے میرے باپ کو زمین دینے سے انکار کردیا مجھے والدین نے ستایا تو میں نے نوٹس تحریر کیا اور دو گواہان مسمی خدا بخش واحد کے نوٹس مذکور پر نشان انگوٹھا لگوایا اور نوٹس بذریعہ یونین کونسل بھیج دیا جس میں یہ دھمکی دی کہ تیرے باپ نے زمین نہ دی تو تجھے طلاق دے دوں گا لیکن اندر میعاد ۲۵ روز میں ہمراہ چچا حقیقی رحیم بخش دفتر یونین کونسل دو کوٹہ گئے اور نوٹس داخل دفتر کرادیا میرے چچا نے یہ تسلی دی کہ حقوق ضائع نہ کیے جائیں گے لیکن اب میں چھٹی آیا تو میرے سسرال نے میری بیوی دینے سے انکار کردیا اور کہا کہ تو نے بیوی کو مطلقہ کردیا ہے۔

(۲)......میری بیوی بوقت نوٹس گھر پر موجود نہ تھی میری بیوی کے بطن سے دو لڑکیاں ہیں اور میری بیوی میرے ساتھ رہنے کو تیار ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... بشرط صحت سوال صرف اتنی سی تحریر سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے دونوں میاں بیوی آپس میں نکاح سابق کے ساتھ آباد رہ سکتے ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ

طلاق نامہ کے رو سے وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ کا علم ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسمی منظور حسین جس کا نکاح کافی عرصہ سے اپنی بیوی سے تھا بار بار ناچاکی کی بناء پر بیوی اپنے سسرال چلی جاتی تھی اسی طرح ایک دفعہ وہ چلی گئی پھر جب میں لینے گیا تو انھوں نے مجھے یہ کہا کہ ہمیں یہ تحریر لکھ دو کہ جب ہم اسے لینے آئیں تو آپ ہمارے ساتھ بھیج دیا کریں گے میں نے کہا اچھا اس پر انھوں نے خود ہی ایک تحریر لکھی جس پر مجھ سے انگوٹھا لگوالیا اور وہ مجھے پڑھ کر بھی نہیں سنائی۔جب میری بیوی گھر گئی تو میں اسے لینے چلا گیا۔اس نے خفیہ طور پر مجھے بتلایا کہ میرا باپ کہتا ہے تیری ہم نے طلاق لے لی ہے لہذا اب تو یہاں ہی رہے گی لیکن چونکہ میری بیوی کے تعلقات مجھ سے خوشگوار تھے اس لیے اس کے ساتھ مشورہ کر کے وہاں سے اپنی بیوی کو لے کر آ گیا پھر وکیل کے کہنے پر دوبارہ نکاح کر لیا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ قانونی طور پر تمھیں نکاح دوبارہ کرانا پڑے گا۔اس لیے دوبارہ نکاح کروالیا اب میری بیوی اپنے میکے میں ہے اور وہ میرے گھر نہیں بھیجتے اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ کیا لاعلمی کی حالت میں طلاق ہوگئی اور نکاح ختم ہو گیا یا نہ؟

منظور حسین

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ جب کہ مسمی منظور حسین کو تحریر کے اندر لکھے ہوئے مضمون کا علم نہ تھا اور اس نے یہ سمجھ کر کہ اس میں بیوی کو لانے اور بھیجنے کے متعلق قول واقرار ہے۔انگوٹھا لگا دیا اور اسے عبارت نہ تو سنائی گئی اور نہ ہی طلاق کے متعلق کچھ خبر دی گئی اور نہ ہی اس نے زبان سے طلاق دی بس ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ ہی دوبارہ نکاح کی کوئی ضرورت تھی۔بیوی اس شخص کے نکاح میں حسب سابق ہے والدین کو لازم ہے کہ زوجہ اس کے حوالہ کردیں اور عدالت کو بھی لازم ہے کہ وہ واقعہ کی تحقیق کرے۔ناجائز سفارش اور دباؤ سے متاثر نہ ہو۔بعد از تحقیق اگر منظور حسین کا بیان صحیح ہو تو منکوحہ کو اس کے حوالہ کردے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۷ جمادی الاخری ۱۳۸۱ھ

تحریری طلاق نامہ کا علم ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری شادی ایک آدمی نے کروائی تھی جس کا نام محمد اقبال ہے کچھ مدت

کے بعد مجھ میں اور میری بیوی میں جھگڑا ہوا محمد اقبال نے بھی مجھ سے جھگڑا کیا۔ محمد اقبال مجھے اور میری بیوی کو کچہری میں راضی نامہ کی تحریر لکھوانے کے لیے لے گیا تھا عرضی نویس محمد اقبال کا دوست تھا محمد اقبال پہلے ہی عرضی نویس سے بات چیت کر آیا تھا۔ اس نے عرضی نویس سے کہہ دیا تھا کہ میں دو فریقوں کو آپ کے پاس لاؤں گا اور تم ان دونوں کے نام طلاق کا کاغذ لکھ دینا جب وہاں پہنچے تو عرضی نویس نے محمد اقبال کی کہی ہوئی باتوں کے مطابق طلاق کا کاغذ لکھ دیا اور میں نے راضی نامہ کا کاغذ سمجھ کر اس پر انگوٹھہ لگا دیا میرے دل میں طلاق دینے کا کوئی خیال نہ تھا اور جب مجھے طلاق کا پتہ چلا تو میں نے طلاق کا کاغذ پھاڑ دیا تھا اور میں ان پڑھ آدمی ہوں اس لیے آپ سے التماس ہے کہ برائے مہربانی بندہ کو شریعت کے مطابق فتوی لکھ دیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

محمد سلیم، ملتان

﴿ج﴾

شرعی طریقہ سے اس کی تحقیق کی جاوے اگر واقعی خاوند کو طلاق نامہ کا کوئی علم نہ ہے اور نہ اس کو پڑھ کر سنایا گیا بلکہ اس سے دھوکے سے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوا دیا ہے تو اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی اور لڑکی بدستور اس کے نکاح میں ہے اور اگر اس نے زبانی طلاق دی ہو یا طلاقنامہ پر باوجود علم کے انگوٹھا لگایا ہو تو طلاق واقع ہوگئی ہے بہر حال خوب تحقیق کریں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ

طلاق نامہ کا علم ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک دن میں نے ایک دوست سے ذکر کیا کہ میری بیوی ناراض ہو کر اپنے میکے حیدر آباد چلی گئی ہے۔ میرا خیال تھا کہ خود آ جائیگی لیکن ابھی تک نہیں آئی اب کیا کیا جائے کوئی طریقہ اس نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں ایسا لکھیں گے کہ دیکھیں کس طرح نہیں آتی۔ میرے دوست نے نہ جانے کیا کچھ ٹائپ کر دیا میں ٹائپ کرواتے وقت موجود نہیں تھا اور نہ ہی میں نے کوئی بات کی کہ کس طرح لکھنا ہے اس نے میرے سامنے ٹائپ شدہ کاغذ رکھا اور کہا کہ اس پر دستخط کر دو اور بذریعہ ڈاک بھیج دو میں نے کاغذ پر دستخط کر کے بذریعہ ڈاک بیوی کے پاس بھیج دیا اس کا مضمون نہ تو پڑھ کر سنایا گیا اور نہ ہی میں نے سنانے کے لیے کہا نہ میں انگریزی اور اردو جانتا ہوں صرف انگریزی دستخط سیکھا ہوا ہوں میں نے بذریعہ ڈاک یہ کاغذ بھیج دیا جب یہ کاغذ میری بیوی کو ملا تو وہ فوراً میر پور

خاص سے آ گئی اور کہا کہ یہ اتنا بڑا جرم کیوں کیا ہے۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ اس ٹائپ شدہ تحریر میں طلاق تھی سچ پوچھیں تو مجھے خود بڑا ملال ہوا اس کاغذ پر دو گواہوں کے نام بھی درج ہیں حالانکہ گواہوں کو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے نہ ان کے دستخط ہیں تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جائیگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

بابو عبدالحفیظ، میر پور خاص

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر آپ نے زبانی یا تحریری کوئی طلاق نہیں دی اور نہ طلاق نامہ آپ نے خود لکھوایا نہ پڑھ کر آپ کو سنایا گیا نہ اس خط کے مضمون کا آپ کو علم تھا تو ایسی صورت میں اس پر دستخط کرنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی نکاح بدستور قائم ہے البتہ اگر عورت آپ کی بات کی تصدیق نہیں کرتی تو پھر اس کا حکم اور ہے علیحدہ پوچھ لیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ صفر ۱۳۹۹ھ

ان پڑھ شخص سے طلاق والا جملہ عربی میں کہلوانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ ناخواندہ ہے اس کو بکر نے سورۃ طلاق پڑھانا شروع کی چند دنوں کے بعد دو آدمیوں کے روبرو یہ الفاظ اس کو پڑھائے کہ طلقت امرأتی ستانی ثلاثاً کہلوانا اس لب ولہجہ میں تھا کہ پڑھنے والے کو آیۃ سورۃ ملک معلوم ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آج کا سبق یہی ہے جب کئی مرتبہ اس کو دوہرایا تو بکر خود اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے دو آدمیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس نے اپنی عورت ستان کو طلاق دیدی ہے زید مارے تعجب کے حیران ہو گیا چنانچہ منکوحہ کے بھائی نے یہی مقدمہ بنا کر اس کو مولوی صاحب کے پاس دائر کر دیا مولوی صاحب نے بکر کو بلا کر اور انھی گواہوں کو بھی بلا کر ان کے بیانات لیے اور طلاق مغلظہ کا فتوی بشکل فیصلہ سنا دیا فتوی کے الفاظ درج ذیل ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مسمی زید مذکور ان عربی الفاظ کے معانی کو نہیں سمجھتا تھا اور اس سے یہ الفاظ دھوکہ دے کر کہلوائے گئے تھے مگر اس کی عورت ستان مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے اس کے حق میں نکاح کے ساتھ بھی نہیں آ سکتی کیونکہ یہ الفاظ طلاق صریح کے ہیں اور طلاق صریح نیت پر موقوف نہیں۔

(قال فی العالمگیریہ ص ۳۵۳ ج ۱ واذا قال الرجل لامرأته انت طالق ولا یعلم ففی قوله انت طالق فانه یقع الطلاق و فی الدرالمختار ص ۲۴۱ ج ۳ (او مخطئا) بان اراد التکلم بغیر

طلاق فجری علی لسانہ الطلاق و کتلفظ بہ غیر عالم معناہ اوھا ذلاً او ساھیا او بالفاظ مصحفۃ یقع قضاء و اذا قال لامراتہ انت طالق و لا یعلم ان ھذا القول طلاق طلقت فی القضاء و الا تطلق فی مابینہ و بین اللہ ھکذا فی الذخیرۃ عالمگیریہ ص ۳۵۳ ج ۱)

اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ جبکہ زید اس جملہ کو قرأۃ تصور کر کے پڑھ رہا ہے اور معنی سے بھی جاہل ہے تو اندریں صورت کسی کا یہ کہنا درست ہو سکتا ہے کہ زید کی عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی یا اندریں حالت طلاق واقع نہ ہو گی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مفتی مذکور کا فتوی صحیح نہیں عورت مذکورہ بدستور اپنے خاوند کے نکاح میں ہے اول تو مفتی مذکور نے جن عبارات فقہاء سے استدلال کیا ہے ان عبارات کو اگر مطلقاً بغیر کسی شرط کے مفید مقصد سمجھ لیا جاوے جب بھی ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانۃ فی ما بینہ و بین اللہ تعالی طلاق واقع نہیں ہوتی البتہ قاضی شخص مذکور کے اس عذر کو تسلیم نہیں کریگا کہ میرا مقصد نہیں تھا طلاق واقع کرنے کا اب مفتی مذکور قاضی تو نہیں ہے کہ وہ حکم قضاء نافذ کرتا ہے قاضی کے لیے حکومت کی طرف سے ولایت حاصل ہوتی ہے اور مفتی حکم شرعی کو بتلایا کرتا ہے چنانچہ مفتی مذکور فتوی کے الفاظ میں خود تسلیم کر رہا ہے اس میں شک نہیں پھر طلاق کا حکم کیسے دے رہا ہے لیکن اس کے علاوہ اصل حقیقت یہ ہے کہ عبارات مذکورہ سے جو قضاء وقوع طلاق کا حکم معلوم ہوتا ہے یہ مطلقاً علے الاطلاق نہیں ہے بلکہ یہاں اس میں یہ شرط ہے کہ انت طالق پر بولنے والا اپنی عورت کا قصد کر رہا ہے گویا وہ اپنی عورت سے خطاب کر رہا ہو یا اس کے متعلق طلاق کا لفظ استعمال کر رہا ہو تو اس وقت باوجود علم بالمعنی نہ ہونے کے بھی بوجہ صریح طلاق ہونے کے طلاق قضاء واقع ہو گی لیکن طلاق پر صریح ہونے کے باوجود جب اس کی نسبت عورت کی طرف کرنے کا نہ قصد ہے نہ علم تو اس صورت میں طلاق قضاء دیانۃً کسی قسم کی واقع نہ ہوئی۔

(بحر الرائق ج ص ۲۵۸ پردرج ہے و الحاصل ان قولھم الصریح لایحتاج الی النیۃ انما ھو فی القضاء اما فی الدیانۃ فمحتاج الیھا لکن وقوعہ فی القضاء با لنیۃ انما ھو یشرط ان یقصد ھا بالخطاب بدلیل ما قالوا لو کرر مسائل الطلاق بحضرۃ زوجۃ و یقول انت طالق و لا ینوی لا تطلق واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۱۴ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

بغیر علم کے طلاقنامہ پر انگوٹھا لگانا

﴿س﴾

مورخہ ۶،۱۰،۷۱ کی شام عشاء کے بعد گھر میں لڑائی ہوئی میں نے کہا میری اولاد نہیں میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میری والدہ نے ایک دوسرے آدمی کو پیسے دے کر کہا اس کا فیصلہ کرا دے اس آدمی نے جا کر اسٹام خریدا اور عرضی نویس سے لکھوا دیا اسٹام پر اس نے میرا انگوٹھا بغیر کچھ بتائے لگوا لیا اور اس نے اسٹام میرے ہاتھ میں دیدیا۔ عرضی نویس سے میں نے کہا کہ مجھے یہ تحریر پڑھ کر سناؤ لیکن اس نے مجھے پڑھ کر نہ سنایا اس نے کہا کہ یہ اسٹام اپنی بیوی کے بھائی کو دیدو جب میں نے اسے کاغذ دیا تو اس نے کاغذ لینے سے انکار کیا مجھے بعد میں علم ہوا تو اس کے بھائی کے پاس لے گیا لیکن اس نے کوئی بات نہ مانی دوبارہ میں دو آدمی لے گیا تو پھر بھی اس نے ہماری ایک بات نہ سنی۔ بعد میں پھر اس کے بھائی کے پاس گیا تو انھوں نے کہا کہ فتوی لے کر آ شریعت اجازت دے تو ہماری طرف سے کوئی انکار نہیں ہے گواہوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں............

محمد اسلم ولد پتھو .... ملک محمد بخش ولد خدا بخش ....

سلیم خان ولد اکبر خان .... غلام حسین ولد محمد رمضان ....

﴿ج﴾

معتمد علیہ علماء کے سامنے تحقیق کی جاوے اگر واقعی اس شخص نے نہ اپنی بیوی کو زبانی طلاق دی ہو نہ طلاق نامہ لکھنے کو کہا ہو بلکہ بغیر علم دھوکہ کے ساتھ خاوند سے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوایا گیا ہو تو اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر باوجود علم کے اس نے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوا لیا ہو تو طلاق واقع ہوئی ہے۔ بہر حال تحقیق ضرور کی جاوے۔ فقط اللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ شعبان ۱۳۹۱ھ

ان پڑھ شخص نے جب طلاق نامہ لکھوایا انگوٹھا لگایا تو طلاق واقع ہو گئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ان پڑھ اپنی عورت سے لڑ جھگڑ کر بحالت غصہ دوسرے روز اپنے ضلع کی کچہری میں پہنچا اور اسٹام طلاق خرید کیا اور ایک عرضی نویس کو اجرت دے کر اسٹام طلاق

نامہ لکھوایا اور انگوٹھا بھی لگایا اور اس شخص کی اپنی بیوی سے دوبارہ صلح ہوگئی ہے اور اس کو رکھنا چاہتا ہے اب وہ شخص کہتا ہے کہ اسٹامپ میں نے خریدا ہے اور لکھوایا بھی ہے اور انگوٹھا بھی میرا ہے۔ طلاق نامہ لکھتے وقت عرضی نویس کو کہا تھا کہ اپنی عورت کو دفع کرتا ہوں مجھے اشٹامپ طلاق نامہ کا دے دو اور تین طلاقیں اس نے خود تحریر کر دیں۔ کیا اس طرح اس کی بیوی کو تین طلاقیں واقع ہو چکی ہیں۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر اس شخص کے سامنے طلاق نامہ جو تین طلاق پر مشتمل ہے پڑھا گیا یا اس نے پڑھا یا اس کو اس کے مندرجات کا علم ہوا اور پھر اس نے انگوٹھا لگایا تو پھر اس کی بیوی مغلظہ ثلثہ ہوگی اور بغیر حلالہ کے نکاح میں نہیں آسکتی اور اگر اس طلاق نامہ کے اندر تین طلاق ہوا اور اس کو اس کا علم نہ ہوا اور صرف انگوٹھا لگایا اور خود اسے ایک طلاق کی ہی نیت ہے اور صرف ایک طلاق ہی کا اس کو کہا ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی احتیاط پھر بھی اس میں ہے کہ تجدید نکاح کر کے اسے رکھے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۰ھ

دھوکہ سے طلاق نامہ پر محض انگوٹھا لگانے سے بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس بارے میں کہ میں نے اپنی منکوحہ مسمات زینب کو کوئی طلاق نہیں دی بلکہ واقعہ یوں ہے کہ مسمی فتح محمد ولد حیات محمد مجھے اپنے ساتھ لے گیا کہ مجھے تم سے کوئی ضروری کام ہے وہاں جا کر مجھے بتایا گیا کہ میں اپنا پلاٹ فروخت کرنا چاہتا ہوں اور اس کے متعلق کاغذات پر نوٹ وغیرہ لکھوانا ہے اس طرح مجھے نواب شاہ لے گیا اور مجھے ایک ہوٹل پر چائے پلانے کے لیے بٹھا دیا اور خود جا کر کاغذات لکھوا کر لے آیا میں ان پڑھ تھا مجھے کوئی علم نہیں کہ یہ کاغذات کیسے ہیں بلکہ مجھے اس نے کہا کہ یہ کاغذات میرے پلاٹ کے بارے میں ہیں تم اس پر انگوٹھا لگا دو میں نے اس کاغذ پر اپنا انگوٹھا لگا دیا اور واپس نواب شاہ سٹیشن پر مجھے بتایا کہ یہ کاغذ میری عورت کا طلاق نامہ ہے یہ کاغذ مجھے دے کر وہ خود دولت پور چلا گیا اور میں خود گاڑی پر بیٹھ کر واپس آگیا وہ طلاق نامہ کا کاغذ لا کر مسمی پیر اولاد اکبر جو کہ میری عورت کا حقیقی بھائی ہے اس کے حوالے کر کے میں واپس اپنے چچا کے پیچھے چلا گیا فرمائیے شرعی کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

جبکہ شوہر نے نہ الفاظ طلاق زبان سے کہے اور نہ لکھے اور نہ اس کو سن کر تصدیق کی تو محض انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (هكذا في الشامي) واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب زبان سے طلاق نہ دی ہو اور نہ سن کر تصدیق کی ہو تو محض انگوٹھا لگانے سے طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محمد شفیع ولد اللہ بخش قوم لنگاہ سکنہ گڑھ راجا تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ عمر تقریباً ۲۵ سال کا نکاح مسماۃ منظوراں دختر اللہ دتہ ولد شیخ احمد قوم لنگاہ سکنہ گڑھ راجا تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ عمر تقریباً ۱۸ سال سے ہوا اس کے عوض سعید بی بی دختر غلام شبیر ولد اللہ بخش قوم لنگاہ سے منور ولد اللہ دتہ داد شیخ احمد قوم لنگاہ سے کر دیا گیا قضائے الٰہی سے سعید بی بی فوت ہوگئی کچھ دنوں کے بعد برادری کے آدمی اللہ دتہ کے مسکن پر گئے کہ اپنی لڑکی منظوراں کی شادی کی تاریخ مقرر کر دے اور اللہ دتہ نے تاریخ مقرر کر دینے سے انکار کر دیا اور الٹا دعوےٰ تنسیخ نکاح کا عدالت میں کر دیا کیس چلتا رہا برادری نے صلح کرانے کی کوشش کی اور صلح کی درخواست ثانی فریق نے اپنے وکیل سے تحریر کرالی جس میں یہ لفظ بھی وکیل نے تحریر کر دیے میں نے طلاق دے دی محمد شفیع مذکور کو اس بات کا کوئی علم نہیں اس پر اس کا نشان انگوٹھا لگوا دیا درخواست اس کو نہ ہی دکھائی گئی اور نہ ہی طلاق کے متعلق کوئی بات کی گئی ان پڑھ تھا بعد میں دوسرے فریق نے کہا کہ ہم نے تنسیخ سے طلاق تحریر کر ڈالی ہے اور منظوراں کا نکاح اب دوسرے شخص سے کر دیا گیا شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا فیصلہ ہے؟

﴿ج﴾

اگر واقعی محمد شفیع نے الفاظ طلاق زبان سے کہے ہیں اور نہ لکھے اور نہ اس کو سن کر تصدیق کی تو محض انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (هكذا في الشامي) لہٰذا مسماۃ مذکورہ بدستور محمد شفیع کے نکاح میں ہے صورت مسئولہ میں عدالت کی تنسیخ کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ عدالت کا فیصلہ شرعی قاعدہ کے خلاف ہے اور دوسری جگہ جو نکاح کر دیا گیا ہے وہ نکاح پر نکاح اور حرام کاری ہے طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً آپس میں متارکت کر لیں یعنی خاوند اسے کہہ دے کہ میں نے چھوڑ دیا ہے اگر خاوند متارکت پر راضی نہ ہو تو عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس جا کر دعویٰ پیش کرے اور حاکم اس نکاح ثانی کو فسخ کر دے۔ (هكذا في الحيلة الناجزه) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالحجہ ۱۳۸۸ھ

انگوٹھا لگانے کے بعد یہ عذر کرنا کہ نیت طلاق کی نہ تھی، حضرت مفتیؒ کی تحقیق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی لگا کی اہلیہ اپنے والدین کے ہاں گئی تھی کہ بعض گھریلو اختلافات کی بناء پر لگا کے سسرال نے اس کی اہلیہ کو بھیجنے سے انکار کر دیا تو اس صورت حال میں لگا بعض اہل عقل کے کہنے پر ایک معتبر شخص کو سفارش کی غرض سے اپنے سسرال لے گیا۔ لگا کے سسرال نے ایک نہ مانی اور لگا کے ساتھ اس کی اہلیہ کو روانہ کرنے سے صاف انکار کر دیا تو لگا کے سسرال کے اس سخت رویے پر ایک معتبر شخص خواجہ غلام دستگیر نے جو کہ لگا کی سفارش کی غرض سے اپنے سسرال کے ہاں گیا تھا غم وغصہ کا اظہار کیا اور لگا جو ایک سیدھا سادھا دیہاتی کسان ہے کو کہا کہ تیرے سسرال نے ہماری بات کو بھی پس پشت ڈال دیا تو اپنی اہلیہ کو طلاق دے دے اتنا کہہ کر ایک تحریر لکھ لایا اور دو فرضی گواہ بھی تحریر کر دیے اور لگا سے اس طلاق نامہ کی تحریر پر انگوٹھے کا نشان لگوایا جبکہ لگا اپنی اہلیہ کو طلاق دینے کا ارادہ نہ رکھتا تھا کیا طلاق واقع ہو گئی یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمادیں۔ نیز جبکہ لگا کو غلام دستگیر نے طلاق نامہ کی تحریر پڑھ کر بھی نہیں سنائی اور لگا کو بھی نہ معلوم کروایا کہ تحریر میں تین طلاقیں ہیں اور لگا نے بغیر سوچے سمجھے انگوٹھے کا نشان لگا دیا۔

اللہ ڈیوایا، تحصیل کوٹ ادو، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر فی الواقع لگا کو نہ طلاق نامہ سنایا گیا ہے اور نہ اس نے زبان سے طلاقوں کا ذکر کیا ہے صرف طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوایا ہے تو اس سے تین طلاقیں واقع نہیں ہوئیں صرف ایک طلاق رجعی واقع ہو گی جس میں عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صورت مسئولہ میں شبہ معلوم ہوتا ہے جب شخص مذکور نے اسے وضاحت سے کہا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے اور تحریر لکھ دی اور اس نے انگوٹھے کا نشان لگا دیا اب یہ کہنا کہ اس کا ارادہ طلاق کا نہ تھا یہ ظاہر کرتا ہے کہ سائل صورت مسئلہ میں قصداً تلبیس کرتا ہے اس لیے اس جواب پر عمل درآمد نہ کیا جاوے جب تک کہ کسی معتمد عالم دین کو طرفین ثالث مان کر اس کے سامنے مقدمہ پیش نہ کر دیں تحقیق شرعی کے بعد اس جواب پر عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

دھوکہ سے انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی طرف سے طلاق نامہ لکھا پانی کی وارہ بندی کا معاملہ بتلا کر دھوکہ کے ساتھ بکر سے اس کے طلاق نامہ پر انگوٹھا لگوالیا حالانکہ بکر نے نہ زبانی طور پر طلاق دی ہے اور نہ ہی اس کے سامنے طلاق نامہ پڑھ کر سنایا گیا ہے اور اس کے گواہ بھی موجود ہیں کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ نیز عورت کی ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی ہے اور نہ خلوۃ صحیحہ ہوئی ہے۔

﴿ج﴾

کسی معتمد علیہ ثالث کے سامنے تحقیق کی جائے۔ اگر خاوند کا بیان درست قرار پائے یعنی خاوند نے زبانی طلاق کا کوئی لفظ استعمال نہ کیا ہو اور نہ طلاق نامہ تحریر کرنے کے لیے کہا ہو اور نہ طلاق نامہ کے مندرجات سے اس کو مطلع کیا گیا ہو بلکہ دھوکہ سے انگوٹھا لگوایا ہو تو اس طرح صرف انگوٹھا لگوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ عورت بدستور اس کے نکاح میں رہے گی اور اگر خاوند کا بیان غلط ثابت ہو جائے پھر بھی ایک طلاق ثابت ہو گی جس میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے اس لیے کہ عورت غیر مدخول بہا ہے تو پہلی طلاق سے وہ بائنہ ہو گئی اور دوبارہ تین طلاق کا قول لغو ہو گا۔
(ھکذا فی کتب الفقہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عدالت میں جعلی طلاق نامہ پیش کر کے طلاق لینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص گھر سے گھریلو تنازعات کی بناء پر فرار ہو گیا دو یا تین سال گزر جانے کے بعد لڑکی کے والدین نے دعوی تنسیخ نکاح دائر عدالت کر دیا اور ایک جعلی طلاق نامہ شخص مفرور کی جانب سے بطور دلیل پیش کیا گیا جس کی بناء پر مقدمہ چلتا رہا حتی کہ یکطرفہ کارروائی کی گئی اور عدالت کی جانب سے اسے طلاق مل گئی دوسری جگہ نکاح کر دیا گیا اب تقریباً ساڑھے آٹھ سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد شخص مفرور کا پتہ چلتا ہے کہ فلاں جگہ ہے اور اب حلفیہ بیان کرتا ہے میں نے اس قسم کا کوئی خط نہیں لکھا کہ جس میں طلاق دی گئی ہو یہ محض کذب وجھوٹ ہے جو گھڑ لیا گیا ہے کیا اس صورت میں شوہر ثانی کا عقد ونکاح برقرار رہے گا یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر شوہر اول کے نکاح میں ہے کیا اس کو دریں صورت تجدید نکاح کی ضرورت ہے بینوا توجروا۔

حافظ محمد سلیم، جھنگ

﴿ج﴾

کسی ثالث کے سامنے شرعی طریقہ سے تحقیق کی جائے اگر طلاق نامہ کے متعلق یہ یقین ہو جائے کہ یہ جعلی ہے تو سابقہ نکاح بدستور باقی ہے اور اگر طلاق نامہ کے متعلق یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ جائے کہ واقعی خاوند نے طلاق نامہ لکھا ہے تو پھر عقد ثانی صحیح ہے اور شوہر کے انکار کا اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب ۱۳۸۹ھ

کیا جعلی طلاق نامہ کی وجہ سے طلاق پڑ جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی محمد شفیع ولد محمد بخش قوم ارائیں ساکن موضع شیر پور حویلی تحصیل لودھراں حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میں نے اپنی زوجہ حسینہ بی بی کو طلاق نہیں دی نہ ہی کوئی طلاق نامہ لکھوایا ہے بیان محمد شفیع میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی زوجہ حسینہ بی بی کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی طلاقنامہ کہیں لکھوایا ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی زوجہ حسینہ بی بی کو طلاق نہیں دی اور نہ ہی طلاق نامہ کہیں لکھوایا اور ایک جھوٹا طلاق نامہ میرے مخالفین نے لکھوا کر مجھ پر تہمت لگائی ہے جو کہ مورخہ ۲،۳،۷۴ کو اور مورخہ ۱۲،۱۱،۷۵ کو اسی جھوٹے طلاق نامہ پر طلاق مغلظہ کا فتویٰ حاصل کیا گیا حالانکہ گواہ مولوی قاضی رشید احمد ولد مولوی محمد رمضان ساکن محلہ عام وخاص بہاول پور مجھے نہ پہچان سکا جب کہ ملک فیض اللہ اور ملک محمد بخش اور ملک احمد بخش موجود تھے اس نے کہا کہ میں نہیں پہنچان سکتا کہ طلاق دینے والا آپ محمد شفیع ہے یا کوئی اور ہے اور میں حلفیہ کہتا ہوں کہ دوسرے گواہ کو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس کے ساتھ ایک دفعہ میری ہم کلامی سے معلوم ہوگا کہ وہ مخالفین کا کوئی خاص آدمی ہے نیز اس جھوٹے طلاق نامہ پر جو دستخط کیے گئے ہیں وہ دستخط میرے نہیں ہے اور نہ میں اس طرح دستخط کرتا ہوں اور نہ کبھی پہلے اس طرح کرتا تھا اور شناخت کنندہ دستخط شیخ احمد بخش نے بھی تصدیق کی ہے کہ یہ اس محمد شفیع کے دستخط نہیں ہے یہ جعلی دستخط ہیں اب غور طلب بات یہ ہے کہ حسینہ بی بی اب میرے نکاح میں موجود ہے یا اس جھوٹے طلاق نامہ کی رو سے مطلقہ ہوگئی ہے بینوا تو جروا

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ محمد شفیع نے اپنی زوجہ حسینہ بی بی کو نہ طلاق دی ہے اور نہ ہی طلاق نامہ لکھوایا ہے اور نہ

اس نے کسی طلاق نامے پر دستخط کیے ہیں تو اس جعلی طلاقنامہ کی وجہ سے مسماۃ حسینہ بی بی مطلقہ مغلظہ نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

سفید کاغذ پر انگوٹھا لگاتے وقت زبان سے ایک طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی غلام محمد ولد نذر محمد کی شادی مسماۃ شریفاں مائی دختر نواز محمد ولد غازی خان قوم بلوچ موضع ہوت والا کے ساتھ ہوئی عرصہ ایک سال کے بعد ناچاقی ہوگئی محمد نواز ولد غلام محمد پسران اللہ بخش رہائشی بلوچ شریفان مذکورہ کے قریبی رشتہ دار نے کہا کہ اس نے مسماۃ شریفاں مائی اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی ہے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کرونگا۔ غلام محمد ناکح نے کہا کہ اول میرا نکاح اپنی لڑکی کے ساتھ کر دے بعد میں شرعی وقانونی طلاق دے دوں گا جب تک کہ نکاح نہ ہو میں طلاق نہیں دیتا تو قانون والوں نے کہا کہ جب تک تین نوٹس چیئرمین کے پاس نہ جاوینگے قانونی طلاق تصور نہیں ہوتی محمد نواز نے کہا جب تک تین نوٹس نہ ہو جاویں گے تب تک میں بھی اپنی لڑکی کا نکاح غلام محمد کے ساتھ نہیں پڑھاتا برادری اور چند معتبرین نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ تب تک طلاق نہ دے گا کہ جب تک اس کا عوض نکاح نہ ہوگا قانونی طریقہ پر صرف ایک نوٹس اور ایک طلاق چیئرمین کے پاس یونین کونسل کرم علی بذریعہ ڈاک ارسال کیا جائے تو سفید کاغذ پر غلام محمد نے انگوٹھا لگا دیا تو عبدالخالق حقیقی بھائی شریفاں مائی اور محمد نواز نے نوٹس جا کر ڈاک میں بھیج دیا اور غلام محمد مذکور گھر واپس چلا آیا بہاولپور سے آ کر اپنی منکوحہ کو کہا کہ ایک نوٹس اور ایک طلاق بہاولپور سے ارسال کر دی ہے اگر اب بھی تو راضی ہو جائے تو یہ قانونی طلاق ہے اور نہ شرعاً تو شریفاں مذکور سے راضی ہوگئی پھر غلام محمد مذکور نے رجوع کیا دس بارہ دن گزرنے کے بعد لڑکی مذکورہ کو صادق ولد عبداللہ قوم لانگ نمبردار نے اغواء کر لیا اغواء کرنیوالوں کی بہت بڑی بھاری پارٹی ہے غلام محمد مذکور محض غریب آدمی ہے اور مظلوم ہے پھر وہ نوٹس بھی اٹھارہ دن کے اندر اندر واپس کر لیا جس میں چیئرمین نے لکھ دیا کہ طلاق نہیں ہوئی جب لڑکی اغواء ہوئی تو حاملہ تھی صادق مذکور کے گھر بچی پیدا ہوئی اور اس کی حرامکاری سے ایک لڑکا بھی اس کے بطن سے پیدا ہوا اب بھی وہ حرامکاری پر حاملہ ہے۔

نوٹ: اس پارٹی نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ بھی عدالت میں کر دیا ہے وہ بھی خارج ہوگیا پھر اپیل بھی کی وہ بھی خارج ہوگئی اب وہ پارٹی کہتی ہے کہ تیری طلاق ہے اب نہ عورت تیری ہے نہ اس کی بچی اب علماء کرام سے التماس ہے

کہ مسمی غلام محمد مظلوم ہے کیا شرعاً بروئے قرآن وحدیث اس کی طلاق ہوئی یانہیں جواب ارسال فرمایا جائے برادری کا یہ فیصلہ 5-5-66ء کو ہوا تھا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی خاوند غلام محمد نے سفید کاغذ پر انگوٹھا لگانے کے وقت صرف ایک طلاق زبانی دی ہے تو سفید کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ زبانی ایک طلاق جو خاوند نے دی ہے اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اب جبکہ عدت کے اندر اندر خاوند نے رجوع کرلیا تو اس کا رجوع صحیح اور درست ہے اور مسماۃ شریفاں بدستور غلام محمد کے نکاح میں ہے۔فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ صفر ۱۳۹۰ھ

سفید کاغذ پر دستخط کرانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی جس کو یونین کونسل میں بلایا گیا اور اس سے پوچھا کہ تو اپنی عورت یعنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے یا نہیں اس طرح دو تاریخ ہوئیں تو مرد نے انکار لکھ دیا تیسری دفعہ لڑکی والوں نے سیکرٹری یونین کونسل سے میل جول کر کے مرد سے سیکرٹری نے ایک دو سفید کاغذ پر دستخط کرالیے اور یہ کہا کہ دستخط جو کیے گئے ہیں یہ انکاری کا سمن آپ کو مل جائے گا بعدہ سیکرٹری نے اس سفید کاغذ پر طلاق نامہ لکھ دیا اس طرح زیادتی کے ساتھ طلاق لی گئی اب اس صورت میں لڑکی والے اگر اس مرد کو اپنی لڑکی واپس کرنا چاہیں تو اس کے متعلق علماء دین کی رائے کیا ہے اس کی وضاحت بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

احمد حسن کوٹ ادو، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر واقعہ صحیح ہے کہ آدمی سے دھوکہ کے ساتھ سفید کاغذ پر دستخط کرائے ہیں یعنی نہ زبانی طلاق دی ہے اور نہ تحریری طلاق دی ہو اور نہ تحریری طلاق لکھوانے کا کسی کو کہا ہو بلکہ صرف انکار کے لیے سفید کاغذ پر دستخط کروائے گئے ہوں تو اس طرح طلاق واقع نہیں ہوتی اور لڑکی بدستور ان کے نکاح میں ہے۔فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

سفید کاغذ پر دستخط کروانے کے متعلق مفصل فتوی

﴿س﴾

﴿عہد نامہ﴾

میں عبدالستار ولد عبدالحق بسلامتی حواس خمسہ اقرار کرتا ہوں کہ عطاء محمد اور منظور والوں سے وفادار رہونگا دوسرا یہ کہ میں نے بیوی اپنی رقیہ کی طلاق بائنہ کا اختیار منظور کو دیدیا ہے اگر سلب کیا تو میری بیوی رقیہ کو طلاق بائنہ ہوگی۔

عبدالستار ولد عبدالحق۔

طلاق از مختار طلاق

میں منظور بحیثیت مختار ہونے عبدالستار ولد عبدالحق کے اس کی بیوی رقیہ کو طلاق بائن دیدی ہے۔

منظور احمد ولد عبداللہ حجام

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ مذکورہ عہد نامہ کے متعلق عبدالستار کا بیان ہے کہ مجھ سے صرف سفید کاغذ پر دستخط کروائے گئے ہیں انھوں نے خود بعد میں تحریر کر کے میری بیوی کو طلاق بائنہ دیدی ہے۔

حقیقت واقعہ

چونکہ میری بیوی رقیہ کا تعلق مجھ سے نہیں تھا اگر چہ مجھ کو اس سے بہت محبت تھی اس لیے اس کے دونوں بھائی عطاء محمد اور منظور دونوں کی انتہائی کوشش تھی کہ کسی طرح سے اپنی بہن رقیہ کو مجھ سے آزاد کرائیں حتی کہ اسی لیے عطاء محمد نے میرے اوپر کلمات کفریہ کا دعوی کر کے میری ردت کا فتوی علماء سے حاصل کیا تھا جس پر بعض علماء نے میری بیوی کے مطلقہ ہونے کا حکم میرے اوپر لگایا تھا پھر جب شاہدوں کی حیثیت دوسرے علماء پر واضح کی گئی کہ عطاء محمد جو رقیہ زوجہ عبدالستار کا بھائی ہے اور اس کی شدید دشمنی ہے عبدالستار سے اور دوسرا شاہد حافظ محمد حسن کو لالچ دی گئی تھی کہ رقیہ کی شادی مطلقہ ہونے کے بعد تجھ سے کرائیں گے تو ان علماء نے کہا کہ یہ شہادت قابل قبول نہیں۔

﴿ج﴾

(قال فی شرح التنویر ص ۴۶۲ ج ۵ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی **ومن الشرائط عدم قرابۃ ولاد او زوجۃ او عداوۃ دنیویۃ او دفع مغرم او جر مغنم و فیہ ان شہادۃ العدو علی عدوہ لاتقبل و ان کان عدلا)**

اس لیے عبدالستار کا نہ ارتداد ثابت ہوتا ہے اور نہ اس کی بیوی مطلقہ ہوتی ہے۔اب یہی عقد نامہ اختراعی عطاء محمد

اور منظور جو دونوں رقیہ کے بھائی ہیں اور عبدالستار زوج سے کمال درجہ کی دشمنی رکھتے ہیں انھوں نے جبکہ میرے ارتداد میں علماء کا نہ فتوی پایا لوگوں کے سامنے پیش کیا جس کی حقیقت یہی ہے کہ مجھ کو منظور نے کہا کہ کاغذ پر دستخط کرو ہم بہن تجھ کو واپس کر دیتے ہیں کہ اس سے پہلے انھوں نے مجھ سے چھینی ہوئی تھی چونکہ میں انکی اس چالاکی سے بالکل بے خبر تھا بغیر دور اندیشی دستخط کر دیے اب انھوں نے اپنی طرف سے عہد نامہ اور اختیار نامہ لکھ کر میری بیوی کو مطلقہ بائنہ کر کے دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کر دیا ہے دستخط کرنے کے وقت کوئی شاہد موجود نہ تھا اور نہ کسی کے دستخط عہد نامہ پر میرے سوا ہیں فقط ایک آدمی تھا جس سے منظور والوں نے کہا کہ رقیہ مطلقہ ہونے کے بعد تجھ کو دے دیں گے اور نہ طلاق از مختار طلاق پر کسی کے دستخط شہادت کے طور پر ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا عہد نامہ اور طلاق از مختار طلاق شرعی حیثیت سے بغیر شاہدوں کی شہادت اور ان کے دستخط کے معتبر ہے جبکہ زوج اس عہد نامہ کا سرے سے منکر ہے یا شاہدوں کی شہادت اور ان کے دستخط ضروری ہیں فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۲۸۹ ج ۲ سے آخری بات کی تائید ہوتی ہے چنانچہ اس میں لکھتے ہیں۔

سوال: مسمی زید کا نکاح ایک عورت کے ساتھ پڑھا اس عورت کے والدین نے اپنی لڑکی کو اپنے گھر رکھا کچھ عرصہ کے بعد زید اپنے سسرال سے کسی بات پر ناراض ہو کر گھر سے چلا جاتا ہے بعد ازاں چند آدمیوں نے مشورہ کر کے مسمی زید کو کہا کہ اسٹامپ لے آؤ ہم تم سے ایک معاہدہ لکھوا کر تم کو تمھارے سسرال کے گھر داخل کر دیتے ہیں اور وہ تم سب سے راضی ہو جائیں گے مسمی زید چونکہ ناخواندہ تھا اس لیے وہ اسٹامپ لے کر آیا اور ان آدمیوں سے اسٹامپ لکھوا کر زید سے انگوٹھا لگوایا اور دو شاہدوں کے انگوٹھے لگوا لیے اور اس کو گھر میں لے گئے چند دنوں بعد انھوں نے کہا کہ تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے اس لیے تمہارا کوئی دخل نہیں ہے آیا اس دھوکہ سے طلاق نامہ لکھوانے سے طلاق ہوئی یا نہیں؟

﴿ج﴾

جب کہ زید نے اپنی زبان سے طلاق نہیں دی بلکہ دھوکہ دے کر اس کا انگوٹھا طلاق نامہ پر لگوایا گیا ہے تو اس صوت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ (کذا فی الشامی فقط واللہ تعالی اعلم)

الجواب صحیح احقر محمد شفیع غفرلہ
۱۸ رمضان ۱۳۵۰ھ

فتاوی رشیدیہ پر یہ عبارت درج ہے ایقاع طلاق کا ثبوت دو گواہوں سے ہو گا ایک گواہ سے اگرچہ عادت ہو نہیں ہوتا پس انکار زوجہ پر عمل ہو گا)

۲...... اور ثانیا مسئول عنہ یہ ہے کہ اس واضح بیان کے زوجہ عبدالستار مسماۃ رقیہ کے مطلقہ یا غیر مطلقہ اور نکاح ثانی کی صحت اور فساد کا عبارات فقہاء کرام سے مستند جواب شافی بخشیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم...... اگر واقعہ یہ ہے کہ اس شخص کو دستخط کرتے وقت طلاق یا مختار نامہ طلاق کا قطعاً علم نہ تھا تو اس طرح دھوکہ کر کے سفید کاغذ پر دستخط کرنے سے نہ طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ دوسرے شخص کو اس کی بیوی کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ کتابۃ سے طلاق وغیرہ کے ثبوت کے لیے چند شرطیں ہیں۔(۱)...... خط کسی کاغذ تختی دیوار وغیرہ پر قلم سیاہی سے لکھا ہوا ہو اور تحریر اس طریقہ سے ہو جو پڑھا اور سمجھا جا سکے۔

(۲)......تحریر معتاد کے عنوان سے ہو۔

(کما فی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ص ۲۴۹ ج ۴ مطبوعہ وحیدی ورشیدیہ کتب خانہ پشاور الحنفیۃ قالوا الاشارۃ بالطلاق لا تقوم مقام اللفظ من السلیم الذی یمکنہ ان ینطق (الی ان قال) اما الکتابۃ فانہا تقوم مقام اللفظ بشرطین الشرط الاول ان تکون ثابتۃ بان یکتب علی ورقۃ او لوح او حائط بقلم و مداد کتابۃ یمکن قراءتہا و فہمہا فاذا کتب انت طالق باصبعہ علی الماء او فی الہواء او علی فراش او علی لوح بدون مداد فانہا لا تعتبر طلاقا وکذا اذا کتب کتابۃ ثابتۃ بمداد علی ورق و نحوہ و لکنہا لاتفہم و لا تقرأ فانہا لا تعتبر طلاقا حتی ولو نوی بہا الطلاق الشرط الثانی ان یکتب صیغۃ الطلاق فی کتاب لہ عنوان کا لمعتاد (الی ان قال) والحاصل ان الکتابۃ تقوم مقام اللفظ بدون نیۃ اذا کانت ثابتۃ تقرأ وتفہم فی کتاب لہ عنوان کا لمعتاد فان لم تکن ثابتۃ او کانت لا تقرأ و لا تفہم فلا یقع بہا شیئی ثم ان کانت ثابتۃ تقرأ و تفہم فی کتاب معنون یقع بہا الطلاق بدون نیۃ وان کانت فی کتاب غیر معنون لا یقع بہا الطلاق الا بالنیۃ)

سفید کاغذ پر صرف دستخط کرنے کی صورت میں تمام شرطیں مفقود ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں عورت پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور نکاح سابق بدستور باقی ہے نکاح ثانی نکاح پر نکاح ہے جو ناجائز اور حرام کاری ہے۔

(کمافی رد المحتار (باب المہر ص ۱۳۲ ج ۳) اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ الخ) فقط واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف سفید کاغذ پر دستخط کروانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ والدین مجھے طلاق نامہ خریدنے کے لیے اصرار کرتے رہے ان کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے طلاق نامہ خرید لیا لکھوایا نہیں سفید اسٹامپ خرید کر اس کی پشت پر دستخط کر دیے اور اسٹامپ فروش کے رجسٹر پر بھی اس کے بعد سفید اسٹامپ بغیر کسی تحریر کے اپنی ہمشیر کو دے دیا کہ والد صاحب کے حوالے کر دے میری غیر موجودگی میں انھوں نے اپنی مرضی سے تحریر کروایا اور بذریعہ رجسٹری میری بیوی کو بھجوادیا میری بیوی نے وصول نہیں کیا اور واپس آ گیا واپس آنے پر مجھے تحریر معلوم ہوگئی۔ آپ ارشاد فرمائیے طلاق ہوئی یا نہیں؟

﴿ج﴾

حسب سوال طلاق نامہ نہ خود لکھا نہ لکھنے والے کو کہا کہ لکھ دے اور نہ لکھے ہوئے پر دستخط کر کے اپنی طرف اسے منسوب کیا فقط طلاق نامہ خرید کر سفید کاغذ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ نکاح بدستور قائم ہے۔ واللہ اعلم

مفتی محمد عبدالشکور عفی عنہ

بشرط صحت سوال جواب بالا صحیح اور درست ہے صرف سفید کاغذ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوسکتی بشرطیکہ زبان سے طلاق کا کوئی لفظ نہ کہا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

خالی کاغذ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

گذارش آنکہ من سائل کی شادی کو عرصہ دس بارہ سال گذر چکا ہے۔ مگر اولاد نہیں ہوئی۔ اب دوسری شادی ایک سال سے کرلی ہے۔ جس کی وجہ سے پہلی بیوی سے خراشیدگی رہتی۔ آخر وہ میکے جا کر بیٹھ گئی اور جھگڑا پڑ گیا۔ چند آدمی برادری کے آئے اور کہا کہ تصفیہ کرلو۔ میں نے مطلب پوچھا تو کہا تحریری فیصلہ کرلو میں نے کہا بہتر ہے۔ وہ اشخاص چلے گئے۔ کاغذ خرید کیا اور میرے دستخط وہاں کرالیے اور منشی کو برائے تحریر دے دیا تو ان سے بھی قبل تحریر دستخط کرالیے اور میں گھر چلا آیا۔ بعد تکمیل کاغذات ثالثی آدمیوں کو کاغذ دیا گیا اور ہمیں کہا گیا کہ طلاق واقع ہوچکی واللہ اعلم کیا کچھ لکھا گیا ہے۔ حالانکہ من سائل مذکور نے تین مہینے متواتر (سہ طہر) طلاق نہیں دی اور نہ ہی عورت مرد دونوں بالمقابل ہوئے۔ اب عرصہ چار پانچ ماہ کا گزر چکا ہے۔ اب علماء دین اہل سنت والجماعت کیا فتویٰ جاری کرتے ہیں کہ میری طلاق ہوگئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

خالی کاغذ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ پس اگر اس شخص مذکور نے طلاق نامہ پر دستخط نہ کیا ہو۔ بلکہ ویسے سفید کاغذ پر دستخط کیا ہو اور بعد ازاں منشی نے خود طلاق نامہ لکھا ہو اور اسی شخص مذکور سے اجازت حاصل نہ کی ہو تو اس صورت میں کوئی طلاق نہیں ہے۔ ہاں اگر تکمیل طلاق نامہ کے بعد منشی نے مضمون سنایا ہو اور اس شخص مذکور نے اس پر اظہار ناراضگی نہ کی ہو تو اس صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

سید عبدالرحمٰن شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ نہ سمجھنے سے کیا طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ یہ طلاق نامہ جو اس کاغذ کی پشت پر انگریزی میں ہے۔ ایک ان پڑھ آدمی کی طرف سے اس کی لاعلمی میں دلایا گیا اور اس کو یہ تاثر دے کر کہ یہ محض خرچہ سے بچنے کے لیے ہے اور طلاقنامہ نہ ہونا ظاہر کر کے دستخط کرالیے گئے ہیں۔ آیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں اور اگر واقع ہوگئی ہے تو بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح مابین زوجین ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر دستخط کرنے والے کو علم نہیں تھا کہ یہ طلاق نامہ ہے۔ بلکہ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ خرچہ سے بچنے کے لیے کوئی نوٹس ہے۔ تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر یہ علم ہو چکا تھا کہ یہ طلاقنامہ ہے پھر اس نے اس علم کی بنا پر دستخط کیے ہیں تو طلاق بائنہ واقع ہوچکی ہے۔ دوبارہ فریقین کی رضامندی سے نکاح ہوسکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریر معلوم نہ ہونے پر زبانی طلاق کا اعتبار ہوگا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی منکوحہ غیر مدخول بہا کو ایک طلاق دے دی۔ کچھ وقفہ کے بعد برادری کے چند افراد نے کچہری میں جا کر سرکاری اسٹامپ پر عرضی نویس سے بغیر زید کے معلوم کیے تین طلاقیں

تحریر کرا کے زید سے انگوٹھا لگوایا اور زید پڑھا ہوا نہیں تھا اور نہ تحریر اس کے روبرو پڑھی گئی۔ البتہ ایک طلاق دے چکا تھا۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ اب از روئے شرع ایک طلاق ہوئی ہے یا تین طلاقیں واقع ہوئی ہیں اور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دے دینے سے وہ مطلقہ بائنہ ہوگئی ہے۔ چونکہ عورت مدخول بہا نہیں ہے۔ اس لیے اس پر عدت نہیں ہے۔ لہٰذا کچھ وقفہ کے بعد سرکاری اسٹامپ پر عرضی نویس سے طلاق نامہ لکھوانے اور اس پر دستخط کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ شرعاً وہ لغو ہے۔ پس زوجین کی رضامندی سے تجدید نکاح درست ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دغابازی سے طلاق تحریر کروانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں صورت مسئولہ کہ ایک شخص محمد رمضان سے بطور دغابازی طلاق نامہ تحریر کر لیا کہ تو ہمیں اس کاغذ سفید پر نشان انگوٹھا لگا دے یہ نان ونفقہ نامہ تحریر کیا جا رہا ہے، محمد رمضان ان پڑھ آدمی ہے اس نے نشان انگوٹھا کاغذ پر کر دیا لیکن چند دغابازوں نے ایک پٹواری سے میل جول کر کے دوصد روپے دے کر اسے کہا کہ اشٹام تو نے ہی خرید کرنا ہے۔ بہر حال اسٹامپ فروش پٹواری کا ماموں تھا۔ پٹواری نے ماموں کے رجسٹر اسٹامپ فروش پر تحریر کر کے دستخط کرا لیے اور ماموں کو درحقیقت اصل بات کا علم نہ تھا۔ دغابازوں نے اپنے خیال کے مطابق بعد گزرنے عدت کے نکاح ثانی کر دیا زوج ثانی نے عورت کو چار پانچ ماہ کے بعد طلاق دیدی پھر زوج اول بغیر نکاح کیے اپنی عورت کو اپنے گھر لے گیا پھر چھ سات ماہ کے بعد اپنی ماں باپ کے گھر عورت واپس چلی آئی پھر ماں باپ نے زوج ثانی سے نکاح ثانی (بلکہ ثالث ہوگا) کر دیا اب عورت زوج ثانی کے پاس ہے۔ اب دغاباز یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے تجھ سے دغا اور دھوکا کیا تھا۔ ہم مجرم ہیں۔ شرع کے خلاف کام کیا ہے۔ تیرا نکاح باقی ہے۔ کیا عندالشریعت نکاح باقی رہے گا زوج اول کا یا نہیں۔ زوج ثانی کے نکاح اول میں حمل ظاہر تھا بچہ کس کی طرف منسوب کیا جاویگا۔ بینوا توجروا۔

المستفتی میاں اللہ بخش لوہار قوم بھٹی

﴿ج﴾

شامی اور عالمگیری میں ہے وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لايقع الطلاق مالم يقر انه كتابه ص ۴۶۵ ج ۲۔ اگر طلاق نامہ میں لکھے ہوئے مضمون کا زوج اول کو علم نہیں اور اس نے انگوٹھا لگا دیا تو محض دغابازوں کے دھوکے سے طلاق لکھنے سے عورت مطلقہ نہیں بنتی بلکہ ابتداء سے عورت بدستور زوج اول کی منکوحہ رہتی ہے اور بچہ بھی زوج اول کی طرف منسوب ہوگا بنا بر حدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر اس لیے کہ حقیقت نسب بالکل امر مخفی ہے کہ واقع میں یہ کس کا نطفہ ہے تو شریعت مقدسہ نے علامت ظاہرہ کو جو شرعاً بھی معتبر ہو اس کا معیار اور مدار قرار دیا ہے اور وہ علامت نکاح ہے اور بناء بر حدیث مذکور کے یہ قانون مقرر کر دیا گیا کہ جس شخص سے نکاح ہوا نسب اس کا حق ہے البتہ اگر زوج اول خود اس کی نفی کرے کہ یہ میرا نطفہ نہیں ہے اور عورت بھی اس نفی میں اس کی تصدیق کرے تب زوج اول سے البتہ نسب ثابت نہیں ہوگا اور بوجہ عدم نکاح کے زوج ثانی کے ساتھ اس سے بھی نسب ثابت نہیں ہوگا لہٰذا اس کی صورت میں بچہ مجہول النسب رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ احمد عفی اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مکان کی فروختگی کے کاغذات کا جھانسہ دے کر طلاقنامہ پر دستخط کرانے سے طلاق نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرے خاوند سے یہ کہہ کر ایک تحریر پر دستخط کرا رکھے ہیں کہ یہ کاغذات مکان کی فروختگی کے ہیں۔ آپ اس پر دستخط کر دیں۔ اس پر اس نے پڑھے بغیر دستخط کر دیے ہیں اور اس بات پر وہ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہے۔ اور درحقیقت وہ کاغذات طلاق نامہ کے تھے چونکہ میرے سسرال والے میرے آباد ہونے پر اس کے گھر میں ناراض تھے اس لیے انھوں نے یہ جعلی کارروائی کی۔ وہ کاغذات میرے پاس بذریعہ ڈاک بھیج دیے۔ میرا خاوند جب کہ نوکری پر گیا ہوا تھا اور میں نے جب اس سے پتہ کیا تو وہ بالکل منکر ہو گیا۔ کہ نہ میں نے تجھے طلاق دی ہے اور نہ میں نے طلاقنامہ سمجھ کر دستخط کیے ہیں۔ مجھے تو صرف یہ بتایا گیا تھا کہ کاغذات مکان کی فروختگی کے ہیں اس بنا پر میں نے دستخط کیے ہیں۔ تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔

ساجدہ پروین ولد بشیر احمد محلہ قدیر آباد ملتان

﴿ج﴾

برتقدیر صحت واقعہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ لہٰذا یہ عورت شخص مذکور پر حرام نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ نہ سمجھنے سے کیا طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ یہ طلاقنامہ جو اس کاغذ کی پشت پر انگریزی میں ہے۔ایک ان پڑھ آدمی کی طرف سے اس کی لاعلمی میں دلایا گیا ہے اور اس کو یہ تاثر دے کر کہ یہ محض خرچہ سے بچنے کے لیے ہے۔اور طلاقنامہ نہ ہونا ظاہر کر کے دستخط کرا لیے گئے ہیں۔آیا یہ طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں اور اگر واقع ہو گئی ہے تو بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح مابین زوجین ہو سکتا ہے یا نہیں۔بینوا توجروا۔

گلزار حسین ہیڈ کلرک تھانہ حرم گیٹ ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر دستخط کرنے والے کو علم نہیں تھا کہ یہ طلاقنامہ ہے بلکہ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ خرچہ سے بچنے کے لیے کوئی نوٹس ہے۔تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور اگر یہ علم ہو چکا تھا کہ یہ طلاقنامہ ہے پھر اس نے اس علم کی بنا پر دستخط کیے ہیں تو طلاق بائنہ واقع ہو چکی ہے۔دوبارہ فریقین کی رضامندی سے نکاح ہو سکتا ہے۔حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

دستخط کا اعتراف اور طلاق سے انحراف کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً زید کے نام کا طلاق نامہ دفتر یونین کونسل کو بذریعہ ڈاک ملا جب شخص مذکور کو دفتر میں بلایا گیا تو شخص مذکور طلاق نامہ اپنی دختر کو ارسال کرنے سے انکاری ہوا طلاق نامہ پر طلاق کے اختتام پر طلاق دہندہ کے دستخط تھے جب شخص مذکور کی توجہ دستخط پر دلائی گئی تو اس نے اپنے آپ کو جاہل اور ناخواندہ ہونے کا اظہار کیا اس پر چیئرمین صاحب نے شرط عائد کی کہ اگر آپ کے دستخط دوسری جگہ ثابت کیے گئے یہ طلاق درست تسلیم کر لی جاوے گی جس کو شخص مذکور نے جی ہاں کے الفاظ میں تسلیم کیا کہ اگر میں دستخط کرنا جانتا ہوں یا کر سکتا ہوں تو آپ کا سوال درست ہوگا (آپ سے مراد چیئرمین) یعنی طلاق بھی درست ہے اس کے بعد شخص مذکور کے دستخط دوسری جگہ مل گئے اور شخص مذکور نے تسلیم کیا کہ میں دستخط کر سکتا ہوں لیکن یہ طلاق کے دستخط

گو میرے ہیں لیکن میں نے طلاق کی خاطر یہ ثبت نہیں کیے بلکہ دھوکہ دے کر صرف دستخط لیے گئے ہیں ابتداء میں طلاق اور دستخط دونوں کا منحرف تھا اب جب دوسری جگہ پر دستخط مل گئے ہیں اب طلاق سے منحرف ہے لیکن دستخط کو تسلیم کرتا ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

حسب سوال چیئرمین صاحب کے شرط جزاء کو تسلیم کرنے اور پھر دستخطوں کو تسلیم کرنے سے طلاق مرقومہ تسلیم ہو کر عورت اس کی حسب تحریر طلاق نامہ مطلقہ ہو گئی۔واللہ اعلم

محمد عبدالشکور ملتانی غفرلہ
۱۳ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح واقعہ کی تحقیق کسی ثالث سے کرائی جائے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زبانی طلاق کافی ہے،تحریر ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نکاح کے موقعہ پر اپنی ہونے والی بیوی کا مبلغ ایک ہزار روپے حق مہر مقرر کرتا ہے اور اس ہی سے تین سو روپے کا زیور بوقت نکاح ادا کرتا ہے اور سات سو روپے حسب رجسٹری شدہ غیر معجّل بمیعاد تین سال اپنے ذمہ واجب الادا لکھ دیتا ہے اور مقرر میعاد بھی تین سال گذرنے کے بعد وہ باقی روپیہ یعنی غیر معجّل حق مہر ادا نہیں کرتا اور نکاح فارم پر جو کہ نکاح پڑھانے والے قاضی صاحب کے پاس موجود تھا قاضی صاحب کے ساتھ کچھ ساز باز کر کے مبلغ سات سو روپے معجّل اور تین سو روپیہ غیر معجّل لکھ دیتا ہے۔جس کی کسی کو خبر تک نہیں ہوتی۔مقررہ میعاد یعنی تین سال کے بعد اس کی بیوی حق مہر کا مطالبہ کرتی ہے کیونکہ اس کا سلوک اپنی عورت کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔لیکن وہ دینے سے انکار کرتا ہے اور اس تین سال کے عرصہ میں میاں بیوی میں عموماً نااتفاقی رہتی ہے۔یعنی لڑائی جھگڑا عموماً ہوتا رہتا ہے۔جب تین سال کے بعد وہ بیوی کو حق مہر کا روپیہ نہیں دیتا تو وہ عورت عدالتی کارروائی کرتی ہے۔لیکن عدالت میں وہ شخص اسی قاضی صاحب والے رجسٹر کی نقل پیش کرتا ہے کہ میں نے تو سات سو روپیہ بوقت نکاح ادا کر دیا ہوا ہے اور تین سو بھی بعد میں وقتاً فوقتاً ادا کر دیا ہے۔جس کی کوئی رسید وہ پیش نہیں کرتا اور حقیقتاً اس نے دھوکا بازی سے اور قاضی صاحب سے سازش کر کے یہ سب کچھ لکھوایا اور بوقت نکاح صرف تین سو روپیہ ہی ادا کیا اور باقی روپیہ بعد میں دینے کا وعدہ کیا۔جب کہ اس نے اسٹامپ رجسٹری میں لکھا تھا۔عدالت نے عورت

کے حق میں فیصلہ دیا اور خاوند پر سات سو روپیہ کی ڈگری خرچہ کی کر دی۔ اس اثنا میں عورت مرد میں کشیدگی اور زیادہ بڑھ گئی۔ آدمی نے اس ڈگری کی اپیل کر دی اور اپیل پہ جا کر وہ سب کیا کرایا ختم ہو گیا۔ اس کے بعد لڑکی کے والدین عموماً یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح تصفیہ ہو جائے مگر وہ یہی کہتا ہے کہ میں نے اسے گھر سے نکال دیا ہے اور اب میں اس کو نہیں بساؤں گا۔ میں نے اس سے اپنا تعلق ختم کر لیا ہے۔ اسی طرح تقریباً ۲ ۱/۲ سال گذر گئے۔ اس نے نہ ہی اسے کچھ خرچ دیا اور نہ ہی واپس لے جانے پر راضی ہوا۔ لڑکی کا باپ سوتیلا تھا اور غریب آدمی تھا۔ ماں بھی غریب تھی۔ آخر اس کا سوتیلا باپ اس کے بوجھ سے تنگ آ گیا اور اس کے خاوند کو جا کر بھڑکایا کہ تم نے یہ میرے سر مصیبت ڈال دی ہے۔ اسے لے جاؤ۔ کچھ برداشت نہیں کر سکتا اور اسے کہا کہ تم ایک دفعہ وہاں سے لے جاؤ۔ چاہے جو کچھ کرو تمھاری مرضی۔ میں اس کو اپنے گھر سے نکال دوں گا۔ اب تم جانو۔ آخر اس نے ایسا ہی کیا۔ اسے نکال دیا اور لڑکی کو علم ہو گیا وہ اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں تھی۔ کیونکہ وہ بھی یہ کہتی تھی کہ اس نے مجھ سے قطع تعلق کر لیا ہے اور جان کے خطرہ کی وجہ سے جانے سے انکار کر دیا۔ کئی دفعہ اس طرح جھگڑا ہوا۔ آخر لڑکی نے پاکستان بننے کے بعد مسلمان مجسٹریٹ کے پاس اس امر کی درخواست دی کہ میرے خاوند نے مجھ سے زبانی قطع تعلق کر لیا ہے اور میرا سوتیلا باپ میرا خرچ برداشت نہ کرتے ہوئے مجھ سے تنگ آ گیا ہے۔ وہ بھی مجھے گھر سے نکال دینا چاہتا ہے۔ یا میرے بیچنے کے درپے ہے۔ لہٰذا اسے عدالت کی طرف سے اختیار دیا گیا کہ وہ جہاں چاہے رہے یا چلی جائے یا اپنا نکاح ثانی کرنے کا بھی اسے اختیار ہے۔ اس کے بعد اس نے ایک علیحدہ مکان میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ یہ بات اس کے سوتیلے باپ کو ناگوار گذری۔ کیونکہ اس کی اس کے دوسرے خاوند سے ان بن تھی۔ لہٰذا وہ اس کے سابقہ خاوند کے پاس گیا اور اسے کہا کہ تم نے تحریری طلاق تو نہیں دی۔ محض زبانی بات ہے۔ لہٰذا اس کے خاوند اور اس کے رشتہ داروں پر نکاح کے اوپر نکاح کرنے کا دعویٰ کر دو۔ یہی تمھارے ساتھ ہوا۔ خرچہ بھی دوں گا۔ اس نے کہا کہ چونکہ میں زبانی کہہ چکا ہوں لہٰذا یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن لڑکی کے سوتیلے باپ نے اسے یہ لالچ دیا کہ وہ عزت دار آدمی ہیں۔ اس بے عزتی کو برداشت نہیں کریں گے اور کچھ روپیہ مل جائے گا۔ وہاں سے روپے لے کر طلاق لکھ دینا۔ چنانچہ نکاح کرنے کا دعویٰ کر دیا اور ان کے وارنٹ گرفتاری عدالت سے جاری کرائے۔ مگر چونکہ دوسرے فریق عزت دار تھے انھوں نے اپنی عزت بچانے کی غرض سے اور کچہری میں اپنی پردہ دار عورتوں کو پیش نہ کرنے کی غرض سے دو چار آدمی اس کے رشتہ دار جمع کیے اور ان سے بات کی تو اس نے ایک ہزار روپیہ لینے کا مطالبہ کیا اور اسی پر اڑ گیا۔ لہٰذا اس نے ایک ہزار روپیہ لے کر تحریری طلاق لکھ دی۔ یہ واقعات ہیں۔ ان کا جواب اس طرح عنایت فرمایا جائے

کہ (۱) اس عورت کا پہلے خاوند سے جو نکاح ہوا جس میں حق مہر کا ہیر پھیر تھا جو کہ اوپر بیان کیا گیا ہے تو وہ نکاح صحیح ہو گیا یا وہ نکاح نہ ہوا۔ (۲) اگر وہ نکاح صحیح ہو گیا تھا تو اس کا زبانی طلاق دینا مار پیٹ لینا حق مہر نہ دینے پر اڑ جانا اور عدالت کی طرف سے نکاح ثانی کرنے کی اجازت سے اس نے جو نکاح ثانی کیا وہ شریعت کی رو سے نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں ہوا؟ اس عورت کے پہلے خاوند نے روپے کے لالچ میں جو نکاح پہ نکاح کرنے کا دعویٰ کیا اور روپیہ لے کر طلاق لکھ دی تھی۔ اس کے بعد وہ عورت اور مرد ثانی کا نکاح جو کہ پیشتر ہو چکا تھا وہ صحیح ہے یا نہیں۔ شریعت کی رو سے وہ دوسرا نکاح کریں یعنی دونوں دوبارہ نکاح کریں یا نہ کریں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زبانی طلاق سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ تحریری طلاق نامہ لکھوانا ضروری نہیں۔ لہٰذا اگر زوج اول زبانی طلاق پہلے دے چکا تھا اور اس کے بعد تین حیض کامل گذار کر زوج ثانی سے نکاح کیا ہے تو ثانی نکاح صحیح ہو چکا ہے پھر دوبارہ نکاح کرنے کی اب کوئی ضرورت نہیں اور اگر اس طلاق زبانی کا زوج اول منکر ہے اور اس کا ثبوت گواہوں سے بھی نہ ہوا ہو تو جس وقت تحریری طلاق لکھوا دی ہے۔ اس وقت سے طلاق واقع سمجھی جائے گی اور اس وقت سے کامل عدت تین حیض شمار کر کے پھر نکاح کرنا ہوگا۔ زوج اول کا پہلا نکاح بہرحال صحیح ہو چکا تھا۔ مہر کے اختلاف وغیرہ سے نکاح میں فرق نہیں آتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک طلاق خط میں لکھنے سے طلاق رجعی واقع ہو گی

﴿س﴾

ایک شخص نے اپنی بیوی کو لکھ کر ایک طلاق بھیجی اور ساتھ ہی یہ تحریر کیا کہ دوسری طلاق ایک ماہ کے بعد بھیجوں گا لیکن دوسرے فریق کی طرف سے مصالحتی اقدام کی وجہ سے دوسری اور تیسری طلاق بھیجی نہ جا سکی اور عدت کے دوران میاں بیوی کے درمیان روبرو بات چیت ہوئی لیکن مصالحت نہ ہونے کی بناء پر بیوی اپنے سسرال نہ جا سکی عدت گزر جانے کے بعد دونوں میاں بیوی کے دل میں گھر بسانے کی خواہش موجود ہے کیا طلاق کا عمل مکمل ہو چکا ہے اور حلالہ ضروری ہے طلاق نامے کے الفاظ درج ذیل ہیں۔ منکہ مسمی محمد نصر اللہ ولد عبد الغفور اپنے مکمل ہوش و حواس میں رہتے ہوئے بلا جبر و اکراہ اپنی زوجہ صفیہ بیگم ملک کو ناقابل برداشت رویے کی بناء پر طلاق دیتا ہوں نوٹ دوسری طلاق ایک مہینے کے بعد بھیج دوں گا۔

دار الامین، امین آباد، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ ایک طلاق سے مطلقہ ہو چکی ہے اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تو عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۳ محرم ۱۳۹۹ھ

ایک طلاق لکھنے کو کہا لکھنے والے نے تین لکھ دیں؟

﴿س﴾

خدا بخش ولد عنایت سکنہ خانیوال نے بیان کیا ہے کہ میری عورت کا میرے ساتھ تنازع ہوا اور میں گھر سے باہر جانے لگا تو عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے کر جاؤ کیونکہ گھر میرے سسرال کا تھا اور ہماری رہائش تھی چنانچہ عورت کے کہنے پر غصہ کی حالت میں دوسرے چک میں جا کر ایک مولوی کو کہا کہ مجھے یک سادہ کاغذ پر ایک طلاق رجعی یا بائنہ لکھ دے اس نے سادہ کاغذ لکھا اور مجھے سنایا تو تین طلاقیں سنائی اس کے ساتھ غصہ ہوا اور کہا کہ میں نے تجھے کیا کہا اور تو نے کیا لکھا چنانچہ غصہ کے ساتھ میں نے اس سے کاغذ چھین لیا اور دستخط بغیر وہ کاغذ لے کر چلا آیا راستہ میں میری جیب سے وہ کاغذ گر گیا جب میں نے اٹھایا تو میرے ساتھ وہاں، اپنا ایک ساتھی تھا اس نے پوچھا کہ یہ کیا کاغذ ہے اس نے معلوم کیا کہ طلاق نامہ ہے اس نے وہ کاغذ مجھ سے لے لیا اور میرے گھر جا کر کہا کہ تم آپس میں صلح کر لو یہ طلاق نامہ میں پھاڑ دیتا ہوں چنانچہ اس نے وہ پھاڑ ڈالا میرے گھر والوں نے وہ کاغذ جمع کیا تو اس میں تین طلاقیں لکھی ہوئی تھیں گھر والوں نے کہا کہ تو اس کا فتوی حاصل کر کیا طلاق واقع ہوئی ہے یا نہ اگر واقع ہوئی تو کون سی طلاق؟

﴿ج﴾

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں بالکل طلاق واقع نہیں ہوئی عورت بدستور اس کی عورت ہے البتہ احتیاطاً دوبارہ تجدید نکاح کر دی جاوے تو بہتر ہوگا اس لیے کہ صاحبین کے نزدیک اس صورت میں ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے تین طلاقیں تو کسی کے نزدیک بھی واقع نہیں۔

وکلہ بان یطلق امرأتہ تطلیقۃ فطلق ثنتین لا یجوز عندہ وعندھما تقع واحدۃ کذا فی الفتاوی الصغری) اجل و کل غیرہ بالطلاق فطلقھا الوکیل ثلاثاً ان کان الزوج نوی بالتوکیل التوکیل با لثلث طلقت ثلاثاً و ان لم ینو الثلث لا یقع شئی فی قول ابی حنیفۃ) (عالمگیری ص ۴۰۸ ج ۱ کتاب الطلاق فصل فی المشیۃ) واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذوالحجہ ۱۳۷۳ھ

اگر کوئی شخص کاتب سے مطلق طلاق کا کہے اور وہ تین طلاقیں تحریر کر دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی دو تین دن سے اپنی بیوی سے نا اتفاقی تھی ایک دن غصہ میں آ کر دوسرے شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرا طلاق نامہ لکھ دو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا پھر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ طلاق نامہ تحریر کرنے والا مخالف تھا انھوں نے تین طلاقیں تحریر کر دیں طلاق نامہ لکھ کر کہا کہ دستخط کر دو اب دو تین دن کے بعد غصہ ختم ہوا تو تحریر کسی سے پڑھوائی جب معلوم ہوا تو اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور پھر تحریر کرنے والے پر اظہار ناراضگی کیا کہ اس نے بہت زیادتی کی کہ میری اس طرح مرضی نہ تھی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس قول سے کہ میرا طلاق نامہ لکھ دو کیا اس سے طلاق واقع ہو جائیگی اگر واقع ہو جاتی ہے تو کیا رجعیہ ہے یا بائنہ مغلظہ یا وہی نکاح باقی ہے برائے نوازش تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

نوٹ: سائل طلاق دینے کی غرض سے وہاں تحریر کے لیے گیا زبان سے اور کچھ نہیں بولا اس کو پتہ تھا کہ اس تحریر میں کیا کچھ لکھا ایسی صورت میں شریعت میں کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ طلاق لکھنے والے نے کہا کہ میرا طلاق نامہ لکھ دو لہذا یہ الفاظ اقرار طلاق ہونگے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہو جائیگی۔ خواہ لکھنے والا طلاق لکھے یا نہ لکھے اور جب طلاق سے صرف مذکورہ بالا الفاظ کہے اور کاتب نے تین طلاقیں لکھ دیں اور طلاق کو پڑھ کر سنایا نہ وہ خود پڑھا تھا اور طالق تین طلاقوں کا اقرار بھی نہیں کرتا تو تین طلاقیں واقع نہ ہونگی اور اگر عورت نہیں گزری تو رجوع بالقول یا بالفعل کرے۔ کیونکہ طلاق رجعی کا یہی حکم ہے۔ رد المحتار ص ۲۴۶ ج ۳ میں ہے......

(لو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب) اس کے آگے ہے

(وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لایقع الطلاق مالم یقر أنہ کتابہ)

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۸۹ھ

اگر وکیل طلاقیں تو تین تحریر کرے اور شوہر سے ایک دفعہ کہلوا دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے بحالت غصہ اپنی بیوی کو اس طرح تین طلاق دیدی کہ وہ وکیل کے پاس گیا وکیل نے طلاق نامہ لکھا اور وکیل نے ایک بار زید سے کہلوایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں لیکن طلاق نامہ کے آخر میں وکیل نے خود تین بار طلاق، طلاق، طلاق کے الفاظ کہہ دیے زید نے صرف ایک بار لفظ طلاق بولا تھا۔ یہ طلاق نامہ زید نے خود اپنی بیوی کو بھیج دیا ہے اور اس کی بیوی اور بچے یہ چاہتے ہیں کہ حسب سابق میاں بیوی کی زندگی بسر کریں کیا زید اپنی اس بیوی کو دوبارہ اپنی زوجیت میں آباد کر سکتا ہے از روئے شرع شریف اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر سائل کو طلاق نامہ کی تحریر کا کوئی علم نہیں تھا اور وہ یہ سمجھ کر کہ ایک طلاق لکھی ہوئی ہے دستخط کر چکا ہے یا نشان انگوٹھا ثبت کر دیا اور سائل نے زبان سے صرف ایک ہی طلاق دی ہے تو ایک طلاق واقع ہوگئی ہے عدت کے اندر رجوع کر سکے گا اور بعد عدت نکاح جدید کر سکے گا ورنہ طلاق نامہ کا مضمون سن کر سمجھ کر اور جان بوجھ کر دستخط کرنے سے تین طلاق واقع ہو کر حرام مغلظہ ہو جائے گی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح میں نہیں آ سکتی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
مورخہ ۱۹ شعبان ۱۳۸۸ھ

شوہر کا ایک طلاق زبانی دینا اور دیگر لوگوں کو طلاق نامہ میں تین طلاقیں تحریر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں صورت مسئلہ کہ چند آدمی مذہب شیعہ رکھنے والے ایک آدمی مسمی قادر بخش ولد احمد بخش مذہب اہل سنت والجماعت رکھنے والے کو فریب دے کر کہ ہم آپ کو فلاں لڑکی کے ساتھ نکاح کر دیں گے لہٰذا تو اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو مسمی قادر بخش نے دھوکا کھا کر کہہ دیا ایک دفعہ کہ اچھا میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے تو اس کے کہنے کے بعد پانچ روپیہ والا اشامپ خرید کر کے تحریر کر دیا گیا اور مسمی قادر بخش کا انگوٹھا اس اشام پر لگوالیا اور اشام کے اندر تین طلاق درج کر لی گئی جب عورت کے پاس آیا ہے تو اس کو کچھ نہیں کہا مگر ثانی فریق عورت کو اس بناء پر لے گئے کہ فلاں شہر میں تیری بیماری کا علاج کریں گے جب عورت ساتھ گئی ہے تو وہاں جا کر کہہ دیا کہ اچھا یہ گھر ہے

اور آپ نے یہاں رہنا اور گزر کرنا ہے پھر عورت کو فریب معلوم ہوا تو کہا کہ کس وجہ سے میں نے یہاں رہنا ہے پھر مخالف فریق نے کہا کہ تیرے خاوند نے تجھ کو طلاق دے دی ہے پھر عورت بھاگ کر تھانہ پر گئی اور واقعات کو بیان کیا اور بعد کو خاوند کے گھر واپس چلی آئی اب تک پہلے خاوند کے گھر موجود ہے اور ثانی نکاح سے انکاری ہے کیا زوج اول کا نکاح بغیر حلالہ کے ہو جائے گا؟

غلام رسول شاہ

﴿ج﴾

اگر قادر بخش نے صرف اشامپ نویس کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ اچھا میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا اور پھر اشامپ میں بغیر اس کے کہنے کے تین طلاق درج کی گئی ہیں اور اشامپ اس کو سنایا نہیں گیا اور انگوٹھا لگوالیا گیا تو ایک طلاق واقع ہوگی عدت کے اندر رجوع کرے۔ نکاح جدید یا حلالہ کی ضرورت نہیں اور اگر اشامپ بعد میں اس کو سنایا گیا اور برضا اس پر نشان انگوٹھا لگایا تو تین طلاق واقع ہوں گی بغیر حلالہ کے وہ عورت ہرگز اس کے لیے حلال نہ ہوگی خوب غور کر لیا جاوے حلال حرام کا معاملہ ہے خدا کے خوف کو دل میں رکھتے ہوئے عمل کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

طلاق کے متعلق کسی چیز کا علم نہ ہونے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ زید نے باہر سفر میں جا کر ایک شہر میں ایک اشامپ فروش کو کہا کہ میری عورت کا طلاق نامہ لکھو اشام فروش نے طلاق نامہ لکھا اور تین طلاقیں لکھیں اور آخر میں لکھا کہ یہ پڑھ کر سنایا گیا اور دراصل کہنے والے زید نے تین کا لفظ نہیں کہا اور نہ کہتے وقت ارادہ تین کا تھا اور نہ ہی پوری عبارت اشامپ کی سنی صرف دو سطر ہی سن کر زید نے کہہ دیا کہ بس کرو میں نہیں سنتا۔ زید نے اشامپ لے کر اپنے سسر کو دیکھے بغیر روانہ کر دیا اب اس صورت میں کتنی طلاقیں واقع ہوئی ہیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر فی الواقع نہ تو زید نے اشام فروش کو تین طلاقیں لکھنے کا کہا اور نہ زبانی سے تین کا لفظ استعمال کیا اور نہ اشامپ کی تحریر کو سنا ہے اور نہ اس کو یہ علم دستخط کرنے کے وقت تھا کہ اس میں تین طلاقیں لکھی ہوئی ہیں تو ایک طلاق واقع ہوئی اور وہ رجوع عدت کے اندر کر سکتا ہے خوب غور کر لیا جاوے حیلہ جوئی سے کام نہ لیا جاوے۔

محمود عفا اللہ عنہ

منشی نے طلاق نامہ تحریر کر کے مرد کو پڑھوایا نہیں، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین صورت مسئولہ میں کہ فدوی رسول بخش ولد واحد بخش سکنہ بیرون دہلی گیٹ تھلہ سیداں والہ نے بہ موجودگی دو شخصوں سعید احمد ولد خدا بخش اور مجید صاحبان اپنی عورت کو تین دفعہ یہ الفاظ کہ میری عورت مجھ پر حرام، حرام، حرام اپنی زبان سے کہے اور فدوی کے کہنے پر جو طلاق نامہ تحریر کر کے عورت کو دیا گیا۔ اس نے فوراً ہی جلا دیا اور مجھے پکڑ کر گھر لے گئی اور جو طلاق نامہ منشی سے لکھوایا گیا تھا۔ وہ مجھے بالکل پڑھ کر نہیں سنایا گیا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ فدوی نے اس کے سنانے کے لیے کہا اور نہ خود لکھنے والے نے سنایا اور فدوی خود بھی لکھا پڑھا نہیں تھا کہ اس کو پڑھ لیتا۔

فقط رسول بخش بیرون دہلی گیٹ تھلہ سیداں والہ ملتان

﴿ج﴾

پہلے تو اس کی تحقیق کی جائے کہ طلاق نامہ کے الفاظ سائل کو سنائے گئے ہیں یا نہیں۔ اسٹام فروش سے اس کی تصدیق کی جائے۔ اگر سنائے ہیں اور سن کر اس نے دستخط اپنی مرضی سے کر دیے ہیں تو عورت تین طلاق سے مغلظہ ہو گئی بغیر حلالہ کے وہ اس خاوند کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی ہے اور اگر بالکل الفاظ نہیں سنائے گئے ہیں اور اسے طلاق نامہ کے مندرجات کا علم نہیں اور زبان سے یہ کہہ دیا کہ حرام، حرام، حرام۔ (تین مرتبہ) تو اس صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے صرف دوبارہ نکاح جدید باندھا جائے۔ عدت وغیرہ نہیں۔ والسلام

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ارادہ طلاق کے بعد ایک طلاق لکھنے یا دینے سے طلاق رجعی واقع ہو گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص امام مسجد کو اپنی بستی بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہوں آپ طلاق نامہ تحریر کریں امام مسجد نے لکھنے سے انکار کیا اور بعض اہل مجلس نے بھی انکار کیا اور بعض اہل مجلس نے کہا کہ آپ طلاق نامہ لکھیں آخر طلاق نامہ لکھا گیا اور شخص مذکور نے بھی منہ سے طلاق نہ دی اور مجلس برخاست ہو گئی صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

شامی کے اس جزیئے سے......

"ولو قال للكاتب اكتب طلاق امراتي كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب ص ۲۴۶ ج ۳"

بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی ہے لہٰذا عدت کے اندر رجوع کریں اگر عدت گزر گئی ہے تو نکاح جدید کر لیا جاوے لیکن طلاق دینے کا ارادہ رکھتا ہوں کے الفاظ اس جزئیہ کی صورت مسئولہ کے ساتھ مطابقت میں کچھ مخل بھی نظر آتے ہیں لہٰذا اور علماء کی طرف مراجعت کی جاوے بہر حال رجوع کرنے کا یا تجدید نکاح کی صورت میں شبہ رفع ہو سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۹۱ھ

تحریراً ایک طلاق لکھنے سے طلاق رجعی واقع ہو گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زوج فطرۃً نکما ناکارہ ہونے کے سبب سے بھائیوں بھاوجوں کی طرف سے روٹی کپڑے کا محتاج ہے اس کی جائیداد و مالیت اور زندگی بھائیوں اور بھاوجوں کے قبضہ واختیارات میں ہے۔ زوج میں بیوی بسانے کی اہلیت نہیں۔ بذات خود بیوی کی اوقات بسری کے انتظامات اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کا قابل واہل نہیں ہے۔ بدیں سبب بیوی کو اوقات بسری اور زندگی گزاری میں ناقابل صبر تنگی وتکلیف رہتی تھی زوج کے کنبہ کے افراد بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا برتاؤ نہیں رکھتے تھے بلکہ کبر ونخوت والے ہونے کے سبب بیوی کو بھوکا ننگا گھر کی بے وقعت اور محتاج ذلیل شئی سمجھتے تھے زوج کے بعض بھائی کی اہلیہ شریرہ دشمنی کی شرارتوں سے اس کو ہمیشہ تنگ کرتی تھی۔ آخر کار اس نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل طلاق نامہ لکھ دیا۔

''میں اپنی بیوی فاطمہ سلطانہ دختر محمد مصطفےٰ سکنہ کالونی ہیڈ سلیمانکی کو طلاق دیدی ہے۔ محمد مقبول بقلم خود ۱۵ مارچ ۷۴ء دستخط گواہان.........(۱) مولوی غلام فرید بقلم خود (۲) محمد اشرف بقلم خود (۳) نور حسن۔

چند روز بعد پھر زوج سے زوجہ کے والد کی ملاقات ہو گئی تو زوجہ کے والد نے اس سے کہا کہ تم بیوی بچہ کو لے کر میرے پاس رہائش کر لو اگر منظور ہے تو اس شرط کا اسٹامپ لا کر دو میں یہ لے کر لڑکی کے پاس چلا جاتا ہوں اور دعویٰ اٹھا کر لڑکی کو لے آتا ہوں تمہارے اس طلاق نامہ سے ایک طلاق ہو گئی ہے اور ایک طلاق سے نکاح نہیں جاتا تم اس

قابل تو نہیں ہو کہ لڑکی کو بسا دوں چونکہ ایک بچہ اور تمھارے حالت پر ترس آ رہا ہے اس لیے خدا ترسی سے خیر خواہی کر رہا ہوں اگر منظور ہے تو میرے پاس رہائش بنالو اور اسٹامپ لا کر دو زوج یہ کہہ کر چلا گیا کہ میں سوچوں گا اس کے بعد نہیں آیا متعدد دفعہ خطوں کے اور مخبروں کے ذریعہ اطلاع کی گئی، زوج نے نہ کوئی جواب دیا اور نہ قبول رہائش اور اسٹام کے مطالبہ پر عمل کیا تحقیق کرنے سے زوجہ کے بارہ میں معلوم ہوا کہ اس کی عادت یہ ہے کہ ہر چاند میں پہلی یا دوسری یا تیسری کو مخصوص ایام آ جاتے ہیں اور چھٹے روز پاک ہو جاتی ہے ماہ صفر کی ابتداء میں حیض آ چکا ہے اور ربیع الاول کی تیسری میں حیض آ چکا ربیع الثانی اس پہلی کو اور جمادی الاولی میں دوسری اور جمادی الثانی میں تیسری کو حیض آ چکا ہے طلاق نامہ ۲۰ صفر ۱۳۹۷ھ کا اور زوج کے بسانے اور اسٹام دینے کی رائے وصلاح جمادی الثانی کے وسط سے، اب دریافت طلب یہ ہے کہ اب زوج مذکور اور زوجہ مذکورہ کا نکاح باقی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس طلاق نامہ کی بناء پر اس شخص کی زوجہ ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہو چکی ہے اور عدت کے اندر خاوند کے لیے رجوع کرنا جائز ہے لیکن جب اس نے عدت کے اندر رجوع نہیں کیا جیسے کہ سوال سے ظاہر ہے تو اب عدت کے بعد خاوند رجوع نہیں کر سکتا البتہ نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
رجب ۱۳۹۴ھ
الجواب صحیح محمد عبدالرشید عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ میں صرف ایک طلاق تحریر ہونے کی صورت میں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق نامہ مورخہ ۶۸-۵-۱۸ کو دیا تھا جس میں طلاق کے الفاظ یہ ہیں میں ان باتوں کو دیکھتے ہوئے طلاق دیتا ہوں میری اس طلاق کو منظور کر کے مشکور فرمائیں۔ میں نے تین مہینے کے اندر اندر بیوی کی طرف رجوع کر لیا تھی اور کئی بار بیوی کو رضامند کرنے کی کوشش کی لیکن تین مہینے کے اندر اندر میری بیوی رضامند نہ ہوئی کیا یہ رجوع صحیح ہے یا کہ نہیں اور طلاق کونسی واقع ہوئی ہے نقل طلاق نامہ شامل ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی آپ نے بیوی کو صرف ایک طلاق نامہ بھیجا ہے اور اس طلاق نامہ میں تین طلاق کا ذکر موجود نہیں بلکہ طلاق نامہ میں طلاق کے صرف یہ الفاظ درج ہیں میں ان باتوں کو دیکھتے ہوئے طلاق دیتا ہوں الخ اور آپ نے عدت ختم ہونے سے پہلے واقعی زبانی یا فعلی طور پر بیوی کی طرف رجوع بھی کر لیا ہو جیسا کہ استفتاء میں درج ہے تو اس طلاق نامہ کی وجہ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور آپ کا رجوع صحیح ہے عورت منکوحہ بدستور آپ کے نکاح میں ہے بشرطیکہ ایک طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر آپ نے رجوع کر لیا ہو نکاح جدید کی ضرورت نہیں رجوع میں عورت کی رضامندی ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذی القعدہ ۱۳۹۱ھ

تحریرا ایک طلاق دی تو طلاق رجعی واقع ہوئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی رسول بخش ولد غلام محمد قوم کھوکھر ساکن بستی مزنگ چونگی نمبر 8 ملتان کا ہوں اقرار کر کے لکھ دیتا ہوں کہ من مقر کی زوجہ مسماۃ امیراں بی بی دختر مٹھو قوم آربی ساکن حال وارد ملتان 7/6 ماہ ہوئے ناراض ہو کر اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ من مقر نے پنچائیت برادری کے ذریعہ صلح صفائی کی کوشش کی۔ مختصراً یہ ہے کہ زوجہ مذکورہ کو اس وقت مجمع عام میں طلاق دے کر مطلقہ کر کے چھوڑ دیا ہے اب من مقر کا مسمات مذکورہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی واسطہ اور کوئی تعلق نہیں رہا ہے اور نہ آئندہ ہوگا مسماۃ عدت شرعی گزرنے کے بعد جہاں چاہے اور جس شخص کے ساتھ چاہے اپنا عقد نکاح کر لے۔ من مقر کو کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ ہوگا حق مہر وغیرہ سب کچھ ادا کر دیا ہوا ہے اب نہ من مقر نے کچھ دینا ہے اور نہ لینا ہے۔ مسمات مذکورہ کے بطن سے ایک لڑکی مسماۃ کلثوم جس کی عمر اس وقت ایک سال ہے سات سال کی جب لڑکی مذکورہ کی عمر ہوگی تو لڑکی مذکورہ کے علاوہ خرچہ وغیرہ من مقر بروئے اقرار نامہ درج رجسٹر حاصل کرے گا اور فریقین مسماۃ کلثوم کو ایک دوسرے کو روکنے کے حقدار نہ ہوں گے۔ لہٰذا طلاق تحریر کر دی تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

سعید محمد کھوکھر وثیقہ نویس کچہری روڈ ملتان شہر درج رجسٹر نمبر ۶۲
گواہ مٹھو والا غلام علی قوم آرئی گواہ نذر عباس ولد غلام محمد قوم کھوکھر من مقر رسول بخش مذکور

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... بموجب طلاق نامہ ہذا شخص مذکور کی بیوی طلاق رجعی کے ساتھ مطلقہ ہوگئی ہے۔ عدت کے اندر رجوع کر کے اور عدت کے بعد تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں۔ حلالہ کی کوئی ضرورت نہیں بشرطیکہ زبان سے کوئی دوسرے الفاظ طلاق کے نہ کہہ چکا ہو اور نہ دوسرا یا تیسرا طلاق نامہ بھیج چکا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ (میری بیوی کو طلاق ہے) کے الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ......

(۱) ایک شخص دوسری شادی کے نکاح کے لیے اپنے بننے والے سسرال کے ہاں بمعہ برادری کے خود گیا تو مولوی صاحب بمعہ رجسٹرار نے اس کی پہلی بیوی کا اجازت نامہ طلب کیا جو وہ پیش نہ کر سکا۔

(۲) اب برادری مذکور شخص نے سفید کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کر کے اس سے یہ الفاظ کہے یہ طلاق نامہ تحریر شدہ ہے اس پر انگوٹھا ثبت کر دو اس نے انگوٹھا لگا دیا اور اسی وقت دوسری شادی انجام پذیر ہوگئی مذکورہ طلاق نامہ پر صرف ایک طلاق صریح لکھی ہوئی تھی۔

(۳) دوسری بیوی کے وارثان نے مذکورہ کاغذ طلاق نامہ چیئرمین صاحب یونین کونسل حلقہ کو ارسال کر دیا لیکن بعد میں مذکور شخص نے چیئرمین صاحب کے پاس کاغذ طلاق نامہ کالعدم قرار دلوا دیا۔ آیا شرع کے نزدیک مذکور شخص اپنی اول بیوی کو بحیثیت زوجہ کے اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں جبکہ اس نے بوقت انگوٹھا کاغذ طلاق نامہ کوئی تحریر یا زبانی الفاظ طلاق کے تو نہیں کہے تھے۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر طلاق نامہ میں صریح لفظ طلاق کے ساتھ صرف ایک طلاق تحریر کیا گیا تھا مثلاً یہ لکھا تھا کہ میری بیوی کو طلاق ہے اور اس پر خاوند نے انگوٹھا ثبت کر دیا تو اس کی منکوحہ کو ایک طلاق رجعی ہوگئی ہے اور عدت کے اندر اگر اس نے رجوع کر لیا ہے تو رجوع صحیح ہے اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تو عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے اگر طلاق نامہ میں تین طلاق تحریر کی گئی ہیں تو اس طلاق نامہ کو شرعاً کالعدم قرار نہیں دیا جا سکتا

اور بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ طلاق نامہ چونکہ استفتاء کے ساتھ نہیں ہے اس لیے دونوں حکم لکھ دیے واقع کے مطابق عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

ایک طلاق لکھ کر باقی دو اس پر قیاس کرنے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دینے کے لیے کسی خصوصی ساتھی ہم سبق طالب علموں کے ساتھ طلاق کے بارے میں بطور مشورہ پوچھتا ہے کہ میں کیسے طلاق دوں۔ تو انھوں نے کہا کہ ایک طلاق دو اس نے کہا کہ میں نے تو تین طلاقیں دینی ہیں اور ان طالب علموں کو یہ بھی کہا کہ میں ایسا طلاق نامہ لکھتا ہوں کہ ایک طلاق لکھ کر باقی دو کو اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہر ایک طہر کے ساتھ وہ ہوتی جائے گی تو انھوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو۔ اب فقط ایک طلاق دیدو۔ تو بندہ نے ایک طلاق لکھدی لیکن نیت میں یہی رہا کہ باقی دو ہر طہر میں خود بخود ہوتی چلی جائیں گی تو بندہ نے بدعت اور عند اللہ مبغوض ہونے سے بچنے پر فقط ایک طلاق دیدی۔ تو دریں اثنا کہ عورت عدت گزار رہی تھی ابھی فقط ایک حیض ہی گزرا یعنی تقریباً ایک ماہ اور بارہ دن تو بندہ نے رجوع کر لیا شاہدین کے سامنے۔ تو اس پر لوگ اب کئی قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔ تو کیا اس صورت میں یہ عورت مجھ پر حلال ہے یا حرام ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بہ شرط صحت واقعہ صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہو چکی ہے اور جب آپ نے عدت کے اندر رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہے اور زوجہ مذکورہ بدستور آپ کے نکاح میں ہے۔ آپ نے دل میں نیت کی جو صورت سوال میں درج کی ہے اس نیت سے دوسری، تیسری طلاق واقع نہیں ہوتی۔ ایسے خیالات اور وسوسے سے احتراز کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۷ھ

تحریری طور پر طلاق کا نوٹس بھیجنا اور اہل تشیع کا عقیدہ اختیار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک شیعہ داماد نے اپنے سنی سسر کو تین دفعہ نوٹس طلاق تحریری بحق اپنی بیوی کے روانہ کیے اور لکھا کہ میں نے چونکہ عقیدہ شیعہ اختیار کر لیا ہے۔ اس لیے معززین کے روبرو حسب ضابطہ بمطابق شیعہ فقہ مسماۃ وزیراں کو طلاق دیدی ہے۔ مسماۃ مذکورہ بعد میعاد عدت اگر چاہے عقد کر سکتی ہے۔ نوٹس حسب ضابطہ چیئرمین متعلقہ کو بھیج دیا گیا ہے۔ کیا اس تحریر سے طلاق ہوگئی ہے طلاق بائنہ یا رجعیہ یا مغلظہ ہوگئی۔ بینوا توجروا۔

مقام ڈاک خانہ لیہ مدرسہ عربیہ قاسم العلوم لیہ معرفت مولانا غلام حسین ملک خدا بخش صاحب

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کی زوجہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ لکھنا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کسی ناراضگی کے سبب یہ کہہ دیا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ میں تمھیں اپنے گھر رکھنا نہیں چاہتا وہ عورت اپنے باپ کے گھر چلی گئی چار پانچ ماہ کے بعد اس آدمی نے کہا کہ میں اپنی عورت کو طلاق لکھنے کے لیے جا رہا ہوں تا کہ جہاں چاہے نکاح کر لے اب اس عورت کو باپ کے گھر بیٹھے ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس بات کا فتوی دیں کہ وہ عورت کہیں اور جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں طلاق ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ لکھنا ضروری نہیں۔ پس بصورت مسئولہ میں اگر واقعی اس شخص نے زبانی طلاق دی ہے تو اس کی زوجہ مطلقہ شمار ہوگی ورنہ نہیں اگر خاوند طلاق کے الفاظ کا منکر ہے تو ثبوت کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے جو شرعاً معتبر ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ محرم ۱۳۹۵ھ

تحریر کے بغیر طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ بیان حلفی من جانب مسماۃ زینب دختر سلیمان قوم بھٹی سکنہ موضع موری میونسپل کبیر والا ضلع ملتان عمر 30 سال من مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہوں کہ تقریباً آٹھ سال قبل من مظہرہ کا نکاح زبانی شرعی ہمراہ مسمی غلام فرید ولد مراد ہوا تھا مسمی مذکور کی تین بیویاں ہیں جن کے بطن سے اولاد نرینہ بھی ہے مسمی مذکور کو مجھ پر شبہ ہوا کہ من مظہرہ کے تعلقات ہمراہ پسران مسمی پہلوان سے ناجائز ہیں اس پر مسمی مذکور نے من مظہرہ کو زبانی طلاق روبرو گواہان عرصہ ایک سال قبل دے دی اور من مظہرہ اپنی ماں کے گھر واپس چلی گئی بعد ازاں عرصہ چار پانچ ماہ کا ہوا کہ والدہ من مظہرہ مسمی غلام فرید کے پاس گئی کہ وہ من مظہرہ کو اپنے گھر آباد کرے لیکن اس نے کہا کہ میں نے اسے طلاق دیدی ہے بعد ازاں من مظہرہ کسمپرسی کے عالم میں محنت مزدوری کر کے اپنا گزر اوقات کرنے لگی اور اب بھی کر رہی ہوں من مظہرہ حلفاً بیان کرتی ہوں کہ بیان بالا میں کوئی دروغ گوئی نہیں اور نہ ہی کوئی راز پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

بیان سن کر سمجھ لیا ہے۔

محمد رفیق خان، ولد مراد خان، ملتان

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند نے اپنی زوجہ پر الزام لگا کر زبانی طلاق دیدی ہے تو شرعاً اس کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے اور وقت طلاق سے عدت شرعی تین ماہواری گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ صفر ۱۳۹۹ھ

زبانی طلاق کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص شرابی اور جواری اپنی بیوی کے کسی قسم کے اخراجات زندگی پورے نہیں کرتا ہے اور بات بے بات زدوکوب کرتا ہے اور کئی بار زبانی طلاق بھی دے چکا ہے اور دوسروں یعنی اپنے ہمسایوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر گھر سے غیر حاضر رہتا ہے اس کی غیر حاضری میں اس کے بھائی اس کی بیوی سے زنا بالجبر پر اتر آئے ہیں جب بیوی اپنے خاوند سے یہ ماجرا بیان کرتی ہے تو الٹا اس کو مارتا پیٹتا ہے جس پر بیوی نے ثالثی

عدالت فیملی کورٹ میں دعوی دائر کر دیا اور تمام حقیقت سے آگاہ کر کے ثابت کر دیا اور اس کا خاوند عدالت میں تسلیم کر گیا مدعیہ اپنے دعوی میں سچی ہے طلاق دیدی ہے عدالت نے لڑکی کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے جس کو تقریباً ایک سال گزر چکا ہے۔

﴿ج﴾

اگر یہ بات درست ہے کہ شخص مذکور کئی بار اپنی عورت کو زبانی طلاق بھی دے چکا ہے تو پھر یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے لہٰذا وہ عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور جس وقت سے اس نے زبانی طلاق دیدی تھی۔ اسی وقت سے عدت کا حساب ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ جمادی الاولی ۱۳۹۶ھ

وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ تحریر کرنا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ عبدالعزیز نے دو ثقہ آدمیوں کے روبرو یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا ہے اور آزاد کر دیا ہے میں اب اس کا پیچھا نہیں کروں گا اس سے پیشتر بھی وہ اس قسم کے الفاظ بیان کر چکا ہے اور کہتا ہے کہ میری دختر کو مجھے دیدو میں طلاق نامہ لکھ دونگا وہ مختلف مجالس میں یہ باتیں کر چکا ہے لڑکی بہت چھوٹی ہے اس لیے عورت زوجہ عبدالعزیز اس کو دینے سے انکار کرتی ہے وہ طلاق نامہ نہیں لکھتا اس عورت کے ولی چاہتے ہیں کہ اگر شریعت کی رو سے عورت کو طلاق ہوگئی ہو تو پھر ہم اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیں مندرجہ بالا گفتگو دو ثقہ اور دیگر آدمیوں کے سامنے عبدالعزیز نے تقریباً سال پہلے کی تھی شریعت کا حکم ارشاد فرمادیں نیز عدت کے متعلق بھی بیان فرمادیں۔

﴿ج﴾

وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ تحریر کرنا ضروری نہیں صرف زبان سے کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر اس شخص نے یہ الفاظ زبان سے کہے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا ہے آزاد کر دیا ہے تو اس سے اس شخص کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے بچی نو سال کی عمر تک تو والدہ کے پاس رہے گی لیکن اگر اس عورت نے کسی ایسے شخص کے ساتھ نکاح کیا جو لڑکی کا محرم نہ ہو تو پھر والدہ کو اس بچی کو اپنے پاس رکھنے کا حق حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

طلاق واقع ہونے کے لیے زبانی طلاق کافی ہوتی ہے۔ تحریر ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ صوفی معراج دین ولد عبدہ و نے اپنی زوجہ منکوحہ مسماۃ رابعہ دختر شمس دین کو تین بار سے زائد دفعہ اپنی طرف سے خود کہا میں تمھیں طلاق دیتا ہوں۔ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور اسی بنا پر پندرہ سولہ روز وہ اپنے گھر میں نہ سویا کہ جب تک رابعہ اپنے والدین کے پاس مکان خالی کر کے نہ چلی جاوے وہ گھر میں نہ سوئے گا نیز اس نے مسماۃ رابعہ مذکورہ کے بھائی کو ایک تحریر ارسال کی کہ وہ مسماۃ رابعہ کو طلاق دے چکا ہے۔ چنانچہ اس کو آ کر کے لے جاؤ تحریر بذریعہ رجسٹری ارسال کی گئی تھی جو مسماۃ رابعہ کے بھائی کے پاس موجود ہے۔ صوفی معراج دین نے اپنی زوجہ مذکورہ کو زبانی طلاق دی ہے۔ تحریری طور پر نہیں اس ضمن میں محلہ دار گواہ ہیں۔ جن کے سامنے اس نے کئی مرتبہ طلاق دے دینے کے متعلق ان لوگوں کو بتایا۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر فی الواقع صوفی معراج دین نے اپنی زوجہ کو تین بار یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں تمھیں طلاق دیتا ہوں تم اپنے میکے چلی جاؤ تو اس سے اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ **قال اللہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الاية** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب طلاق نامہ پر تین طلاقیں لکھی ہوئی ہیں تو تین ہی پڑ جائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عدد بیرنگ چٹھی از مسمی لال خان موصول ہوئی جس میں تین بار طلاق، طلاق، طلاق تحریر ہے چٹھی مذکورہ درخواست ہذا کے ہمراہ لف ہے یہ چٹھی موصول ہونے پر پانچ اشخاص ملتان سے احمد پور شرقیہ رہائش لال خان پر گئے اور تقریباً پانچ اشخاص لال خان مذکور کی طرف سے شریک ہوئے لال خان کے ماموں اور اس کے لواحقین نے بیان دیا جس پر لال خان مذکور نے چٹھی مذکور کو تسلیم کیا کہ میری ہے اور میں طلاق دے چکا میں مرضی کا مالک ہوں تحریر بذات خود میری ہے اور کسی کے بغیر ورغلائے یہ تحریر ارسال کی ہے اس کے علاوہ دو یوم قیام کے دوران متعدد مرتبہ دریافت کیا لال خان ہر بار اقراری رہا اور اپنی آزادانہ مرضی کا اظہار کیا کہ میں طلاق دے چکا یہ تحریر خدا کو حاضر ناظر جان کر پیش خدمت ہے، بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبکہ اس شخص نے اپنی منکوحہ مدخولہ کو تین طلاق تحریری دیدی ہیں تو اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

(قال فی الشامیة ص ۲۴۲ ج ۳ و ان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینوثم المرسومة لا تحل اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فلما کتب هذا یقع الطلاق و تلزمها العدة من وقت الکتابة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ رجب ۱۳۹۱ھ

طلاق نامہ تحریر کرتے ہی طلاق واقع ہوگئی بیوی تک پہنچانا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے اپنی بیوی بنت بکر کو تقریباً پانچ ماہ پیشتر ایک رجسٹری بھیجی بنت بکر نے خاندانی تنازع کی وجہ سے اسے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ مسمی زید نے اسی رجسٹری کی نقل متعلقہ چیئر مین کے پاس بھیج دی جس کی عبارت مندرجہ ذیل تھی۔

بنت بکر میری منکوحہ مدخولہ بیوی ہے جس کے بطن سے اور میرے نطفہ سے کوئی اولاد نہیں ہے چند وجوہات کی بناء پر اسے طلاق دے کر اپنی زوجیت سے خارج اور آزاد کرتا ہوں لہٰذا میں اسے طلاق، طلاق، طلاق دیتا ہوں اور اپنی زوجیت سے خارج کرتا ہوں اور وہ آزاد ہے۔ اس بارے میں علماء دین کا کیا فتویٰ ہے میں یہ فتویٰ بنت بکر کے ایماء پر طلب کر رہا ہوں کیونکہ بنت بکر نیک اور شریف النفس عورت ہے تاکہ وہ اپنا کوئی راستہ شریعت کی روشنی میں متعین کر لے۔
مرزا محمد یٰسین ناسک کوٹ ادو

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس طلاق نامہ کی وجہ سے اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے طلاق نامہ کا بیوی تک پہنچنا ضروری نہیں۔ طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے طلاق ہوگئی ہے اب اس خاوند کے ساتھ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح جائز نہیں۔ عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۹۱ھ

اسٹامپ خریدتے وقت تین دفعہ طلاق، طلاق، طلاق سے طلاق ثلاثہ واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ابراہیم نے مبلغ 600 روپے طے اپنی بیوی منکوحہ مسماۃ عالم بی بی دختر فتح محمد مرحوم کو زبانی وقانونی طریقہ سے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور مبلغ 10 روپے کا اسٹامپ بھی خرید لیا روبرو گواہان کے مگر جب اسٹامپ تحریر کرنے کے لیے عرضی نویس سے بات کی تب عرضی نویس نے تحریر کرنے سے انکار کر دیا اس معاملہ میں عرضی نویس کا بھی ہاتھ تھا اس بناء پر ظہور دین نے مبلغ 300 روپے ادا کر دیے تھے عرضی نویس نے کہا تھا کہ اس وقت طلاق نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ مسماۃ حاملہ ہے اس کے بعد وہ مسماۃ عالم بی بی ظہور فریق دوم کے ساتھ چلی گئی اس حمل سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے لیکن وہ اس دوران عرصہ دو سال سے ظہور کے ساتھ ہی رہی اس وقت جب مارشل لاء کا نفاذ ہوا تو مسماۃ عالم بی بی اپنے خاوند ابراہیم کے ہاں چلی گئی عرصہ دو ماہ گزرنے کے بعد وہ مسماۃ پھر واپس ظہور فریق دوم کے پاس آ گئی اب علماء کرام سے عرض ہے کہ آیا بطور شرع طلاق ہو گئی ہے یا نہیں کیا مسماۃ عالم بی بی کا ظہور کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے لہٰذا فتویٰ صادر فرمایا جاوے عین نوازش ہوگی؟

نوٹ: جب کہ اسٹام خریدتے وقت ابراہیم نے تین دفعہ کہہ دیا تھا کہ میں نے مسماۃ عالم بی بی دختر فتح محمد مرحوم کو طلاق طلاق طلاق دی ہے۔

﴿ج﴾

اگر واقعی محمد ابراہیم نے اسٹامپ خریدتے وقت تین دفعہ یہ الفاظ کہے ہیں کہ عالم بی بی کو طلاق طلاق طلاق دی ہے تو اس کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے اور حلالہ کے بغیر دوبارہ اس خاوند کے ساتھ قطعاً آباد نہیں ہو سکتی۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

" بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآيه" فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

اگر طلاق نامہ میں تین طلاقوں کا ذکر ہو اور اس شخص کو علم بھی ہو طلاق ثلاثہ واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے شادی کی ہے ایک عورت کے ساتھ کچھ عرصہ کے بعد ان

کے آپس میں ناچاقی ہوگئی ہے تو مرد کو عورت گھر میں داخل نہیں ہونے دیتی تو آخر کار کوئی عرصہ دراز کے بعد اس مرد نے عورت کے ساتھ راضی نامہ کرلیا کچھ دنوں کے بعد اس عورت کے خاوند کے رشتہ دار نے کہا کہ چل کر تو اس کو طلاق دیدے لیکن خاوند کا کوئی ارادہ طلاق دینے کا قطعاً نہ تھا۔ آخر وہ رشتہ دار اس عورت کے خاوند کو چیئر مین کے پاس لے گیا اس چیئر مین نے کاغذ کے اوپر تین طلاق تحریر کردیں مگر خاوند کا ارادہ نہیں تھا تو اس خاوند سے دستخط کرا لیے۔ تو کیا طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور کو کسی طرح یہ علم ہوگیا ہے کہ اس تحریر میں تین طلاق لکھی ہوئی ہے اور اس کے باوجود اس نے دستخط کردیے تو تین طلاق واقع ہوگئی ہے اور اب بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت سے اس شخص کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

تین طلاقیں تحریر کرنے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مضمون طلاق خود تیار کر کے یا کسی وکیل سے بنوا کر عرضی نویس کے سامنے رکھ دیتا ہے اور عرضی نویس مضمون طلاق کو اشٹامپ پر تحریر کرنا شروع کر دیتا ہے اور وہ شخص مذکور ناکح کو کہتا ہے کہ تو کہہ طلاق، طلاق، طلاق وہاں پر نہ کوئی مذاکرہ طلاق ہوا ہے اور نہ کوئی خیال عورت کے طلاق دینے کا تھا اور نہ عورت کا نام لیا گیا ہے اور نہ کوئی شاہد موجود تھا صرف طلاق طلاق طلاق کے الفاظ ناکح سے کہلوائے گئے۔ ناکح سے مضمون طلاق جو اشٹامپ پر تحریر تھا وہ پڑھا نہیں جاتا تھا اشٹامپ تحریر کرنے کے بعد ناکح کو کہا گیا تو یہاں پر دستخط کردے ناکح ان کے کہنے پر دستخط کر دیتا ہے اور پھر اسٹامپ پر جو مضمون تحریر تھا وہ سنا دیا گیا کہ ناکح کو اس بات کا علم ہو جائے کیا ایسے فعل کرنے سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا نہ اگر ہو جاتی ہے تو کونسی واقع ہوگی؟

حافظ محمد کون چاہ

﴿ج﴾

خود مضمون تیار کر کے یا کسی سے تیار کرا کے دے رہا ہے اور پھر تین دفعہ لفظ طلاق بھی یہی کہہ رہا ہے اور وہ کاتب اس سے کہتا ہے کہ تو کہہ طلاق طلاق طلاق اور اس کے باوجود علم نہیں یہ تعجب کی بات ہے تحریر جو خود لکھوائی ہے اس میں عورت کی جانب اگر اضافت موجود ہو تو مذاکرہ طلاق نہ ہونے کے باوجود تین طلاق یقیناً واقع ہو جائیں گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ تحریر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نظام الدین ولد امام الدین اپنی بیوی سے راضی خوشی تین ماہ سے کوٹ ادو اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر رہ رہا تھا آج آپس میں کوئی بات پیدا ہوئی کہ نظام الدین اپنے بہنوئی سے ناراض ہو کر گیا اور نظام الدین نے کہا کہ اپنی بیوی کو خانیوال لے جاؤں گا علی بہنوئی نے کہا کہ وہ بیوی مذکورہ کو نہیں لے جا سکتا کیونکہ یہ میری ضمانت پر لائی گئی تھی اس پر ان کا جھگڑا ہو گیا اور اس بات پر نوبت پہنچی کہ نظام الدین نے کہا کہ میری بیوی کو بھیج دو ورنہ میں بیوی کو مار پیٹ کردونگا تو بیوی کے بھائیوں نے نظام الدین کو مارا اور اس پر فوجداری مقدمہ قائم کردیا جامہ تلاشی سے پولیس نے نظام الدین کے قبضہ سے ایک طلاق نامہ اور چاقو برآمد کیا پنچایت برادری کا عذر ہے کہ نظام الدین نے کسی کے سامنے اسٹامپ پیش نہیں کیا اور نہ پنچایت نے اسٹامپ دیکھا نہ لڑکی یا اس کے والدین کو طلاق کا کاغذ پیش کیا اور نہ ہی کسی کے سامنے زبانی یا تحریری طلاق کا ذکر کیا نظام الدین اس وقت ضمانت پر ہے اسٹامپ طلاق نامہ پر گواہ کا بٹہ نہیں ہے۔ 18-04-74 کو تنازعہ ہوا۔ لڑکا نظام الدین کہتا ہے کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے کیا طلاق ہوگئی؟

شرف الدین ولد برکت علی قریشی، کوٹ ادو

﴿ج﴾

واضح رہے کہ طلاق نامہ تحریر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ طلاق نامہ بیوی تک نہ پہنچے۔ پس صورت مسئولہ میں مقامی طور پر معتمد علیہ دیندار علماء کو ثالث مقرر کیا جاوے وہ واقعہ کی شرعی طریقہ سے پوری تحقیق کریں اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ واقعی طلاق نامہ خاوند نے تحریر کرایا ہے اور اس پر انگوٹھا لگوایا ہے تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی ہے اگرچہ طلاق نامہ بیوی تک نہ پہنچے لیکن اگر طلاق نامہ خاوند کی طرف سے جعلی ہوا اور واقعہ میں خاوند نے طلاق نامہ تحریر نہ کرایا تو طلاق کے وقوع کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ بہرحال وقوع اور عدم وقوع کا دارومدار طلاق نامہ تحریر کرنے پر ہے یعنی اگر واقعی خاوند نے تحریری طلاق نامہ لکھ دیا تو طلاق واقع ہوگئی ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

بیوی کو بذریعہ خط طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک میاں بیوی کے درمیان جھگڑا گھریلو معاملہ پر ہوا۔ بیوی جھگڑے کی

حالت میں اپنے شوہر کا گھر چھوڑ کر بچوں سمیت اپنے بھائی کے گھر چلی گئی شوہر نے بیوی کے بھائی کے نام ایک خط بذریعہ رجسٹری بھیجا جس میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو یعنی تمھاری بہن کو طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ بھی خط میں درج ہے کہ اس کے ساتھ ایک طلاق نامہ بیوی کے نام بھیج رہا ہوں اسے مناسب طور پر بیوی کو سنا دیا جائے۔ بیوی کے بھائی کا بیان ہے کہ رجسٹری تو ملی ہے مگر بیوی کے نام خط نہیں ملا ہے شوہر کا کہنا ہے کہ میں نے نقل رکھی ہے۔ نقل کے حساب سے بیوی کے نام تو نہیں مگر ایک خط بیوی کے بھائی کے خط کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس میں تین طلاق دی گئی ہیں بیوی پڑھی لکھی ہے بہرکیف بھائی نے بہن کو طلاق کے متعلق ابھی تک نہیں بتایا ہے اور نہ اسے کوئی خط دیا ہے اس طرح بیوی کو علم نہیں کہ اسے طلاق دی گئی ہے شرعی لحاظ سے مطلع فرمادیں۔

(۱) اگر دونوں مضمون یعنی طلاق نامہ بھی بھائی کو ملا ہو مگر اس نے بہن کو ابھی تک نہیں بتایا ہے اور بہن کو اس کا علم بالکل نہیں تو طلاق ہوگئی یا نہیں اور شوہر اب رجوع کر سکتا ہے جبکہ رجوع کرنا چاہتا ہو جبکہ طلاق نامہ ایک خط میں ہے پھر بیوی کے نام سے بھی نہیں ہے بیوی کو اس کا علم بھی نہیں ہے نکاح میں بیوی اور شوہر کے درمیان قبولیت ہوئی ہے شوہر رجوع کرنا چاہتا ہے جس سے اس کی نیت کا پتہ لگتا ہے کہ اس نے دھمکانے کے لیے طلاق نامہ بھیجا تھا۔

(۲) اگر صرف بیوی کے بھائی کے نام کا خط ملا ہے جس میں شوہر نے لکھا ہے کہ میں نے تمھاری بہن کو طلاق دینے کا فیصلہ کیا ہے لیکن طلاق نامہ نہیں ملا ہے مگر نقل جو شوہر کے پاس ہے اس میں بیوی کو القاب سے ایک طلاق نامہ ہے جس میں تین طلاقیں دی ہوئی ہیں اور یہی کہا جاتا ہے کہ یہ بھی ساتھ بھیجا گیا ہے بہرکیف بیوی کو طلاق کے متعلق کوئی علم نہیں ہے تو طلاق ہوگئی یا نہیں اور شوہر اب رجوع کر سکتا ہے جبکہ وہ رجوع کرنا چاہتا ہے تین طلاق ایک ہی خط میں ہے۔ بیوی کے نام سے خط نہیں ہے بیوی کو اب بھی معلوم نہیں ہے۔ شوہر رجوع کرنا چاہتا ہے تو تین طلاق ایک کے برابر سمجھی جاسکتی ہیں یا نہیں۔

(۳) اگر طلاق ہوگئی تو عدت کب سے شروع ہوگی جبکہ بیوی کا بھائی بہن کو طلاق کے متعلق بتائے نہیں۔

(۴) بیوی کو حق مہر نہیں ملا ہے شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں کہ وہ ادا کر سکے۔

بیوی بھی مجبور ہے اس کے پاس گزارہ کے لیے کچھ نہیں ہے اور بھائی بھی اس لائق نہیں ہے پھر بیوی مقدمہ بھی کر کے دین مہر نہیں حاصل کر سکتی ہے کیونکہ مقدمہ کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اسلام نے جہاں طلاق کا حق مرد کو دیا ہے وہاں عورت کو برباد تو ہرگز نہیں کیا گیا ہے اس صورت میں تو عورت بالکل برباد ہو جاتی ہے۔

(۵) بیوی کے پاس تین بچے ہیں۔ کیا بچے ماں کے پاس رہ سکتے ہیں اگر وہ رہنا چاہیں اور ماں بھی رکھنا چاہے اور کیا ایسی صورت میں خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا یا نہیں یا انھیں باپ کے پاس رہنا ہوگا اور ماں کے پاس رہنے کی صورت میں باپ انھیں کچھ نہیں دے سکتا؟

سرفراز احمد قریشی ،مظفر گڑھ



طلاق نامہ کا بیوی تک پہنچنا ضروری نہیں شرعاً طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے اس کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے اور عدت بھی اسی وقت سے شمار ہوگی اگر اس نے طلاق نامہ میں تین طلاق تحریر کر دی ہیں تو اس کی زوجہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ کل مہر کی ادائیگی خاوند پر واجب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۸ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ

سسر کی طرف خط میں اپنی بیوی کو طلاق نامہ تحریر کرنا



کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنے سسر کو خط لکھتا ہے، اس سے پیشتر میں آپ کی خدمت میں کئی خط روانہ کر چکا ہوں لیکن افسوس کہ آپ نے ایک خط کا بھی جواب نہیں دیا مجھے حیرت ہے کہ آپ کی لڑکی نے جب آپ کو خط لکھا تو آپ فوراً اسے آکر لے گئے اس سے تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کے دلوں میں کھوٹ ہے اور ہماری کوئی قدر نہیں۔ آپ نے بلا سوچے اتنا بڑا اقدام اٹھایا ہے اس سے نہ صرف میری بلکہ آپ کی لڑکی کی بھی زندگی خراب ہو گئی ہے۔ اب میں آپ کو کیا بتاؤں کہ آپ کی لڑکی کے متعلق کیا کیا افواہیں اُڑ رہی ہیں جسے سن کر کوئی بھی شریف آدمی برداشت نہیں کر سکتا لوگوں کی باتیں سن کر میرے کان بھی پک گئے ہیں اور بعض دفعہ یہی جی چاہتا ہے کہ میں خودکشی کر لوں۔ ایسی ذلت کی زندگی سے تو موت ہی بہتر ہے لیکن یہ سوچ کر چپ ہو جاتا ہوں کہ خودکشی ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ نہ جانے آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ کون سے زمانے کی دشمنی نکالی ہے جو میری زندگی تباہ کر دی۔ میں نے اس بات کی تصدیق کر لی ہے جو باتیں آپ کی دختر کے متعلق سنی گئی ہیں وہ بالکل صحیح ہیں۔ اگر آپ بھی تصدیق کرنا چاہیں تو آکر اپنے کانوں سے سن لیں۔ بعد میں مجھے دوش نہ دینا۔ میں نے کئی بار سوچا کہ اسے آپ کے گھر سے لے آؤں لیکن اب جو باتیں سنی تو میرے قدم خود بخود رک گئے اور میں نے اب قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ میں کسی حالت میں بھی اس سے نبھا نہیں کر سکتا اور میں خدا اور رسول کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ کی لڑکی کو تین بار طلاق دی۔ آج کے بعد میرا اور آپ کا کوئی واسطہ نہیں آپ کا جہاں جی چاہے اس کا دوبارہ نکاح پڑھوا دینا۔ رہا مہر کا سوال تو 32/62 روپے آکر لے جائیں یا کہیں تو بذریعہ منی آرڈر روانہ کرا دوں زیادہ کیا لکھوں؟

نوٹ: نقل رکھ لی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔

محمد ظہیر ولد منشی نذیر مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں بغیر ۔ ۔ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ آباد ہونا جائز نہیں۔

قال فی العالمگیریة (الفصل السا س فی الطلاق بالکتابة) الکـ ـ علی نوعین مرسومة و غیر مرسومة و نعنی بالمرسومة ان یکون مصدراً و معنونا مثل مایکتـ ـی الغائب (الی ان قال) و ان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو الخ (عالمیگریه ص ۱ - ۳ ج ۱) و فی الشامیة لو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق و ان لم یکتب الخ ۔ د المحتار ص ۲۴۶ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ صفر ۱۳۸۹ھ

گواہوں کی موجودگی میں تین طلاقیں تحریر کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ''م'' کی شادی تقریباً 10 سال قبل ''ح'' کے ساتھ قرار پائی 10 سال کا عرصہ بالکل خیر وخوبی سے گزرا تقریباً گیارہ ماہ پہلے لڑکی کے والدین لڑکی کو 15 روز کے لیے لے گئے۔ایک ماہ بعد لڑکی کا شوہر لڑکی کو لینے کے لیے گیا مگر اس کے سسرال والوں نے مزید ایک ماہ کا کہہ کر ٹال دیا اس کے بعد تین مرتبہ لڑکا اپنی بیوی کو لینے گیا مگر حالات بجائے سنورنے کے بگڑتے گئے اور ان لوگوں نے لڑکی کو بھیجنے سے صاف انکار کر دیا اور لڑکی کو تعویز وغیرہ پلا کر اپنے کہنے میں کر لیا گیا آخر ایک ماہ بعد لڑکا اپنے والد کے ہمراہ پھر اپنے سسرال گیا کہ کسی طرح فیصلہ ہو جائے اور اس کی بیوی واپس آجائے مگر اس مرتبہ لڑکے کو زدوکوب کیا گیا اور بعد ازاں پولیس کے حوالے کر دیا گیا اور دونوں باپ بیٹے کی پولیس نے خوب بے عزتی کی اور ان پر الزام لگایا کہ تم لڑکی کو زبردستی پکڑ کر لے جا رہے تھے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے لڑکا فوری طور پر یہ بے عزتی برداشت نہ کر سکا اور اس نے غصہ کی حالت میں گھر آتے ہی ایک کاغذ پر طلاق نامہ لکھ کر چیئر مین صاحب کو بھیج دیا کہ میں نے تین مرتبہ لفظ طلاق لکھ دیا لیکن نہ تو دل سے چاہا اور نہ زبان سے اقرار کیا غم وغصہ کی حالت میں ایسا کیا گیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد چیئر مین صاحب نے دونوں پارٹیوں کو بلوایا مگر لڑکی والے چیئر مین سے پہلے ہی مل چکے تھے اور اب انھوں نے کھلے لفظوں میں طلاق کا مطالبہ کیا اور دو

گواہوں کے سامنے لڑکی کے بیانات قلم بند کروائے گئے کہ میں اپنے شوہر کے ہاں نہیں جانا چاہتی مجھے طلاق دلوائی جائے چیئر مین صاحب نے کئی ماہ قبل کی تاریخیں لگا کر دو روز میں فیصلہ کر دیا کہ لڑکی کو طلاق ہوگئی ہے کوئی ثالثی کمیٹی مرتب نہیں کی گئی ایک ہی روز میں نمائندے منتخب کیے گئے اور ان سے سابقہ تاریخوں میں نوٹسوں پر دستخط کرا کے ایک سرٹیفکیٹ لڑکی والوں کو اور دوسرا لڑکے کو دیا اور کہا کہ جاؤ طلاق ہوگئی ہے۔حالانکہ لڑکے کے علم میں یہ خبر بھی نہیں تھی کہ اس طرح طلاق ہو جاتی ہے کہ نہیں۔ازراہ کرم فتویٰ صادر فرمائیں کیونکہ لڑکے کے والدین سخت پریشان ہیں اور وہ لوگ لڑکی کا رشتہ دوسری جگہ کرنے والے ہیں لڑکا چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو ضرور لے کر آؤنگا اس حالت میں طلاق ہوگئی ہے یا کہ نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں اور یہ تین طلاق لڑکے کے اپنے تحریری طلاق نامہ میں لکھی ہوئی ہیں۔تین دفعہ طلاق کے الفاظ سے واقع ہوئی ہیں چیئر مین کی کارروائی سے طلاق کے وقوع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔عورت مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذی القعدہ ۱۳۹۰ھ

تحریراً وقوع طلاق کے لیے خاوند کو علم ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی فیض بخش ولد نور محمد قوم بھٹی سکنہ موضع میکلن تحصیل ضلع وہاڑی نے اپنی منکوحہ امیر مائی دختر غلام حسن سکنہ موچی پورہ کو کسی رنجش کی وجہ سے طلاق دینے کا ارادہ کیا اور حکم بھی دیدیا اور چند آدمیوں کے سامنے ایک شخص لکھنے والے کو طلاق نامہ تحریر کرنے کا حکم دیا بلکہ کئی مرتبہ کہا کہ طلاق لکھ دو میں بالکل اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا۔کاتب نے کہا کہ کونسی طلاق لکھوں تو اس نے کہا کہ آخری طلاق لکھ دو یعنی مغلظہ چنانچہ کاتب نے طلاق نامہ لکھ دیا تو کسی کے کہنے پر مذکور بالا شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تحریر نامہ سنایا گیا اور انگوٹھا وغیرہ نہیں لگایا گیا لیکن طلاق دہندہ اپنی بات پر پختہ ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دیدی ہے اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق مذکورہ واقع ہو جائیگی یا نہیں؟

عاشق محمد، موضع وہاڑی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند نے طلاق نامہ لکھنے کو کہا ہے اور وہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے طلاق دیدی ہے تو طلاق نامہ کے مضمون کے مطابق وقوع طلاق کا حکم کیا جائیگا۔ اگرچہ اس نے انگوٹھا نہیں لگایا یعنی اگر اس نے طلاق مغلظہ کے لیے کہا ہے تو اس کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی۔

قال في الشامية ولو قال للكتاب اكتب طلاق امرأتي كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب شامي ص ۲۴۶ ج ۳ قبيل باب الصريح ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ شوال ۱۳۹۷ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اپنے قلم سے کاغذ پر تین طلاقیں تحریر کرنے سے طلاق مغلظہ واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مرقومہ ذیل میں کہ مسمات فتح بی بی دختر صالحون قوم موچی کے پہلے زید سے ناجائز تعلقات رہے بعد ازاں رسمی طور پر نکاح ہوا لیکن عرصہ بعد زید ناکح نے اپنی قلم سے طلاقنامہ سرکاری کاغذ اسٹام پر تحریر کیا جس پر چیئرمین اور کئی اشخاص کے بطور گواہ دستخط ثبت ہیں۔ جن میں سے ایک گواہ فوت ہو چکا ہے اور دو اشخاص تاحال زندہ اور مذکورہ واقع کے بیان دہندہ ہیں اور مذکورہ طلاق نامہ مورخہ 26-11-54ء کو تحریر کردہ ہے۔ بعد ازاں مسماۃ مذکورہ کو اس واقع کی اطلاع کر دی گئی لیکن تحریر طلاق نامہ مطلقہ کے سپرد نہیں کی گئی لیکن مذکورہ عورت ویسے ہی اُسی جگہ آباد رہی اور آج تک ہے بارہ سال بعد 1967ء میں زید ناکح فوت ہو جاتا ہے اور مسماۃ مذکورہ ناکح کی جائیداد سے بطور زوجیت حق وراثت کا مطالبہ کرتی ہے۔ مذکورہ صورت مسئلہ کو بتفصیل مندرجہ ذیل مفصل فرمادیں۔

(۱) طلاق نامہ کے متن کا خلاصہ یہ ہے کہ بدرستی ہوش وحواس بلا ترغیب وجبر سہ بار طلاق طلاق طلاق دے کر اپنے اوپر قطعی طور پر حرام کر دیا ہے بلکہ اس کو سہ بار طلاق اس کے اپنے اوپر سنادی ہے کیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

(۲) اگر طلاق واقع ہوگئی ہو لیکن مسماۃ مذکورہ جس گھر میں مطلقہ ہوئی تھی آج تک اسی گھر میں موجود ہے اپنے سے اس کی زوجہ تو مقصود نہ ہوگی یعنی طلاق دہندہ اور مطلقہ کا تعلق برقرار رہنا شرعاً رجوع پر محمول ہوگا یا نہ حالانکہ نہ حلالہ اور نہ ہی دوبارہ کوئی نکاح کیا گیا ہے۔

(۳) مسماۃ مذکورہ بیان کردہ حالات کے تحت متوفی کی وارثہ ہو سکتی ہے یا نہیں اگر وارثہ نہیں بن سکتی تو جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ اس کے قبضہ میں ہے سرکاری کاغذات میں اب منتقل کر دی جائے تو اس کی شرعاً ملک ہو جائیگی جبکہ متوفی کی بعد کی منکوحہ بیوی تاحال زندہ موجود ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بشرط صحت بیان سائل شخص مذکور کی مذکورہ بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے اور بغیر حلالہ کے دوبارہ ان کا آپس میں آباد ہونا کسی طرح درست نہ تھا۔ طلاق مغلظہ دینے کے بعد زن وشوئی کے تعلقات قائم رکھنا حرام کاری پر محمول ہوتا ہے چونکہ مطلقہ مغلظہ بھی ہوگئی ہے اور عدت بھی گزر گئی ہے لہذا زوجیت مکمل طور پر منقطع ہوگئی ہے اس لیے اس کے بعد زید کی فوتیدگی کی صورت میں یہ مطلقہ بیوی اس کی جائیداد سے وراثت کی حق دار نہ ہوگی۔ بالفرض اگر سرکاری کاغذات میں اس مطلقہ کے نام انتقال ہو بھی جائے تب بھی بغیر رضامندی دیگر وارثوں کے شرعاً یہ مطلقہ مالکہ شمار نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد سرور العلوی نائب مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

طلاق نامہ لکھ کر بیوی کی طرف پوسٹ کرنے سے طلاق واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے والد کے ہمراہ راولپنڈی سے ملتان آگئی ہے جبکہ اس کا خاوند اپنی ملازمت پر گیا ہوا تھا جب گھر واپس آیا تو بیوی موجود نہیں تھی بعد میں ۱۳ دن انتظار کیا اور ایک خط بھی لکھا کہ اگر تم واپس آجاؤ تو بہتر ہے نہیں تو طلاق دے دونگا۔ پورے ۱۲ دن انتظار کرنے کے بعد اس نے طلاق نامہ تحریر کر کے بھیج دیا ہے جس کا متن یہ ہے مسماۃ غلام مریم کو اپنے حلقہ نکاح سے آزاد کرنے کے فیصلے سے مطلع کرتا ہوں اور بدرستی عقل وہوش وحواس خمسہ طلاق ثلاثہ سے اپنے اوپر حرام کرتا ہوں کیا اب یہ عورت اپنے خاوند کے گھر واپس آباد ہو سکتی ہے یا نہیں جبکہ خاوند نے ۹ اگست کو طلاق لکھی تھی آج ایک ماہ گزر چکا ہے۔

﴿ج﴾

یہ عورت تین طلاق سے اپنے خاوند پر حرام ہوگئی ہے بغیر حلالہ وہ کسی طرح بھی اس شخص کے ساتھ آباد نہیں ہو سکتی۔ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآيه ٥ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

کاغذ کے اندر سہ بار طلاق اقرار کی پابند ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسمی محمد اجمل خان ولد غلام رسول قوم مغل عمر 26 سال ساکن خانیوال کا ہوں میرا نکاح وشادی ہمراہ مسماۃ رضیہ سلطانہ دختر محمد بخش ساکن چیلہ ضلع جھنگ کے ساتھ آج سے عرصہ پانچ سال قبل ہوئی اور بعد از شادی مسماۃ مذکورہ رضیہ سلطانہ بطور زوجہ من مقر کے گھر آباد رہی ہے۔ اب مابین فریقین شدید کشیدگی پیدا ہوگئی ہے مسماۃ رضیہ سلطانہ جو اس وقت اپنے میکے میں رہائش پذیر ہے کو متعدد بار گھر لانے کی کوشش کی گئی مگر مسماۃ مذکورہ رضیہ سلطانہ نہ صرف یہ کہ خانیوال آنا نہیں چاہتی بلکہ طلاق کا مطالبہ بھی کرتی ہے لہذا بدرستی حواس خمسہ سہ بار طلاق دے کر اور حرام کر کے آزاد کرتا ہوں حق مہر بوقت مطالبہ ادا کر دیا جائے گا مسماۃ رضیہ سلطانہ جو جہیز ہمارے گھر موجود ہے وہ بھی مسماۃ رضیہ سلطانہ کو لے جانے کی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ فریقین کے درمیان اور کوئی لین دین نہیں ہے لہذا یہ اسٹامپ لکھ دیا ہے۔

گواہ شد: شمس الحق ولد محمد اسماعیل، خانیوال

گواہ شد: ذوالفقار احمد خان، ملتان

محمد اجمل خان، خانیوال

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جو طلاق نامہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ بدرستی حواس خمسہ سہ بار طلاق دے کر اور حرام کر کے آزاد کرتا ہوں اگر یہ طلاق نامہ واقعی خاوند کا تحریر کردہ ہے تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ عورت عدت شرعیہ کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ عدت خاوند کے گھر گزارنا چاہیے طلاق کے بعد اب اس کے لیے خاوند کے پاس رہنا سہنا شرعاً حرام اور ناجائز ہے اس سابقہ خاوند سے اب پردہ کرنا ضروری ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو دوسرے اجنبی لوگوں کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یکم صفر ۱۳۹۴ھ

طلاق نامہ میں وجہ لکھنا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد رفیق ولد محمد صدیق چونیہ سکنہ موضع بھٹہ پور تحصیل وضلع مظفر گڑھ مقام مسماۃ شریفاں دختر اللہ وسایا قوم چونیہ سکنہ موضع بھٹہ پور بستی منگن والا تحصیل وضلع مظفر گڑھ آپ کو بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کی شادی میرے ہمراہ عرصہ ایک سال کا ہوا ہوئی تھی۔ چنانچہ ابتداء میں آپ کے حالات

میرے خاندان سے اچھے رہے لیکن اب عرصہ تقریباً ۳ ماہ سے تم نافرمانبردار ہوگئی ہو میرے اور میرے والدین کی عزت افزائی سے گریز کر رہی ہو اور مقابلہ آوری سے پیش آتی ہوتی کہ تم میرے ہاں آباد رہنا نہیں چاہتی ہو اور ان حالات میں ایسی عادات والی عورت کو اپنے گھر بطور زوجہ آباد رکھنا نہیں چاہتا لہٰذا میں آج کی تاریخ سے مسماۃ شریفاں دختر اللہ وسایا مذکورہ کو سہ بار طلاق شرعی دے کر آئندہ اپنے نفس پر حرام کرتا ہوں اب مسماۃ شریفاں سے میرا کوئی تعلق نہیں رہا ہے جہاں پر چاہے بطور زوجہ آباد ہو حق مہر ادا کیا جا چکا ہے مذکورہ کے بطن سے اور میرے نطفہ سے کوئی اولاد زینہ یا مادینہ نہیں ہے لہذا طلاق نامہ ہذا سنداً تحریر کر چکا ہوں۔

بقلم منظور احمد کاظمی عرائض نویس صدر کچہری

گواہ شد: ربنواز ولد روشن خان قوم بلوچ

گواہ شد: محمد رفیق مذکور گواہ شد اللہ رکھے ولد جمالی خان قوم مرانی بلوچ، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں مسماۃ شریفاں مطلقہ مغلظہ بسہ طلاق ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

فی الشامية (قوله ثلاثة متفرقة و كذا بكلمة واحدة بالاولى (الى ان قال) و ذهب جمهور الصحابة و التابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ ص ۲۳۲ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

طلاق نامہ، طلاق کا علم اور اس پر دستخط اقرار کی مانند ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری شادی مسمات انور بی بی سے 1951ء میں ہوئی اور عرصہ پانچ سال گھر میں بخوشی آباد رہی اس کے بطن سے ایک لڑکا جس کی عمر اب بارہ سال کی ہے اور ایک لڑکی جس کی عمر اب آٹھ سال ہے پیدا ہوئے چونکہ میں سرکاری ملازم ہوں اور گھر سے دور میری نوکری ہوتی ہے اس لیے میری والدہ اور بیوی کے تعلقات اکثر کشیدہ رہے اس وجہ سے میری والدہ انور سے ناخوش رہتی تھی۔ دوسری وجہ یہ کہ میری والدہ کے بہنوئی کی بھانجی جس کو میری والدہ نے گھر میں پرورش دی تھی بالغ ہوگئی اور مجھے میری والدہ اور میرے والد نے مجبور کیا کہ ہم نے مسمات فیض بی بی سے دوسری شادی کرنی ہے چنانچہ کچھ عرصہ میں ٹال مٹول کرتا رہا آخر میری والدہ نے مجھے دھمکایا کہ میں جائیداد منقولہ وغیر منقولہ جو کہ میری والدہ کے نام میرے والد نے کرائی ہوئی تھی تجھے عاق کر دونگی

اس بناء پر میری پہلی بیوی کو میری عدم موجودگی میں میکے بھیج دیا اور تمام زیورات اور پارچات و دیگر سامان قبضہ میں لے لیا اور تین ماہ کی بچی ساتھ گود میں لے گئی چنانچہ میری برات منائی گئی اور دو چار آدمی لے کر مجھے والدہ راولپنڈی لے گئی جہاں وہ لڑکی ہونے والی بیوی اپنے ماموں کے گھر اور میری خالہ کے گھر جو اس کی بیوی ہے رہائش رکھتی تھی چنانچہ میں دلہا بن کر جب پنڈی پہنچا تو وہاں نیا شاخسانہ کھلا کہ اگر میں غلام مصطفےٰ خان پہلی بیوی کو طلاق نہیں دونگا تو برات خالی واپس جائیگی چنانچہ میں اس پر رضامند نہ ہوا آخر کار میری والدہ نے مجھے کہا کہ اسٹام خرید کر اس پر دستخط کر دو۔ اس صورت میں دلہن والے تیار ہیں۔ بامر مجبوری میں نے اسٹام خرید لیا اور دستخط کر دیے لیکن پڑھا نہیں کہ اس میں ایک طلاق لکھی ہے یا تین اور نہ زبان سے طلاق دی نہ ایک نہ تین اور ہم واپس دلہن کو لے کر آ گئے۔ چار ماہ گزرنے کے بعد میری پہلی بیوی لاہور اپنے رشتہ داروں کے ہاں مقیم تھی میں اس کے پاس پہنچا اور اس کو تفصیلات بتائی وہ میرے ساتھ آنے کے لیے تیار ہو گئی لیکن اس نے اپنے باپ اور بھائیوں کو رضامند کرنے کے لیے مجھ سے کہا چنانچہ اس کے والد کے پاس اور بھائیوں سے کئی دفعہ میں نے جا کر کہا جس پر وہ کہتے کہ بھائی طلاق ہو چکی ہے چنانچہ عرصہ تین چار سال گزر جانے کے بعد معلوم ہوا کہ میری والدہ وہ اشامپ جس پر طلاق کا مضمون ہے اور میرے دستخط نیچے ہیں میری والدہ نے میری پہلی بیوی کو بذریعہ ڈاک بھیج دیا ہے لہٰذا میں اور میری بیوی اس بات پر مصر ہیں کہ شرعی طلاق نہیں ہوئی۔ میرے سسر نے انور کو کئی دفعہ مجبور کیا تیرا نکاح ثانی اپنے رشتہ دار سے کر دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے رہے کہ غلام مصطفےٰ خان ہمارے رشتہ داروں میں سے نہیں ہے غیر ہے گو قوم ایک ہی ہے تب بھی وہ غیر ہے لیکن انور ہمیشہ جواب دیتی رہی کہ میں مصطفےٰ خان کے گھر آباد ہونگی یا والدین کے گھر عمر گزار دونگی نکاح ثانی کرنے کے لیے میں کسی شخص سے رضامند نہیں ہوں اور نہ مجھے طلاق شرعی ملی ہوئی ہے اب انور کے والد اور بھائیوں نے مجبوراً یا بخوشی اس امر کا اظہار کیا ہے کہ اگر غلام مصطفےٰ فتویٰ شرعی لے آئے کہ طلاق نہیں ہوئی تو انور کو مصطفےٰ خان کے گھر بھیجنے اور آباد کرنے پر تیار ہیں۔ گواہ حق نواز خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس اشامپ میں انور بی بی کو طلاق لکھی گئی ہے اور مصطفےٰ خان کو طلاق کا علم ہوا اور اس نے اس اشامپ پر دستخط کر دیے ہوں تو اس کی زوجہ انور بی بی پر شرعاً طلاق پڑ گئی اگر اس میں ایک یا دو طلاق لکھی گئی ہو تو میاں بیوی دوبارہ نکاح کر کے آپس میں دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں اور اس پر تین طلاقیں لکھی ہوں تو تین طلاقیں ہو گئیں۔ اس پر زوجہ حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ غلام مصطفےٰ بغیر حلالہ کے دوبارہ انور بی بی کو آباد نہیں کر سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ شعبان ۱۳۸۴ھ

زبان سے طلاق نہ دینا صرف تحریر کرنا

﴿س﴾

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج عالی، طلاق کے متعلق جناب سے مورخہ 64-03-9ء کو فتویٰ طلب کیا تھا جس کے جواب میں آپ نے حکم فرمایا تھا کہ اصل طلاق نامہ کی تحریری نقل روانہ کریں سو نقل بمطابق اصل طلاق نامہ مندرجہ ذیل ہے نوٹس اعلان طلاق نوٹس طلاق بنام مسماۃ سناں عرف عائشہ بی بی دختر محمد رمضان زوجہ عبدالغفور ساکن شورکوٹ روڈ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ من جانب عبدالغفور ولد محمد رمضان ذات ارگن ساکن شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ تخمیناً سولہ سترہ سال ہوئے کہ میری اولاد کی شادی و نکاح بروئے شریعت محمدی ہوئی ہے اسی دوران میں آپ نے میرے گھر بطور زوجہ آباد ہو کر صحیح معنوں میں حقوق زوجیت پورے نہیں کیے اور ہمیشہ میری نافرمان ہوتی رہی ہے آپ کے اس فعل سے تنگ رہا ہوں اس نوٹس ہذا کی رو سے آپ کو یہ طلاق شرعی دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں مطلع کریں نقل نوٹس رکھ لی گئی ہے اور اس کی نقل بحالت اصل جناب چیئرمین صاحب یونین کونسل نمبر 78 شورکوٹ روڈ بھی ارسال کر دی گئی ہے اب کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں فتویٰ صادر فرما کر مشکور فرما دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر عبدالغفور نے اپنی زوجہ مسمات سناں عرف عائشہ کو زبان سے طلاق نہیں دی صرف مذکورہ بالا تحریر لکھی ہے تو اس تحریر سے اس کی زوجہ پر شرعاً ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی ہے۔ عدت کے اندر رجوع کر کے آپس میں میاں بیوی آباد ہو سکتے ہیں اور عدت گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح شرعی کر کے آپس میں آباد ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللطیف غفرلہ

۱۸ ذوالقعدہ ۱۳۸۳ھ

کاغذ میں تحریر کرنا کہ (آپ کی لڑکی میرے سے فارغ ہے) نیت کا اعتبار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے سسر کو چھوٹے سے کاغذ پر لکھ دیا ہے کہ چاچا جی اپ کی لڑکی میرے سے فارغ ہے کیونکہ اس کو ایک دوسرے کے نکاح میں بیٹھنے کے لیے مجبور کرتے تھے جو کہ اس کی ہمشیر تھی اور وہ راضی نہ تھا برائے مہربانی فتویٰ دے کر مشکور فرما دیں کہ کیا کیا جاوے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ان الفاظ سے اگر نیت طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی ہے تجدید نکاح کر کے

آپس میں آباد ہوسکینگے اور اگر نیت طلاق کی نہیں ہے تو چونکہ یہ بات طلاق میں سے نہیں ہے طلاق واقع نہ ہوگی اور بدستور اس کی منکوحہ بیوی ہی متصور ہوگی ہاں اگر مطالبہ طلاق یعنی مذاکرہ طلاق کے وقت یہ الفاظ لکھے ہوں تب بغیر نیت کے طلاق واقع ہوگی۔ حالت مذاکرہ طلاق میں بلانیت کے اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

قال فی التنویر ص ۲۹۸ ج ۳ ونحو خلیة و بریة حرام بائن یصلح سبا وفیه (وفی مذاکرة الطلاق) یتوقف (الاول فقط) ویقع بالاخیرین وان لم ینو الخ ص ۳۰۱ ج ۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الآخری ۱۳۸۵ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ میں دو طلاقوں کی بناء پر طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی حافظ عبدالصمد ولد حافظ محمود الحسن سکنہ چیچہ وطنی بلاک نمبر 3 مکان نمبر 431 کی شادی ہمراہ مسماۃ زہراں بی بی دختر مولوی عبدالرحیم آٹھ سال ہوئے شادی ہوئی۔ بندہ کے گھر آباد رہتی اور حقوق زوجیت بخوبی ادا کرتی رہی مگر بدقسمتی سے مذکورہ کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ اس اثناء میں مذکورہ کی طبیعت کچھ چڑچڑی سی ہوگئی اور اس طرح تقریباً گھر کا سکون نہ رہا اب بندہ اولاد کی خاطر دوسری شادی کرنا چاہتا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ موجودہ عورت کی موجودگی میں ایسا کرنا ناممکن ہے لہٰذا روبرو گواہان مذکورہ کو طلاق دے کر فارغ کرتا ہوں۔ اس طلاق نامہ کی نقل ایک اپنی منکوحہ کو اس کے گھر کے پتہ پر اور دوسری نقل رہائشی چیئرمین کونسل نمبر ۴۴ چک ۶/۷-۱۱ کو ارسال کردی ہے تاکہ مسلم فیملی لاء کے تحت مناسب کارروائی کی جاسکے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ مطلقہ بائنہ ہوچکی ہے۔ رجوع نہیں کرسکتا۔ اسی خاوند کے ساتھ عدت کے اندر نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الاول ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ میں رضاء ضروری ہے خود لکھنا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد علی نے 1957ء میں عرضی نویس کے پاس جا کر اپنی بیوی

مسمات عالیہ کے لیے طلاق لکھوائی جس کی نقل پشت پر موجود ہے لیکن کسی آدمی کے مشورے سے تحریر بیوی کو روانہ نہیں کی کچھ عرصہ بعد مسماۃ عالیہ کو اس شخص کی زبانی معلوم ہوا کہ جس نے اس کے خاوند کو طلاق رجسٹری کرنے سے روکا تھا کہ تیرے خاوند نے تجھ کو طلاق دے دی ہے جس کی نقل رجسٹر عرائض نویس میں موجود ہے نیز مسمی محمد علی عرصہ بعید سے رنجیدہ ہے کیا اس تحریر کے مطابق اس کی زوجہ مذکورہ مطلقہ ہوئی یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب محمد علی نے 1957ء میں عرضی نویس کے پاس تحریر میں اپنی زوجہ مسماۃ عالیہ کو تین طلاقیں لکھ دیں تو عرضی نویس کے لکھوانے سے محمد علی کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں تحریر طلاق نامہ کا زوجہ کو پہنچنے پر شرعاً طلاق موقوف نہیں بلکہ خاوند کے لکھوانے سے طلاق واقع ہوگئی اب مسمات عالیہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

طلاق نامہ تحریر کرکے ڈاک پر روانہ کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد اسماعیل نے اپنے لڑکے کا نکاح مسمی حق نواز کی لڑکی کے ساتھ کردیا جس کا باقاعدہ رجسٹر نکاح میں اندراج بھی ہوا اور حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ مقرر ہوا اور اس نے اس کے عوض اپنی لڑکی بطور وٹہ سٹہ کے مسمی حق نواز کے لڑکے کو دینا منظور کرلیا مگر جب مسمی حق نواز مذکور اپنے لڑکے کا نکاح کرانے کے لیے اسماعیل کے گھر پہنچا تو وہ نکاح سے انکاری ہوگیا اس طرح ایک قسم کا دھوکہ بھی کیا۔ چنانچہ حق نواز مذکور کی لڑکی کی رخصتی نہ ہوسکی بعد میں کچھ عرصہ بعد اسماعیل کے لڑکے نے طلاق نامہ اسٹامپ پر لکھ کر بصورت رجسٹری ڈاک کی معرفت بھیج دیا۔ اب صورت سوال یہ ہے کہ مذکورہ مطلقہ لڑکی کو حق مہر شرعی طور پر وصول کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں اور کس قدر حق مہر وصول کرنے کی اجازت ہے۔

محمد بخش، ولد حاجی الٰہی بخش

﴿ج﴾

اگر اسماعیل کے لڑکے نے دخول اور خلوت صحیحہ سے پہلے اس لڑکی کو طلاق دی ہے تو اسماعیل کے لڑکے کے ذمہ نصف مہر ادا کرنا واجب ہے اور مطلقہ لڑکی کو نصف مہر مقررہ وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔

ومن سمى مهرا عشرة فمازاد فعليه المسمى ان دخل بها او مات عنها (الى قوله) وان طلقها قبل الدخول بها و الخلوة فلها نصف المسمى لقوله تعالى وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم الاية (هداية مع الفتح ص۲۰۸ ج۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

خط میں طلاق لکھنے یا لکھوانے سے واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید اور اس کی منکوحہ میں نزاع شروع ہو جاتا ہے منکوحہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے زید کہتا ہے کہ تو جہاں چاہے چلی جاؤ میں طلاق نہیں دیتا۔ منکوحہ کہتی ہے کہ جب تو مجھے رکھتا بھی نہیں اور طلاق بھی نہیں دیتا تو کم از کم طلاق کا نمونہ بنا دے تا کہ میں لوگوں اور اپنے بیٹوں کو دیکھا کر مطمئن کر سکوں زید کہنے لگا میں تجھے کرایہ دیتا ہوں تو اپنے بیٹوں کے پاس چلی جا پھر نہ آ۔ مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں یہ منکوحہ کے بیٹے پہلے شوہر سے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی والدہ مطلقہ ہو جائے ورنہ وہ اس کو منہ نہیں دکھائیں گے اور یہاں سے کافی فاصلہ پر مقیم ہیں۔ منکوحہ نے کہا جب تک مجھے تحریری طور پر طلاق نامہ نہ ملے۔ میں بیٹوں کے پاس نہیں جا سکتی۔ اس پر زید کہنے لگا میں تجھے کاغذ بنوا کر دیدیتا ہوں دیکھنے والا یہ نہ کہے کہ طلاق نہیں اس کے بعد زید کے نام پر اسٹامپ برائے طلاق حاصل کیا جاتا ہے اس پر لکھا جاتا ہے کہ زید نے اپنی منکوحہ کو تین طلاقیں دیں تین طلاقیں دیں تین طلاقیں دیں۔ زید خود یہ کاغذ اپنی منکوحہ کے حوالہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی یہ کاغذ صرف اس لیے بنوا کر دیا ہے کہ تیرے بیٹے طلاق نامہ سمجھ کر تجھ پر خوش ہو جائیں اور تجھے اپنے پاس رکھیں۔ اب زید کہتا ہے کہ میں نے قطعاً طلاق نہیں دی اور نہ ارادہ تھا۔ یہ صرف ایک طریقہ تھا جو اختیار کیا گیا۔ دریں صورت دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا منکوحہ کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں واقع ہوئی تو اس جعل سازی پر کوئی کفارہ لازم آتا ہے تو کتنا اگر طلاق واقع ہوگئی تو کتنی ایک یا تین۔ بینوا توجروا

قاضی محمد اشرف، جہلم

﴿ج﴾

خط میں طلاق لکھنے یا لکھوانے سے واقع ہو جاتی ہے۔ خواہ نیت ہو یا نہ۔

شامی ص ۴۰۳ ج ۲ وان كانت مرسومة يقع الطلاق نوى اولم ينو و فيها لو قال للكاتب اكتب طلاق امراتي كان اقرارا بالطلاق وان لم يكتب ٥ شامی ص ۲۴۶ ج ۳

اور چونکہ تین طلاق دی ہیں اس لیے مغلظہ ہوگی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
۵ ذی القعدہ ۱۳۷۰ھ

خط لکھنے سے طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص پاکستان کا باشندہ ملک لیبیا میں رہتا ہے کسی گھریلو تنازعہ کے پیش نظر اپنی بیوی کو خط رجسٹری کرتا ہے اور اس میں لکھتا ہے کہ تم میرے اوپر حرام ہو شرعی طور پر تم کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں تم میری ماں ہو اور تم میری بہن ہو، میں نے تمھارے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات ختم کر دیے ہیں تم آزاد ہو جو چاہو کرو۔ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے اسی طرح کے ایک ایک ماہ بعد تین طلاق نامے اپنی بیوی کی طرف رجسٹری کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ الفاظ لکھتا ہے کہ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا تم کو کوئی دوسرا اچھا ساتھی نصیب کرے اسی طرح تین بار طلاق نامے آتے ہیں اور تقریباً تین ماہ گزر جاتے ہیں اب گزارش یہ ہے کہ طلاق میں گواہوں کی شرط ہے یا نہیں۔ وہ تو وہاں بیٹھ کر طلاق نامے بھیجتا ہے وہاں تو گواہ موجود نہیں ہیں تو پھر یہاں ہر خط پڑھنے والا گواہ متصور ہوگا کیا واقعی طلاق واقع ہوگئی ہے اگر ایسا ہی ہے تو کونسی طلاق واقع ہوئی ہے وہ عورت جس کو طلاق ہوئی ہے وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت طلاق نامہ اس شخص کی منکوحہ بائنہ ہو چکی ہے۔ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ وقوع طلاق کے لیے گواہوں کا وجود ضروری نہیں البتہ اگر خاوند منکر ہو تو ثبوت طلاق کے لیے گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ بہر حال اگر یہ طلاق نامہ خاوند کی طرف سے ہے تو اس کی منکوحہ مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ رجب ۱۳۹۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ تحریر کرنے کے بعد پھاڑ دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی اپنے سسر کے پاس اپنی منکوحہ بیوی کے متعلق یہ الفاظ تحریر کرتا ہے کہ میں نے بوجہ مجبوری تین دفعہ طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی تو کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جائیگی یا نہ نیز ان الفاظ سے قبل بھی اس آدمی نے تحریراً طلاق دی تھی لیکن دوسرے اس کے قریبی رشتہ دار نے اس تحریر کو پھاڑ دیا جناب سے درخواست ہے کہ شرعی فیصلہ سے مطلع فرمادیں۔

﴿ج﴾

اگر تحریری طلاقنامہ میں بھی طلاق ثلثہ لکھ چکا ہے تو پھر یہ عورت مغلظہ ہوگئی ہے اور اگر تحریری طلاقنامہ میں طلاق ثلثہ نہیں لکھا تو جو الفاظ تحریر کیے ہیں اس کے مطابق طلاق واقع ہوئی ہے اور اگر تحریر طلاق نامہ کے بعد عدت گزر گئی ہے تو پھر یہ زبانی طلاق لغو ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۴ محرم ۱۳۹۶ھ

وقوع طلاق کے لیے صرف تحریر کافی ہے ایک طلاق لکھنے سے طلاق رجعی واقع ہوئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ فیض الٰہی بنت چراغ کو مہر خدا بخش ولد عمر بخش ایک طلاق تحریری دیتا ہے زبان سے لفظ طلاق نہیں کہتا اس طلاق پر گواہ بھی انگوٹھا لگاتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو عورت مرد آپس میں صلح کر جاتے ہیں اس صورت مسئولہ میں تجدید نکاح یا عدت کی ضرورت ہے یا نکاح سابق برقرار رہا۔ اس عورت کے فرزند تقریباً بیس سال کی عمر کے ہیں کسی ناراضگی سے طلاق تحریر کر دی جب باہمی تصفیہ ہوگیا تو اپنے گھر آباد ہے۔

﴿تنقیح﴾

تحریر طلاق نامہ کی نقل بھیج دیں یا وہ الفاظ جو طلاق نامہ میں درج ہیں تحریر کر کے جواب حاصل کریں۔

﴿جواب تنقیح﴾

عرض ہے کہ خدا بخش اپنی عورت کو کسی ناراضگی سے کاغذ پر روبرو گواہاں لکھ دیتا ہے کہ میری منکوحہ فیض الٰہی ہے۔

میں نے اس کو طلاق دی ہے۔ گواہوں کے انگوٹھے لگ جاتے ہیں۔ عورت کو کاغذ ملتا ہے وہ پھاڑ کر ریزہ ریزہ کر دیتی ہے خاوند سے روبرو سوال و جواب کر کے بصورت سابقہ صلح کر لیتی ہے خدا بخش کہتا ہے کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی ہے کہ میں نے زبان سے نہیں کہا ہے۔

مہر خدا بخش، زمیندار

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر طلاق نامہ میں صرف یہی الفاظ لکھے ہیں۔ (میں نے اس کو طلاق دی ہے) تو اس سے اس کی منکوحہ مطلقہ بیک طلاق رجعی ہو چکی ہے۔ عدت کے اندر اگر رجوع کر لیا ہے تو رجوع صحیح ہے۔ نکاح جدید کی ضرورت نہیں۔ اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تو نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ کے اب بھی جائز ہے نیز واضح رہے کہ طلاق لکھنے سے بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ زبان سے الفاظ نہ کہے ہوں۔

كما في الشامية ص ۲۴۶ ج ۳ وان كانت مرسومة يقع الطلاق o فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رجب ۱۳۹۰ھ

تحریری طلاق نامہ لکھنے کے بعد جلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی حافظ محمد طارق ولد حافظ فضل کریم قوم شیخ سکنہ حسن پروانہ کالونی نے اپنی زوجہ منکوحہ حاملہ کو بذریعہ تحریری اسٹامپ خرید کر کے طلاق زبانی تین مرتبہ کہہ کر کے وثیقہ نویس کے حوالے کر دیا مگر وثیقہ نویس نے اسٹامپ دانستہ گم کر دیا اور سفید کاغذ پر طلاق نامہ تحریر کیا تحریر کروانے کے بعد حافظ محمد طارق نے کسی خیال کے تحت کاغذ گھر لے جا کر جلا دیا ازاں بعد چھ ماہ گزرنے پر جب زوجہ خود کی بچی تولد ہوئی پھر دوبارہ کشیدگی زن و شوہر میں وارد ہوئی پھر طلاق نامہ کا اسٹامپ خرید ہوا لیکن زبانی طلاق کے متعلق اس نے کچھ نہیں کہا وثیقہ نویس نے طلاق نامہ تحریر کر کے دے دیا وہ طلاق نامہ لڑکی والوں کو دے دیا جو انھوں نے واپس کر دیا دوبارہ وہی اسٹامپ تحریر شدہ دو دن بعد پھر واپس آ کر بھیج دیا چار معززین درمیان میں آنے پر پھر آپس میں زن و شوہر کی صلح ہوگئی پھر ہفتہ عشرہ بعد زبانی طور پر زوجہ خود کو تین مرتبہ طلاق کر دی، قرآن کریم وحدیث شریف کی روشنی میں فتویٰ صادر فرما دیں کہ آیا طلاق صرف ایک ہوئی یا دو ہوئی ہیں؟

﴿ج﴾

شرعی طور پر خوب تحقیق کی جاوے اگر واقعی پہلی دفعہ خاوند نے زبانی طلاق صریح الفاظ کے ساتھ تین بار دیدی ہیں تو اس کی وجہ سے اس کی منکوحہ تین طلاق کے ساتھ شرعاً مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ دوبارہ طرفین کا آپس میں آباد ہونا شرعاً جائز نہیں ہے۔

بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآيه o

اور اگر عورت حاملہ بھی تھی تو وضع حمل کے ساتھ اس کی عدت گزر گئی اور بچی تولد ہونے یعنی عدت گزرنے کے بعد جتنی بار طلاق زبانی یا تحریری دی ہے وہ شرعاً ہو گئی ہیں۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ عورت تک پہنچنا ضروری نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا اور طلاق نامہ تحریر کیا بعد میں اس کی رائے بدل گئی۔ ابھی تک اس نے اپنی بیوی سے اظہار کیا نہ کسی دوسرے سے اور نہ زبان سے الفاظ طلاق کہے اب اس نے طلاق نامہ پھاڑ دیا کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

محمد علی

﴿ج﴾

وقوع طلاق کے لیے طلاق نامہ کا عورت تک پہنچنا ضروری نہیں صرف لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں جبکہ اس شخص نے طلاقنامہ تحریر کیا ہے تو اس کی عورت پر اس قسم کی طلاق رجعی یا بائنہ واقع ہو گئی جو اس نے تحریر کی ہے اور عدت بھی طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے شروع ہو گئی۔

قال فی الشامیة ص ۲۴۶ ج ۳ ولو قال للکاتب اکتب طلاق امراتی کان اقراراً بالطلاق وان لم یکتب وایضاً فی الشامیة وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو (ص ۲۴۶ ج ۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ صفر ۱۳۹۶ھ
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر طلاق نامہ لکھتے وقت تین پتھر نہ پھینکے گئے ہوں اور پھر طلاق نامہ آگ میں جلایا گیا ہو تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ غالباً عرصہ ایک سال ہو گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے متعلق طلاق نامہ تحریر کرا کر اور چیئرمین یونین کونسل علاقہ کے دفتر سے اجازت حاصل کر کے اپنی بیوی کو طلاق نامہ دیا پہلے تو بیوی طلاق نامہ لینے سے انکار کرتی رہی پھر طلاق نامہ وصول کر لیا اور اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں آگ میں جلا دیا لیکن اب تک اسی طرح اپنے خاوند کے گھر میں موجود ہے اور خرچہ وغیرہ بدستور لے رہی ہے لہٰذا آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ اس مسئلہ کے حل کو تحریر فرما دیں کہ آیا اس طرح سے طلاق ہو سکتی ہے کہ نہیں۔

نوٹ: نہ ہی تین دفعہ روڑے پھینکے گئے اور نہ ہی زبانی طلاق تین دفعہ کہا گیا طلاق نامہ جو تحریر کیا گیا تھا اس میں ہی تین دفعہ طلاق کے الفاظ لکھے گئے تھے۔

﴿ج﴾

طلاق نامہ لکھنے یا لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ وہ زبانی طلاق کے الفاظ کہے یا نہ کہے اور روڑے پھینکے یا نہ پھینکے۔ نیت کرے یا نہ کرے یا نیت سے رجوع کرے اور خواہ وہ طلاق نامہ بیوی کے پاس پہنچے یا نہ پہنچے ہر حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے پس مسئولہ صورت میں اس نے تین طلاقیں لکھی ہیں تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو گئی بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کا خاوند کے ساتھ آباد ہونا جائز نہیں عدت بھی اس کی عورت کی طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے شروع ہو گئی ہے۔

(فی الشامیه ص ۲۴۶ ج ۳ وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو و فیها ص ۲۴۶ ج ۳ لو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق و ان لم یکتب) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ محرم ۱۳۸۹ھ

محض طلاق نامہ تحریر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی بہادر ولد بہاں قوم کھوکھر اپنی بیوی مسماۃ گلاں دختر رمضان کو طلاق ثلاثہ دیتا ہے جس کا ثبوت دوسرے شاہد ہیں کئی دن کے بعد یونین کونسل میں دعوے کر دیتا ہے کہ طلاق نامہ تحریر

کر کے دیا گیا ہے میں واپس لینا چاہتا ہوں طلاق ثلاثہ میں دوبارہ بیوی اس خاوند کے گھر آباد نہیں ہو سکتی کیا یہ طلاق نامہ اسے واپس دیا جاوے؟

﴿ج﴾

واضح رہے کہ شرعاً محض طلاق نامہ تحریر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے پس صورت مسئولہ میں شرعی طریقہ سے تحقیق کی جاوے اگر خاوند نے طلاق نامہ میں تین طلاق تحریر کر دی ہیں تو اس کی منکوحہ تین طلاقوں سے مغلظہ ہو چکی ہے اور اب رجوع نہیں کیا جا سکتا نہ طلاق شرعاً واپس ہو سکتی ہے تحقیق ضروری ہے اگر طلاق نامہ خاوند نے تحریر نہیں کروایا تو طلاق واقع نہیں ہوئی اس لیے معتمد علیہ ثالثوں کے سامنے تحقیق کی جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ رجب ۱۳۹۵ھ

طلاق نامہ تحریر کرنے یا اس کے مضمون کا علم ہو جانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی زیب النساء کو بذریعہ مندرجہ ذیل الفاظ بذریعہ اشٹامپ طلاق دی الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

مسماۃ زینب النساء بضد ہے اور مطالبہ کرتی ہے کہ طلاق دے دو۔ مختصر یہ کہ اس کے مطالبہ کو تسلیم کر کے بذریعہ تحریر ہذا مسماۃ مذکورہ کو سہ بار طلاق، طلاق، طلاق قطعی دے کر اپنے جسم پر مسماۃ مذکورہ کا جسم حرام کر دیا ہے۔ اب مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہے کہ بعد عدت شرعی جہاں چاہے اپنا عقد نکاح ثانی کر لے یا جس طرح چاہے اپنی آئندہ زندگی بسر کرے مختصر یہ کہ آج سے مسماۃ مذکورہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق یا غرض واسطہ نہیں آیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

برادر زیب النساء، محلہ ٹبی ملتان

﴿ج﴾

واضح رہے کہ طلاق نامہ تحریر کرنے یا اس پر دستخط کرنے سے جبکہ اس کے مضمون کا علم ہو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ کما فی الشامیة وان کانت مرسومة یقع بها ہ

پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت طلاق نامہ یعنی اگر واقعی یہ طلاق نامہ خاوند کا دستخط شدہ ہو تو اس کی زوجہ شرعاً تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۹۵ھ

تحریری طور پر ایک طلاق لکھ دینے سے ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ میں کہ مسمی نصیر احمد ولد چوہدری محمد حسین قوم جٹ ہوں اور برائے طلاق ہذا اپنی زوجہ مسماۃ خالدہ پروین دختر رفیق احمد قوم کمبوہ سکنہ بستی خدا داد شیر بنی روڈ ملتان کو طلاق رجعی حسب عائد قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء دے کر رشتہ زوجیت کو منقطع اور کالعدم کرتا ہوں اور اگر دوران عدت شرعیہ رجعت نہ ہو گی تو بعد گزشتن میعاد عدت شرعیہ طلاق ثلاثہ ہو گی اور عدت شرعیہ گزرنے کے بعد زوجہ مطلقہ کو یہ حق ہو گا کہ وہ جہاں چاہے آباد رہے جس قسم کی چاہے زندگی بسر کرے خواہ نکاح ثانی کرے مجھے زوجہ مطلقہ مسماۃ خالدہ پروین سے کوئی رشتہ واسطہ یا تعلق ثانی نہ ہو گا۔ یہ دستاویز زوجہ مطلقہ کے لیے سند ہو گی میں نے دستاویز طلاق برائے انقطاع رشتہ زوجیت مابین فریقین بہ قائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ ترغیب غیرے وتحریص دیگر روبرو گواہان تحریر وتکمیل کیا ہے۔ پڑھ کر سن کر درست تسلیم کیا ہے فقط نقل چیئرمین صاحب کو روانہ کر دی گئی ہے۔ نصیر احمد طلاق دہندہ

گواہ نمبر ۱: پروفیسر نذیر احمد سکنہ مکان نمبر 2، کوچہ نمبر 3 قلعہ گوجر سنگھ لاہور

گواہ نمبر ۲: محمد سرفراز احمد ولد چوہدری نذیر احمد سکنہ ٹاؤن شپ کوارٹر نمبر 71

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ ایک طلاق سے مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے اور سہ طلاق یا طلاق قطعی کی اضافت میعاد عدت شرعیہ گزرنے کے بعد کی طرف کی ہے اس لیے اس سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ عدت گزرنے کے بعد یہ عورت اس کی منکوحہ نہیں رہی۔ لہذا صورت مسئولہ میں بتراضی طرفین دوبارہ نکاح بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم رجب ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۶ رجب ۱۳۹۵ھ

تحریر طلاق نامہ کے لیے ثبوت کا ہونا یا اقرار کرنا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی عبدالرحمٰن ولد اسلام الدین قوم طور راجپوت ساکن محبت گڑھ والا •

تھانہ لیہ ضلع ملتان میں نے اپنی عورت بنام حسن بانوں دختر حسن موضع سلار دین کہنہ ضلع ملتان میری عورت میرے خلاف چلتی ہے اور میرے گھر کا بڑا نقصان کرتی ہے اور ایک دفعہ تو میرے کھانے میں زہر ڈال دیا تھا۔ ہم کو معلوم ہونے پر میں نے پھینک دیا اور خداوند کریم نے مجھے بچالیا اور اس اندیشہ جان کی وجہ سے میں نے اس کو تین دفعہ طلاق دیدی حق مہر میں نے ہندوستان 1925ء میں پہلی رات ہم بستر ہونے سے پہلے ادا کر دیا تھا اب اس کا اور میرا کوئی تعلق عورت مرد والا نہیں رہا اور نقصان اور نفعہ کا ذمہ دار نہیں ہوں اپنی آزادی سے خواہ کہیں جاوے میں نے سب حقوق ادا کر دیے اس لیے یہ تحریر کردی ہے کہ بوقت ضرورت کام آسکے۔

عبدالمرتضی بقلم خود

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر یہ طلاق نامہ واقعی خاوند کا تحریر کردہ ہو تو اس کی زوجہ تین طلاقوں سے مطلقہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ شرعاً بیوی کو طلاق کی اطلاع ضروری نہیں بلکہ طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے طلاق ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

سسرال والوں کو درج ذیل خط لکھنے سے طلاق بائنہ پڑ گئی ہے

﴿س﴾

آپ لوگوں کو خط نہیں لکھنا تھا مجبوراً ہم کو خط لکھنا پڑا۔ آپ کو بذریعہ خط اطلاع کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی جو میری بی بی ہے زندگی بھر نہ ہماری بی بی ہے نہ اپنی بی بی جانتا ہوں کوئی ضرورت نہیں ہے میرے گھر کو اور کوئی حق اس کو میرے ساتھ نہیں ہے کیونکہ آپ لوگوں کو بہت پیاری تھی اس لیے تا کہ آپ لوگوں کی محبت پوری ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی دعا قبول کرے وہ آپ لوگوں کی خدمت کرے اور آپ لوگوں کے ساتھ ہو جائے میرا مقصد یہ ہے کہ میری بی بی کو میرے گھر کی طرف بالکل اجازت نہیں نہ اپنی بی بی جانتا ہوں جیسا سمجھو میری طرف سے فوت ہو چکی ہے زندہ نہیں ہے اور میری شادی اس مہینہ کے اندر تیار ہے شادی اپنے گھر کی آبادی کے لیے ہے سید کی لڑکی اپنے ماں باپ کے پاس رہے کیونکہ اس کے ماں باپ اپنی لڑکی کے لیے دن رات بے آرام تھے زندگی بھر اس کے ساتھ رہے ماں کون سی اچھی ہے اس کی لڑکی اچھا ہو جائے اسی ماں کی لڑکی ہے آپ لوگوں کی وفاداری سے ہم کو شادی کرنی پڑی آئندہ کے لیے آدم خان کو نہ میرے ساتھ حق ہے نہ میری طرف اجازت ہے اس کو میرے ساتھ کوئی حق نہیں ہے نہ آدم خان کو جانتا ہوں

پہلے والی دوستی تھی جیسے نیند میں ہم نے خواب دیکھا اور میری بی بی کے ساتھ اس کو کوئی حق نہیں ہے جو فیصلہ ہوا ہم اپنی شادی کے بعد کریں گے وہ میری مرضی ہے مگر سید زادے کی لڑکی کو میری طرف بالکل اجازت نہیں ہے نہ ہم اب اس کو جانتے ہیں اس کو میرے گھر سے کوئی حق نہیں ہے اپنے والد اور والدہ کے ساتھ زندگی گزارے اور شادی کے بعد ضرور کوئی فیصلہ کروں گا مگر خط لکھنا فضول ہے۔ مزہ کرتا ہے کہ آدمی خود آمنے سامنے بات کرے خط میں بات کرنا فضول ہے صرف ہم نے اطلاع دی کہ ہم کو ضرورت نہیں ہے آپ لوگوں پر بخشی ہے تا کہ اور کوئی دیکھے مگر افسوس ہے دور ہوں آپ لوگوں کو دیکھنا تھا فقط آج کے بعد السلام علیکم ختم اور خط پڑھنے والے کو سلام خط کو اچھی طرح پڑھیں اور اچھی طرح معلوم کریں شکریہ؟

﴿ج﴾

وفی العالمگیریة ص ۳۷۶ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ روی الحسن عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی انه اذا قال وهبتک لا هلک او لا بیک اولا مک او للا زواج فهو طلاق اذا نوی)

روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اس تحریر سے شخص مذکور کی بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی جبکہ اس نے نیت طلاق پر خط لکھا ہو یا لکھوایا ہو حکم یہ ہے کہ یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالحج ۱۳۹۵ھ

طلاق نامہ میں جتنی طلاقیں ہوں اتنی ہی پڑ جائیں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نامی عنایت علی ولد خدا بخش قوم سہو نے کسی کے بہلانے پھسلانے پر یا خود ناراض ہو کر اپنی عورت کے لیے امام مسجد سے طلاق لکھوائی جس پر خود بھی انگوٹھا لگایا اور دو تین گواہوں کے دستخط بھی کرا لیے اور وہ طلاق نامہ لے کر چل پڑا راستہ میں اس کا ارادہ تبدیل ہو گیا اور اس نے طلاق نامہ پھاڑ ڈالا جو کہ عورت تک نہ پہنچا اب آپ کا شرعی فیصلہ چاہیے کہ عورت کو طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عورت پر طلاق پڑ گئی ہے۔ طلاق نامہ میں جتنی طلاقیں درج ہونگی اتنی پڑ جائینگی طلاق لکھنے سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے عورت کے پاس پہنچنے پر طلاق موقوف نہیں ہوتی البتہ اگر طلاق نامہ مین یہ الفاظ تحریر ہوں کہ جب میرا طلاق نامہ عورت کو پہنچے تو طلاق تو اس پر طلاق پہنچنے سے پہلے واقع نہ ہوگی واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ ذوالحج ۱۳۷۳ھ

تحریری طلاق نامہ لکھ کر بیوی کو بھیجنے سے طلاق واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت سسرال سے میکے جانے لگی تو اس کے شوہر نے اس سے کہا کہ کل تک تم واپس آجانا اگر نہ آؤ گی تو میں تمھیں طلاق دے دونگا چنانچہ اس کی عورت دوسرے دن سسرال نہ پہنچ سکی اس کو کئی روز لگ گئے تو اس کے خاوند نے اس کو طلاق لکھ دی اور بیوی کو نہ بھیج سکا چنانچہ چندروز بعد جب اس کی بیوی سسرال گئی تو اس نے یہ طلاق نامہ لکھا ہوا پڑھ لیا تو اس کے شوہر نے کہا کہ میں نے تمھارے لیے لکھا تھا مگر تمھیں بھیج نہ سکا اور لکھا ہوا گھر رہ گیا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ تم میری طرف سے فارغ ہو اور چند ناجائز بہتان بھی لگائے۔ پانچ سال سے اس نے بیوی کو کوئی خرچہ وغیرہ بھی نہیں دیا اور ہر وقت بری باتیں کرتا رہتا ہے کیا طلاق ہوگئی؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر اس شخص نے زبانی یا تحریری طلاق نامہ بیوی کو لکھ دیا ہے تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو چکی ہے اور عدت کے بعد اس عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

درج ذیل الفاظ کا کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی منکوحہ بیوی سے مختلف اوقات میں مندرجہ ذیل باتیں کی ہیں۔ کیا ان مندرجہ ذیل باتوں سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں ایک یا زائد جب کہ زید انکار کرتا ہے۔

(۱) تو میرے ساتھ نہ سویا کر بہن بھائی اکٹھے نہیں سوتے۔ (۲) غصہ کی حالت میں تو طلاق چاہتی تھی چل میں تجھے تیرے میکے پہنچا آؤں بس تو مجھ سے فارغ ہے۔ (۳) غصہ کی حالت میں اپنے باپ اور اپنے سسر کے سامنے اپنے سسر کو مخاطب کر کے اپنی لڑکی کو لے جا مجھ سے فارغ ہے بس مجھ سے فارغ ہے۔ بس میں اس سے تنگ آگیا لڑکی کا باپ لڑکی کو لے جائے مجھ سے فارغ ہے۔ بس مجھ سے فارغ ہے بس میں اس سے تھک گیا لڑکی کا باپ لڑکی کو لے کر روانہ ہوتا ہے۔ راستے میں آکر سسر سے ملتا ہے کہ میری صندوق کی چابی اس کے پاس ہے وہ مجھے دیدو چابی لے کر صندوق کھول کر رجسٹرڈ نکاح فارم جو کہ نکاح کے وقت دیا گیا تھا اس کو اٹھا کر سسر کے گھر جا کر سسر کو دیتا ہے کہ یہ لے لو فارم یہ مجھ سے فارغ ہے سسر نے سمجھایا تو کہا بس مجھ سے فارغ ہے یہ کہہ کر چل دیا۔

اب چند دن گزرنے کے بعد یہ کہتا ہے کہ مجھے میری بیوی واپس کرو بیوی جانے کے لیے تیار نہیں ہے جب اس کو ان مندرجہ بالا باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ انکار کرتا ہے میں نے طلاق نہیں دی کردار کے اعتبار سے آدمی غیر معتبر ہے اب ان صورتوں میں کیا کیا جائے آیا عورت زید کے نکاح میں باقی ہے یا نہ اگر نہیں تو کس طرح اس کے نکاح میں آسکتی ہے۔ اگر آنا چاہے اس کے تفصیلی جواب سے ممنون فرمادیں۔

﴿ج﴾

اگر اس شخص نے واقعی یہ الفاظ کہے ہوں اور اس کا شرعی ثبوت موجود ہے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ رجوع تو نہیں ہو سکتا۔ لیکن نکاح جدید بلا حلالہ بتراضی طرفین جائز ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ

خط میں طلاق لکھنے یا لکھوانے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

اللہ دتہ کی زوجہ غلام جنت جن کے نکاح کو تین سال ہو چکے ہیں۔ چند دن ہوئے کہ آپس میں میاں بیوی کا جھگڑا ہوا۔ جھگڑے کی بناء پر اللہ ڈتہ نے بیوی کے لیے طلاق لکھوالی جب طلاق لکھوائی اس وقت غصہ میں تھا۔ جب کاغذ گھر میں لے کر آیا۔ بیوی کی طبیعت ٹھنڈی دیکھی تو وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔ طلاق کے کاغذ کو اللہ دتہ نے کہیں چھپا کر رکھا۔ وہ دن رات گذر گئی۔ دوسرے دن میاں بیوی بیٹھے تھے۔ اللہ دتہ نے بیوی کو کہا کہ کل میں نے غصہ میں آکر ایک غلطی کی۔ بیوی نے کہا غلطی؟ اللہ دتہ نے کہا کہ کل میں طلاق کا کاغذ لکھ کر آیا تھا۔ گھر میں آکر میرا ارادہ دینے کے لیے بدل گیا۔ بیوی نے شور مچا دیا اور کہنے لگی کہ تم نے ایسی غلطی کیوں کی۔ جھگڑے ہر ایک کے ہوتے ہیں مگر طلاق معمولی جھگڑے پر نہیں ہوتی۔ میں نہ طلاق لیتی ہوں نہ اس گھر سے جاتی ہوں۔ نہ میں نے کبھی تم سے طلاق مانگی ہے۔ اب دونوں میاں بیوی نے یہ سوچا کہ ملتان جا کر مفتی صاحب سے یہ حقیقت سنا کر ان سے مسئلہ پوچھ کر آئیں۔ کیا نکاح میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کاغذ طلاق کا لکھوانے پر نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ جواب سے ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

خط میں طلاق لکھوانے یا لکھنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ خط بیوی کے پاس پہنچے یا نہ پہنچے اور طلاق غصہ اور ناراضگی سے دی جاتی ہے۔ ورنہ طلاق کا وجود نہ ہوتا۔ وفی الشامیة ص ۲۴۶ ج ۳ ان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو وفیها ولو قال لکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق

وان لم یکتب الخ. اور طلاق نامے کے خط میں جتنی طلاقیں لکھی ہوں گی اتنی واقع ہوں گی۔ اگر تین طلاق لکھ دی ہیں تو بیوی زوج پر مغلظہ ہوگئی۔ بغیر حلالہ کے نہیں رکھ سکتا۔ واللہ اعلم

احمد جان عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف طلاق کا اسٹام خریدنے سے طلاق نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے بھائی کو پیسے ادھار دیے۔ وعدہ معین پر رقم واپس نہ دی گئی۔ شخص مذکور کا اپنی بیوی سے روپیہ کے بارے میں تنازعہ ہوا۔ مگر کچھ دن بعد شخص مذکور کی بیوی گھر سے راضی خوشی بمع بال بچے بھائی کے گھر چلی گئی۔ گھر واپس خاوند کے پاس نہ آئی۔ روپیہ والے تنازعہ کے بارے میں بھائی کے گھر بیٹھ گئی۔ چند یوم کے بعد خاوند نے بیوی کو کہہ بھیجا کہ بھائی سے دو ہزار روپیہ لے کر بال بچوں کو ساتھ لے کر اپنے گھر واپس آجا۔ مگر عورت نہ آئی اس پر خاوند نے طیش میں آکر طلاقنامہ کا اسٹام خرید کر لیا۔ لیکن اسٹام پر تحریر نہ کی گئی اور نہ عورت کو کہا گیا ہے۔ تو اسٹام خریدنے پر اس بارے میں شرع کیا فرماتی ہے کہ عورت کو طلاق ہوگئی۔ کیا وہ شخص اپنی عورت کو گھر میں بسا سکتا ہے یا نہیں؟

السائل محمد شفیع قریشی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی سے ناراض ہو کر طلاق لکھنے بیٹھ گئے، کے بارے میں حکم.

﴿س﴾

زید نے اپنی بیوی سے ناراض ہو کے علیحدگی میں بیٹھ کر طلاق لکھی۔ مگر بیوی کے حوالہ کرنے سے پہلے زید کی ہمشیر نے زید سے طلاق لے کر پھاڑ دی۔ دوسرے روز بیوی نے زید سے کہا کہ کیا مجھے طلاق مل گئی ہے۔ زید نے کہا کہ میری طرف سے فارغ ہے۔ کیا اس طرح زید کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اور اگر کیا زید چاہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے یا کیا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے اور اس کے طلاق دینے کے بعد زید پر اس کا نکاح جائز ہوگا۔

﴿ج﴾

زید نے اگر طلاق نامہ میں ایک یا دو طلاق لکھی ہوں۔ تو اپنی منکوحہ کو عدۃ کے اندر اندر یعنی تین حیض گزرنے سے

پہلے بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے اور عدۃ گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے اور اگر زید نے طلاق کے کاغذ میں تین طلاقیں لکھی ہوں۔ تو پھر زید کی بیوی اس پر حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنے سے پہلے نہیں رکھ سکتا۔ بغیر حلالے رکھنا زنا و حرام میں مبتلا ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ تحریر کر کے اس پر انگوٹھا لگانا اور پھر طلاق نامہ جلانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی شادی شدہ تھا۔ اس نے کہا کہ میں عورت کو گھر نہیں لاتا۔ ایک سال کے عرصہ کے بعد برادری اکٹھی ہوئی۔ لیکن اس نے کہا میں گھر نہیں لے جاتا۔ طلاق نامہ لکھا گیا۔ جو طلاق نامہ لکھ رہا تھا۔ اس نے بڑی منت کی کہ طلاق نامہ نہ لکھوا۔ اس نے طلاقنامہ پر انگوٹھا بھی لگا دیا اور کہا کہ میں ضرور طلاق دوں گا۔ گواہان کے انگوٹھے بھی طلاق نامے پر لگوائے گئے۔ پھر اس آدمی نے فراڈ کیا اور کہا کہ طلاق نامہ جلا دو۔ طلاق نامہ جلا دیا گیا اور کہا کہ عورت اپنے والد کے پاس بیٹھی رہے۔ تنازعہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن عورت اپنے والد کے گھر موجود ہے۔ کیا شرعاً طلاق ہوئی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ طلاق نامہ میں جو تحریر کر دیا گیا تھا۔ اس تحریر کے مطابق یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے۔ طلاق نامہ پر انگوٹھا لگانے کے بعد اس کے جلانے یا پھاڑنے سے طلاق کے وقوع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بہرحال طلاقنامہ کے مطابق عورت مطلقہ ہے۔ اگر یہ عورت خاوند کے گھر آباد ہوگئی ہے تو عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ففی العالمگیریہ ص ۳۷۸ ج ۱ وان کانت مستبینة لکنها غیر مرسومة ان نوی الطلاق یقع والا فلا وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کا مسودہ تیار کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

جناب مفتی صاحب میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تھا اور ایک مسودہ طلاق تحریر کرا کے اور اپنے دستخط کر کے بیوی کے حوالے کر دیا۔ تاکہ وہ اپنے میکے میں جا کر دکھلا دے آیا یہ تحریر ٹھیک ہے۔ اسٹامپ لکھوالیا جائے۔

مسودہ مندرجہ بالا بھی واپس کر دیا اور کہا بس ٹھیک ہے اسٹامپ تحریر کر دو۔ یہ مسودہ اپنے صندوق کے اندر مقفل کر دیا ہے۔ اس کے بعد خود علیل ہو کر ملتان نشتر کالج روانہ ہو گیا اور اپنی بیوی کو جواب دیا کہ ابھی تم حاملہ ہو۔ بعد وضع حمل کاغذ اسٹامپ پر تحریر کر دوں گا۔ تقریباً چار ماہ کے بعد واپس پہنچا کہ میری بیوی صندوق چوبی توڑ کر چلی گئی اور مسودہ مذکورہ ہمراہ لے گئی۔ میرے سوال کرنے پر جواب دیا کہ میرے پاس طلاق نامہ موجود ہے اور مجھے طلاق ہو چکی ہے اور اس طلاق نامہ میں صرف ایک گواہ کے دستخط کرائے۔ آپ فرمائیے میری بیوی کو یہ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں۔ فتویٰ دیا جائے۔ نقل مسودہ طلاق شامل ہے۔ وہ یہ ہے۔ منکہ مسمٰی سید احمد ولد محمد صادق قوم سید سکنہ لیہ میں اپنی منکوحہ مسماۃ خاتون النساء دختر محمد شریف کو بوجہ مسلسل تنازعہ کے آج سے پہلے تین طلاق شرعی دے کر اپنی زوجیت سے آزاد کر چکا ہوں۔ بطور یادداشت چند حروف تحریر کر دیتا ہوں کہ سند رہے۔ چونکہ میری اپنی بینائی خراب ہے۔ تحریر کرا دیتا ہوں۔ سالم عبارت سمجھ کر تسلیم کی ہے۔ العبد سید احمد۔

گواہ شد ابوسالہ

﴿ج﴾

اس تحریر سے عورت مذکورہ تین طلاق سے مغلظہ حرام ہو گئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ سابق خاوند کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اسٹامپ خریدنا اور خط نویس سے طلاق لکھوانا پھر انگوٹھا لگانا، اس کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کو بعض حالات کی بناء پر برادری نے اپنی بیوی مطلقہ کرنے پر آمادہ کیا اور اس بات پر بھی کہ طلاق نامہ تحریر کر دے۔ چنانچہ زید ساتھ جا کر اسٹامپ خرید کر آیا پھر عرضی نویس سے لکھوایا پھر انگوٹھا لگا دیا۔ مگر جب زبانی طلاق کا مطالبہ کیا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔ صورت مسئولہ میں زید وقوع طلاق سے بچ گیا یا نہ۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ زید املا بھی نہیں تحریر بھی نہیں پڑھ سکتا۔ ہاں انگوٹھا لگا دیا۔ باقی رہی یہ بات کہ تحریر اس کو سنا کر انگوٹھا لگوایا۔ کیا اس کے بغیر یہ بات اس سے دریافت نہیں کی گئی۔ بہر حال آپ دونوں صورتوں کا حکم فرمائیں۔ واقعہ معلوم کرنے کے بعد جو صورت ہو گی اس پر عمل کیا جائے گا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اسٹام خریدنا اور پھر عرضی نویس سے لکھوانا یہ اس پر دال ہے کہ زید کو مضمون طلاق نامہ معلوم تھا۔ اس کے باوجود جب اس نے انگوٹھا لگا دیا تو لامحالہ طلاق واقع ہو گی۔ کما فی امداد الفتاوی ص ۳۳۴ ج ۲. واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی

شخص مذکور جب باوجود اس علم کے یہ تحریر طلاق کی ہے اور میری زوجہ کی طلاق میری طرف سے اس میں لکھا ہوا ہے۔ پھر بھی نشان انگوٹھا ثبت کر کے اس کی تصدیق کرتا ہے تو اس کی طلاق واقع ہے۔ اگرچہ زبان سے کچھ نہ نکلے۔ اگرچہ اس کو سنائے یا نہ سنائے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ کا مضمون جانتے ہوئے اس پر انگوٹھا لگانا بھی طلاق ہے

﴿س﴾

منکہ غلام رسول ولد پیر بخش خان قوم بلوچ سکنہ موضع تاج والہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان کا ہوں۔ اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں باہوش و حواس ظاہری و باطنی خمسہ بلا جبر بلا ترغیب کسی دوسرے کے کہ میں نے آج اپنی منکوحہ زوجہ مسماۃ جنڈوئی دختر پیر بخش سکنہ موضع تاج والہ کو بوجہ ناچاقی و فسادات خانگی کے طلاق بروئے شرع محمدی دے دی ہے اور جس کے عوض پانچ صد روپیہ مسماۃ مذکورہ سے لے کر طلاق ثلاثہ یعنی تین بار لفظ طلاق، طلاق، طلاق کہہ کر شرعاً و تحریراً دے دی ہے اور حق مہر بھی جو میرے ذمہ ہے ادا کر دیا ہے۔ اب اس کے ساتھ کوئی حق زوجیت باقی نہیں رہا۔ اب وہ جہاں چاہے اپنا عقد نکاح کر سکتی ہے۔ کیونکہ میں نے روبرو گواہان کے اپنے تن پر حرام کر دیا ہے اور گھر سے بھی نکال دیا ہے۔ لہٰذا یہ چند حروف بطور طلاق نامہ تحریر کر دیے تا کہ سند رہے۔

غلام رسول ولد پیر بخش قوم بلوچ سکنہ موضع تاج والہ

﴿ج﴾

طلاق نامہ کا مضمون جانتے ہوئے اس پر انگوٹھا لگانا بھی طلاق ہے اور اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا غلام رسول کی سابقہ زوجہ مسماۃ جنڈوئی غلام رسول کے نکاح سے بالکل باہر ہے اور عدت طلاق گزرنے کے بعد مسماۃ جنڈوئی کو پورا اختیار ہے کہ جس سے چاہے دوسری جگہ نکاح کر لے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اسٹامپ پر انگریزی زبان میں طلاق کا بھی اعتبار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں مسمی محمد اسلام ولد چھٹن خان نے اپنی منکوحہ مسماۃ انوری کو تین طلاقیں دے دیں اور طلاق نامہ تحریری پندرہ روپے کے اسٹامپ پر انگریزی زبان میں دے دیا جس کی نقل اور اردو ترجمہ حاضر ہے۔ مسماۃ انوری کو مسمی محمد اسلام نے اپنے گھر سے بھی علیحدہ کر دیا ہے اور وہ اپنے میکے میں ہے۔ کیا یہ طلاق مغلظہ واقع ہوگئی یا نہیں اور کیا محمد اسلام دوبارہ اس کو اپنی بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے اور کیا تعلق زوجیت ادا کر سکتا ہے۔ مسماۃ انوری حاملہ ہے۔ اگر واقعی طلاق ہو چکی ہے۔ تو ایام عدت کب شروع ہوں گے۔ محمد اسلام کے برادری کے چند چوہدری صاحبان نے محمد اسلام کو بہکا کر کہ تمھاری طلاق چونکہ غصہ کی حالت کی ہے۔ یا تمھاری بیوی چونکہ حاملہ ہے اس لیے طلاق واقع نہیں۔ اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہ مسماۃ انوری کو اپنے گھر میں اپنی بیوی بنا کر رکھے۔ چنانچہ محمد اسلم نے ابھی یہ بیان دینا شروع کر دیا کہ میں نے غصہ کی حالت میں طلاق دی ہے۔ میرا دماغ صحیح نہیں تھا۔ اب امر دریافت طلب یہ ہے کہ مسمی محمد اسلام مسماۃ انوری کو بیوی بنا کر رکھ سکتا ہے یا نہیں اور کیا مسماۃ انوری کو محمد اسلام کے پاس دوبارہ آباد کرنے والوں کو کچھ اخروی سزا ملے گی یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بسہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ عورت مذکورہ چونکہ حاملہ ہے۔ اس لیے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ لہٰذا جو لوگ عورت مذکورہ کے خاوند کو حلالہ کے بغیر اپنی عورت کے آباد کرنے پر مجبور کر رہے ہیں یہ درست نہیں اس آدمی کو ان کے کہنے میں نہیں آنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحٰق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے نوٹس کے ساتھ ہی ایک طلاق، طلاق رجعی واقع ہوگئی

﴿س﴾

میری شادی مسماۃ بشیراں بی بی دختر مولوی عبدالحق سے ہوئی تھی۔ لیکن غلط راہنمائی کی بدولت وہ بیوی کی حیثیت سے اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہ ہو سکی۔ میں نے کئی بار اس کو اپنے گھر میں آباد کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب بھی وہ میرے گھر میں آباد ہونے کے لیے آئی۔ اس نے ہر بار میرے رشتہ داروں کی اور میری بے عزتی کی اور چند روز کے

بعد پھر اپنے رشتہ داروں کے گھر چلی جاتی۔ میں نے کئی بار مسماۃ بشیراں بی بی کو نصیحت کی کہ وہ کم از کم تین معصوم بچوں کے لیے ہی اپنا رویہ تبدیل کرے اور ایک اچھی بیوی کی حیثیت سے مزید زندگی کو خراب نہ کرے۔ لیکن والدین کی غلط راہنمائی اور غلط رویہ کی وجہ سے وہ جھگڑالو عادتوں کو نہ ہی تبدیل کر سکی اور نہ ہی پہچان سکی۔ ایک سال پیشتر مسماۃ بشیراں بمعہ اپنے زیورات و پارچات اور ایک جوان لڑکے محمد شریف کے ہمراہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ دو بڑے لڑکے ابھی میرے پاس ہیں۔ میں انتظار کر رہا ہوں کہ شاید مامتا کی محبت اس کو میرے گھر واپس آنے پر مجبور کر دے۔ میرے گھر کے دروازے اس کے لیے ہمیشہ کھلے ہیں۔ لیکن اس نے میرے گھر آباد ہونے کے بجائے مجھ پر نان ونفقہ کا دعویٰ چیئرمین یونین کمیٹی کی عدالت میں کر دیا۔ اور بے شمار واقعات یا مشاہدات وغیرہ اور غلط طریقوں سے اس نے میرے خلاف ایک ڈگری جاری کرالی۔ تاکہ مجھے مزید پریشان کیا جائے۔ اندریں حالات میری تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اب میری زندگی میں کبھی ایک اچھی بیوی ثابت نہیں ہوگی اور اپنی بیوی کو اپنی منکوحہ رکھنے میں مجھے آئندہ زیادہ سے زیادہ تکلیف ہوگی۔ ان واقعات کی بنا پر میں مسماۃ بشیراں کو طلاق دیتا ہوں اور وہ آئندہ کے لیے میری بیوی نہ رہے گی۔ یہ نوٹس آپ کے ہاں برائے مناسب کارروائی ارسال کر رہا ہوں اور ایک نقل بشیراں بی بی کو بذریعہ رجسٹری ارسال کر دی ہے۔ مورخہ ۷ جون ۶۶ء

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر بروئے نوٹس طلاق مورخہ ۱۴/۱/۶۶ ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد اگر اس شخص نے عدت کے اندر نوٹس طلاق واپس لے لیا ہو اور بیوی کو دوبارہ رکھنے کا اعلان کیا ہو تو یہ رجوع متصور ہوگا اور دوبارہ رجوع کے بعد اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ اس کے بعد شخص مذکور چونکہ ۷/۱/۶۶ کو طلاق کا دوسرا نوٹس دے چکا ہے اور اس میں بھی صرف ایک طلاق صریح تحریر ہے۔ لہٰذا اس کی رو سے بھی ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اس کی مذکورہ بیوی دو رجعی طلاقوں سے مطلقہ شمار ہوگی اور نوٹس ثانی کی تاریخ سے عورت کی عدت گذرنے تک وہ دوبارہ رجوع کر سکتا ہے۔ عورت اس کے ساتھ آباد ہونا چاہے یا نہ چاہے۔ جب وہ صرف اتنا کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ بشیراں کو رجوع کر دیا ہے۔ یا اس کو دوبارہ زوجیت میں رکھتا ہوں۔ تو ایسی صورت میں یہ رجوع صحیح ہوگا اور اس کی منکوحہ بن جائے گی۔ تجدید نکاح وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور عدت گذر گئی ہے۔ جو شرعاً تاریخ طلاق ثانی سے مکمل تین ماہواریوں کے آنے سے گذرتی ہے۔ خواہ وہ نوے دن میں ہے یا اس سے کم وبیش ہو۔ تو یہ شخص رجوع نہیں کر سکتا۔ اس کی بیوی کو اختیار ہے۔ جہاں چاہے نکاح کرے۔ ہاں اگر ان کے

مابین مصالحت ہو جائے اور یہ مرد و عورت دوبارہ آباد ہونا چاہیں۔تو تجدید نکاح باقاعدہ کر کے آباد ہو سکتے ہیں۔حلالہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔لیکن دوبارہ نکاح ہو جانے کے بعد اگر تیسری دفعہ یہ شخص صرف ایک طلاق کا بھی نوٹس دے گا تو اس کی مذکورہ بیوی مطلقہ مغلظہ بن جائے گی اور پھر کوئی مصالحت شرعاً نہیں ہو سکے گی۔بغیر حلالہ کے کسی طرح آباد نہیں ہو سکیں گے۔قال تعالیٰ الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان الی ان قال الله سبحانه وتعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الأیه . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ تحریر کرنے کے بعد طلاق بھی دی، بعد میں صلح ہوگئی، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ، میں مسمی سردار محمد ولد محمد خلیل نے اپنی زوجہ مسماۃ سلیم اختر دختر محمد علی کو مورخہ ۱۵/۱۲/۷۶ کو اپنے گھریلو تنازعات اور ناچاقی کی وجہ سے مذکورہ کو قطعی طلاق تین مرتبہ تحریر کر دی ہے اور مذکورہ کو اپنے حق زوجیت سے خارج کر دیا تھا۔نیز مذکورہ کو یہ بھی طلاق نامہ تحریر کر دیا تھا کہ آپ ایام عدت پورے کرنے کے بعد میری طرف سے آزاد ہیں، جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہیں۔لیکن اب حالات سازگار ہو گئے ہیں اور ہم نے آپس میں صلح کر لی ہے تو دوبارہ میرے ساتھ کس طرح اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں آپ کی زوجہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ آپ کے ساتھ دوبارہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔البتہ اگر عدت شرعی کے بعد کسی اور جگہ اس کا نکاح ہو جائے اور ہم بستری کے بعد وہ خاوند ثانی طلاق دے دے۔یا مر جائے اور اس طلاق یا موت کی عدت گزر جائے تو آپ کے ساتھ دوبارہ اس کا نکاح جائز ہے۔قال الله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره . الأیه . قال الشافعی فاتران والله اعلم یدل علی ان من طلق زوجته له دخل بها اولم یدخل بها ثلاثا لم تحل له حتی تنکح زوجاً غیره . کتاب الام ص ۱۶۵ . ج۵ ۔علامہ ابومحمد بن حزم الظاہری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔فهذا یقع علی الثلاث مجموعة و متفرقة ولا یجوز ان یخصص لهذه الأیة بعض ذلک دون بعض بغیر نص (محلی ص ۲۰۷ . ج۷) و قال الامام النووی فی شرح مسلم ص ۴۹۱ . ج ۱ فقال الشافعیؒ ومالکؒ و ابو حنیفة واحمدؒ و جماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلاث

ص ۳۲۶ . ج ۱ میں ہے۔الجمهور من العلماء علی انه یلزمه الثلاث وبه القضاء وعلیه الفتوی وهو الحق الذی لا شک فیه الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خط میں طلاق لکھ دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے

﴿س﴾

ایک لڑکے نذیر احمد ولد دین محمد سکنہ کراچی نے اپنی بیوی مسماۃ جمیلہ دختر بشیر احمد سکنہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مورخہ ۲۰/۹/۷۶ کو بذریعہ ڈاک طلاقنامہ لکھ کر بھیج دیا ہے۔جس کا عنوان درج ذیل ہے۔

جناب پھوپھا جان۔میں آپ کی بیٹی جمیلہ کو طلاق دیتا ہوں اور ایک خط میں چچا عزیز الدین کو لکھ رہا ہوں تا کہ سب کو پتہ چلے کہ نذیر احمد نے طلاق دے دی ہے۔

تو چچا نے اس خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ یہاں آ جاؤ تا کہ صلح صفائی ہو جائے۔تو نذیر احمد نے جواب میں لکھا۔اپنی بیوی پر گھریلو باتیں افشاں کرنے کا الزام لگاتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب میری شادی ہوئی میں لیبیا سے آیا تھا۔اب طلاق کی بات ہے۔میں عراق سے نہیں آ سکتا۔ایک جگہ لکھتا ہے۔معافی بیوی کو مانگنی چاہیے۔مجھے کس بات کی معافی مانگنی ہے۔غلطی اس کی ہے۔اب معافی کی جگہ طلاق ہے۔یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ایک جگہ اپنے چچا عزیز الدین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آپ ان کو میری طرف سے خط لکھو کہ میری طرف سے طلاق ہے۔میں وہاں خط روانہ نہیں کروں گا اور نہ ہی مجھے ضرورت ہے۔آخر میں اپنے چچا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے۔اگر کوئی خط لکھنا ہے تو ان باتوں کے علاوہ کوئی خط لکھو اور میں طلاق دیتا ہوں۔اس ساری صورت حال کے پیش نظر آپ فرمائیے کیا طلاق ہوئی یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خاوند نے خطوط میں اپنی زوجہ کو طلاق لکھ دی ہے۔تو شرعاً اس کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے اور پہلی طلاق تحریر کرنے کے وقت سے اگر عدت شرعی تین ماہواری گزر چکی ہے تو عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔قال فی الشامیة ص ۲۴۶ ج ۳ وان کانت مرسومة یقع الطلاق . فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(نوٹ) اگر اسی خاوند نذیر احمد کے ساتھ دوبارہ نکاح کا ارادہ ہو تو تمام خطوط دار الافتاء میں پیش کر کے اس کا جواب معلوم کر لیں۔فقط

یہ جبر شرعاً معتبر نہیں ہے، طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے والدین اور رشتہ داروں کے بغیر ایک دوسرے خاندان میں اپنی محبت کی شادی کی۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کے رشتہ داروں کو اس کی شادی کی پوری تسلی ہوئی۔ تو بھائی اور بہنوں نے زید کو مجبور کیا اور کہا کہ اس عورت کو طلاق دے دو۔ ورنہ ہم ابا جان کو بتا دیں گے۔ تو آپ کو زمین سے خارج کر دے گا۔ تو طلاق نامہ اس کی غیر موجودگی میں یونین کونسل نے ایک آدمی بکر سے چند آدمیوں کے سامنے لکھوایا کہ میں اس عورت کو طلاق ثلاثہ دے کر اپنے تن پر حرام کرتا ہوں۔ یہ عورت اپنی عدت گزارنے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ جب یہ طلاق نامہ لکھا گیا۔ تو اس کے بھائی حقیقی نے بلا کر اس کو کہا کہ دستخط کرو تو زید نے کہا کہ جب تک میں نہ پڑھوں گا دستخط نہ کروں گا۔ اس نے غور سے طلاق نامہ کو پڑھا اور چند گواہوں کے سامنے دستخط کر دیے۔ یہ طلاق نامہ یونین کونسل کو بھیج دیا گیا۔ اس طرح سے دو دوسرے پرت جو لکھے ہوئے تھے۔ دوسرے دن اس سے دستخط کروائے گئے۔ زید نے وہی قیاس کرتے ہوئے کہ مضمون وہی ہوگا۔ جو پہلے پرت پر تھا۔ دستخط کر دیے۔ ان تینوں پرتوں پر جبراً دستخط کروائے گئے۔ چند یوم کے بعد زید کا والد فوت ہو گیا۔ اب اس کا ڈر ختم ہو چکا اور جائیداد کا مالک بن گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور نہ ہی میرا طلاق دینے کا ارادہ تھا۔ مجھ پر جبر اور ظلم کیا گیا تھا اور میں نے منہ سے طلاق نہیں دی تھی۔ باقی دونوں پرت پھاڑ ڈالے جو گھر میں پڑے تھے۔ تو کیا اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال جبر کی جو صورت تحریر ہے۔ شرعاً یہ جبر معتبر نہیں اور اس نے پہلے طلاق نامہ پڑھنے کے بعد جب اس پر دستخط کیے تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی اور اب بغیر حلالہ طرفین میں دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ تو اس سے بھی شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگرچہ زبان سے طلاق کے الفاظ نہ کہے ہوں۔

وان كانت مرسومة يقع بها الطلاق .

جبری تحریر جو شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔ اس سے مراد وہ جبر ہے۔ جس سے جان وغیرہ کے ضائع ہو جانے یا نقصان ہونے کا خطرہ یقینی ہو۔ صورت مسئولہ میں یہ کہ آپ کو زمین سے خارج کر دے گا۔ جبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دستخط طلاق نامہ پر کر دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں اور میری بیوی ثمینہ نے باہمی رضامندی سے آپس میں نکاح کر لیا۔ لیکن لڑکی کے والدین نے اس نکاح کو وقار کا مسئلہ بنایا۔ اور سخت مخالفت کی۔ اور مجھے طلاق دینے کے لیے مجبور کیا۔ لیکن میں نے طلاق دینے سے انکار کیا۔ چنانچہ چند اہم شخصیتوں نے مداخلت کر کے ایک سادہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھا اور مجھے دستخط کرنے پر مجبور کیا اور میں نے دستخط کر دیے۔ جبکہ نہ میری نیت طلاق دینے کی تھی۔ نہ میں نے طلاق کا عنوان لکھا اور نہ ہی میں نے زبان سے طلاق کا لفظ ادا کیا۔ تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

جب آپ نے ان اہم شخصیتوں کے کہنے سننے میں آ کر اس تحریر پر دستخط کر دیے۔ تو آپ کی بیوی پر اس تحریر کے مطابق طلاق واقع ہوگئی۔ لہٰذا آپ کی زوجہ مطلقہ ہوگئی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریر کے اندر خاوند کو بعض الفاظ پر اعتراض ہوا اور دستخط نہ کیے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی اپنی منکوحہ مدخولہ بیوی سے ناچاقی ہوئی اور اپنے میکے چلی گئی۔ افہام و تفہیم کی کوشش کی گئی۔ معاملہ یونین کونسل میں برائے مصالحت پیش ہوا۔ فریقین نے اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ لڑکی کے والدین دس ہزار روپے زید کو ادا کر کے اس سے طلاق حاصل کریں۔ حسب وعدہ لڑکی کے والدین دس ہزار روپے لے کر یونین کونسل میں حاضر ہوئے اور ایک دستاویز طلاق نامہ تیار کی گئی جس پر گواہاں وغیرہ کے دستخط کرائے گئے۔ تاکہ لین دین کے بعد زید کے دستخط کرا لیے جائیں گے۔ رقم دینے سے قبل زید کو تحریر مذکورہ پڑھنے کے لیے دی گئی۔ تاکہ پڑھ کر دستخط کر لے اور اگر کوئی قابل اعتراض فقرہ ہو تو تبدیل کر دیا جائے۔ زید نے تحریر پڑھ کر لین دین والے فقرہ پر اعتراض کیا کہ یہ فقرہ نہیں ہونا چاہیے۔ باقی تمام تحریر کو زید نے زبانی تصدیق و تسلیم کیا۔ تحریر پر دستخط ثبت نہیں کیے اور نہ ہی رقم وصول کی۔ لڑکی والوں نے اس فقرہ کی تبدیلی منظور نہ کی۔ جس پر معاملہ ادھورا رہ گیا۔ تو کیا اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور نے جب اس تحریر پر دستخط نہیں کیے اور رقم وصول نہیں کی۔ صرف تحریر کو پڑھ کر لین دین والے (خط کشیدہ) فقرہ کو کاٹنے کا مطالبہ کیا اور لڑکی والوں کو اس کا یہ مطالبہ منظور نہ ہوا اور معاملہ ادھورا رہ گیا۔ تو اس تحریر کے مطابق یہ عورت مطلقہ نہیں ہوگی۔ اس لیے محض پڑھنے سے جبکہ قابل اعتراض جملہ کو نہیں کاٹا گیا۔ تصدیق اور تسلیم متصور نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خالی کاغذ پر صرف تین دفعہ طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ اس صورت میں کہ اس کے بطن سے ایک لڑکا عمر ۳ سالہ اور ایک لڑکی ڈیڑھ سالہ موجود ہے اور تین ماہ کا حمل بھی اس عورت کو تھا۔ خاوند نے ایک دوسری شادی کر لی۔ عورت غصہ میں آ کر اپنے خاوند کی بے فرمان ہوگئی اور گھر سے نکل کر ایک ایسے شخص کے پاس گئی جہاں اس کا پہلے ناجائز تعلق کا شبہ اس کے خاوند کو تھا۔ جس وقت عورت گھر سے چلی گئی۔ تو خاوند نے اپنے بچے عورت سے لے لیے۔ جس وقت طلاق ہوئی تھی۔ تو ایک خالی کاغذ پر صرف تین طلاق کا لفظ تحریر کر کے تین دفعہ کہا گیا کہ میرے تن پر حرام۔ بعد ازاں عورت دو ماہ وہاں رہ کر واپس گھر آ گئی اور آہ وزاری کر کے اپنے قصور کی معافی مانگی اور اپنے بچوں کے پاس رہنے کا مطالبہ کیا۔ اب عورت دوبارہ نکاح میں آ سکتی ہے۔ کسی صورت میں یا اگر حلالہ پڑے تو شرط حلالہ کیا ہے۔ کیا حلالہ والا شخص نکاح کر کے اپنا حق معاف کر کے طلاق دے سکتا ہے۔ عورت کا نکاح دوبارہ کس صورت میں ہوسکتا ہے۔

سائل عمر بخش آرائیں موضع چک تحصیل شجاع آباد

﴿ج﴾

عورت مذکورہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اگر وضع حمل ہو جانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور وہ اس سے مجامعت کرے اور بعد مجامعت کے وہ اپنی مرضی سے طلاق دیدے اور پھر عدت تین حیض کامل گزار لے تو زوج اول کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ دوسرے نکاح کی مجامعت ضروری ہے۔ اس کے بغیر حلالہ نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جب خاوند خود طلاق کا اقرار کرے یا دو ۲ (عادل) گواہ ہوں کہ خط اس نے تحریر کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص مسمّی عبدالعزیز نے حیدرآباد سندھ سے متعدد خطوط طلاقی دھمکیوں کے اپنے سسرال کے پاس ڈالے کہ میں کچھ افواہیں سن رہا ہوں کہ وہ مجھے بدنام کر رہی ہے لہٰذا میں طلاق دے دوں گا۔ پھر اب آخر میں اپنے والد کے پاس خط لکھ رہا ہوں کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں۔ اسے گھر سے نکال دو۔ وہ میرے لائق نہیں، میں اس کے لائق نہیں اور تم نے جو کہا ہے کہ مہر کے سو روپیہ بھیج دو تو میرے پاس نہیں اور نہ میں دوں گا۔ تم گھر سے نکال دو۔ جو کچھ ہوگا میں دیکھ لوں گا۔ میں یہاں حاجی عبدالسلام کی بیوی کو بھی کہہ چکا ہوں اور بھی ایسی باتیں ہیں کہ وہ ہمارے لائق نہیں۔

(نوٹ) یہ اس نے بذریعہ خط اطلاع طلاق ثلاثہ دی ہے جو بالیقین اس کا فرستادہ ہے۔ (ا) اب جواب طلب یہ ہے کہ تحریر قطعی سے طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ (ب) آٹھ ماہ سے شوہر حیدرآباد تھا جو کماتا تھا خود رکھتا تھا۔ حتیٰ کہ بیوی کا نان نفقہ بھی نہیں بھیجتا تھا۔ بیوی کھڈی بُن کر گذارہ کرتی تھی۔ اب یہ بیوی کی کمائی بیوی کی متصور ہوگی یا شوہر مالک ہے۔ اپنے شوہر کے مکان میں اور اسی کی کھڈی پر بنا تھا۔ (ج) کھڈی شوہر کے نام تھی اور اس کھڈی کا کوٹہ بیوی لیتی تھی۔ اس سے اپنا نان نفقہ بھی خرچ کرتی رہی اور بعض چیزیں بھی بنالیں۔ جن کی قیمت ۶۰ ساٹھ روپے ہے۔ ٹرنک، سرفہ، جوتی، مصلّٰی، دوپٹہ۔ اب بعد الطلاق اشیائے مذکورہ کا مالک کون ہوگا۔ (ح) شوہر کے والد نے اس کی بیوی کو ۵۵ روپے کے زیور دیے تھے۔ اس میں کچھ حرج تو نہیں۔ (۵) سسر نے حج سے آ کر داماد کے لیے کپڑوں وغیرہ کا ہدیہ بھیجا جو اس نے بہ نظر حقارت وناراضی دیکھا نہ زبان سے اقرار کیا اور نہ ہاتھ لگایا۔ لہٰذا اس سے وہ ہدیہ منظور سمجھا جائے گا یا مردود۔ بینوا توجروا

عبدالحکیم مذکور حیدرآباد سندھ سے آیا ہے اور عبدالسمیع بھی لیکن عبدالسمیع نے بالا بالا سنا ہے۔ مگر عبدالحکیم اور اس کے دو ساتھیوں کے سامنے شوہر نے برملا کہا ہے کہ اب میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿ج﴾

(ا) ان الفاظ (جو کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں) تحریر کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ بات کہ یہ خط اس نے لکھا ہے۔ جب ثابت ہوگی یا تو وہ خود اقرار کر لے یا اس کے اقرار پر دو گواہان عادل دیندار ہوں۔ یا تحریر

کے وقت دو گواہان عادل موجود ہوں کہ یہ تحریر ہمارے سامنے اس نے لکھی۔ اس کے علاوہ فقط اتنی بات ہے کہ ہم پہچانتے ہیں کہ یہ تحریر اسی کی ہے۔ ثبوت شرعاً نہ ہوگا۔ (الخط یشبه الخط) البتہ جس وقت بھی معلوم ہو جائے کہ یہ تحریر اسی کی ہے۔ اسی وقت سے طلاق شروع ہوگی اور تین حیض کامل عدت کا اس دن سے حساب لگایا جائے۔ ایک گواہ عبدالحکیم سے ثبوت نہیں ہوتا۔ دوسرے عبدالسمیع نے سنی سنائی شہادت دی ہے۔ تسامع سے شہادت طلاق صحیح نہیں۔
(۲) بظاہر کھنڈی کے استعمال کرنے کی اس کو اجازت ہی ہوگی۔ اس لیے یہ کمائی فقط عورت کی ہوگی۔ عورت اس کی جائز مالکہ ہے۔ شوہر کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ (۳) عورت ان اشیاء کی مالکہ ہے مہر میں شمار نہ ہوں گی۔ (۵) اگر اس کو قبض کر لیا ہے تو مقبول ہے۔ اگر قبض نہیں کیا اور واپس کر دیا تو مردود ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ اپنی مرضی سے لکھوانا اور پھر انکاری ہو جانا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسمی نذر حسین ولد لعل خان ذات چچگانہ میاں اور اس کی زوجہ مسمات جنت دختر جاوید قوم ڈھول سکنہ ہائے چک نمبر ۸۶/۱۰/۲ کے آپس میں تعلقات از حد کشیدہ ہونے کی وجہ سے نذر حسین مذکور نے دوسری جگہ شادی کا ارادہ کیا اور ہونے والے سسرال کے کہنے پر ایک خفیہ طلاقنامہ مسمات جنت مذکورہ کے خلاف لکھوایا اس کا ارادہ پہلے بیوی کو طلاق نہ دینے کا تھا۔ جس کو اس کے لیے سسرال والے تاڑ گئے اور انکار کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جنت مذکورہ اور اس کے اقرباء کو اس طلاق کا علم ہو گیا۔ نذر حسین مذکور اب ہر معاملہ سے انکار کر رہا ہے۔ وہ گواہان یعنی طلاق تحریر کنندہ اور دوسرا جس نے خفیہ طلاق بنوانے میں حسین مذکور کی امداد کی تھی انکاری ہیں۔ نذر حسین روبرو پنچائت انکاری ہے۔ ویسے کئی اشخاص کے روبرو طلاق تحریر کروانا تسلیم کر چکا ہے۔

﴿ج﴾

دو دیندار گواہوں سے جب ثبوت ہوتا ہے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اب اگر دو گواہاں مذکورہ عادل دیندار ہوں تو یہ عورت مطلقہ ہوگی۔ اگرچہ طلاق کی نیت نہ بھی ہو۔ لیکن طلاق نامہ جب اپنی مرضی سے لکھوا چکا ہے۔ اگرچہ بنیت فرضی طلاق کی ہو۔ طلاق ضرور واقع ہوگی۔ حدیث میں ہے۔ ثلث جدهن جد وهزلهن جد (وعد منها الطلاق)

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریراً تین طلاق دینے سے عورت مغلظہ ہو گئی۔ خاموشی اور طلاقنامہ نہ دیکھنا مفید نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ مسمی فقیر اولد مسمی غلام محمد نے اپنی بیوی عائشہ کو طلاق نامہ عرائض نویس سے لکھوا کر انگوٹھا لگوا دیا۔ جس میں اقرار طلاق ثلث مذکور تھا۔ طلاق نامہ اپنے قبضہ میں کر لیا اور منہ سے کچھ نہیں بولا۔ کیا اس تحریری طلاق سے طلاق ہو گئی یا نہ؟ اگر ہو گئی تو کونسی طلاق ہے۔ بائن، رجعی یا مغلظہ ہے۔ اب اگر مطلق نے تحقیق شرعی کے بغیر بیوی کو گھر رکھ لیا ہے۔ شرعاً یہ امر اس کے لیے کیسا ہے۔ مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

مذکورہ صورت میں تین طلاقوں سے عورت مغلظہ ہو گئی۔ تحریر سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ عورت مذکورہ سے بغیر حلالہ کے نکاح زوج اول کا جائز نہیں ہو سکتا۔ اگر اس عورت کو حلالہ بغیر وہ رکھے تو یہ زنا ہے۔ اس سے تعلقات منقطع کر لینا اور اس کو توبہ پر مجبور کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اسٹام پر طلاق نامہ لکھ کر رکھا ہوتا کہ بوقت ضرورت کام آئے، ارادہ طلاق نہیں ہے، کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میاں محمد صادق ولد حیات علی نے دھیان کیا کہ میں نے قانونی زد سے بچنے کے لیے اپنی زوجہ بی جان کی خاطر ایک عدد اسٹام طلاق لکھوا کر رکھ دیا تھا۔ تاکہ وقت ضرورت اگر مجھے طلاق دینی پڑ جائے۔ تو میں اس قانون کی زد میں نہ آ جاؤں۔ جو گذشتہ سال آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا۔ اسٹام لکھاتے وقت میرا کوئی ارادہ قطعاً طلاق دینے کا نہ تھا۔ نہ ہی میں نے زبان سے کہا اور نہ ہی میں نے اپنی زوجہ کو آگاہ کیا اور نہ ہی دل میں ارادہ تھا۔ صرف قانونی زد سے بچنے کے لیے یہ کام کر کے رکھ دیا تھا۔ اب میرا میرے سسرال اور میری بیوی سے صلح نامہ ہے۔ آیا میں اپنی بیوی شرعی لحاظ سے لے جا سکتا ہوں یا نہیں۔

(نوٹ) طلاق نامہ کی نقل پیش کریں از دار الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿ج﴾

چونکہ شرعاً طلاق میں ارادہ ضروری نہیں۔ بلکہ اگر بغیر ارادے کے زبان پر الفاظ طلاق جاری ہو جائیں۔ تو شرعاً

طلاق واقع ہو جاتی ہے۔اس لیے صورۃ مسئولہ میں جب خاوند نے عرضی نویس سے یہ لکھوایا کہ میں اپنی منکوحہ زوجہ خود کو سہ طلاق شرعی مسلسل یکے بعد دیگرے دے کر اپنے نفس پر حرام کرتا ہوں۔تو اس سے اس کی منکوحہ پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں اور اس پر حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی۔بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔اگر چہ اس کا فی الحال طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا اور صرف آئندہ قانونی زد میں آنے سے بچنے کی وجہ سے طلاق لکھوائی۔لیکن شرعاً طلاق خاوند کے اس طرح کے ارادے سے مؤخر نہیں ہوتی۔بلکہ جب الفاظ طلاق لکھوائے تو اسی وقت طلاق واقع ہو گئی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زبان سے طلاق دی تو واقع ہوگی، تحریر کا بیوی یا اس کے باپ تک پہنچنا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کسی آدمی کے سامنے کہا کہ میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا ہوں اور ساتھ ہی تین طلاق تحریر لکھوا کر ہر دو جانب کے حضرات سے تصدیق کرائی کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور وہ تحریر شدہ کاغذ بذریعہ ڈاک رجسٹری روانہ کر دیا اور وہ ڈاک لڑکی کے والد کے نام لکھا ہوا تھا۔وہ شخص غیر موجود ہونے کی وجہ سے خط وصول نہیں کر سکا۔ساتھ ساتھ مہر بھی منی آرڈر کیا تھا۔دونوں واپس چلے گئے۔اب لڑکے کے متولین تحریر شدہ کاغذ نہیں دیتے۔مگر لڑکا اب بھی کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔اب قطعاً گھر نہیں لاؤں گا۔شرع اس میں کیا فرماتی ہے۔بیان فرمائیں۔واضح رہے کہ اس کی بیوی شادی شدہ ہے۔

﴿ج﴾

اگر تین طلاقیں زبانی دے چکا ہے۔تب اس کی یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔بغیر حلالہ اس کے ساتھ دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہوسکتی۔اگر چہ تحریری طلاق نامہ اس کی بیوی تک نہ بھی پہنچا ہو۔قال تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآيه ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ دینے کے بعد اس کی واپسی ناممکن ہے

﴿س﴾

جناب عالی گذارش ہے کہ چند یوم سے میں بڑی پریشانی میں مبتلا ہوں اور شریعت کے اصول پر اہل سنت

والجماعت کے لیے ایک فتویٰ درکار ہے۔عرض یہ ہے کہ مورخہ ۹/۱/۵۳ کو بروز جمعۃ المبارک میں نے اپنی بیوی کو طلاق نامہ سوا چھ روپے کے پکے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا۔قصہ یہ ہے کہ عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے کچھ میں اور میری بیوی میں گھریلو معاملے پر جھگڑا ہوگیا تھا اور وہ میرا گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلی گئی اور میری بغیر اجازۃ اس نے سکول جانا اور پڑھانا شروع کر دیا۔میں نے کئی مرتبہ لوگوں کو بھیج کر صلح کرنے کی کوشش کی۔لیکن میری بیوی کے میکے والوں نے ہر بار انکار کیا۔ میری بیوی میری نزدیکی رشتہ دار بھی ہے۔یعنی میرے والد کے سگے بھائی کی بیٹی ہے۔میں نے دوسری شادی کے لیے کوشش کی۔لیکن میرے والد نے ایسا نہ ہونے دیا۔آخر ایک روز مورخہ ۹/۱/۵۳ میں نے مجبور ہو کر طلاق دینے کی غرض سے ایک پکا کاغذ مبلغ سوا چھ روپے کا خرید کیا اور ایک عرضی نویس سے اس پر طلاق تین مرتبہ ہمراہ دوسرے احوال کے لکھوائی پھر اس پر دستخط کیے اور دو گواہوں کے کرائے۔پھر طلاق نامہ میں کچھ کمی محسوس کر کے اس کو پھاڑ دیا گیا اور اس کے بعد مبلغ سوا چھ روپے کا کاغذ ایک اور خرید کیا اور اس میں طلاق کے متعلق مکمل حالات لکھوائے۔میں نے دستخط کیے اور دو گواہوں کے دستخط کرائے۔اس کے بعد وہ طلاق نامہ میں رجسٹری کے دفتر میں بغرض رجسٹری کرانے لے گیا۔ اس دفتر میں میرا انگوٹھا طلاق نامہ پر لگوایا گیا اور مبلغ ۳۸ روپے بطور فیس رجسٹری مجھ سے وصول کیے گئے۔اس کے بعد کلرک متعلقہ طلاق نامہ لے کر میرے ساتھ عدالت مجسٹریٹ درجہ اول میں پیش ہوا اور مجسٹریٹ کے روبرو مجھ سے اقرار کرایا گیا۔اس کے بعد چونکہ دفتر بند ہونے کا وقت ہو چکا تھا۔اس لیے میں گھر آ گیا۔اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے والد صاحب تمام رات بے چین رہے اور روتے رہے۔مجھے بھی تمام رات ان کی بے چینی کے سبب نیند نہ آسکی۔صبح کو میں نے والد صاحب سے دریافت کرایا کہ کیا وہ طلاق نامہ اب واپس ہوسکتا ہے۔انھوں نے جواب دیا کہ میں کوشش کروں گا اور روتے ہوئے مجھ سے کہنے لگے۔بیٹا میرے لیے اپنی زندگی قربان کر دے اور اپنی بیوی کو لے آ۔چنانچہ والد صاحب کچہری طلاق نامہ واپس لینے چلے گئے اور میں اپنی بیوی کو لینے کے لیے سسرال چلا گیا۔ کافی کوشش کے بعد میں اپنی بیوی کو واپس لانے میں کامیاب ہوگیا اور ادھر والد صاحب نے اپنے دفتری رسوخ کی بدولت وہ طلاق نامہ واپس حاصل کر لیا۔تین روز کے بعد میرے کانوں میں دنیا والوں کی آواز آنے لگی کہ میں باوجود طلاق دینے کے اپنی بیوی کو گھر میں لا کر حرام کر رہا ہوں۔مجھے بڑی تشویش ہوئی اور بے چینی بڑھتی گئی۔میں نے کئی مولویوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلاق ہو چکی ہے۔لیکن ایک مولوی صاحب نے جو کہ ہندوستان میں ہمارے شہر کے ایک بڑے فقیہ ہیں فرمایا کہ جب طلاق نامہ تمھاری بیوی کے پاس پہنچا ہی نہیں تو طلاق کیسے ہوگی۔چنانچہ انھوں نے فرمایا کہ طلاق نہیں ہوئی۔لیکن میری پریشانی کسی طور کم نہ ہوئی۔لہٰذا یہی التماس ہے کہ میری بے چینی کو دور کرتے ہوئے مجھے صحیح اور صاف مسئلہ دیکھ کر فتویٰ دیں۔مہربانی ہوگی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بلاشبہ تین طلاق سے عورت مغلظہ اور حرام ہو چکی ہے۔ بغیر تحلیل زوجہ ہرگز ہرگز اس زوج اول کے نکاح میں واپس نہیں آ سکتی۔ لقولہ تعالی فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ نقل کتاب بالرضاء سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور یہاں تو مجسٹریٹ کے سامنے اقرار بھی کرایا گیا ہے۔ ایسی حالت میں کسی مفتی کا فتویٰ عدم وقوع طلاق ہرگز معتبر نہیں۔ صریح نص قرآن کے خلاف فتویٰ دینا ایک عظیم جرم ہے۔ جس کا مفتی مذکور نے ارتکاب کیا ہے۔ العیاذ باللہ مرسومۃ وغیر مرسومۃ دونوں صورتوں میں نفس کتابت سے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ مرسومہ کے بارے میں قاضی خان ص ۱۷۴ ج ۱ کی عبارت ذیل کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

بان کتب اما بعد فانت طالق فلما کتب هذا وقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الکتابة.

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

کاغذ چھیننے سے طلاق پر اثر نہیں پڑے گا زبانی طلاق کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنی زوجہ کو تحریری طلاق دی (جس میں یہ درج تھا کہ میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی لیکن اس کے باپ نے بیوی سے طلاق کا کاغذ چھین کر گھر سے نکال دیا۔ عرصہ تقریباً ساڑھے تین سال ہوئے لڑکی اپنے میکے گھر موجود ہے اور شوہر نے کسی قسم کا رجوع نہ کیا ہے۔ کیا طلاق ہوئی یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ عورت عدت شرعیہ گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فی الشامیة وان کانت مرسومة یقع الطلاق ۲۴۶ ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر طلاق ثلاثہ فی الواقع کہہ چکا ہے تو عورت اس پر حرام ہو گئی خواہ طلاق نامہ نہ پہنچے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا عقد نکاح مسمی نواز ولد محمد رمضان قوم کھوکھر ساکن ٹبی شیر خان بیرون لوہاری گیٹ ملتان شہر سے ہوئے عرصہ تقریباً ساڑھے تین سال ہوا۔ ابتدا میں شوہر مذکور نے اچھا سلوک رکھا

اس کے نطفہ اور مظہرہ کے بطن سے اولاد موجود ہے۔ جو بقید حیات ہے۔ بعد ازاں اس شوہر کے چال چلن اس قدر خراب ہوئے کہ وقتاً فوقتاً مار پیٹ کرنے کا عادی بن گیا۔ مظہرہ کے روبرو منشیات کا استعمال کرنا اور سختی سے تعمیل کرانا اس کا معمول بن گیا اور متعدد بار گھر سے باہر نکال دیا۔ پھر معززین کی وساطت سے مظہرہ آباد ہوتی رہی مگر شوہر مذکور بدستور منشیات کا اس قدر عادی ہو گیا ہے کہ مافیا کے ٹیکہ کے بغیر چین نہیں پاتا۔ مظہرہ کے منع کرنے پر مظہرہ کو زدوکوب کرتا ہے۔ گزشتہ دنوں کی بات ہے کہ مظہرہ نے اور بزرگوار والد مذکور نے اسے برے کرداروں سے رک جانے کی ہدایت کی تو اس نے اپنے والد بزرگوار کا الزام لگا کر مظہرہ پر تہمت بدکاری لگا دی اور سہ بار طلاق کا لفظ استعمال کر کے اپنے نفس پر حرام کر دیا اور کہا کہ اب سائلہ مظہرہ میری ماں بہن ہے۔ حاضرین ہمسائیگان نے سمجھایا بجھایا کہ مظہرہ حاملہ ہے تمہاری طلاق کی خواستگار نہیں بلکہ وہ تجھے نیک سیرت زندگی بسر کرنے پر ہدایت کرتی ہے۔ مگر تم ناجائز طور پر اپنے والد کو بدنام کر کے بیوی پر تہمت لگا رہے ہو تو اس پر شوہر مذکور نے جواب دیا کہ حسب ضابطہ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک ارسال کر چکا ہوں اس پر سسر مذکور نے لفافہ ڈاک کے دفتر سے واپس کرا لیا۔ اس طرح طلاق نامہ مذکور مظہرہ کے پاس نہ پہنچ سکا۔ مظہرہ کا حق مہر بھی شوہر کے قبضہ میں ہے۔ جس کی وصولی کا امکان مشکل ہے اور جو حق مہر بصورت غیر منقولہ جائیداد بروئے دستاویز رجسٹری شدہ ہے اس پر بھی شوہر مذکور کی دادی کا قبضہ ہے اور وہ نہیں چھوڑنا چاہتی۔ مظہرہ بے سہارا ہے جو اپنی والدہ بیوہ کے پاس زندگی کے دن گزار رہی ہے۔ گواہ دستخط ثبت ہیں۔ لہٰذا عرض یہ ہے کہ علماء مندرجہ بیان بالا کے تحت بالتفصیل مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسماۃ خورشید اختر عرف سلیم شاہدہ۔ گواہ حاجی محمد بخش ولد میاں
گواہ محمد رمضان ولد میاں عبدالرحمٰن ٹبی شیر خان ملتان
ٹبی شیر خان ملتان شہر

﴿ہو المصوب﴾

یہ الفاظ اگر فی الواقع یہ شخص کہہ چکا ہو تو اس کی بیوی مذکورہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے۔ ان کا دوبارہ آباد ہونا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ حلالہ کے بعد نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں لیکن دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت اس کو تب ہی ہوگی کہ یا اس کا خاوند تین طلاق دینے کا اقرار کرے اور تسلیم کرے اور عینی شاہد حاکم کے روبرو اس کی شہادت دے دیں اور باضابطہ طلاق ثلاثہ کا حکم صادر فرمائے اور اگر حاکم کے پاس مشکل ہو تو ثالث شرعی یا علماء کی پنچائیت اس کا حکم دے دیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

منشی نے طلاق نامہ تحریر کر کے مرد کو پڑھوایا نہیں کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مسئلہ میں کہ رسول بخش ولد احسن بخش قوم آرائیں سکنہ بیرون دہلی گیٹ تھلہ سیدوالا۔ زمان موجودگی دو شخصوں سعید احمد صاحب ولد خدا بخش اور مجید صاحبان اپنی عورت کو تین دفعہ یہ الفاظ کہ میری عورت مجھ پر حرام۔ حرام۔ حرام۔ اپنی زبان سے کہہ چکا ہے اور خودی کے کہنے پر جو طلاق نامہ تحریر کر کے عورت کو دیا گیا۔ اس نے فوراً ہی جلا دیے اور مجھے پکڑ کر گھر لے گئی اور جو طلاق نامہ منشی سے لکھوایا گیا تھا۔ وہ مجھے بالکل پڑھ کر نہیں سنایا گیا۔ کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اور خود نے اس کے سنانے کے لیے کہا اور نہ خود لکھنے والے نے سنایا۔ اور خودی خود بھی لکھا پڑھا نہیں تھا۔ کہ اس کو پڑھ لیتا۔

رسول بخش بیرون دہلی گیٹ ملتان تھلہ سیداں

﴿ج﴾

پہلے تو اس کی تحقیق کی جائے کہ طلاق نامہ کے الفاظ سائل کو سنائے گئے ہیں یا نہیں اسٹام فروش سے ان کی تصدیق کی جائے۔ اگر سنائے ہیں اور سن کر اس نے دستخط اپنی مرضی سے کر دیے ہیں۔ تو عورت تین طلاق سے مغلظہ ہوگئی۔ بغیر حلالہ کے وہ اس خاوند کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی ہے۔ اور اگر بالکل الفاظ نہیں سنائے گئے ہیں۔ اور اسے طلاق نامہ کے مندرجات کا علم نہیں اور زبان سے یہ کہہ دیا کہ حرام۔ حرام۔ حرام (تین مرتبہ) تو اس صورت میں صرف ایک طلاق بائن واقع ہوجائیگی۔ اور بغیر حلالہ کے صرف دوبارہ نکاح جدید باندھا جائے۔ عدت وغیرہ کچھ نہیں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی سے ناراض ہو کر طلاق لکھنے بیٹھ گئے کے بارے میں حکم

﴿س﴾

زید نے اپنی بیوی سے ناراض ہو کر علیحدگی میں بیٹھ کر طلاق لکھی۔ مگر بیوی کے حوالہ کرنے سے پہلے زید کی ہمشیر نے زید سے طلاق لے کر پھاڑ دی۔ دوسرے روز بیوی نے زید سے کہا کہ کیا مجھے طلاق مل گئی ہے۔ زید نے کہا کہ میری طرف سے فارغ ہے۔ کیا اس طرح زید کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی یا نہیں۔ اور کیا اگر زید چاہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے یا کیا کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے اور اس کے طلاق دینے کے بعد زید پر اس کا نکاح جائز ہوگا۔

﴿ج﴾

زید نے اگر طلاق نامہ میں ایک یا دو طلاق لکھی ہوں تو اپنی منکوحہ کو عدۃ کے اندر اندر یعنی تین حیض گزرنے سے پہلے بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے اور عدۃ گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے۔ اور اگر زید نے طلاق کے کاغذ میں تین طلاق لکھی ہوں۔ تو پھر زید کی بیوی اس پر حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنے سے پہلے نہیں رکھ سکتا۔ بغیر حلالے رکھنا زنا وحرام میں مبتلا ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ان پڑھ ہونا طلاق میں غیر مفید ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ قیامتے بی بی عبدالستار کی منکوحہ بیوی تھی۔ اس نے اپنے والدین کے گھر جا کر میرے ساتھ آباد ہونے سے انکار کر دیا۔ جب میں اپنے سسرال کے ہاں اپنی بیوی کو لینے گیا تو وہ نہ آئی۔ آخر پنچائتی فیصلہ یہ ہوا کہ مظہر اسے طلاق دے چنانچہ پنچائتی فیصلہ کی روشنی میں مظہر نے تحریری طلاق نامہ تحریر کر دیا۔ اور اپنا انگوٹھا تحریر طلاق نامہ پر ثبت کر دیا۔ طلاق نامہ عرضی نویس نے تحریر کیا تھا۔ مظہر ان پڑھ ہے مجھے معلوم نہیں کہ طلاق نامہ میں کیا تحریر ہے۔ عرضی نویس نے مجھے طلاق نامہ پڑھ کر نہ سنایا تھا میں نے اپنی زبان سے تین دفعہ طلاق دینے کے متعلق نہ کہا تھا۔ گویا تین دفعہ میں نے طلاق نہیں دی۔

میری مطلقہ بیوی بہ رضامندی اب میرے گھر آباد ہونا چاہتی ہے۔ اور حقوق زوجیت ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔ میں نے طلاق نامہ کے مطابق ۲۰-۴-۷۶ کو طلاق دی تھی۔ مندرجہ بالا کے مطابق حالات دریں مسئلہ فتوی صادر فرمایا جائے کہ مظہر اب دوبارہ شرعی طریقہ سے کسی طرح نکاح کر سکتا ہے۔ نوٹ طلاقنامہ میں طلاق ثلاثہ بھی ہے۔

رحمت اللہ ڈاک خانہ خاص براستہ لیہ ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں واقعی شخص مذکور پر اس کی زوجہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ بدون حلالہ کیے زوجین میں دوبارہ عقد نکاح درست نہیں۔ اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرے اور دوسرا خاوند کم از کم ایک مرتبہ ہمبستری (جماع) کرے۔ اور طلاق دیدے اس کے بعد یہ عورت دوبارہ عدت گزارے۔ پھر پہلے خاوند کے لیے اس کے ساتھ نکاح کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

طلاق نامہ لکھنے کے وقت سے طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ خادم نے غصہ کی حالت میں یونین کونسل میں اپنی بیوی کے طلاق کے کاغذ درج کرادیے اور انھوں نے بن گواہوں کے طلاق لکھ دی۔ اور تین ماہ کا وقفہ بھی رکھ دیا۔ یونین کونسل والوں نے یہ کہا کہ جب تین ماہ گزر جائیں گے۔ اس وقت آپ کی طلاق ہوگی۔ ہمارا قانون ہے کہ کسی وقت بھولا ہوا انسان واپس لوٹ آئے۔

میں نے صرف یونین کونسل میں کاغذ پر طلاق دی ہے۔ نہ میں نے اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر منہ پر طلاق دی ہے۔ کیا طلاق ہوگئی اور دوبارہ میں اپنی بیوی کو آباد کرسکتا ہوں۔ طلاقنامہ کا خلاصہ یہ ہے۔ قطعی طلاق ایک اپنے نفس پر حرام کرتا ہوں۔ لہٰذا اس بار طلاق طلاق طلاق دے کر مسماۃ اللہ رکھی کو آزاد کردیا ہے۔

سندو خان ولد عبدالوحید قوم راجپوت سکنہ جاہ تھلے والا جانگلہ کمند منڈی ملتان

﴿ج﴾

شرعاً طلاقنامہ لکھنے کے وقت سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ وان کانت مرسومة یقع الطلاق۔ پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۴ رجب ۱۳۹۶ھ

جس مجلس میں اختیار طلاق کا خط سنایا اگر اسی مجلس میں قبول کرلیا تو طلاق واقع ہوجائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسماۃ اصغری کے خاوند علم الدین نے ایک تحریر بھیجی ہے جس میں اس نے لکھا کہ اگر وہ یہاں نہیں آنا چاہتی تو وہ خود مختار ہے جو جی چاہے کرسکتی ہے پھر یہ خط جب مسماۃ صغریٰ کو مجلس میں سنایا گیا تو صغریٰ نے یہ الفاظ ادا کیے کہ میں نے اپنے اوپر طلاق واقع کردی اور جدائی اختیار کرلی۔ اب ہر دونوں تحریریں لف ہیں ملاحظہ فرما کر فیصلہ فرمادیں کہ مسماۃ صغریٰ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اگر طلاق واقع ہوئی ہے تو دوسری جگہ نکاح کرنے کے کیا شرائط ہیں (نوٹ) تحریر بذریعہ رجسٹری آئی تھی۔

﴿ج﴾

چونکہ موجودہ وقت میں رجسٹری ہی کسی خط کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اطلاعات یومیہ کا ذریعہ یہی ہے۔ اس لیے اگر اس پر گواہ ہوں کہ خط وہی ہے۔ جو زوج کی جانب سے بذریعہ رجسٹری آیا ہے اور اس کو جس مجلس میں اس کی اطلاع دی ہے اسی مجلس میں ہی عورت نے طلاق واقع کی ہے تو طلاق اس وقت سے واقع ہوجائیگی اور اسی وقت سے تین حیض کامل) گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور ان امور مذکورہ میں ذرا بھی شبہ نہیں۔ اس کے ذمہ دار خود ہوں گے۔ خوب غور کرکے عمل فرماویں واللہ اعلم۔

دستخط طلاق نامہ پر کردینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ میں اور میری بیوی ثمینہ نے باہمی رضامندی سے آپس میں نکاح کرلیا۔ لیکن لڑکی کے والدین نے اس نکاح کو وقار کا مسئلہ بنایا۔ اور سخت مخالفت کی۔ اور مجھے طلاق دینے کے لیے مجبور کیا۔ لیکن میں نے طلاق دینے سے انکار کیا۔ چنانچہ چند اہم شخصیتوں نے مداخلت کرکے ایک سادہ کاغذ پر طلاق نامہ لکھا۔ اور مجھے دستخط کرنے پر مجبور کیا۔ اور میں نے دستخط کردیے۔ جب کہ نہ میری نیت طلاق دینے کی تھی۔ نہ میں نے طلاق کا عنوان لکھا۔ اور نہ ہی میں نے زبان سے طلاق کا لفظ ادا کیا۔ تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوتی ہے یا نہ۔

خیر محمد بلوچ بنگلانی ہاؤس احمد شاہ بخاری روڈ کراچی

﴿ج﴾

جب آپ نے ان اہم شخصیتوں کے کہنے سننے میں آکر اس تحریر پر دستخط کردیے تو آپ کی بیوی پر اس تحریر کے مطابق طلاق واقع ہوگئی۔ لہٰذا آپ کی زوجہ مطلقہ ہوگئی ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ کے الفاظ اگر یہ درج ہیں تو طلاق واقع ہوگئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ نیک محمد عرف نیکا کا نکاح مسنون ہمراہ بشیراں دختر محمد کو عرصہ گزر چکا ہے۔ جب کہ بشیراں اپنی نند و دیگر مستورات کے ہمراہ نیک محمد خاوند کے گھر چولہے کے پاس بیٹھی تھی۔ نیک محمد مذکور نے ایک کاغذ بشیراں کی جھولی میں ڈال کر یہ الفاظ کہے۔ یہ ہے طلاقنامہ تو بدچلن عورت ہے۔ میرے دروازے سے

باہر نکل جا۔ اب نیکا کی بہن بشیراں کی نند نے زبردستی اپنی بھاوج سے کاغذ چھین لیا۔ اب بشیراں بعدہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ تقریباً دو ماہ کے بعد نیک محمد بمعہ پنچائیت بشیراں کے والدین کے پاس آیا۔ چنانچہ بشیراں کے والد نے علاقہ کا معتبر ایک آدمی کو تسلیم کیا کہ اگر یہ شخص تسلی اور قسم دے دے کہ طلاق نہیں ہوئی تو میں دختر خود کو روانہ کر دونگا۔ عالیجاہ بعد تحقیق معتبر مذکور نے یہ الفاظ کہے ہیں کہ طلاق ہو چکی ہے۔ میں کوئی قسم نہیں دے سکتا ہوں۔ شرع محمدیؐ کے نزدیک مسماۃ مذکورہ اب نیک محمد کی زوجہ ہے یا نہیں کیا وہ عقد ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ آپ بتا دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں شرعی طریقہ سے خوب تحقیق کی جاوے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ واقعی اس شخص نے طلاقنامہ دیدیا ہے تو جس قسم کے الفاظ طلاقنامہ میں درج ہوں اس کے مطابق طلاق ہو چکی ہے۔ اگر طلاق رجعی ہے تو رجوع جائز ہے۔ اگر طلاق بائن یا مغلظہ تحریر ہے تو رجوع نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ بیوی تک پہنچنا لازمی نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی گواہان کے سامنے طلاق نامہ عرضی نویس سے لکھوا کر گھر لایا۔ اس کے والدین کو جب پتہ چلا تو انھوں نے وہ طلاق نامہ پیشتر اس کے کہ وہ بیوی کے ہاتھ میں پکڑا دے۔ چھین لیا۔ آیا طلاق ہو چکی ہے۔ یا نہیں مگر بیوی کو بعد میں پتہ چلا ہے کہ میرے خاوند نے طلاق نامہ غصے میں آ کر عرضی نویس سے لکھوا لیا، طلاقنامہ سوال کے ساتھ لف ہے۔

ذوالفقار علی ولد غوث بخش سکنہ بستی خیر شاہ ملتان

﴿ج﴾

طلاق نامہ کا بیوی تک پہنچنا لازم نہیں۔ طلاقنامہ لکھنے کے وقت سے طلاق ہو چکی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ لما فی الشامیة وان کانت مرسومة یقع الطلاق الخ ص ۴۶۵ ج ۲۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر ثابت ہو جائے کہ طلاق نامہ خاوند ہی کی طرف سے ہے تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو گئی

﴿س﴾

میں نے خالہ کو سواری بھیج دینے کو کہا تو اس نے انکار کر دیا۔ میں نے بڑی نرمی سے کہا مگر الٹی مجھ پر پڑتی برستی رہی۔ میں منت سے کہتا رہا مگر وہ بالکل صاف جھنڈی دکھاتی رہی۔ اور یہاں تک کہ گالیاں دینے لگی جب کہ میں نے پھر دھمکی دی ہے کہ اس بات کو نہ بڑھاؤ اگر یہ بات بڑھ گئی۔ تو پھر پچھتاؤ گے۔ میرا مقدر اور تمھاری بدنصیبی ہے کہ میرے ساتھ جو سلوک ہوا وہ برا ہوا اب میں تو کچھ کر نہیں کر سکتا۔ فقط اتنا کر سکتا ہوں جو میرے بس میں ہے۔ میں نے آپ کی لڑکی صغراں کو طلاق دی اور تین دفعہ لکھ دیتا ہوں۔ طلاق۔ طلاق۔ طلاق۔ اسی لکھنے کو زبان سے کہا۔ مستقل پکی طلاق سمجھ لینا۔ تمھیں اور بہت، جیسے تقدیر میں لکھا ہوگا۔ وہی ہوگا۔ والسلام محمد خلیل

اگر آپ اس لکھے کو نہ سمجھیں عدالتی طلاق چاہیں تو میں عدالت میں بھی سچے دل سے طلاق لکھ دوں گا۔ یہ بھی میں نے سچے دل سے طلاق لکھ کر دی ہے۔ پہاڑ کو کوئی نہیں ہٹا سکتا۔ یہ ایسا ہونا تھا میرا کوئی گناہ نہیں تھا۔ خیر کوئی بات نہیں سدا خوش رہو۔

غلام اکبر تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

اگر شرعی طریقہ سے اس کا ثبوت ہو جائے کہ واقعی یہ طلاقنامہ خاوند کا تحریر کردہ ہے۔ تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو۔ شامی ص ۴۶۵ ج ۲۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریراً تین طلاق لکھ کر اپنی عورت کے پاس بھجوا دی اور ایک نقل اپنے پاس رکھ دی

﴿س﴾

طلاقنامہ من جانب محمد نسیم ولد محمد امیر سکنہ مکان نمبر ۵۸۷ وارڈ نمبر ۷ ہندو گلی چاولوں والی محلہ سلامت رائے اندرون پاک دروازہ ملتان۔

منکہ مسمی محمد نسیم ولد محمد امیر سکنہ مکان نمبر ۵۸۷ وارڈ نمبر ۷ ہندو گلی چاولوں والی محلہ سلامت پورہ اندرون پاک دروازہ ملتان کا ہوں۔ اور مسماۃ زبیدہ دختر عبد المجید سکنہ مکان نمبر ۵۸۷ وارڈ نمبر ۷ ہندو گلی چاولوں والی محلہ سلامت رائے اندرون پاک دروازہ ملتان میری زوجہ منکوحہ ہے۔ اس وقت مسماۃ زبیدہ مذکورہ کے بطن سے میرے دو لڑکے

زندہ وسلامت ہیں۔ ہمارا نکاح پانچ سال قبل ہوا تھا۔ مجھ مسمی محمد نسیم کو اپنی بیوی مسماۃ زبیدہ مذکورہ کے قول وفعل پر اعتبار نہیں رہا ہے۔ نیز اس کا چال چلن بھی مشکوک ہوگیا ہے۔ جس کی وجہ سے من مسمی محمد نسیم اس سے رشتہ نکاح توڑ دینے پر مجبور ہوں میں نے کئی بار مسماۃ زبیدہ، مذکورہ کے معززین رشتہ داروں کو اکٹھا کیا۔ اور بیوی خود کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس نے کسی کی بات نہیں مانی۔

لہٰذا من مسمی نسیم ولد محمد امیر مسماۃ زبیدہ مذکورہ بیوی خود کو تین بار طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔ اب میں مسمی محمد نسیم اور مسماۃ زبیدہ مذکورہ کا کوئی رشتۂ ازدواجیت یا کوئی اور تعلق نہیں رہا ہے۔ مسماۃ زبیدہ مذکورہ کا حق مہر مبلغ بیس روپے چار آنے اس طلاق نامہ کے ساتھ ہی منی آرڈر کر رہا ہوں۔ نیز اس طلاق نامہ کی ایک نقل چیئر مین صاحب یونین کمیٹی متعلقہ کو رات بھیج دی ہے۔ اور ایک نقل اپنے پاس بطور سند رکھی ہے۔ العبد محمد نسیم

ایاز احمد ولد رحمت علی قمر بیرون دہلی گیٹ ملتان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں بمطابق طلاق نامہ ہذا محمد نسیم کی مذکورہ بیوی مسماۃ زبیدہ تین طلاقوں سے مغلظہ ہوگئی ہے۔ ان کا آپس میں دوبارہ آباد ہونا بغیر حلالہ کے کسی طرح جائز نہیں اور نہ اس طلاق نامہ کے بعد شرعاً کسی قسم کی مصالحت ان میں دوبارہ آباد ہونے کے متعلق ہوسکتی ہے۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے۔ قال تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره۔ فقط واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کاغذ اگرچہ سادہ ہو طلاق اگر لکھی ہے یا زبانی دی ہے تو واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کے ساتھ میری لڑکی کا نکاح ہوا تھا اس نے اس کو آباد کرنے سے انکار کیا۔ اور ایک سادے کاغذ پر میری لڑکی کی طلاق تحریر کر کے دیدی۔ اس پر کافی گواہوں کے دستخط موجود ہیں۔ وہ طلاقنامہ اب بھی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ آپ علماء بتائیں کہ میری لڑکی کو ایک سال کا عرصہ ہوا ہے طلاق دے چکا ہے۔ کیا اس کا نکاح ہم دوسری جگہ کرسکتے ہیں۔

صفدر علی شہر میلسی

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اگر زبانی طور پر طلاق دے چکا ہو یا کاغذ پر طلاق تحریر کر کے دے چکا ہے۔ اگرچہ سادہ ہی ہو۔ تو شرعاً طلاق واقع ہوگئی ہے۔ عورت عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کرسکتی ہے۔ لیکن یہ تب ہے کہ وہ شخص اس طلاق نامہ کو تسلیم کرے یا شرعی شہادت اس طلاق نامہ پر موجود ہو۔ طلاق نامہ ہمیں دکھایا نہیں گیا ہے۔ لہٰذا اسے دیکھا جائے کہ اگر اس پر طلاق تحریر ہے اور ثبوت موجود ہے تو طلاق شمار ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریری طلاق نامہ واضح ہوجاتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ مطعون ہوا اور وہ اس وعدہ پر کہ عورت مذکورہ کو طلاق دلا کر اس کے سپرد کر دیا جائے بایں شرط کہ پہلے اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق دیدے اور طلاق لینے والے اس کو سخت مجبور کریں اور وہ ٹالتا بھی رہے۔ بعد اس کے طلاق کی تحریر کا مضمون طلاق دلوانے والا لکھوائے اور طلاق دینے والا خود لکھے۔ اور زبان سے نہ کہے۔ تو کیا طلاق واقع ہوجائیگی۔ مضمون تحریر طلاق ذیل ہے۔ منکہ فلاں بن فلاں قوم فلاں موضع فلاں ضلع فلاں اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں بصحت بدن وثبوت عقل بلا جبر کسی شخص کے اس طور پر کہ میں اپنی زوجہ منکوحہ مسماۃ فلانۃ بنت فلاں کو بوجہ ناچاکی کے روبرو گواہان تین بار طلاق دے کر اپنے نفس کے اوپر تمام عمر کے لیے تلف وحرام کردی ہے۔ اور آج سے حق زوجیت ختم کر دیا اور میرا کوئی سامان اس کے پاس نہیں ہے اگر کچھ ہے تو اپنی لڑکی کی پرورش کے عوض میں نے اس کو دے دیا۔ گواہ شد العبد مظہر۔ بینوا وتوجروا۔

المستفتی شوق محرم جام قوم جھلن موضع نوراجہ بھٹہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اگرچہ زبان سے نہ کہے۔ عورت مذکورہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ اس سے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ شامی ص ۴۶۴ ج ۲۔ ففی غیر المستبینة لا یقع الطلاق وان نوی وان کانت مستبینة،" لکنها غیر مرسومة ان نوی الطلاق یقع الطلاق والا لا وان کانت موسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو. لقوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیة واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

طلاق نامہ کا جب خاوند اقرار کرے تو طلاق اگرچہ بیوی حاملہ ہو واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میرا ایک عزیز ہے۔ جس نے کہ اپنا نکاح اول جو کہ عرصہ چودہ ۱۴ سال سے کیا ہوا ہے اور اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اب نکاح ثانی کیا ہے۔ جو کہ ایک دوسرے خاندان کی عورت ہے۔ جس کو چار پانچ سال قبل اس کے پہلے خاوند نے چھوڑ دیا تھا اور اس کے اپنے خاندان سے تھی اور بعد میں اس نے طلاق دی تھی۔ میرے اس عزیز کو انھوں نے بے حیائی سے ورغلا کر رضامند کر لیا ہے۔ اب وہ اپنی پہلی بیوی کے اصرار پر حالات کی خرابی کی بناء پر اس کو طلاق دینے پر رضامند ہے۔ حتیٰ کہ اس نے اپنے نوکر کے ہاتھ اس کو طلاق لکھ کر ارسال کر دی تھی۔ جو اس مذکورہ عورت نے پڑھ کر پھاڑ دی اور بعد ازاں ایک دن اس عورت نے پہلی عورت کی بڑی بے حیائی کے ساتھ بے عزتی کی ہے۔ ایسا ہمارے شریف خاندان میں کبھی نہیں ہوا ہے۔ چونکہ وہ ایک کمینہ ماحول سے ہے۔ اب بھی میرے وہ عزیز پوچھنے پر کہتے ہیں کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے اور میرے دل سے اسے طلاق ہے۔ آیا اب جبکہ وہ پانچ ماہ سے حاملہ ہے۔ اسے طلاق ممکن ہے اور اسے بچہ کب مل سکتا ہے یا کہ وہ اسی عورت کے پاس رہے گا اور کتنے عرصہ کے بعد مل سکتا ہے اور انھیں بچہ لینے کی بڑی تمنا ہے۔

السائل محمد انور ملتان

﴿ج﴾

طلاق کا جب وہ اقرار کرتا ہے اور تحریر طلاق بھی بھیج دی ہے۔ تو عورت اگرچہ حاملہ ہے۔ طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ وضع حمل سے پہلے تک عدت قائم ہے۔ وضع حمل پر عدت گزر جائے گی اور لڑکا اسی زوج کا ہے اور بعد میں یہ لڑکا سات سال تک والدہ کے پاس والد کے خرچ سے پرورش پائے گا۔ بعد میں والد کو ملے گا اور اگر اس نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ تو لڑکا اس سے لے کر فوراً والد کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین دفعہ طلاق کے بعد بدون حلالہ زوج کے لیے عورت حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے مسمی رانا ولد سجاول قوم مسلم شیخ نے سال ۱۹۵۲ء میں اپنی منکوحہ زوجہ مسماۃ جنت دختر ستار کو میرے گھر دو اشخاص کے روبرو طلاق دی ہے اور اس کے بعد عورت مذکورہ دوبارہ

مسمی رانا کے ساتھ آباد ہوگئی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ مسماۃ جنت رانا کی زوجہ جائز ہے یا نہیں۔ طلاق موثر ہے یا غیر موثر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ۔ طلاق نامہ تھا مگر جلا دیا گیا۔

﴿ج﴾

اگر واقعی رانا نے طلاق دی ہے اور طلاق بھی تین دفعہ دی تھی تو مسماۃ جنت رانا پر حرام ہوگئی تھی۔ دوبارہ آبادی بھی حرام تھی اور اگر ایک یا دو دفعہ طلاق دی تھی پھر عدۃ میں رجوع نہیں ہوا اور عرصہ تک خاوند سے دور رہی پھر بھی نکاح ٹوٹ گیا طلاق موثر ہوگئی۔ بلا نکاح دوبارہ آبادی بھی ناجائز تھی۔ ہاں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ طلاق جب دی جائے واقع ہو جاتی ہے۔ تحریر کی جائے یا نہ طلاق نامہ عورت کو ملے یا نہ جل جائے یا نہ طلاق موثر ہو جاتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

مدرس دار العلوم کبیر والہ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

یونین کونسل کے روبرو تحریری طلاق نامہ درج کر دیا بغیر حلالہ کے زوج سے نکاح نہیں کر سکتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے خاوند سے لڑائی جھگڑا کر کے اپنے بھائی کے پاس چلی گئی ہے۔ اس کے بعد اس عورت کے بھائی نے اس عورت کو کسی دوسرے لڑکے کے قبضے میں بغیر نکاح کے دے دیا۔ جب اس عورت کے خاوند کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو اس نے یونین کونسل میں جا کر تحریری طور پر تین طلاقیں دے دیں اور وہ تحریر شدہ کاغذ اصل بھی موجود ہے۔ بوقت ضرورت دکھایا جا سکتا ہے۔ اب وہ عورت اس غیر مرد کے پاس بلا نکاح ایک سال تین ماہ گزار کر واپس سابق خاوند کے پاس آ گئی ہے۔ اور اس وقت وہ حاملہ بھی ہے۔ اب اگر یہی سابق خاوند اس عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو از روئے شریعت کس طریقے سے نکاح کر سکتا ہے۔ اور اگر نہیں تو بیان فرما دیں۔

﴿ج﴾

خاوند کے تین طلاقیں دینے سے اس کی یہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ طلاقیں دینے کے بعد جب اس کی عدت شرعیہ گزر جائے۔ اور اس کے بعد کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح صحیح کر لے اور پھر بعد از صحبت وطلاق اس شخص سے اس کی عدت شرعیہ گزر جائے تب پہلے شوہر کے لیے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ اور یہی حلالہ کا معنی ہے۔ اس کے بغیر یہ میاں بیوی کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ اس دوسرے شخص کے ساتھ اس عورت کا نکاح نہیں ہوا ہے۔ بلکہ وہ شخص اس کو ناجائز طور پر رکھ چکا ہے۔ اس لیے پہلے خاوند کے لیے ابھی تک حلال نہیں ہے۔

جب تک کہ شریعت کے مطابق حلالہ نہ ہو جائے۔ جس کی تفصیل اوپر لکھ دی ہے۔

قال تعالى فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الآية. وفي الحديث المشهور. لاحتى تذوقي عسيلته ويذوق هو عسيلتك اوكما قال وفي الكنز ص ۱۳۳ وينكح مبانة في العدة وبعدها لا المبانة بالثلث لوحرة وبالثنتين لو امة حتى يطاها غيره ولو مراهقا نكاحا صحيحا و تمضي عدتها۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

تیسرا باب

طلاق رجعی کا بیان

دو دفعہ طلاق دینے سے عورت کو اختیار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت تقریباً چھ ماہ کی بیاہتا ہے اور یہ عرصہ خاوند کے پاس گزارا ہے۔ چھ ماہ کے بعد عورت کو شوہر نے والدین کے گھر بھیج دیا اور پھر لڑکی کے والدین کے کہنے گھر اپنے لے جاؤ کے جواب میں کہا میں طلاق دیتا ہوں۔ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتا۔ عرصہ دو سال تک والدین کے گھر بیٹھی رہی رشتہ دار مرد کے پاس گئے۔ ان سے بھی کہا میں طلاق دیتا ہوں۔ انھوں نے طلاق لکھوانا چاہی۔ تو وہ اس روز نہیں لکھی جا سکی۔ دوسرے روز ملے تو اس نے کہا میں طلاق لکھ کر بھجوا دوں گا۔ لیکن طلاق نامہ تادم تحریر بھی نہیں لکھا جا سکا اور نہ ہی شوہر نے عورت قبول کی ہے۔ آپ شریعت کا حکم پیش کریں کہ یہ صورت طلاق کی ہوگی یا نہیں۔ (جماعت مع صدیق)

﴿ج﴾

بظاہر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق دہندہ نے طلاق کے الفاظ دو دفعہ بولے ہیں لہٰذا اس کا حکم یہ ہوگا کہ اگر اس نے عدت گزرنے سے قبل رجوع کر لیا ہو تو تجدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی اور اگر رجوع نہیں کیا ہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے وہ اپنے سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرے یا کسی دوسرے سے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ رجوع صرف زبان سے کہہ دینے سے بھی صحیح ہے۔ نیز عدت یعنی تین حیض کامل پہلی دفعہ طلاق دینے کے وقت سے شمار ہو گی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زبانی طلاق دے دی تو عورت کی رضامندی پر دوبارہ رکھ سکتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ مسمی الٰہی بخش ولد غازی کی شادی مسماۃ فیض دختر محمد رمضان سے ہوئی تھی ان میں تنازعہ تھا۔ الٰہی بخش مذکور نے برضامندی خود بغیر جبر طلاق دے دی اور پھر دو گواہاں مسماۃ فیض کو زبانی طلاق دیدی جس کو ایک سال دو ماہ ہو چکے ہیں۔ اب الٰہی بخش مذکور مسماۃ فیض پر رجوع کرنا چاہتا ہے مگر مسماۃ فیض رجوع کرنے پر رضامند نہیں ہے۔ شرعی فیصلہ دیجیے کیا طلاق قابل رجوع ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر مسمیٰ الٰہی بخش نے اپنی بیوی کو ایک طلاق زبانی دیدی ہے تو عورت کی رضامندی پر دوبارہ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے اور الٰہی بخش نے تین طلاق دیدی ہیں تو بغیر حلالہ کے نہیں رکھ سکتا۔ نیز واضح ہو کہ اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو عدت میں رجوع کر سکتا ہے۔ عدت گزارنے کے بعد نہیں کر سکتا اور اگر تین طلاقیں ہیں تو بالکل رجوع نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

احمد جان نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ صفر ۱۳۸۱ھ

تین کنکریاں ہاتھ میں لے کر اپنی بیوی کو کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں ابھی دوسرا لفظ منہ سے نہیں نکلا

﴿س﴾

السلام علیکم کے بعد عرض ہے۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ شخص مسمیٰ غلام رسول کا اپنے والد سے کسی بات پر تکرار ہوا اور والد نے کہا کہ تو اپنی بیوی کے کہنے سننے پر مجھ سے الجھتا ہے۔ غلام رسول نے جواباً کہا کہ میں اس کے کہنے سننے سے نہیں الجھتا۔ اگر میری بیوی ہی وجہ تنازعہ ہے تو میں آپ کے لیے اس کو طلاق دیتا ہوں۔ فی الفور اس نے تین کنکر ہاتھ میں لیے اور بیوی کو کہا میں تجھے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ ابھی دوسرا لفظ منہ سے نکلا بھی نہیں کہ اس کی بیوی فوراً میکے چلی گئی۔ کیا یہ طلاق ہوئی ہے۔ اگر ہوئی ہے تو کس قسم کی ہے اور رجوع کے کیا شرائط ہیں۔ واضح رہے کہ اس کی بیوی آٹھ ماہ سے حاملہ بھی ہے اور اس تو تکرار میں صرف غلام رسول اس کا والد اور اس کی بیوی موجود تھی اس کے بعد جب لڑکے نے رجوع کے لیے آدمی بھیجے تو لڑکی والوں نے کہا کہ طلاق مکمل ہو چکی ہے اور ہمارے تین آدمیوں کو اس نے کہا بھی ہے۔ لیکن غلام رسول اور اس کا والد کہتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی بھی آدمی لڑکی والوں کا تصدیق طلاق کے لیے نہیں آیا۔ غلام رسول طلاق سے حلفیہ انکاری ہے۔ بینوا و توجروا۔ مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۱ء

سائل خدا بخش ولد غلام صدیق ذات شیخ سکنہ کوٹلہ جام تحصیل بکھر حال وارد ملتان

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر خاوند نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے۔ عدت کے اندر اندر رجوع کر کے بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے۔ اس صورت میں جبکہ عورت حاملہ ہے۔ عدت اس کی وضع

حمل کے ساتھ ہے۔ وضع حمل سے پہلے رجوع سے اور وضع حمل کے بعد نکاح جدید سے رکھ سکتا ہے۔ یاد رہے کہ نکاح جدید بغیر رضامندی عورت کے نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میں نے تمھیں طلاق اوّل دیدی، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ کریم بخش نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں نے تمھیں طلاق اوّل دیدی ڈیڑھ ماہ کے بعد اس کو اپنے مکان سے نکال دیا اب کریم بخش اور اس کی زوجہ آپس میں صلح کرنا چاہتے ہیں۔ صلح کر سکتے ہیں یا نہیں اب کل مدت دو ماہ گذر چکے ہیں۔ (السائل کریم بخش)

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں ایک طلاق واقع ہو جاتی ہے لہٰذا عدت کے اندر یعنی تین حیض کامل گذارنے سے پہلے رجوع کر کے بغیر نکاح کے رکھ سکتا ہے اور تین کامل گذرنے کے بعد نکاح جدید سے رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ

یہ طلاق رجعی ہے، عدت گذرنے سے پہلے رجوع صحیح ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ محمد شفیع نے اپنی بیوی مسمات سعید فاطمہ کو بدیں الفاظ طلاق دی ہے، جس کی تحریر یہ ہے۔ مسمیٰ محمد شفیع ولد اللہ دتہ ساکن مان کوٹ قوم سیال تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان میں اپنے ہوش و حواس کو مدنظر رکھتے ہوئے روبرو گواہان اپنی بیوی سعید فاطمہ دختر گل محمد ولد خان محمد قوم سیال ساکن قادر پور راواں ضلع ملتان گھریلو نا اتفاقی کی وجہ سے روبرو گواہوں کے طلاق لکھ دیتا ہوں۔ اب اگر دوبارہ یہ شخص اور کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کو اپنے گھر میں رکھے تو جائز ہوگا یا نہیں اور طلاق کونسی طلاق ہے۔

﴿ج﴾

مسمیٰ محمد شفیع نے جو طلاق اپنی منکوحہ کو دیدی ہے۔ یہ طلاق رجعی ہے۔ طلاق رجعی اسے کہتے ہیں کہ عدت گزرنے سے پہلے اگر طلاق دہندہ اس طلاق سے رجوع کرے تو اس کا رجوع صحیح ہے۔ لہٰذا محمد شفیع کے بارے میں

از روئے شریعت یہ حکم ہے کہ اگر اس کی عدت گزرنے سے پہلے رجوع کرے تو اس کے لیے یہ عورت حلال ہو سکتی ہے۔ اور بغیر دوسرے نکاح کے اس عورت کو محمد شفیع اپنے گھر میں آباد کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

تاریخوں کا اعتبار نہیں ہے، ایک طلاق سے طلاق رجعی واقع ہوگی، عدت کے اندر اندر رجوع کر لیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ جس روز وہ طلاق دیتا ہے اس روز تاریخ گیارہ تھی اور مہینہ نواں تھا لیکن طلاق نامہ میں جس کا نوٹس ملتا ہے کہ وہ تاریخ ۱۲ لکھتا ہے اور مہینہ آٹھواں لکھتا ہے۔ کیا رجوع کرنے پر یہ شخص اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے گھر بحیثیت زوجہ رکھ سکتا ہے۔

﴿ج﴾

منسلکہ طلاق نامہ کے تحت شخص مذکور کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر یہ شخص اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے۔ عورت مذکورہ اگر حاملہ نہ ہو۔ تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ طلاق نامہ پر تاریخ ۱۲۔ اور مہینہ آٹھواں تحریر کرنے سے کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اگر شخص مذکور عدت کے اندر اندر رجوع کرے گا تو رجوع کرنے کے بعد عورت مذکورہ کو اپنے گھر رکھ سکتا ہے۔ فقط

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ شوال ۱۳۹۶ھ

طلاق کا ارادہ نہ ہونا مفید نہیں، البتہ اگر ایک طلاق دی تو رجعی واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالغفور کی شادی مسمات صابراں کے ساتھ ہوئی۔ لیکن تھوڑی زیادہ ان دونوں میں ناچاکی رہتی تھی۔ تو چند رشتہ داروں کو معلوم ہوا کہ ان کے درمیان ناچاکی رہتی ہے تو انھوں نے مل کر لڑکی کو سکھایا کہ تیری شادی دوسری جگہ کرتے ہیں۔ ادھر سے طلاق کا مطالبہ کروا اور ایسے ہی لڑکی کے ماں باپ کو اس پر تیار کر لیا گیا۔ تو یہ سارے مل کر ہمہ وقت مسمی عبدالغفور سے طلاق دلوانے پر کوشاں رہے اور اس کو تنگ کرتے رہے۔ تو مسمی عبدالغفور نے ان کے بار بار تنگ کرنے کی وجہ سے رشتہ داروں میں سے دو آدمیوں کے سامنے ایک مرتبہ کہہ دیا کہ چلو طلاق ہے۔ کیونکہ عبدالغفور کے طلاق دینے کا ارادہ بالکل نہیں تھا۔ تو اب مشہور کر دیا کہ طلاق مغلظہ ہوگئی ہے تو

کیا اس ایک مرتبہ کہنے سے طلاق ہوگئی ہے۔ یا نہ اگر ہوگئی ہے تو کیا ان دونوں آدمیوں کی گواہی معتبر ہوگی یا زیادہ کی ضرورت ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ طلاق واقع ہوگئی ہے۔ البتہ اگر یہ کلمہ صرف ایک مرتبہ کہا گیا ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجوع کرنا درست ہوگا اور عدت گزرنے کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی۔ حلالہ کی حاجت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ شوال ۱۳۹۶ھ

پرچی پر ایک دفعہ طلاق دینے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ریاض احمد ولد غلام حسین سکنہ راضی پورہ نے اپنی زوجہ فہمیدہ بنت گل محمد سے مل کر ایک کاغذ کے چھوٹے سے پرزے پر یہ الفاظ۔ فہمیدہ میں نے تجھے طلاق دی۔
لکھ کر اپنے سسر کے ہاتھ میں دیدی۔ میں نے (مقصود احمد ولد غلام حسین) یہ چٹ پھاڑ دی۔ اس واقعہ کو ساتھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ صورت مسئولہ میں فرمائیں کہ اس عورت کو طلاق ہوگئی ایک بار اور کونسی طلاق ہوگئی اور کیا دوبارہ نکاح کیا جا سکتا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مسماۃ فہمیدہ پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی۔ پس اگر عدت گزر چکی ہے تو اگر زوجین دوبارہ عقد نکاح پر رضامند ہیں۔ تو تجدید نکاح کر لیں۔ تجدید نکاح کے بغیر زوجین کا آپس میں رہنا درست نہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ محرم ۱۳۹۷ھ

دو طلاقوں سے طلاق رجعی واقع ہوگی۔ (میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں مفید نہیں ہے)

﴿س﴾

مورخہ ۱۶/۱/۷۷ بروز اتوار کو زاہدہ نے میرے ساتھ بہت تو تو میں میں کی اور کہا کہ وہ میری والدہ کو ایک کے دس

جواب اور ایک کے دو مارے گی اس پر میں نے پہلے تو اسے بہت سمجھایا کہ یہ بات اچھی نہیں لیکن وہ نہیں مانی اس پر میں نے اسے ایک مرتبہ کہا کہ جا میری طرف سے تجھے طلاق ہے۔ اگر تو نہیں مانتی تو اتنا کہنے پر بھی وہ میرے ساتھ ویسے ہی پڑی رہی تو میں نے غصہ میں پھر اسے کہا کہ زیادہ نہ بول میرے منہ نہ لگ میں تین مرتبہ کہہ دوں گا کہ میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں اس مرتبہ میں نے طلاق یا تین طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ میں نے اس سے جان چھڑانے کے لیے کہا جا میرا دماغ نہ چاٹ۔ میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں۔ اگر تو ایسے ہی زبان چلا رہی ہے تو میں تجھے گھر میں نہیں رکھونگا۔ اس پر بھی وہ باز نہیں آئی۔ تو دوسری مرتبہ پھر غصے میں کہنے لگا۔ جا میری طرف سے تجھے طلاق ہے۔ اس مرتبہ طلاق کے لفظ پر اس نے میرا منہ دبوچ کر بند کر دیا تھا۔ اس کے بعد میں اٹھ کر باہر آ گیا تھا اور میری بیوی حاملہ بھی ہے اور غصے کی حالت میں جو یہ کہہ بیٹھا ہوں میں اس پر پریشان ہوں میں اب اسے صرف اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ کوئی اس کی لکھ کر ضمانت دے کہ وہ بڑوں کے آگے زبان نہیں چلائے گی اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائے۔ میں نے تمام احوال لکھ دیے اور حلفیہ لکھے ہیں۔ بینوا توجروا



بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی اس شخص نے صرف دو دفعہ یہ کہا ہے کہ جا میری طرف سے تجھے طلاق ہے۔ تو اس کی منکوحہ دو طلاق رجعی سے مطلقہ ہو چکی ہے اور عدت کے اندر رجوع کرنا جائز ہے اور یہ الفاظ کہ میرا تیرا کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔ اگر صیغہ مستقبل کے ساتھ کہے ہیں تو اس سے کوئی اور طلاق واقع نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ صحت سوال کی ذمہ داری خود سائل پر ہے۔ اگر واقع میں اس نے تین مرتبہ طلاق کا لفظ کہا ہو یا دو دفعہ لفظ صریح طلاق اور ایک دفعہ یا کسی دفعہ لفظ بائن طلاق کا کہہ چکا ہو تو پھر اس کی زوجہ مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی اور بغیر حلالہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۹۷ھ

طلاق رجعی میں عدت کے اندر بلا نکاح جدید رجوع جائز ہے



بخدمت مفتی دارالقضاء مدرسہ خیرالمدارس ملتان شہر گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل مسئلہ پر آپ کا فتویٰ مطلوب ہے برائے مہربانی عطاء فرمایا جائے۔

(۱) ایک شخص مسمّی محمد یار سرگانہ ساکن باگڑ تحصیل کبیر والہ کا ہے عرصہ تقریباً ۲ دو سال کا ہوا کہ محمد یار مذکور نے اپنی بیوی مسماۃ زینب کو کسی ناراضگی کی بنا پر ایک آدمی کے ہمراہ اس کے والدین کے پاس بھیج دیا۔ (۲) اس کے بعد مسماۃ زینب مذکورہ کی غیر حاضری میں اس کو متنبہ کرنے کی خاطر کہ وہ آئندہ ناجائز حرکت نہ کرے محمد یار مذکور نے ایک کاغذ پر طلاق واحد لکھ کر دو گواہان کے دستخط کرائے کاغذ مذکور کی تکمیل کے دوران میں محمد یار مذکور کا ارادہ یہ رہا کہ کاغذ کی تکمیل کر کے مسماۃ زینب مذکورہ کو بھیج دے گا مگر جس وقت یہ کاغذ مکمل ہو گیا تو محمد یار کا ارادہ تبدیل ہو گیا چنانچہ محمد یار نے کاغذ تلف کر دیا اور عرصہ بیس یوم کے اندر جا کر مسماۃ زینب کو اپنے گھر لا کر آباد کر لیا۔ اس طلاق نامہ پر دو گواہان احمد بخش وجھی و مہر سلطان سرگانہ کے دستخط بتائے جاتے ہیں۔ (۳) اس کے بعد کچھ عرصہ مسماۃ زینب مسمّی محمد یار کے گھر آباد رہی حقوق زوجیت ادا کرتی رہی مگر کچھ دنوں کے بعد ان کا آپس میں کسی اختلاف ہونے پر مسماۃ زینب خود بخود گھر سے چلی گئی مگر اس عرصہ میں آج تک کسی فریق کی جانب سے طلاق دینے یا لینے کا کوئی مطالبہ نہیں ہوا۔ (۴) عرصہ تین چار ماہ کا ہوا ہے کہ محمد یار مذکور نے عدالت میں مسماۃ زینب پر استقرار حق نکاح کا دعویٰ کیا اس پر مورخہ ۲۷/۴/۵۳ کو ان کا آپس میں راضی نامہ ہو گیا جس میں مسماۃ زینب نے اپنے خاوند مسمی محمد یار کے گھر آباد ہونے کی آمادگی ظاہر کی ہے۔ (۵) کیا ان کا نکاح سابق جائز و برقرار ہے اور مسمی محمد یار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسماۃ زینب کو اپنے گھر بطور زوجہ آباد کرے مورخہ ۴/۶/۵۳ ملک اللہ یار ولد الٰہی بخش ڈھڈو ساکن اندرون دولت دروازہ ملتان بذریعہ نذر محمد سرگانہ سکنہ باگڑ ڈاکخانہ باگڑ والا عبدالحکیم ریلوے اسٹیشن۔

بیان گواہ احمد بخش۔ میں مسمی احمد بخش ولد میاں محمد ذات موچی ساکن باگڑ سرگانہ حلفیہ بیان کرتا ہوں میں نے ایک طلاق نامہ پر جو مہر محمد یار کی طرف سے لکھا ہوا تھا عرصہ تقریباً دو تین سال کا گذرا ہے اپنے دستخط بطور گواہ کیے تھے لیکن مجھے یاد نہیں کہ طلاق کس قسم کی لکھی ہوئی تھی یعنی ایک تھی یا دو یا تین تھیں اور نہ ہی میرے روبرو مہر محمد یار مذکور نے اپنی زبان سے کوئی طلاق دی تھی۔ فقط۔ ۱۱/۶/۵۳ احمد بخش موچی بقلم خود۔

بیان گواہان مہر سلطان۔ میں کمی مہر سلطان ولد مہر اللہ یار قوم سرگانہ باگڑ حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے محمد یار کی طرف سے کسی طلاق نامہ پر کوئی دستخط نہیں کیے اور نہ ہی میں نے اس قسم کی طلاق کی بابت کبھی کچھ سنا ہے اور نہ ہی مجھے کوئی علم ہے۔ مورخہ ۱۷/۶/۵۳ سلطان بقلم خود۔



جبکہ طلاق واحد تھی اور تین طلاق کا کوئی ثبوت نہیں۔ پھر عرصہ بیس سال کے اندر خانہ آبادی ادائیگی حقوق

زوجیت یعنی مراجعت بھی ہو چکی پھر دوبارہ بھی کوئی طلاق جب نہیں دی گئی تو بلاشبہ نکاح سابق جائز ہے اور برقرار ہے۔ محمد یار کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسماۃ زینب کو اپنے گھر بطور زوجہ آباد کرے۔

(جناب حضرت مولانا) علی محمد عفی عنہ مدرس قاسم العلوم ملتان شہر کچہری روڈ
الجواب صحیح محمد شفیع بقلم خود

طلاق رجعی میں رجوع زبانی بھی معتبر ہے

﴿س﴾

محمد خان ولد مراد خان قوم بلوچ چانڈیہ سکنہ موضع تلی مونڈھ چک جنوبی تحصیل وضلع مظفر گڑھ بیان اس طرح کرتا ہے کہ پچھلے سال اسوی ۱۸ کو میں نے اپنی عورت سابن دختر اللہ داد کو کہا ہے کہ تو نے میرے دانے فروخت کیے ہیں اور میرے گھر کا نقصان کیا ہے اور میں نے ان دانوں کے نقصان کی وجہ سے غصہ اور ناراضگی کے ساتھ کہا ہے کہ یہ میرا لڑکا اور مکان اور تو مجھ سے رہیوں میں تجھ سے رہو اور میں تمہارے پاس نہیں آؤں گا اور میں اکیلا کما کر گذارا کروں گا پھر ہفتہ کے بعد نزد رنگپور کھڑیاں والہ بستی بگیاں کی میں جناب مولوی درویش محمد صاحب احمد پوری شال نے وعظ فرمایا اور میں نے جا کر ان سے مسئلہ پوچھا کہ جو اوپر بیان ہوا اس کی بنا پر میری عورت پر شریعت میں طلاق یا حرام تو نہیں ہوئی اور مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس طرح یا ان لفظوں کے کہنے سے طلاق نہیں ہوئی تو تم جاؤ اپنی عورت کو آباد کرو پھر میں نے اسی ہفتہ کے بعد اپنی عورت کو آباد رکھا پھر یوہ کے چاند کی پہلی کو برضامندی خاوند کے ساتھ اپنے بھائی کے پاس چلی گئی پھر پھاگن کی پندرہ کو میں اپنی عورت اور اس کے بھائی کے پاس گیا اور میں نے ان کے بھائی لعل خان ولد اللہ داد کو کہا تو اس نے اپنی بہن کو کہا کہ جو میرے دانے کا نقصان کیا ہے اور فروخت کیے ہیں اور جوان کی قیمت ہے وہ مجھے بتا دے کہ میں ان سے اپنے دانوں کی قیمت وصول کروں گا اور یہ لعل خان اور اس کی ہمشیر چپ رہی۔ پھر میں واپس گھر چلا گیا اور میں نے اپنے والد کو عرض کیا کہ میرے ساتھ چلو کہ اپنے بھتیجے لعل خان کو کہو وہ اپنی ہمشیر سے کہے کہ جو میرا نقصان دانوں کا کیا ہے اس کا فیصلہ کرے میرے والد نے جا کر کہا اور ان دونوں نے اس کی بات نہ سنی پھر میرے والد نے مجھ کو کہا کہ مجھے واپس گھر پہنچا میں نے والد کو گھر واپس پہنچا دیا پھر میں چلا گیا عورت کے پاس اس کو کہا کہ تو چل اپنے گھر چل۔ یہ چپ بیٹھی رہی اور نہ گئی پھر میں نے کہا کہ تم نے بہت سا نقصان کیا ہے وہ بھی نہ وصول کیا اور نہ تو ہمارے ساتھ چلتی ہے پس میں نے تم کو طلاق دی تمہاری مرضی جس جگہ تم شادی کرلو پھر میں اس کے بھائی لعل خان کے پاس گیا اس کو بھی کہا جو تمہاری ہمشیر ہے اس کو میں نے طلاق دے دی ہے تم اس کی جس جگہ چاہو شادی کرلو اس نے کہا اچھا میاں اس کے بعد میں نے آج سے پہلے سات ماہ تک عورت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھا اور خرچ پورا دیتا رہا ہوں اور فیصلہ شریعت کا پابند ہوں جو حکم شریعت فرمائے۔

﴿ج﴾

عورت مذکورہ کو جو طلاق دی گئی ہے۔ وہ واقع ہے اور عدت اس کی تین حیض کامل ہے۔ اگر تین حیض کامل گزرنے سے پہلے زوج نے زبان سے رجوع کرلیا ہو اگرچہ عملاً کوئی تعلق نہ رکھا ہو تب بھی رجوع صحیح ہے اور عورت بدستور اس کی عورت رہے گی اور اگر اس نے عدت (تین حیض) کے زمانہ میں بالکل رجوع نہ (قولاً نہ عملاً) کیا ہو۔ تو عورت بائنہ ہوگئی ہے۔ نکاح جدید جب تک نہ کیا ہو عورت حلال نہیں ہوسکتی البتہ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ فقط نکاح کی تجدید کی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

ایک دفعہ صریح طلاق دینے سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کا نکاح آج سے تقریباً بارہ سال قبل ہوا۔ کچھ عرصہ بعد کچھ گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے دونوں گھروں میں آنا جانا بند ہوگیا۔ اس عرصہ میں لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں لڑکی کو کچھ عرصے کے لیے گھر لے جاؤں گا۔ جس پر لڑکے نے بخوشی اجازت دے دی اور لڑکی کا باپ لڑکی کو لے گیا۔ عرصہ دو ماہ بعد لڑکا اپنی بیوی کو لینے گیا تو لڑکی کے باپ نے لڑکی کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ جس پر لڑکا چپ چاپ سیدھا بہاولپور آ گیا۔ بہاولپور آ کر لڑکے نے غصہ میں آ کر طلاق دی۔ بعد میں لڑکے نے ایک خط بھی لڑکی کے باپ کو لکھا جس میں صرف ایک دفعہ طلاق کا نام لکھا ہے۔ ویسے بہاولپور میں بیسیوں آدمیوں کے استفسار پر فرداً فرداً اقرار طلاق کیا۔ بعد میں لڑکے نے غصہ کے بعد کہا کہ میں لڑکی کو نہیں چھوڑوں گا۔ دوبارہ لاؤں گا اور رکھوں گا۔ اس کے بارے میں علماء دین کی کیا رائے ہے اور شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے۔ عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ کے جائز ہے۔ بشرطیکہ زبانی ایک دفعہ طلاق کا لفظ کہا ہو اور تحریری بھی ایک دفعہ طلاق لکھا ہو۔ اگر تین دفعہ طلاق کے الفاظ استعمال کیے ہوں تو پھر بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۳۹۰ھ

بہری عورت کو دو طلاق دینے سے کون سی طلاق پڑے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں جبکہ ایک شخص نے اپنی منکوحہ کو لڑائی جھگڑے کے درمیان غصہ میں آ کر دو دفعہ لفظ طلاق منہ سے کہہ دیا کہ تجھے طلاق ہے اور تیسری دفعہ کہنے ہی والا تھا کہ بہ وقت جھگڑا موجود دو عورتوں اور ایک مرد نے اسے روک دیا اور اس بات کا خیال رہے کہ اس کی منکوحہ بالکل کانوں سے بہری ہے۔ بالکل نہیں سن سکتی اور اشاروں سے باتیں سمجھتی ہے۔ اس کے متعلق از روئے شرع مکمل جواب عنایت فرما دیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ دو طلاق سے مطلقہ رجعیہ ہو چکی ہے۔ عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔ نکاح جدید کی ضرورت نہیں۔ اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تو عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ بشرطیکہ اس نے طلاق کا لفظ دو دفعہ کہا ہو۔ واضح رہے کہ غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے اور طلاق کے وقوع کے لیے بیوی کا طلاق کا سننا ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ

اگر تیسری طلاق میں شک ہو تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں کسی گھریلو کام کے نہ کرنے کی وجہ سے اپنی بیٹی کو ڈانٹ رہا تھا کہ اس دوران اس کی والدہ یعنی میری بیوی نے مداخلت اندازی کی۔ تو میں نے اُسے روکا کہ وہ مداخلت نہ کرے کیونکہ میں حقیقی والد ہوں اور اس کو صرف سمجھانے کے لیے ڈانٹ رہا ہوں میں نے اپنی بیٹی کو مارا بھی تھا۔ اسی لیے میری بیوی نے مداخلت کی اور مجھ پر زبان درازی شروع کر دی۔ جس وجہ سے میں نے اپنی بیوی کو مارا اور طلاق کے لفظ بھی غصہ میں کہہ دیے کہ میں نے تمھیں طلاق دی۔ یہ یاد نہیں کہ طلاق کے لفظ کتنی مرتبہ کہے گئے۔ اس کے علاوہ اور میں نے کچھ نہیں کہا۔ اس بارے میں بیوی کا کوئی بیان نہیں ہے کہ کتنی مرتبہ دی گئی ہے۔ بلکہ وہ کہتی ہے مجھ کو یاد نہیں اور بھی کوئی گھر کا آدمی یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن وہ آدمی یہ کہتا ہے لفظ طلاق دو مرتبہ یاد ہے۔ تیسری مرتبہ یاد نہیں اس بارے میں کیا فرماتے ہیں علمائے کرام۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں دو طلاق واقع ہو گئیں۔ اب گمان غالب کا اعتبار کرے اگر گمان غالب یہ ہے کہ تیسری دفعہ طلاق کا لفظ کہا ہے تو بدون حلالہ اس کو نکاح میں نہیں لا سکتا اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ تیسری مرتبہ لفظ طلاق کا نہیں کہا بلکہ صرف یہی دو دفعہ لفظ طلاق کا کہا ہے تو عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور اگر عدت یعنی تین حیض گزر چکے ہیں تو بغیر حلالہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

احتیاط اسی میں ہے کہ دوبارہ نکاح نہ کرے اور مغلظہ تصور کرے۔ ہاں حلالہ کے بعد نکاح کر سکتا ہے۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

ایک طلاق دینے کے بعد تین طلاق کا اقرار کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسلسل دو یوم سے بوجہ شبینہ پڑھنے کے جاگتا رہا اور بہت تھکا ہوا تھا۔ تیسرے روز جب میں اپنے گھر آیا اور بیوی سے کھانا مانگا تو اس نے کھانا دے کر گھریلو بات چیت شروع کی۔ بات چیت بڑھتی گئی حتیٰ کہ مار پیٹ کی نوبت آئی۔ اس دوران میں وہ میرے ساتھ گستاخی سے پیش آئی۔ میں نے اسے کہا کہ تم اس حرکت سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔ اس کے بعد تکرار بدستور جاری رہی چند منٹ کے بعد پھر میں نے غصہ کی حالت میں دوبارہ کہا کہ تم اس ضد سے باز آ جاؤ ورنہ میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔ اس کے بعد میں گھر سے باہر نکل گیا۔ چند منٹ کے بعد میں دوبارہ بھیڑ کا بچہ بغرض فروخت کے لینے گیا تو اس نے بھیڑ کا بچہ بیچنے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ بھیڑ کا بچہ میری ملکیت تھا۔ اس پر مجھے اور غصہ آیا۔ میں نے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی۔ پھر میں گھر سے باہر نکل گیا۔ تقریباً پاؤ گھنٹے کے بعد میری اہلیہ نے اپنے والد کو بلوایا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ کے بعد میرے سسر نے چند معززین کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ تم نے کیا کہا میں نے کہا جو کچھ کہا اچھا کہا۔ تو ان میں سے ایک نے سوال کیا کہ تم نے طلاق دی۔ میں نے جواب دیا۔ ہاں۔ اس نے دوبارہ سوال کیا کہ کتنی مرتبہ طلاق دی ہے میں نے جواب دیا ''تین مرتبہ'' لیکن مجھے اس بات کا خیال نہیں تھا کہ میں نے دو دفعہ تو طلاق دے دوں گا اور ایک مرتبہ طلاق دے دی ہے کہا ہے۔ میں نے یہ بیان خدا کو حاضر ناظر جان کر تحریر کر دیا ہے۔ اس میں ذرہ برابر شک نہیں ہے۔ اس واقعہ کو آج سات یوم ہو گئے ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر کسی حکم (ثالث) یا قاضی کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو وہ تین طلاق سے عورت کو مغلظ ٹھہرائے گا اور حلالہ کے بغیر اس سے دوبارہ نکاح نہ ہو سکے گا۔ خاوند کے اس بیان کی وہ تصدیق نہیں کرے گا کہ "مجھے خیال نہیں تھا" البتہ دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اگر وہ سچا ہے تو عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور وہ عدت کے اندر رجوع کر سکے گا۔ نکاح ثانی کی ضرورت نہیں ہوگی یہ اس وقت ہے کہ تنازعہ نہ ہو اور کوئی اعتراض نہ اٹھائے اور معاملہ قاضی یا ثالث تک نہ پہنچے۔ اس میں دیانتداری کی از حد ضرورت ہے ولو اقر بالطلاق کاذبا اوهازلا وقع قضاء لا ديانة رد المحتار ص ۲۳۶ ج ۳ واللہ اعلم

اگر ایک طلاق سے قبل یا بعد میں اندر عدت کے کوئی طلاق نہ دی ہو تو طلاق ایک ہی شمار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ جو شخص طلاق کی اطلاع اس مضمون کے ذریعہ اپنی زوجہ کو دیتا ہے جو اس استفتاء کی پشت سے منسلک ہے دوبارہ اس زوجہ کو آباد کس صورت میں کر سکتا ہے جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

بخدمت جناب چیئرمین صاحب یہ سب مضمون لکھنے کے بعد اس طرح لکھا گیا۔ جناب عالی گزارش ہے کہ میری شادی مسماۃ عائشہ بی بی مذکورہ سے تقریباً ۸/۹ سال ہوئے بمطابق شرع محمدی ہوئی تھی۔ جس کے بطن سے دو لڑکیاں ایک بعمر تین سال اور دوسری بعمر تقریباً ۸/۹ سال کی ہے۔ زوجہ ام میرے پاس بورے والہ رہنے پر رضامند نہیں ہے۔ ہمیشہ یہی کہتی رہی ہے کہ کراچی میں رہو۔ ہمیشہ اسی بات پر تنازع رہا کرتا تھا۔ چونکہ کراچی میں رہنا کافی حیثیت کا کام ہے اتنی حیثیت کا میں نہیں ہوں کراچی کے اخراجات برداشت کر سکوں۔ عورت کو جب قانون شریعت اور قانون حکومت اپنے خاوند کے گھر جو کہ اس کا اپنا گھر ہوتا ہے رہنے کی حقدار ہے اور کسی جگہ عورت کا رہنا درست نہیں ہے اور زوجہ ام نے والدین اور رشتہ داروں کو بھی صوفی تاج محمد سے بطور پنچایت دو دفعہ اکٹھا کر کے اپنے گھر بورے والہ لانے کی کوشش کی۔ مگر میں اور پنچایت ناکام رہے۔ زوجہ ام کے والدین نے صاف کہہ دیا کہ ہم بورے والہ لڑکی کو نہیں بھیجیں گے تم طلاق دے دو۔ مجبوراً طلاق ارسال ہے۔ میں زوجہ خود کو روبرو گواہان طلاق دے رہا ہوں اور ایک نوٹس طلاق زوجہ ام کو بذریعہ جوابی رجسٹری روانہ کر رہا ہوں اور ایک نقل چیئرمین یونین کمیٹی کو بھیج رہا ہوں۔ ۲۰-۱۰-۱۹۶۴ کو یہ درخواست دی گئی جو کہ چیئرمین صاحب نے فریقین میں سے کسی کو طلب نہیں کیا اور نہ ہی مصالحت کرانے کی کوشش کی گئی ہے اور طلاق کے موثر ہونے کا سرٹیفکیٹ ہم کو بھیج دیا ہے۔

﴿ج﴾

اگر طلاق کی اطلاع چیئرمین کو بعینہ اسی مضمون سے دی گئی ہے اور عورت کو بھی بعینہ اسی مضمون سے طلاق کی اطلاع دی ہے یعنی صرف ایک ہی طلاق دینے کا لکھا ہے اور نہ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد عدت کے اندر زبانی تحریری تین طلاق یا اس ایک کے علاوہ دو دوسری طلاقیں دے چکا ہے تب اس کی یہ بیوی ایک طلاق رجعی سے مطلقہ ہو گئی ہے۔ جس کو وہ عدت کے اندر رجوع کر کے بغیر تجدید نکاح کے عورت مذکورہ کو دوبارہ بیوی بنا سکتا ہے۔ اگرچہ عورت نہ بھی چاہے اور عدت کے گزر جانے کے بعد عورت کی رضامندی کے ساتھ تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں۔ عدت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل ہے۔ ورنہ تین ماہواریاں گزارنی عدت ہے۔ وہ جتنے دن بھی گزر جائیں نوے دن وغیرہ کا کوئی اعتبار شرعاً نہیں ہے۔ اگر عورت کو ماہواری آتی ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں چونکہ طلاق کی اطلاع دی گئی ہے اور اب تک تقریباً نو دس مہینے گزر چکے ہیں غالباً عدت گزر گئی ہوگی۔ شخص مذکور اگر عدت کے اندر رجوع کر چکا ہے تب اس کی بیوی ہے ورنہ اب اگر عدت گزر گئی ہے تب تجدید نکاح کر کے ہی آباد ہو سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق رجعی کے بعد ہم بستر ہونے سے رجوع ہو جاتا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی گلزار ولد میاں رحیم بخش قوم جمعہ سکنہ سرائے سدھو نے اپنی مدخولہ بیوی مسماۃ سلاں عرف ارشاد بی بی دختر اللہ بخش قوم جمعہ سکنہ سرائے سدھو کو صرف ایک دفعہ طلاق دی ہے اور پھر دس دن کے بعد اس سے جماع کر لیا۔ اب مسمی گل محمد کو اس عورت سے دوبارہ شرعی نکاح کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی صحیح تفسیر کے مطابق بیان فرمادیں۔

﴿ج﴾

جماع سے بیوی بحال ہوگئی۔ طلاق سے رجوع ہو گیا لہٰذا دوبارہ نکاح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عفی عنہ مدرسہ دار العلوم کبیر والہ
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

"اُس کو عمر بھر تک طلاق ہے" سے کون سی طلاق واقع ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں اپنے گھر سے باہر گیا ہوا تھا۔ میرے پیچھے میری گھر والی کا کچھ دوسری عورتوں سے جھگڑا ہو گیا اور وہ میری غیر موجودگی میں اپنے میکے جا بیٹھی۔ میں جب واپس گھر آیا تو مجھے تمام حالات کا علم ہوا۔ ایک قریبی آدمی نے کہا کہ تم اپنی بیوی کو گھر پر بلا لو۔ میں نے اس سے کہا کہ اب عمر بھر تک اس کو طلاق ہے۔ اگر اس کو گھر آنے دوں۔ اس بات کو عرصہ پانچ سال گزر چکا ہے اور میں نے ایک اور شادی بھی عرصہ تین سال سے کر لی ہے اور اس سے ایک لڑکا بھی ہوا ہے۔ اب قربت والے کہتے ہیں کہ تم اپنی بیوی کو جو میکے میں عرصہ پانچ سال سے بیٹھی ہے منا لو۔ کیا میں اس کو اپنے پاس منا کر بلا سکتا ہوں یا اس پر طلاق واجب ہو چکی ہے۔

ہوالمصوب

اگر صرف اتنے ہی الفاظ کہے ہیں کہ جو سوال میں درج ہیں تو اس کا حل یہ ہے کہ بیوی منا کر گھر لے آئے۔ گھر لاتے ہی اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔ اگر مدخول بہا ہے مقتضی شرط مذکور اور پھر فوراً یا عدت کے اختتام سے قبل اس کو رجوع کرے یعنی اپنی زبان سے یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔ بس اس کی بیوی بن گئی اور احتیاط اس میں ہے کہ گھر لانے کے بعد تجدید نکاح شرعی کر لیا جائے کیونکہ عمر بھر تک اس کو طلاق ہے ظاہراً تو طلاق رجعی ہی ہے کیونکہ طلاق تو عمر بھر ہی کے لیے ہوتی ہے۔ طلاق موقت تو کوئی نہیں ہوا کرتی لیکن چونکہ اس میں احتمال طلاق بائن کا بوجہ شدت معنی کے ہو سکتا ہے لہٰذا اگر بینونت کی نیت کی ہو تو بائنہ ہوگی اور تجدید نکاح کرنا پڑے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ شعبان ۱۳۸۶ھ

یکے بعد دیگرے دو طلاق دینے سے طلاق رجعی ہی پڑتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاق یکے بعد دیگرے ایک ایک ماہ کے وقفہ کے بعد بذریعہ یونین کونسل ارسال کیں لیکن تیسری طلاق ارسال نہیں کی گئی۔ دریں اثنا نوے روز سے زائد عرصہ گزر گیا بعد میں فریقین میں یعنی خاوند کے والدین اور بیوی کے والدین میں صلح ہو گئی۔ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ

دیا کہ مذکور شخص اور عورت کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ لہٰذا نکاح ثانی انجام پایا اور اس کے بعد ان کے ہاں ایک بچہ بھی پیدا ہو چکا ہے۔ اب استفسار یہ کرنا ہے کہ کیا مذکور مرد اور عورت کا نکاح ثانی کرنا جائز تھا۔ اگر جائز نہیں تو اب کفارہ کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں طلاق رجعی واقع ہوئی۔ عدت شرعی (تین حیض) گزرنے سے پہلے رجوع کرنا جائز تھا اور عدت کے بعد جدید نکاح جائز ہے۔ مولوی صاحب کا فتویٰ درست ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل صورت میں ایک طلاق رجعی پڑ گئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے خاوند پر الزام عائد کرتی ہے کہ وہ اپنی ہمشیر کے ساتھ زنا کر رہا تھا۔ اس عورت کے والد کا بھی جو تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر رہتا ہے یہ کہنا ہے کہ میری لڑکی نے جو کچھ کہا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ اس غصہ کے تحت اس کے خاوند نے اپنی عورت کو ایک دفعہ کہا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ اب عورت اور اس کا والد عورت کے خاوند سے معافی مانگتے ہیں اور عورت اپنے خاوند کے پاس واپس جانا چاہتی ہے۔ اس سلسلہ میں مفصل فتویٰ درکار ہے۔

ہوالمصوب

صورۃ مسئولہ میں اس شخص کی عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی ہے۔ جس میں عدت کے اندر رجعت جائز ہے اور بعد عدت تجدید نکاح بتراضی زوجین جائز ہے۔ کما فی الکنز مع النہر ص ۳۲۱ ج ۲ الصریح ھو کانت طالق و مطلقۃ وطلقتک فیقع واحدۃ رجعیۃ الخ وایضا وتصح (الرجعۃ) فی العدۃ ان لم یطلق ثلاثا ولو لم ترض براجعتک اوراجعت امرأتی وبما یوجب حرمۃ المصاھرۃ الخ کنز الدقائق مع النہر الفائق ص۳۱۳ ج۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''طلاق ہی طلاق ہے'' کہنے سے طلاق رجعی پڑتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میاں بیوی میں لڑائی ہوئی اور میں نے بیوی کو مارا تو مار کر جب باہر آیا تو دیکھا کہ اس کی بیوی کے ماں بھائی آ گئے ہیں تو اس نے کہا کہ ہماری لڑکی کو ہمارے ساتھ بھجوا دو۔ تو میں نے کہا کہ لے جاؤ تو انھوں نے کہا ہماری لڑکی کے لیے روٹیاں بہت ہیں۔ میں نے کہا کہ میری طرف سے بھی طلاق ہی طلاق ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ طلاق ہوگئی یا دوبارہ رجوع کرسکتا ہوں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی اس شخص نے صرف یہی الفاظ کہے ہیں کہ طلاق ہی طلاق ہے تو اس صورت میں خاوند عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے اور عدت کے بعد نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ اگر لفظ طلاق متعدد بار کہہ چکا ہے تو اس کا حکم اور ہے۔ علیحدہ سے پوچھ لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دوبار طلاق دینے کے بعد دوبار بیوی کو بہن کہنا

﴿س﴾

بندہ نے اپنی زوجہ خورشید بیگم کو غصہ میں آ کر دو دفعہ طلاق کہہ دی اور پھر مزید دو دفعہ کہا کہ تو میری بہن ہو چکی ہے۔ اب عرصہ دو ماہ ١٦ یوم کا ہو چکا ہے آیا طلاق ہو چکی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اگر غلام سرور کی بیوی خورشید بیگم کو یہ تسلیم ہے کہ خاوند نے صرف دو طلاق دی ہے تو غلام سرور کی بیوی پر پہلے لفظ سے ایک طلاق رجعی اور دوسرے لفظ سے دوسری طلاق رجعی واقع ہوئی ہے اور تیسری چوتھی دفعہ کے لفظ تو میری بہن ہو چکی ہے لغو ہو گیا۔ اس سے کوئی طلاق نہیں پڑی۔ البتہ ایسے لفظ بیوی کو کہنا گناہ ہے۔ حاصل یہ کہ غلام سرور کی بیوی پر دو طلاقیں رجعی واقع ہو گئیں۔ عدت کے اندر بلا تجدید نکاح رجعت کرسکتا ہے اور بعد عدت تجدید نکاح کر کے رکھ سکتا ہے۔ قال فی الدر المختار ص ٤٧٠ ج ٣ ولا ینو شیئا او حذف الکاف لغا وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکرہ قولہ انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوہ اور اگر عورت کا

دعویٰ ہے کہ خاوند نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں تو پھر کسی ثالث کے سامنے عورت کو ثابت کرنا ہوگا۔ اگر عورت حجت تامہ (دو مرد یا ایک مرد، دو عورتوں کی گواہی) سے تین طلاقوں کا ثبوت پیش کردے تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ آباد ہونا جائز نہیں اور اگر عورت ثبوت پیدا نہ کرسکی تو خاوند کو حلف دیا جائے گا اور حلف اٹھانے کے بعد عورت مطلقہ رجعیہ شمار ہوگی۔ جس میں عدت شرعی (تین حیض گزرنے سے پہلے) رجوع جائز ہے اور عدت کے بعد تجدید نکاح بتراضی زوجین جائز ہے۔ واللہ اعلم
اور اگر حلف سے انکاری ہوا تو مغلظہ سمجھی جائے گی۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کسی مسلمان کی بیوی کا کافر کے ہاں بچے جن کر واپس آنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ہندہ بحالت انقلاب بہ جبر کفار کے پاس رہ گئی اور وہاں ایک کافر سے اس کے دو بچے بھی ہوئے۔ چھ سال کے بعد ملٹری نے یعنی حکومت اس کو پاکستان لے آئی اور ایک بچہ اس کا ہندوستان گزر گیا اور ایک پاکستان میں آ کر فوت ہو گیا۔ پاکستان آ کر وہ ماموں کے پاس رہی اور اس کا پہلا شوہر مسلمان پاکستان پہنچ چکا تھا جس نے پاکستان آ کر دوسری لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اب اس شوہر کو اطلاع دی گئی کہ تمھاری پہلی بیوی آ گئی کہ اس کو لے جاؤ اس نے کہا میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس کے بچے ہو گئے ہیں یہ بات شوہر نے چند آدمیوں کے سامنے زبانی کہی۔ اس کے بعد لڑکے یعنی شوہر پر ہندہ نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا تو پھر شوہر نے کہا میں اس کو نہیں چھوڑتا۔ اب لڑکی کہتی ہے کہ میں اس شوہر کے پاس نہیں جاتی۔ اگر مجھے مجبور کیا گیا تو میں ہندوستان اسی جگہ چلی جاؤں گی جہاں سے آئی ہوں۔ شریعت ان کے متعلق کیا فیصلہ دیتی ہے۔

﴿ج﴾

جب عورت مذکورہ جبرا ہندوؤں کے پاس رہی اور وہ اندرونی طور پر اسلامی عقائد پر پختہ رہی تو یہ عورت بدستور مسلمان ہے اور اس کا سابق نکاح بحال رہا۔ اب شوہر کے یہ الفاظ کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے طلاق ہے لیکن بوجہ صریح طلاق ہونے کے یہ طلاق رجعی ہوگی۔ اگر ان الفاظ کے کہنے کے بعد عدت میں رجوع نہیں کی (عدت تین حیض کامل ہے) تو یہ عورت بائنہ ہوگی اور وہ جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ اگر شوہر کی رجوع عدت کے اندر ثابت ہے تو عورت اس کی عورت ہے اگر وہ زوج ظالم اور متعنت ہے کہ نہ تو اس کو طلاق دیتا ہے اور نہ گھر میں بساتا ہے تو جج مسلم

اگر زوج کو نوٹس دے کر باقاعدہ حاضر کر کے اس کے ظلم کے ثابت ہونے پر تنسیخ کر دے تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر زوج باوجود نوٹس مل جانے کے قصداً حاضر نہ ہو تو پھر غائبانہ نکاح جب تنسیخ ہوگا کہ جج اس کو یہ لکھ دے کہ اگر تم حاضر نہ ہوئے تو تمھیں ظالم سمجھتے ہوئے تمھاری عورت کے نکاح کو فسخ کر دوں گا اور پھر یہ حاضر نہ ہو تو غائبانہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں البتہ اگر زوج اس کو گھر میں رکھنا چاہتا ہے اور عورت انکاری ہے تو ہرگز تنسیخ نکاح صحیح نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صریح الفاظ کے اندر نیت کا اعتبار نہیں، بلوچی فارسی زبان میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد حسین نے بحالت غصہ اپنی منکوحہ کو تین بار یہ الفاظ کہے کہ میں نے چھوڑا، میں نے چھوڑا، میں نے چھوڑا مگر یہ الفاظ بزبان بلوچی یوں بولے گئے۔ مالی اشتہ، مالی اشتہ، مالی اشتہ۔ اشتہ کے معنی بزبان فارسی گزاشتہ کے ہیں اور بزبان اُردو گزاشتہ کے معنی چھوڑا کے ہیں۔ جب محمد حسین مذکور سے حلفیہ بیان پوچھا گیا کہ تو نے الفاظ مذکور طلاق کے ارادے سے کہے ہیں یا طلاق کے ارادہ کے بغیر تیرے منہ سے نکل گئے ہیں۔ محمد حسین مذکور بصورت بیان حلفیہ یہ بیان کرتا ہے کہ مجھے یاد نہیں کہ طلاق کا ارادہ تھا یا نہ تھا۔ کیا مذکورہ الفاظ سے طلاق ثابت ہو گئی یا نہ۔ اگر طلاق واقع ہو گئی ہے تو مغلظہ یا بائنہ یا رجعی۔ کیا حلالہ کے بغیر محمد حسین مذکور تجدید نکاح کر سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں اس شخص کی مذکورہ بیوی مطلقہ ہو گئی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ اگرچہ بزبان بلوچی ہو۔ معنی طلاق میں صریح ہے۔ اس سے وقوع طلاق نیت پر موقوف نہیں ہے۔ لہٰذا اپنی منکوحہ کو بشرطیکہ مدخول بہا ہو تین دفعہ مذکورہ الفاظ کہنے سے وہ مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے اور اگر مدخول بہا نہیں ہے تو صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے۔ تجدید نکاح کر کے آپس میں آباد ہو سکتے ہیں۔ کما قال قاضیخان علے ہامش العالمگیریة ۵۲۰ ج ۱. قبیل (فصل فی الطلاق الذی یکون من الوکیل او من المرأة) ولو قال لا مرأته هشته هشته حرامی حرامی وقال ما أردت به الطلاق لا یصدق قضاء لان قوله هشته هسته و حرامی طلاق فلا یصدق قالوا و تطلق ثلاثا لان الواقع بقوله هشته رجعیة فاذا کرر ذلک یقع رجعیتان ویقع الثلاث بقوله حرامی حرامی. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چوتھا باب

طلاق کنایات کا بیان

''تو میرے لیے حرام ہے میں تجھے گھر میں رکھنا نہیں چاہتا'' سے طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے ایک عمر رسیدہ شخص کے ساتھ نکاح کیا عورت نہ چاہتی تھی لیکن رشتہ داروں نے زبردستی نکاح کر دیا وہ عورت مجبور تھی مجبورا نکاح کر دیا چند دن گزار کر ان کے درمیان میں جھگڑا شروع ہو گیا کافی عرصہ جھگڑا رہا اس اثناء میں اس کے خاوند نے تنگ آ کر عورت کو مندرجہ ذیل الفاظ وضاحت سے کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ اب میرا جھگڑا ختم ہو گیا تو روزانہ کہتی تھی کہ تیرا میرا نکاح کوئی نہیں یہ تو جبرا نکاح پڑھ لیا گیا ہے یہ نکاح نہیں ہے اور تین دفعہ یہ الفاظ کہے اب تو میرے لیے حرام ہے میں تجھے گھر میں رکھنا نہیں چاہتا جہاں تیری مرضی ہو چلی جاؤ اور زندگی بسر کرو تو کیا ان الفاظ سے عورت مطلقہ ہو گئی اور وہ مرضی سے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب اس عمر رسیدہ شخص نے اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہے کہ تو میرے لیے حرام ہے تو ان الفاظ سے اس کی زوجہ کو طلاق ہو گئی ہے اب یہ عورت اپنی مرضی سے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

الفاظ (چلو ماں بہن سہی) لغو ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ باپ کے تین لڑکے پہلی بیوی سے ہوں اور دوسری بیوی سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہو جن کا آپس میں ہمیشہ تکرار عام موضوع پر ہوتا رہتا ہے چنانچہ ایک پہلی بیوی کا بچہ موجودہ سوتیلی کے مکان میں اپنے باپ سے ملنے اور چند امور پر فیصلہ کرنے کے لیے پہنچا تو سب نے یعنی سوتیلی ماں بہنیں دونوں بھائیوں اور باپ نے داخل ہوتے ہی لڑائی شروع کر دی زیادہ زیر بحث یہ معاملہ تھا اور اس پر جھگڑا تھا کہ تو اپنی ماں کے اشاروں پر چلتا رہتا ہے وہ بڑی چالاک ہوشیار ہے وغیرہ وغیرہ کے کلمات شروع کر دیے۔ فریقین غصہ میں آ گئے اور گالی گلوچ پر اتر آئے لڑکے نے تنگ و مجبور ہو کر غصے سے یہ الفاظ کہ چلو ماں بہن سہی اور دو ہرایا تم بے غیرت ہو خوش ہو جھگڑا ختم۔

نوٹ: بیوی نیک سیرت خاوند کی از حد تابعدار اور فرمانبردار ہے مرد عورت کے درمیان قیل و قال نہیں اس قسم کی

کبھی پہلے لڑائی نہیں ہوئی ۔ بیوی کی گود میں ایک شیر خوار بچہ ہے جو کہ شادی کے بعد تقریباً پندرہ سولہ سال بعد ہوا ہے کی عمر تقریباً دو سال ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال چونکہ تشبیہ کے الفاظ نہیں پائے جاتے تو خاوند کا کلام چلو ماں بہن سہی) لغو ہوگا اور کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ محرم ۱۳۹۰ھ

(بیوی کو باپ کے گھر چھوڑ آؤ) ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

(۱) واقعہ یوں ہے کہ والدہ صاحبہ مجھ سے اکثر ناراض رہتی تھیں ایک دو مرتبہ معلوم کیا کیوں ناراض ہیں تو انھوں نے کہا کہ تم کو میری محبت نہیں اور بیوی کی محبت زیادہ رکھتے ہو تو اس بات پر میں نے دونوں مرتبہ یہی کہا کہ خدا کی قسم امی اگر تم کہو تو میں اس بیوی کو اس کے باپ کے گھر چھوڑ آؤ نگا اور نہ چھوڑ آؤں تو تمھارا بیٹا نہیں کسی اور کا کہنا تو ایسے الفاظ طلاق کے دائرے میں آجاتے ہیں یا نہیں؟

(۲) دوسری مرتبہ میں نے ایک مقامی شادی کے موقع پر کپڑے وغیرہ مانگے اور موقعہ پر کپڑے وغیرہ نہ ملنے سے میں نے غصہ میں بیوی کو کہہ دیا کہ تم میرے کپڑوں کا خیال نہیں کرتیں اگر تمھاری یہی حالت رہی تو میں تمھیں نہیں رکھونگا چھوڑ دونگا مجھے ایسے آدمی کی ضرورت نہیں یہ کہہ کر میں شادی میں چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد جب واپس آیا تو میرے پرانے کپڑے سنبھال کر رکھ رہی تھی تو کیا ان الفاظ سے بھی کسی قسم کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

(۳) پھر دو تین روز کے بعد ایک رات میں ہمبستری پر آمادہ ہوا اور بیوی کو کہا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے تکلیف ہے (جبکہ حقیقت میں بیمار ہے) اور ہمبستری سے یہ تکلیف زیادہ ہو جائے گی لہٰذا ابھی کچھ دن صبر کرو۔ اس کے بعد وہ کہنے لگی کہ تم سے کچھ دن صبر نہیں ہوگا ایک ہفتہ کے بعد میرے گھر والے اس کے بھائی لینے آئیں گے تو میں چلی جاؤنگی پھر تم کیسے کرو گے ۔ اس کی باتیں میں خاموشی سے سنتا رہا اور ان باتوں کے جواب میں میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ جب تک تمھیں تکلیف ہے تب تک میں ہمبستری نہ کرونگا لیکن میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے کہ اچھا میں تمھیں چھوڑ چکا ۔ حالانکہ میری اس وقت کسی قسم کی نہ کوئی نیت تھی اور نہ ہی ارادہ تھا ۔ بس ہمبستری نہ کرنے کے خیال

میں اچانک یہ الفاظ نکل گئے تھے اب جبکہ بیوی کے حاملہ ہونے کا شک بھی ہے اور میں اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تو مجھے کیا کرنا چاہیے سوچتا ہوں کہ کہیں ان باتوں سے ہمارا نکاح تو ختم نہیں ہوگیا اسی پریشانی میں دو چار عالموں سے اپنا واقعہ بیان کیا اور اپنے الفاظ بھی ان کے سامنے دہرائے اور پھر عالموں کا جواب بیوی کو بھی سنایا کہ کن کن باتوں سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ تو کیا معلومات کی خاطر اپنا واقعہ بیان کرنے سے یا بیوی کو جواب سنانے سے وہ باتیں طلاق کے دائرے میں تو نہیں آگئیں۔

(۴) پھر جب اطمینان نصیب نہ ہوا اور پریشانی زیادہ بڑھ گئی تو ایک روز تنہائی میں دل میں خیال آیا کہ کہیں میرے تینوں حقوق تو ختم نہیں ہوگئے اور پھر دل ہی دل میں کہا کہ جب کوئی صورت نظر نہیں آئے گی تو بیوی سے کہہ دونگا تجھے طلاق ہے تین مرتبہ لیکن ابھی یہ جملہ اپنی بیوی کے سامنے نہیں کہا ہے بلکہ دل ہی دل میں کہا یا سوچا ہے اور تنہائی میں جبکہ طلاق والا جملہ دل میں کہتے یا سوچتے وقت زبان تو ہلی ہو یعنی زبان سے حرکت کی ہو لیکن منہ سے کوئی آواز نہ نکلی ہو تو کیا ایسی صورت میں عورت پر طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو کتنی بار!

﴿ج﴾

(۱) بیوی کو اس بات پر گھر چھوڑ آؤں الخ ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۲) تو میں تمھیں نہیں رکھونگا، چھوڑ دونگا الفاظ وعدہ ہے ان سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۳) اچھا میں تمھیں چھوڑ چکا۔ اکثر علماء لفظ چھوڑ کو عرفاً حکم صریح طلاق میں شمار کرتے ہیں اور اس سے بلا نیت اور بغیر مذاکرہ طلاق کے بھی طلاق رجعی کے وقوع کا حکم کرتے ہیں۔

اس بناء پر اس سے طلاق رجعی واقع ہونی چاہیے لیکن احقر کو اس مسئلہ میں تامل ہے کیونکہ ہمبستری نہ کرنے کے ارادہ سے یہ کہنا کہ اچھا میں تمھیں چھوڑ چکا عرف میں ایسے محل میں یہ الفاظ طلاق کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتے اس لیے ان الفاظ سے بھی طلاق واقع نہیں ہونی چاہیے اس لیے دوسرے علماء محققین سے اس مسئلہ کا استصواب کرائیں نیز قولاً یا فعلاً رجوع کر لیں تا کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔

(۴) اگر زبان پر طلاق کے الفاظ جاری نہیں کیے تو محض دل میں طلاق کا ارادہ کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

بہتر یہ ہے کہ مقامی طور پر معتمد علماء کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کر کے تشفی حاصل کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

وقوع طلاق کے لیے اشارۃً وکنایۃً الفاظ جوطلاق کے لیے استعمال ہوتے ہیں، ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ نمبر (۱) کہ مسمی ملک غلام سرور نے اپنے بیٹے مسمی محمد شفیع کی منکوحہ مسماۃ عظیمخاتون پر ناجائز بہتان لگایا ہے کہ مسماۃ عظیم خاتون کے والدین نے اپنی بیٹی کا حمل گرایا ہے اور مسماۃ عظیم خاتون کے والدین حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی بیٹی کا حمل نہیں گروایا اور نہ حمل تھا۔ کیا بہتان لگانے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے ساتھ رشتہ داری رکھنا از روئے شریعت محمدیہ کے درست ہے یا نہیں۔

(۲) کہ مسمی ملک غلام سرور دورنگی چال چلتا ہے اور اپنے داماد مسمی مولوی غلام یٰسین کو آگاہ کرتا ہے کہ فلاں شخص اور فلاں شخص ہمارا اندرونی مخالف اور دشمن ہے اور مولوی غلام یٰسین کو آگاہ کرتا ہے کہ یہ بات پوشیدہ رہے لیکن عنداللہ وعندرسولہ وہ شخص ہمارے نہ مخالف ہیں نہ دشمن اور مسمی مولوی واحد بخش صاحب اور مسمی غلام یٰسین حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ کہ ملک غلام سرور ہمارے سامنے ہمارا رہا ہے اور ان کے سامنے انکاری رہا ہے اندرونِ خانہ ہمیں دشمن اور مخالف بتا تا رہا ہے لیکن چھ مہینہ کے عرصہ کے بعد چھول کا پول نکلا مخالف خود تھا کیا ایسے شخص کے ساتھ رشتہ داری یا تعلقات رکھنا از روئے شریعت درست ہے۔ بینوا توجروا

(۳) کہ مسمی مولوی غلام یٰسین بعض ناجائز اور غلط اور گندی باتوں کو سن کر کئی مرتبہ اپنی گھر والی کو ناجائز مارتا رہتا ہے اور پھر برادری کے ذریعہ اپنی بات کو غلط تسلیم کر کے معافی مانگ کر اور پھر اصلاح بھی کرتا ہے اور جو بغض وعناد آئے اس کا ازالہ بھی کرتا ہے اس اصلاح کے بعد پھر مسمی ملک غلام سرور اپنے گھر جانے سے قبل مولوی غلام یٰسین اور مولوی واحد بخش وغیرہ وغیرہ کے سامنے ہاتھ باندھتے رہے ہیں اور قرآن مجید اور مسجد ضامن دیتے ہیں کہ آئندہ کے لیے ایسا نہ ہوگا پھر جب ملک غلام سرور اپنے گھر پہنچتا ہے تو اپنے گھر بیٹھ کر پہلے سے بھی زیادہ ظلم برساتا ہے قرآن اور مسجد اپنے مقام پر رہی الٹا مسماۃ عظیم خاتون کا ناک کاٹنے اور اس کو بدشکل بنانے کا منصوبہ تیار کرتا ہے اور مسماۃ عظیم خاتون کو ننگا اور برہنہ کر کے روانہ کرتا ہے اور یہ بھی ساتھ کہتا ہے کہ تیرا والد تجھے فلاں شخص کو دے گا مسمی مولوی واحد بخش صاحب حلفیہ بیان دیتا ہے کہ اس ظلم وستم اور رات دن اس بدچلن سے تنگ آ کر اب اپنی دختر کو در پر بٹھایا ہوا ہے کیا وہ عنداللہ وعندالرسول دریں حالات مجرم اور قابل گرفت تو نہیں اور اگر ایسے شخص سے قطع رحمی کر دی جائے تو وہ برادری میں مجرم اور مہتمم تو نہ ہوگا اور قرآن ومسجد کو کفارہ کرنے والا شخص مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم، (۱، ۲، ۳) رشتہ داری توڑنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ اس کی لڑکی کو طلاق دی جائے اور اس

کے لڑکے سے طلاق حاصل کر لی جائے تو اندریں حالات شرعاً یہ امر جائز ہے آج جب نباہ نہیں ہو سکتا ہے تو اس کا علاج طلاق ہی تو ہے اس لیے ایسے حالات میں طلاق کی شرعاً گنجائش موجود ہے۔ اور ان افعال کا مرتکب شخص اگرچہ گنہگار بنتا ہے لیکن کافر شمار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ رجب ۱۳۸۷ھ

اپنی بیوی کو طلاق کہنے سے طلاق واقع ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو عام آدمیوں میں کہا کہ میں اس طلاقن کو اپنے گھر نہیں رکھتا تو یہ کیوں نہیں جاتی کئی دفعہ عام مجلس میں اس طرح کہا اور اس نے لڑکی کو بھی کوسا دوسری چیزیں اور گہنہ بھی اتار لیا اور دھکے دے کر گھر سے باہر کر دیا۔ عام مجلس میں اس نے اس طرح کہا اس بات کے عام لوگ گواہ ہیں یہ بات کئی دفعہ کہی میں تجھے طلاق دونگا اور اس کے والدین کے سامنے بھی کہا کہ جا۔ میرا گہنہ اور لڑکی دے کر میں تجھے گھر میں نہیں رکھنا چاہتا اب طلاق واقع ہوئی یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگئی ہے عدت کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ طلاقوں کی تعداد اور کونسی طلاق ہوئی اگر معلوم کرنا ہو تو دوبارہ ان باتوں کا جواب دیدیں۔

(۱) یہ الفاظ کتنی دفعہ کہے کہ اس طلاقن کو اپنے گھر نہیں رکھتا تو یہ کیوں یہاں سے نہیں جاتی نیز ان الفاظ سے نیت کیا تھی۔ اور ان الفاظ سے (اور والدین کے سامنے بھی کہ جا چلی جا میرا گہنہ اور لڑکی دے کر میں تجھے گھر میں رکھنا نہیں چاہتا) طلاق کی نیت تھی یا نہیں۔ اگر عورت اس خاوند کے پاس آباد ہونا چاہے تو دوبارہ تفصیلی واقعہ اور ان باتوں کا جواب دینا بہت ضروری ہے تا کہ ایسا نہ ہو کہ تین طلاقیں واقع ہوں اور پھر اسی خاوند کے پاس آباد ہو۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ ہذا

میری طرف سے آج سے تجھے جواب ہے کے الفاظ کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسمات صغراں بی بی بنت جلال قوم بھنلینکے بیان کرتی ہوں کہ آج

سے کچھ عرصہ پہلے میری منگنی میرے ایک چچازاد رشتہ دار سے کی۔ تھوڑی مدت گزرنے کے بعد میرے والد نے میری رضامندی کے بغیر میرا نکاح ایک اور شخص حیات ولد شاہ محمد قوم بھنگلیکے کے ساتھ کر دیا۔ میں مجبوراً اس کے گھر میں خداوند کریم کے حکم کے مطابق اس کی ہر طرح سے فرمانبرداری کرتی رہی اور اس کے گھر میں میرے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آج سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے حیات ولد شاہ محمد مذکور بالا اور میرے درمیان گھر میں ایک تنازع ہوا۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ میرا خاوند حیات ولد شاہ محمد کسی اور عورت سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا اور میں نے اسے اس برے کام سے منع کیا اس نے مجھے جواب دیا کہ میں تجھ کو اپنے ہاں سے دور کر سکتا ہوں لیکن اسے نہیں چھوڑ سکتا لہذا میری طرف سے تجھے آج سے جواب ہے اور اگر پھر بھی میرے گھر رہے گی تو تو میری ماں بہن کے برابر ہوگی اور میری طرف سے تم کو طلاق طلاق طلاق ہے پھر میں اس دن سے اپنے ماں باپ کے پاس چلی آئی کچھ دنوں کے بعد حیات ولد شاہ محمد پھر میرے میکے آیا اور مجھ سے کہا کہ جب میرا اور تمہارا آپس میں کوئی تعلق وغیرہ نہیں ہے تو میری لڑکی مجھے واپس کر دو لہذا میں نے اس کی لڑکی اسی وقت واپس کر دی اور وہ لڑکی لے کر جب جار ہا تھا تو مجھے کہہ گیا کہ اب میرے گھر ہرگز نہ آنا میری طرف سے تم کو پکی طلاق ہو چکی ہے۔ مہربانی فرما کر شریعت محمدی کی رو سے مسئلہ تحریر فرمادیں کہ آیا حیات ولد شاہ محمد کا اب مجھ سے کوئی تعلق باقی رہا یا طلاق واقع ہوگئی اور مجھے صورت مذکورہ بالا میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

گواہان کے بیانات: (۱) قریشی نذر صاحب میں بیان کرتا ہوں کہ میرے سامنے حیات ولد شاہ محمد قوم بھنلیکے نے تین دفعہ صغراں بی بی کو طلاق دی۔

(۲) حیات ولد چاند میں بیان کرتا ہوں کہ میرے سامنے حیات ولد شاہ محمد قوم بھنلیکے نے تین دفعہ صغراں بی بی کو طلاق دی۔

صغراں بی بی بنت جلال

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... بشرط صحت بیان سائلہ وہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ سابق شوہر کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتی۔

کما قال تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الآیه ٥ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۱ صفر ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چھوڑنے کا لفظ تین بار کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ پنچائیت میں لوگ ایک آدمی کو کہہ رہے ہیں کہ تمھارے آپس میں تنازعات ہیں لہذا تم اس کو طلاق دیدو۔ ادھر طلاق دینے والا کہتا ہے کہ اگر اس لڑکی کو طلاق دونگا تو سامان وغیرہ ہرگز نہیں دونگا۔ پنچایتی آدمیوں نے جواب دیا کہ سامان تم مت دینا لہذا طلاق دیدو دوبارہ اس لڑکے نے تین دفعہ کہا کہ میں نے چھوڑدی، چھوڑدی، چھوڑدی میری طرف سے فارغ ہے اب سوال یہ ہے کہ آیا طلاق ہوگئی ہے یا نہ مفصل تحریر فرمائیں؟

ریاست علی، ملتان

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خاوند نے تین دفعہ کہا ہو کہ میں نے چھوڑ دی تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ صحت سوال کی ذمہ داری خود سائل پر ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۴ رجب ۱۳۹۵ھ

زمانہ حال یا ماضی پر دلالت کرنے والے الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید انتہائی غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے بار بار کہتا ہے کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں مگر اس سے قبل اس کا کوئی ارادہ یا نیت نہ تھی بعض صاحبان یہ کہتے ہیں کہ لفظ طلاق دیتا ہوں کوئی اہمیت نہیں رکھتا اس لیے کہ اکثر غصہ میں بچوں کو دوسروں کو بیوی کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں تجھ کو ابھی مارتا ہوں بدلہ دیتا ہوں مزہ چکھاتا ہوں مگر وہ مارتا نہیں نکالتا نہیں مزہ چکھاتا نہیں اب فرمائیے کہ طلاق ہوئی یا نہیں برائے مہربانی جواب سے مطلع فرمادیں۔

نیاز احمد انصاری، کراچی

﴿ج﴾

''طلاق دیتا ہوں'' کے الفاظ چونکہ اصل وضع میں نیز غالب استعمال میں زمانہ حال کے لیے ہیں۔ استقبال کے لیے نہیں اور جو الفاظ زمانہ ماضی یا حال میں وقوع طلاق پر ہوتے ہیں ان سے طلاق واقع ہوتی ہے اور جو الفاظ مستقبل

کے لیے ہوں ان سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ محض وعدۂ تطلیق ہوتا ہے لہٰذا الفاظ مسئولہ عنھا کے متعلق درج ذیل تفصیل ہے کہ اگر ان الفاظ سے ایقاع حالی کی نیت کرے یا بغیر کسی نیت کے ان الفاظ کو استعمال میں لائے تب تو طلاق پڑ جائیگی یا کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ ایقاع حالی پر دال موجود ہو تب بھی طلاق پڑ جائیگی اور اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اگر ان الفاظ کو استعمال کر کے اس سے آئندہ واقع کرنے کی نیت کی اور اس سے استقبال کو مراد لیا تب چونکہ یہ معنی بھی محتمل ہے اور اس میں کبھی کبھار اس کا استعمال بھی ہوتا ہے جس کے نظائر سوال میں مذکور ہیں اس لیے دیانۃً اس کی تصدیق کی جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

اور اگر اس کے ساتھ ساتھ کوئی قرینہ حالیہ مقالیہ زمانہ مستقبل کا موجود ہو تو دیانۃً نیز قضاء اس کی تصدیق کی جائے گی۔

قال فی الفتاوی الهندیة نقلاً عن الخلاصة قالت لزوجها من باتونمی باشم فقال الزوج مباش فقالت طلاق بر تو است مرا طلاق کن فقال الزوج طلاق میکنم طلاق میکنم وکرر ثلاثا طلقت ثلاثاً بخلاف قوله کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک وهكذا فی الفتاوی البزازية علی هامش الهندية وتوجد نظائر ها فی کتاب البيوع والنكاح ايضاًo فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ

اپنی بیوی کو اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ شوہر و بیوی کے درمیان ناچاقی کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا اور بیوی اس کے پاس رہنا نہیں چاہتی اور طلاق طلب کرتی ہے اور شوہر بھی بیوی کو رکھنا نہیں چاہتا تھا اس لیے شوہر نے اپنی بیوی کو مندرجہ ذیل الفاظ سے طلاق دی کہ میں اپنی بیوی کو ہمیشہ کے لیے اپنے نفس پر حرام کر کے شرعی طریقے سے تین بار طلاق دیدی ہے اس واسطے من مقر اپنی آزادانہ رضامندی سے بلا اکراہ واجبار اقرار کر کے کہہ دیتا ہوں کہ آئندہ اس بیوی کے ساتھ من مقر کا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رہا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس کی بیوی پر کتنی طلاقیں پڑیں اور اس کی بیوی حاملہ ہے اس کی عدت کیا ہے۔

احمد یار

﴿ج﴾

ان الفاظ کی رو سے اس کی بیوی تین طلاقوں سے اس پر حرام ہو گئی ہے عدت اس کی وضع حمل ہے وضع حمل کے بعد جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ پہلے خاوند کے ساتھ نکاح بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ شوال ۱۳۶۸ھ

وقوع طلاق کے لیے صریح الفاظ یا جو کلمات شرعاً معتبر ہوں کہنا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ مجھے کم علمی کی وجہ سے بیوی کے معمولی کلمات کہنے پر بھی شک ہو جایا کرتا تھا کہ کفر لازم آ کر نکاح ٹوٹ گیا اور تجدید نکاح بھی کرا لیا کرتا تھا۔ بیوی نے ایک مرتبہ کوئی بات کی (یاد نہیں) مجھے کفر ہونے کا شک گزرا تو میں نے اسے یوں کہا۔

(الف) مجھ سے روز روز نکاح نہیں پڑھوائے جاتے اگر تم یوں ہی بار بار کفریہ کلمات کہتی رہیں تو میرا تمہارا اکٹھا رہنا مشکل ہو جائے گا بیوی رونے لگ گئی تو میں نے بطور دلاسہ اس کو کہا۔

(ب) میں نے کوئی تم کو تھوڑا کہہ دیا ہے کہ تم کو تین طلاق؟ اور پھر ساتھ ہی بغیر طلاق کی نیت کے یہ منہ سے نکل گیا۔

(ج) وہ نوبت پڑے گی اگر تم کفریہ کلمہ کہو گی تو کیا ان صورتوں میں طلاق واقع ہوئی ہے؟

غلام سرور، راولپنڈی

﴿ج﴾

(الف) اس جملہ میں طلاق کا ذکر تک نہیں اس لیے اس قول سے وقوع طلاق کا وہم نہ کریں۔

(ب) طلاق کہنے سے انکار ہے اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(ج) جب پہلے طلاق کا ذکر نہیں تو کفریہ کلمہ بولنے کے (العیاذ باللہ) وقت بھی کوئی طلاق نہیں پڑے گی۔ بیوی کے کلمات پر کفر کا وہم کرنا جائز نہیں وہم میں نہ پڑیں اور ان باتوں کو خیال میں نہ لائیں۔ زوجہ مذکورہ بدستور آپ کی منکوحہ ہے اس کو آباد رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ
۱۹ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

گونگے کی طلاق اشاروں سے واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مادرزاد گونگا اور بہرہ ہے۔ شرعاً طلاق کیسے سمجھی جائیگی۔ اشارہ سے یا کسی طریقہ سے نیز اگر دھوکہ سے اس کا انگوٹھا لگوالیا گیا ہوتو کیا شرعاً وہ طلاق ہوجائیگی یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر اس کا اشارہ صحیح سمجھا جاوے اور اس کو مفصل دریافت سے آگاہ کیا جاوے تو اشارہ سے طلاق ہوجائے گی اگر اس کا اشارہ یا اس کو مفصل آگاہ نہ کیا جائے تو قطعاً نکاح نہیں ٹوٹ سکتا اور سمجھائے بغیر یا عنوان طلاق سنائے بغیر نکاح نہیں ٹوٹ سکتا۔ گونگے کی طلاق اشارہ سے ہوجاتی ہے۔

واللہ اعلم محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وقوع طلاق کے لیے کنکریاں پھینکنا ضروری نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مثلاً مسمی رمضان کا نکاح مسمات زینب سے تھا بعد اس کے اس شرط اور وعدہ پر مسمی رمضان مذکور نے حلف اٹھائی کہ مسمات سلطان بی بی کو نکاح کیا کہ میں پہلی منکوحہ مسمات زینب سے شادی نہیں کرونگا جس کو عرصہ تقریباً سات سال گزر چکے ہیں۔ وعدہ اور حلف مذکور میں آٹھ اشخاص بھی تھے۔ بعد ازاں مسماۃ سلطان بی بی کو نکاح کیا جس کے بطن سے چار لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں بعد میں رمضان مذکور نے پہلی منکوحہ مسماۃ زینب سے شادی کا مطالبہ کیا تو مذکور کو کہا گیا کہ تم اپنے وعدہ اور حلف کو یاد کرو جس کی بناء پر دو عورتیں نہیں رکھ سکتے تو مسمی مذکور رمضان نے لالچ میں آکر مسمات سلطان کو چار اشخاص کے روبرو چھ سات دفعہ کنکر اٹھا کر طلاقیں کہیں بعد میں مسمی مذکور نے واویلا کر دیا کہ مجھ سے جبراً طلاق کروائی گئی ہے لیکن گواہان جبراً طلاق کہلانے سے منکر ہیں کیا بنا بریں مذکورہ بالا صورت میں مسمی رمضان کی عورتیں مطلقہ ہوگئی ہیں یا کہ نہیں اور مطلقہ ہونے کی صورت میں دوسری جگہ شادی کرنے کا مسمات کو اختیار ہے یا نہیں جواب بالا صورت سے اور فقہ حنفی کے مطابق روشنی ڈالیں مگر کوئی اعتراض کرتا ہے کہ اس طلاق شدہ عورت کو حمل ہے۔

﴿ج﴾

اس شخص مذکور نے اگر کنکریوں کے اٹھانے کے ساتھ طلاق کرنے کا لفظ بھی تین مرتبہ کہا ہو یا ہر مرتبہ کے ساتھ کہا ہو یا کنکریوں کو اشارہ کر کے کہا ہو کہ تو اتنی طلاقوں سے مطلقہ ہے تو پھر تو اس پر مسماۃ سلطان بی بی مغلظہ ہوگئی ہے بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے باقی اگر حاملہ ہے تب بھی طلاق ہوجائے گی ہاں عدت اس کی وضع حمل سے گزرے گی اور اگر بالفرض اس پر جبر بھی کیا گیا ہو جیسے کہ وہ کہتا ہے تب بھی طلاقیں پڑ گئی ہیں ہاں اگر اس نے صرف کنکریاں چھ سات دفعہ اٹھائی ہیں اور طلاق کا کوئی لفظ نہیں کہا ہے تب تو اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوئی ہے باقی اگر وہ یہ حلف اٹھا چکا ہے کہ میں مسماۃ زینب سے شادی نہیں کروں گا تب بھی اسے آباد کر سکتا ہے لیکن حلف کا کفارہ دینا پڑے گا مندرجہ ذیل عبارات فقہاء اس پر دلیل ہیں۔

قال فی کنز الدقائق مع النهر ص ۱۰۲ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور ویقع طلاق کل زوج عاقل بالغ ولو مکرها وقال فی الفتاوی العالمگیریة ص ۳۸۱ ج ۱ ولو قالت لزوجها طلقنی فاشار بثلاث اصابع واراد بذالک ثلاث تطليقات لا یقع مالم یقل عبا نه هكذا كذا فی الظهيريه وفيها ايضاً ص ۳۷۱ ج ۱ ولو قال انت طالق هکذا و اشار باصبع واحدة فهی واحدة وان اشار باصبعين فهی ثنتان وان اشار بثلاث فثلاث ويعتبر فی الاصابع المنشورة دون المضمومة كذا فی فتاوی قاضیخان ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

پہلے کنکر کے ساتھ طلاق کا لفظ کہا باقی کنکر کے ساتھ نہ کہا تو ایک طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی کالا ولد واحد بخش قوم دریا سکنہ بوہڑ کورات کے دس بجے زمینداران نے اپنے ڈیرہ پر گالی گلوچ دے کر مجھے کہا کہ تم اپنی عورت کو طلاق دیدو اور اپنی ہمشیر مسماۃ مرید کی طلاق لے لو میں مسمی کالا نے کہا کہ میری عورت اس وقت حاملہ ہے طلاق دینے کو تیار نہیں اگر میرا بہنوئی طلاق میری ہمشیر کو دیتا ہے تو دیدے میں طلاق ہرگز نہیں دونگا اس وقت زمینداروں نے امام مسجد کو بلایا تو اس وقت میرے بہنوئی سے کلوخ پھنکوائے گئے اور پھر مجھے مجبور کیا گیا مجبوراً ایک کلوخ میں نے پہلے پھینک دیا اور طلاق کا لفظ بھی کہا پھر میں نے

باقی دونوں کلوخ ایک ساتھ ہی گرا دیے اور صرف طلاق ایک دفعہ کہا اس وقت نہ میری ہمشیر تھی اور نہ میری بیوی عورت وہ دونوں اپنے گھر میں تھیں اس لیے دوسرے دن میرے بہنوئی نے تحریر طلاق نامہ اسٹامپ مبلغ دس روپے خرید کر لکھ دیا اور مجھے پھر زمینداراں نے بلایا کہ ابھی اسٹامپ تحریر کرو میں نے اس وقت نہیں خریدا اور نہ کچھ لکھ دیا آیا اس بات پر طلاق ہوئی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

پہلے کلوخ پھینکنے کے ساتھ اگر ایک طلاق کہا ہے اور پھر دو کلوخ پھینکنے کے ساتھ کوئی طلاق کا لفظ نہیں کہا ہے تو اس کی عورت پر ایک طلاق رجعی پڑ گئی ہے اور وضع حمل سے قبل رجوع کر سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ

جتنی مرتبہ طلاق کا لفظ بولا ہے اتنی مرتبہ طلاق واقع ہوئی اگر ایک مرتبہ کہا تو ایک طلاق اور اگر دو مرتبہ کہا تو دو طلاق اس طرح وہ وضع حمل کے زمانہ میں رجوع کر سکتا ہے وضع حمل میں رجوع نہ کیا تو اب رجوع نہیں ہو سکتا البتہ جدید نکاح ہو سکتا ہے اور اگر طلاق طلاق طلاق کہا ہے تو بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا اسی طرح اگر تحریر تین طلاق کی لکھ دی تو بھی حلالہ کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مسجد میں یہ دعا کرنا ''اے اللہ یہ بلا و مصیبت میرے سر سے ٹال کیونکہ یہ مجھ پر حرام ہو چکی ہے''

﴿س﴾

ایک شخص نے تین گواہوں کے سامنے یونین کونسل اور شرعی طور پر ایک طلاق (رجعی طلاق) دی ہے۔ تین دن بعد اس نے دوسری شادی کر لی۔ مسجد میں نماز سے فارغ ہو کر اللہ جل شانہ سے دعا مانگنے لگا۔ اے اللہ میرے سر سے یہ بلا و مصیبت ٹال کیونکہ یہ میرے اوپر حرام ہے۔ پس ان الفاظ سے پہلی بیوی کو گھر نہیں بٹھاتا۔ ویسے میاں بیوی راضی ہیں۔ صرف حرام کے الفاظ سے بیوی نہیں بناتا۔ سنا ہے کہ نکاح دوبارہ ہوگا۔ طلاق نہیں ہوگی۔ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ اگر طلاق رجعی دے چکا ہے اور مسجد والے الفاظ یہ کہ مجھ پر حرام ہے ثابت ہوں تو پھر کیا فتویٰ ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

دوبارہ نکاح (ایجاب و قبول) کر کے آباد ہو سکتے ہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''میری عورت مجھ سے جدا ہے جدا ہے'' سے کون سی طلاق پڑے گی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنے والد سے کہا اگر تم نے یہ کام ایسے کیا ٹھیک ورنہ میری عورت مجھ سے جدا ہے جدا ہے اس سے ارادہ طلاق رجعی کا کیا۔ کیا طلاق رجعی واقع ہوگی یا نہیں؟

کیا رجوع قول سے کرے یا فعل سے اور اس قول کو عورت کے لیے سننا ضروری ہے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔ رجوع نہیں کر سکتا۔ دوبارہ آباد ہونے کے لیے تجدید نکاح بتراضی زوجین ضروری ہے۔ فی الهدایه مع الفتح ص ۳۹۹ ج ۳ وبقية الكنايات اذا نوى بها الطلاق كانت واحدة بائنة وان نوى ثلثا كان ثلثا وان نوى ثنتين كانت واحدة وهذا مثل قوله انت بائن وبتة وبتلة الخ. وفى الشامية ص ۵۰۳ ج ۲ (قوله بائن) من بان الشئ انفصل اى منفصلة من وصلة النكاح الخ۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ڈھیلے پھینک کر اپنی بیوی کو کہنا کہ تم خلاص ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بحالت ناراضگی تین ڈھیلے اس کی طرف پھینک کر یہ الفاظ کہے ایک دو تین طلاق جاؤ تم خلاص ہو اس میں ایک عالم نے یہ توجیہ کی ایک دو تین طلاق کے لفظ میں چونکہ اضافت طلاق کی زوجہ کی طرف نہیں کی لہٰذا ان سے طلاق واقع نہیں اور جاؤ تم خلاص ہو مستقل جملہ ہے جس سے فقط ایک طلاق واقع ہوگی بعض کہتے ہیں کہ چونکہ ڈھیلوں کا اس کی جانب پھینکنا دلالت قطعیہ ہے اضافت پر نیز خطاب بھی اس سے ہو رہا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ تین طلاق عورت مذکورہ پر ہی واقع کی ہیں عوام الناس ایسے ہی کلمات بول کر تین طلاق مراد لیتے ہیں اب پوچھنا یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں عورت مغلظہ ہو چکی ہے یا کہ توجیہ مذکور کی وجہ سے ایک ہی طلاق سے مطلقہ ہوئی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اضافت طلاق صاف اور بین طور پر موجود ہے جاؤ تم خلاص ہو کیا معنی رکھتا ہے اسی طلاق کی تفسیر ہی تو ہے یعنی اول عورت کی طرف ڈھیلے پھینک کر اس کا مطلب اور حاصل بیان کر دیا کہ جاؤ تم خلاص ہو اب اور کیا اضافت چاہیے بس صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گئیں بیوی مغلظہ ہو گئی۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ خادم الافتاء خیر المدارس ملتان شہر
الجواب صحیح جمال الدین

(اپنی بیوی فلاں کو اپنے اوپر حرام کیا) سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی دو بیویاں پہلے سے موجود تھیں لیکن اس نے دروغ گوئی سے کہا ایک بیوی کو میں نے طلاق دے دی ہے اور دوسری بیوی چارپائی پر سخت بیمار ہے لہٰذا اب میں اپنی ایک بیوی بنام زہرہ دے کر تیسری شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن بات مخفی کرینگے کیونکہ میں عالم ہوں زیادہ مشہور وقت پر کرینگے اور پہلے میں شادی کرلونگا اور اس کا نام بھی فی سبیل اللہ رکھیں گے عوض سے موسوم نہ کریں گے تو بکر نے کہا کہ یہ بات درست ہے کیونکہ میں اپنی بھتیجی دے کر شادی کرنا چاہتا ہوں تم فی سبیل اللہ مجھے دے دو اور میں فی سبیل اللہ تمھیں دے دوں گا۔ الخ

تو زید مذکور نے پہلے شادی کر لی اور جب دلہن کو اپنے گھر لے گیا تو گھر میں ایک ہنگامہ اور فساد برپا ہو گیا کیونکہ اس کی پہلے دو بیویاں موجود تھیں شریعت کے مطابق ان کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا تھا اور پھر بکر مذکور سے بھی زہرہ کا انکار کر دیا جس کی وجہ سے بکر نے بھی اپنی بھتیجی کو گھر میں بٹھا لیا تو پھر لوگوں کے سامنے زید نے کہا کہ میں اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیتا ہوں تین رمضان شریف کو چند لوگوں کے سامنے فیصلہ ہوا اور اٹھارہ شوال کو تحریری طلاق نامہ بھی روانہ کر دیا۔ لیکن اس میں بھی پھر اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کی خاطر وہ لکھتا ہے۔

زید، طلاق نامہ بحالت اضطراری ہے نہ کہ اختیاری السلام علیکم:

بندہ زید نے باہوش وحواس اپنی بیوی ہندہ بنت عمرو ساکن بمقام فلاں ضلع فلاں کو اپنے اوپر حرام کیا ہے۔ پھر تشریح میں اپنی بیوی کو طلاق نامہ سے اپنے آپ سے جدا کیا ہے روبرو خالد زاہد محمد ابراہیم الخ زید ولد عبداللہ ۱۳۸۸ بروز بدھ ۱۸ ماہ حال شوال المکرم مطابق ۸ جنوری سال کا نیا مہینہ اب عرض ہے کہ طلاق کا اعتبار تین رمضان شریف روبرو گواہاں اقرار سے ہوگا یا کہ اس شوال سے جبکہ تحریر لکھی ہوئی ہے اور طلاق کی کون سی قسم واقع ہوگی بائن یا رجعی اور ہندہ کی عدت کیا ہوگی جبکہ خلوت صحیحہ بھی نہ ہوئی ہو چنانچہ ہندہ باکرہ ہے۔

غلام رسول، بھکر

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہو گئی ہے اور اگر خلوت وصحبت نہیں ہوئی تو عدت واجب نہیں عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

قال تعالی و ان طلقتمو ھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ الأیہ ○ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ ذوالقعدہ ۱۳۸۸ھ

بوجہ نافرمانی طلاق دے کر اپنے اوپر حرام کرنے کے الفاظ سے کونسی طلاق واقع ہوگی؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ان الفاظ کے ساتھ طلاق نامہ بھیجا ہے کہ آوارگی اور نافرمانی کی وجہ سے طلاق دے کر اپنے نفس پر حرام کرتا ہوں لیکن بیوی نے طلاق نامہ وصول نہیں کیا اور اسی کی ایک نقل یونین کمیٹی کو دی اور انھی الفاظ کے دو اور نوٹس بھی یونین مذکورہ کو دیے ہیں جس کی نقل استفتاء ھذا کے ساتھ ہے براہ کرم شریعت کے لحاظ سے حکم صادر فرما دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائنہ ہو گئی ہے خاوند اول کے ساتھ عدت میں اور عدت کے بعد بھی نکاح جائز ہے دوسری یا تیسری دفعہ جو نوٹس دیا ہے اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ انشاء اللہ طلاق مقصود نہیں ہے بلکہ اخبار اور قانونی چارہ جوئی مقصود ہے اس لیے طلاق واقع نہ ہوگی۔

(فی شرح التنویر ص ۳۰۸ ج ۳ لایلحق البائن البائن اذا امکن جعلہ اخباراً عن الاول (الی قولہ) فلا یقع لانہ اخبار فلا ضرورۃ فی جعلہ انشاء و فی الشامیۃ (قولہ لانہ اخبار) ای یجعل اخباراً لانہ امکن ذلک وفی آخر باب طلاق غیر المدخول بھا ص ۲۹۳ ج ۳ (فروع) کرر لفظ الطلاق وقع الکل و ان نوی التاکید دین) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں'' سے کونسی طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ نذیر احمد ولد معراج الدین قوم چغتائی سکنہ جھمال تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ کا ہوں بقائم ہوش وحواس خمسہ خود بلا جبر واکراہ غیرے آج 28-02-68ء کو اپنی منکوحہ بیوی مسماۃ خاتون بی بی دختر فیروز الدین قوم راجپوت چک نمبر 111 جہانیاں ضلع ملتان کو بوجہ عدم آبادی بخانہ من مظہر اور بوجہ تنازعہ نامساعد حالات طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں اب مسماۃ مذکورہ بعد گزارنے میعاد عدت تین ماہ نوے دن جہاں چاہے اپنی مرضی سے نکاح ثانی کرلے لہذا طلاق نامہ بذریعہ رجسٹری بنام مسماۃ مذکورہ بھیج رہا ہوں تاکہ سند رہے۔

اس کے بعد مورخہ 21-03-68ء کو نذیر احمد مذکور نے پھر ایک تحریر میں یہ فقرہ لکھا کہ میں نے خاتون بی بی کو 28-02-68ء کو طلاق دے کر آزاد کردیا ہوا ہے براہ نوازش احکامات شرعیہ کے روشنی میں واضح فرمایا جاوے کہ نمبر 1 بیان کردہ معاملات کی رو سے نیز طلاق نامہ منقولہ بالا عبارت کی تحریر کی بناء پر سائلہ پر طلاق رجعی پڑتی ہے یا طلاق بائن نیز مذکورہ بالا طلاق کا زمانہ عدت سائلہ کی مخصوص حالات یعنی حالت زچگی کے پیش نظر تین ماہ شمار ہوگا؟ خواہ سائلہ کو دوبارہ ایام حیض کتنے ہی مدت کے بعد کیوں نہ آئے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نذیر احمد کے الفاظ طلاق دے کر آزاد کرتا ہوں سے اس کی بیوی خاتون بی بی پر ایک طلاق بائن واقع ہوئی ہے عدت شرعی کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر کے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے لیے ملے جلے الفاظ استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی دوعدد بیویاں مسماۃ فلاں فلاں کو جبکہ وہ آپس میں جھگڑا کر رہی تھیں تین یا چار بار پانچ پانچ کنکریاں اٹھا کر ان کو کہا تم ایک دو تین ان الفاظ کا منہ سے نکالنا تھا کہ اس مقام میں شخص مذکور کی والدہ نے جو وہاں موجود تھی شخص مذکور کے منہ پر ہاتھ رکھا کہ بس اپنی جان کو برباد

کرڈالا ان الفاظ ایک دو تین کے بعد اس کے منہ سے مزید کسی قسم کے طلاق یا خلاصی وغیرہ کے الفاظ نہیں نکلنے دیے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میری والدہ نے میرا منہ بند کردیا تھا جبکہ والدہ شخص مذکور سے دریافت کیا گیا تو وہ بھی کہتی ہے کہ ایک دو تین کے الفاظ کے سوا کوئی دوسرا لفظ میں نے اس کے منہ سے نہیں نکلنے دیا حتی کہ معاملہ کی نوعیت بدل گئی اب فقیہان شرع مبین سے عرض ہے کہ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ایک دو تین کے لفظ سے طلاق واقع نہیں کرنا چاہتا تھا بلکہ طلاق کو اگلے الفاظ سے واقع کرنا چاہتا تھا جو اس نے کہے ہی نہیں اس لیے مسئولہ صورت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

کیا طلاق بائن کے بعد طلاق صریح کی گنجائش ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دی کہ ایک کاغذ پر لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو آزاد کیا ہے اور دوسرے کاغذ پر لکھا کہ اے سردار اللہ بخش میں نے تیری لڑکی کو طلاق دی ہے تین دفعہ تحریر ہے کیا اس طلاق سے حلالہ واجب ہے یا فقط تجدید نکاح لازم ہے؟

غلام حسین انصاری، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم...... صورت مسئولہ میں اگر عورت مدخول بہا ہے تو مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے جو پہلے مسئلہ لکھا تھا وہی درست ہے کیونکہ آزاد کیا ہے سے ایک بائن طلاق ہوگئی تو چونکہ بعد میں دوسرے کاغذ پر طلاق دی ہے تین دفعہ تحریر کرچکا ہے اور یہ صریح ہے اور صریح بائن کو لاحق ہوتی ہے خواہ ایک لفظ صریح میں طلاقیں دیدے یا تین لفظوں میں دے لیکن ہر لفظ صریح ہو۔

درمختار ص ۳۰۶ ج ۳ میں اس کی با قاعدہ تصریح موجود ہے (والبائن یلحق الصریح) الصریح مالا یحتاج الی نیة بائنا کان الواقع به او رجعیا فتح فمنه الطلاق الثلاث فیلحقهما الخ)

نیز شامی نے بھی اس مسئلہ کی زبردست تائید کی ہے اور اس کے مخالف روایات کی مدلل طور پر تردید کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب ۱۳۸۶ھ

طلاق نامہ میں الفاظ (اپنے نفس پر قطعی حرام کرتا ہوں) سے طلاق ثلاثہ واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی عمر 3 سال تھی اس کا والد فوت ہو گیا جب اس لڑکی کی عمر 4 سال ہوئی تو اس کے حقیقی چچا نے نزدیکی رشتہ دار کے لڑکے سے بعوض 500 روپے حق مہر عقد نکاح کر دیا اور لڑکے والے فریق سے وٹہ بھی لینا اقرار پایا۔ وٹہ والی لڑکی کچھ عرصہ بعد قضائے الٰہی سے فوت ہو چکی ہے اب جبکہ لڑکی بالغہ بعمر 20 سال کنواری یعنی غیر مدخولہ ہے شادی کے بارے میں دونوں فریق اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کہ لڑکی کی شادی تب ہوگی جبکہ اس کا حق مہر 500 روپے سے بڑھا کر 1200 روپے کر دیا جائے۔ اس بات پر دونوں فریق آپس میں الجھ گئے اور بجائے شادی کے لڑکے نے طلاق دیدی ہے اور چند معتبرین نے درمیان میں آ کر صلح کرائی اب دونوں فریق چاہتے ہیں کہ رشتہ داری کو قائم رکھا جائے اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ یہ لڑکی اس لڑکے کے حق میں آ سکتی ہے۔ طلاق نامہ پر پہلے دستخط کیے اس کے بعد لڑکے نے تین بار کنکر پھینکے اور ہر بار یہ کہا کہ میں نے نسیم بیگم اپنی بیوی کو اپنے نفس پر حرام کیا۔

﴿ج﴾

طلاق نامہ میں یہ الفاظ ہیں مسماۃ مذکورہ کو ہمیشہ کے لیے اپنے نفس پر قطعی حرام کر کے سہ سنگ ثلاثہ شرعی دے کر ۳ بار طلاق دیدی ہے۔'' پس عورت چونکہ غیر مدخول بہا ہے اور عورت غیر مدخول بہا ایک طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے تو ان الفاظ سے اپنے نفس پر قطعی حرام کرنے سے عورت مطلقہ بائنہ ہو گئی ہے اور بقیہ تین بار طلاق لغو ہو گئی لہٰذا صورت مسئولہ میں فریقین کی رضامندی سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۳ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ

بیوی سے ''تن توں حرام'' کہا تو کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص واحد بخش کا اپنی بیوی سے تنازعہ ہو گیا وہ اپنے سسر رحیم بخش کو بلا کے لے آیا کہ یا اپنی لڑکی کو سمجھاؤ یا فیصلہ کراؤ کہا تو طلاق دیدے اس پر واحد بخش نے تین بار تین کلوخ ڈالے اور کہا کہ تن توں حرام تن توں حرام تن توں حرام عورت بھی حاملہ ہے گواہان بھی موجود ہیں اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ (۱) یہ طلاق واقع ہو گئی یا نہ۔ (۲) اگر ہوئی ہے تو کونسی طلاق (۳) نکاح جدید بغیر حلالہ جائز ہے یا حلالہ ضروری ہے؟

﴿ج﴾

(۱،۲،۳) صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہو گئی خواہ نیت طلاق کی ہو یا نہ اور جب پہلی دفعہ حرام کہنے سے طلاق بائنہ واقع ہو گئی تو پھر دوسری تیسری مرتبہ جو ان لفظوں کا استعمال کیا ان سے دوسری طلاقیں واقع نہیں ہوئیں لہٰذا اب عدت کے اندر اور عدت کے بعد جب چاہیں بتراضی طرفین نکاح جدید کر سکتے ہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔

والدليل عليه مافي الشامي من كناية الطلاق وقد حرره الشامي ص ۲۹۹ ج ۳ اولا بان حلال الله على حرام بالعربية او الفارسية لايحتاج الى نية هو الصحيح المفتى به للعرف وانه يقع به البائن لانه المتعارف وايضاً في الشامية من الطلاق واذاطلقها تطليقة بائنة ثم قال لها في عدتها انت على حرام او خلية او برية الى قوله وهو يريد به الطلاق لم يقع عليها شيئى (شامى ص ۳۰۸ ج ۳) ايضاً قال الشامي تحت قول الدر المختار والصريح يلحق البائن ثم قوله والصريح مالا يحتاج الى نية ولا يردانت على حرام على المفتى به من عدم توقفه على النية مع انه لا يلحق البائن ولا يلحقه البائن لكونه بائناً لما ان عدم توقفه على النية امر عرض لا بحسب اصل وضعه شامى ص ۳۰۲ ج ۳ فتاوى دارالعلوم ديوبند ج ۲/ ۱۱۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ

اپنی بیوی کو مثل ماں بہن کے سمجھتا ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص بنام چودھری ولد جان محمد قوم گوجر کا عقد نکاح تقریباً ۱۶ سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور اس کے نطفہ سے ۲ بچے بھی موجود ہیں لیکن اب عرصہ تقریباً ۲ سال سے چودھری ولد جان محمد نے اپنی منکوحہ بیوی کے ساتھ صحبت یعنی ہمبستری کرنا چھوڑ دی ہے اور روبرو چند لوگوں کے یہ حروف بھی اپنی زبان سے کہہ دیے ہیں کہ میں اپنی منکوحہ بیوی کو مثل اپنی ماں اور بہن کے سمجھتا ہوں اور میں نے اس کو اپنے نفس پر حرام کردیا ہے اب آپ مہربانی فرما کر بندہ کو شریعت کی روشنی میں اس چیز سے آگاہ فرمادیں کہ چودھری ولد جان محمد کی عورت کو طلاق ہوگئی یا کہ نہیں جبکہ گواہ بھی موجود ہیں جن کے سامنے یہ لفظ استعمال کیے گئے ہیں اگر طلاق ہوگئی تو اب برائے مہربانی تحریر کریں کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کریں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بائن واقع ہوئی ہے عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

بیوی کو تین بار ''فارغ'' کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو بدچلن و بدکرداری کی بناء پر اپنی بیوی کی گدی کاٹی قدرے پانچ چھ انگل اور گھر سے بھی نکالا مقطوعہ بال دے کر والدین کی طرف بھیج دیا اور کہا کہ جا کر ان کو دکھاؤ ایک قسم کی تذلیل مقصود تھی۔ کچھ مخالف لوگوں نے چند گواہ لے کر اس بات پر گواہی دی کہ زید نے اپنی بیوی کو تین بار فارغ فارغ فارغ کے الفاظ کہے حالانکہ زید اس بات کی گواہی پیش کرتا ہے کہ الفاظ فارغ سہ بار نہ کہے تو کیا یہ طلاق واقع ہو سکتی ہے یا نہ؟ بینوا توجروا

غلام محمد، ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

اس کی صورت صرف یہ ہوسکتی ہے کہ کسی عالم شرعی کو ثالث تسلیم کرکے اس کے سامنے فریقین حاضر ہوں اور

عورت دعوی طلاق کرے اور مرد انکار کرے تو عورت سے گواہ طلب کیے جائیں اگر اس نے دو گواہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں پیش کردیے اور گواہ معتمد ہوں ثالث نے اگر ان کی شہادت قبول کرلی تو شہادت طلاق ثابت ہونے کا حکم صادر کردے گا اور عورت مطلقہ قرار پائے گی لیکن اگر وہ گواہ پیش نہ کرسکی یا شہادت کسی جرم کی وجہ سے مسترد ہوگئی تو خاوند کو حلف دیا جاوے کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے اگر وہ حلف اٹھالے تو عورت قضاءً اس کی منکوحہ قرار پائے گی۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ شعبان ۱۳۸۹ھ

اگر طلاق کے لیے فارغ فارغ فارغ کے الفاظ ثابت ہوجاویں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی دوبارہ نکاح بغیر حلالہ کرلیا جاوے۔

والجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غصہ کی حالت میں بیوی کو بہن کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ من سائل نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں کہا کہ تو میری بہن ہے اور میرے گھر سے نکل جا تو میری بیوی نے کہا کہ مجھے سیدھے راستہ سے طلاق دے دو تو میں نے کہا کہ دے دونگا جب میری بیوی میرے گھر سے چلی گئی تو لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ تو نے کیا کیا ہے تو میں نے جواب میں کہا کہ میں اسے چھوڑ چکا ہوں اندریں حالات مجھے شریعت کی رو سے بتلایا جائے کہ وہ میری بیوی اپنی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بوجہ اس کے ظاہراً اس کی نیت طلاق کی تھی۔ ایک طلاق بائن واقع ہوگئی۔ دو گواہوں کے سامنے جدید نکاح کرلیا جائے عدت کے اندر نکاح ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ رجب ۱۳۸۸ھ

صریح طلاق کے بعد بیوی کو دوبارہ بہن کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بندہ نے اپنی زوجہ خورشید بیگم کو غصہ میں دو دفعہ طلاق کہہ دی اور پھر مزید دو دفعہ کہا کہ تو میری بہن ہو چکی ہے۔ اب عرصہ دو ماہ ۱۶ یوم کا ہو چکا ہے کیا طلاق ہو چکی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر غلام سرور کی بیوی خورشید بیگم کو یہ تسلیم ہے کہ خاوند نے صرف دو طلاق دی ہے تو غلام سرور کی بیوی پر پہلے لفظ سے ایک طلاق رجعی اور دوسرے لفظ سے دوسری طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور تیسری چوتھی طلاقوں کے لفظ میری بہن ہو چکی ہے'' لغو ہوگئے اس سے کوئی طلاق نہیں پڑی البتہ ایسے لفظ بیوی کو کہنا گناہ ہے حاصل یہ کہ غلام سرور کی بیوی پر دو طلاقیں رجعی واقع ہوگئیں۔ عدت کے اندر بلا تجدید نکاح رجعت کر سکتا ہے اور بعد عدت تجدید نکاح کر کے رکھ سکتا ہے۔

فی الدر المختار ص ۴۷۰ ج ۳ و (والا) ینو شیئا او حذف الکاف لغا) و تعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه ٥

اور اگر عورت کا دعوی ہے کہ خاوند نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں تو پھر کسی ثالث کے سامنے عورت کو ثبوت پیش کرنا ہوگا اگر عورت نے حجت تامہ (دو مرد یا ایک مرد دو عورتوں کی گواہی) سے تین طلاقوں کا ثبوت پیش کیا تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو جائیگی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ آباد ہونا جائز نہیں اور اگر عورت ثابت نہ کر سکی تو خاوند کو حلف دیا جائیگا اور حلف اٹھانے کے بعد عورت مطلقہ رجعیہ شمار ہوگی جس میں عدت شرعی تین حیض گزرنے سے پہلے رجوع جائز ہے۔

اور عدت کے بعد تجدید نکاح بتراضی زوجین جائز ہے۔ اگر خاوند انکاری ہوا تو مغلظہ سمجھی جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ

تین طلاق کے بعد ایک بار لفظ ''حرام'' کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری شادی تقریباً ۳ سال آباد رہنے کے بعد میرے خاوند نے اپنی سگی سالی سے ناجائز تعلقات پیدا کر لیے ہیں جس کو آج تقریباً پندرہ سال ہوگئے ہیں اسی دوران میں نہ ہی کوئی خرچ وغیرہ دیا ہے اور نہ ہی کوئی اور بات۔

اندریں حالات طلاق کا تقاضا کیا گیا ہے لیکن وہ تھوکتا ہے اور زبانی طلاق کہتا ہے لیکن تحریر نہیں دیتا ہے اور محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتی ہوں ابھی کچھ طاقت ہے تو میں مزدوری وغیرہ کر لیتی ہوں کچھ عرصے کے بعد جب طاقت ختم

ہو جائیگی تو کس طرح گزر اوقات کرونگی اور بار بار یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ تم مجھ پر حرام ہوگئی ہو اور میری ماں بہن ہو یہ بھی کہتا ہے کہ کہیں اور جگہ نکاح کر لو اندریں حالات فتوی کی طلبگار ہوں کہ میرے بارے میں کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند نے زبانی طلاق دے دی ہے اور یہ الفاظ کہ تم مجھ پر حرام ہوگئی ہے کہے ہیں تو عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے عدت شرعی گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

بوقت غصہ بیوی کو ہمشیر کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے بوقت غصہ اپنی زوجہ کو ہمشیر تین مرتبہ کہا تو اس پر کیا کفارہ اور عورت پر کتنی عدت ہوگی بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر واقعی اس نے صرف ہمشیر کا لفظ بولا ہوا اور تشبیہ نہ دی ہو ہمشیر کے ساتھ یعنی کہ ہمشیر جیسی یا ہمشیر کی طرح وغیرہ تو نکاح بدستور باقی رہے گا کوئی حرمتِ ظہار نہیں اور نہ کوئی کفارہ ہے۔

عبدالرحمن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل الفاظ سے طلاق نہیں پڑتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نکاح شدہ ہے اور اس کی بیوی کی ابھی رخصتی نہیں ہوئی یعنی شادی نہیں ہوئی مذکور کو ایک شخص نے کہا کہ اب شادی کر لے مذکور نے جواب دیا کہ میں نے شادی کر کے پلید ہونا ہے بس اس بات کے سوائے دوسری کوئی بات نہیں ہوئی اب مسئلہ درکار ہے کہ لفظ پلید کہنے سے اس کی منکوحہ اس پر حرام ٹھہری یا حلال شخص مذکور نے صرف اپنے حق میں یہ لفظ استعمال کیا ہے بیوی کے متعلق کوئی بات نہیں کہی اگر نکاح ٹوٹ چکا ہے تو دوبارہ نکاح شخص مذکور کا اس عورت سے ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں نکاح بدستور باقی ہے ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

بیوی سے ''میں تجھے مائی بہن سمجھتا ہوں'' کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو جب دیکھا کہ خودکشی کرتی ہے تو اس کے خاوند نے کہا کہ تو خودکشی نہ کر تجھے طلاق دیدوں گا۔ میں تجھے مائی بہن سمجھتا ہوں اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔۔ صورت مسئولہ میں کوئی طلاق واقع شمار نہ ہوگی اور نہ کوئی کفارہ دینا اس کے ذمہ واجب ہے کیونکہ تجھے طلاق دے دوں گا کے الفاظ سے طلاق دینے کا وعدہ کر رہا ہے۔ طلاق نہیں دے رہا ہے۔ اس لیے ان سے طلاق واقع نہ ہوگی اس طرح ''تجھے ماں بہن سمجھتا ہوں'' کے الفاظ بھی لغو ہیں کیونکہ اس میں حرف تشبیہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ الفاظ طلاق شمار ہوں گے اور نہ ظہار کے ہاں اس قسم کے الفاظ کہنا مکروہ ہے جن کے کہنے سے آئندہ کے لیے احتراز کرے۔

کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۷۰ ج ۳ (والا) ینو شیئا او حذف الکاف (لغا) و تعین الادنی ای البر یعنی الکرامۃ ویکرہ قولہ انت امی و یا ابنتی ویا اختی ونحوہ ٥٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ

خط میں ''میری بیوی کو پیار'' لکھنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی بیوی منکوحہ مدخولہ کو خط لکھتا ہے اور سسر کو خط لکھتے وقت یہ

لکھتا ہے کہ میری بیوی کو پیار یعنی جو کہ اس کی اپنی بیوی ہے ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ اس کو پیار لکھ چکا ہے کیا پیار کے لکھنے سے اس کا نکاح منسوخ ہو گیا ہے یا نہیں اگر نکاح باقی ہے تو کیا اس پر کوئی شرعی حرمت لگتی ہے یا کہ نہیں مہربانی فرما کر احادیث نبوی سے فتویٰ صادر فرما دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے یہی الفاظ (کہ فلاں نام کی عورت کو میری طرف سے پیار) خط میں لکھے ہیں) تو ان الفاظ سے اس کا نکاح منسوخ نہیں ہوتا بلکہ نکاح مضبوط ہوتا ہے اور اس کی زوجہ بدستور اس کی منکوحہ رہتی ہے ان الفاظ سے اس پر طلاق واقع نہیں ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی سے بحالت غصہ (تو میری بہن کی طرح ہے) کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو مرتبہ طلاق کا جملہ استعمال کیا اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں اس نے کہا کہ تو میری بہن کی طرح ہے اور اس وقت اس کی زوجہ حاملہ تھی 15 دن کے بعد وضع حمل ہوا اور تقریباً تین ماہ کے بعد اب اس نے نکاح کا دعویٰ کیا ہے جب اس نے طلاق دی تھی تو اس وقت ایک مرد اور تین چار عورتیں موجود تھیں جو کہ اس بات پر گواہی دیتی ہیں کہ اس نے طلاق دی ہے دو مرتبہ کہا وہ عورت اس کے نکاح میں اب شرعاً آ سکتی ہے یا نہیں اور 15 دن میں رجوع نہیں کیا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے اور وضع حمل سے اس کی عدت بھی گزر گئی ہے لہٰذا یہ عورت حسب منشاء جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اگر پہلے خاوند کے ساتھ رضامند ہو تو اس کے ساتھ بھی نکاح کر سکتی ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

درج ذیل الفاظ سے صرف ایک طلاق بائن پڑ جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو غصہ میں کہا اگر میں نے تمھارے ساتھ مجامعت کر دی اپنی والدہ یا بہن یا بیٹی کے ساتھ کروں یہ الفاظ اپنے جوان اولاد کے سامنے کہے پھر کہا اگر میرے گھر میں رہو تو میری ماں بہن بیٹی بن کر رہو گی میرے طرف سے اجازت ہے جس جگہ جا کر رہو لیکن عورت گھر میں موجود ہے باہر نہیں نکلی اب دونوں خواہش کرتے ہیں کہ دوبارہ اتفاق ہو جائے۔

﴿ج﴾

اگر ان الفاظ سے مرد نے طلاق کا ارادہ کیا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آخری الفاظ (میری طرف سے اجازت ہے جس جگہ جا کر رہو) بھی طلاق کنایہ کے لیے مستعمل ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کو طلاق کنایہ قرار دے کر ایک طلاق بائن قرار دیا جائے گا۔ البائن لا یلحقه البائن کے معروف قاعدہ فقہاء کے مطابق وہ عورت ایک طلاق بائن سے مطلقہ ہوگئی جس کا حکم یہ ہے کہ جب چاہے دوبارہ نکاح کرے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

بیوی کو ’’نکل جا دفعہ ہو‘‘ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو نکل جا دفعہ ہو جا کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور بعد ازاں اپنی عورت کو کھلے ہوئے یہ لفظ کہتا ہے کہ میں نے طلاق دی ہے۔ شرعاً یہ کونسی طلاق واقع ہوگی بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے یہ شخص دوبارہ نکاح کر کے اس عورت کو رکھ سکتا ہے حلالہ واجب نہیں اور اگر یہ عورت دوسری جگہ نکاح چاہے تو عدت شرعی تین حیض کامل گزار کر اگر حاملہ نہ ہو اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

بیوی سے ’’میں نے جواب دیا‘‘ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں پاکستان بننے سے پہلے ہندوستان میں ریاست مطیر کوٹرہ میں رہتا تھا اور میں نے اپنی برادری سے ہی شادی کی تھی اور کئی سال کے بعد وہ میری بیوی مر گئی اور میرے سسرال والوں نے مجھے اپنی دوسری چھوٹی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا اور نکاح کرنے کے بعد انھوں نے کہا فی الحال کچھ مدت کے بعد ہم اپنی لڑکی تیرے ساتھ روانہ کریں گے اور چھ ماہ کے بعد پاکستان اور ہندوستان بن گیا۔ اور میرے سسرال بمعہ اپنی لڑکی کے پاکستان جانے کے لیے تیار ہو گئے اور میں کسی مجبوری کی وجہ سے اس وقت پاکستان نہیں آ سکتا تھا اور میں اپنے سسرال والوں کے پاس پنچایت وغیرہ لے کر گیا کہ میری بیوی مجھے دیدو میں سنبھال لوں گا اور اس وقت میری بیوی کی عمر تقریباً چودہ سال تھی لیکن میری ساس اور سسر نہیں مانے جواب یہ دیا کہ تم بھی پاکستان چلو وہاں تیری بیوی تیرے حوالے کر دیں گے اور کچھ دنوں کے بعد وہ پاکستان جانے کے لیے کیمپ میں چلے گئے اور میں بھی ان کے پیچھے کیمپ میں چلا گیا اور پولیس کو میں نے کہا کہ میری بیوی میرے سسرال پاکستان لے چلے ہیں یہ مجھے دلا دو اور پولیس نے ان کو کہا کہ اس لڑکے کی بیوی اس کے حوالے کر دو۔ لیکن میرے سسرال والے نہیں مانتے تھے۔ اور وہ پندرہ بیس آدمی تھے اور رات کے دس بج چکے تھے شور وغل کرتے رہے اور ان میں سے ایک پولیس افسر نے مجھے کہا کہ لڑکے دیکھو تیرے سسرال والے پندرہ بیس آدمی ہیں یہ لوگ تیری بیوی کو تیرے ساتھ نہیں بسائیں گے تم ان کو جواب دو میں نے اس پولیس افسر کے کہنے پر اس کو جواب دے دیا کہ اچھا جی میرا جواب ہے یہ بات میں نے صرف ایک بار کہی تھی اور میرے سسرال ایک دم بھاگ گئے اور صبح کو کیمپ والا قافلہ پاکستان جانے کے لیے چل پڑا اور چھ میل کے فاصلے پر میں نے اپنی بیوی کو دوسرے دن صبح دس بجے پکڑ کر کہا کہ میں پاکستان نہیں جانے دونگا میرے سسرال والے زیادہ آدمی تھے انھوں نے میرے ساتھ زبردستی کی اور میری بیوی کو چھین کر لے گئے اور پاکستان پہنچ گئے اور یہاں آ کر انھوں نے دوسری جگہ نکاح کر دیا اور میں پانچ سال کے بعد پاکستان پہنچا تو سنا کہ میری بیوی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تو اس وقت میرے پاس کھانے پینے کے لیے بھی کچھ نہیں تھا جو کہ کیس وغیرہ کر کے میں اپنی بیوی حاصل کرتا اور اس کا آپ فتوی دیں کہ ایک بار کہنے سے کیا میری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے یا کہ نہیں اور کئی علماء کہتے ہیں کہ ہوگئی ہے اور کئی کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی؟

عالم خان، امام باڑہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق بائن واقع ہوگئی ہے اسی خاوند کے ساتھ عدت اور بعد از عدت کے بعد دونوں وقت نکاح ہوسکتا ہے اور کسی اور شخص سے عدت گزارنے کے بعد نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

بیوی کو ماں بہن اور لڑکی کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ من مقر کی شادی تین چار سال سے ہوئی ہے بیوی جھگڑالو ہے اور بدکاری سے پیش آتی ہے کل لڑائی جھگڑا ہوا میں نے اسے کہا کہ تو میری ماں بہن اور لڑکی ہے جا گھر سے بھاگ جا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق بائن واقع ہوئی ہے۔ اب رجوع نہیں کرسکتا۔ البتہ بغیر حلالہ کے اس خاوند کے ساتھ عدت کے اندر اور بعد نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

میں تجھے طلاق دیتا ہوں جاؤ میکے چلی جاؤ، کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے پڑوس میں ایک آدمی رہائش پذیر ہے اس کے اور اس کی عورت کے درمیان دو تین ماہ سے گھریلو جھگڑا تھا ایک ہفتہ گزرا ہے کہ میاں بیوی دونوں کے درمیان پھر سخت کلامی ہوئی ہے۔ دونوں کے بیانات ذیل میں عرض ہیں بیانات خاوند جاؤ اور بھیڑوں کے لیے چارہ لے آؤ بیوی: چارہ بھیڑوں کو بیمار کر دے گا اس لیے ٹھیک نہیں اور میں نہیں جاتی خاوند: تمہارا بھیڑوں کے ساتھ کیا واسطہ ہے بیمار ہوں یا جو کچھ بھی ہو جائے بیوی: تو نے پہلے اپنا مال سنبھال لیا ہے تو خود جا کر چارہ لے آ۔ خاوند: میں تمہیں طلاق دیتا ہوں جاؤ اپنے میکے چلی جاؤ۔

نوٹ: اس واقعہ سے چند روز پہلے خاوند نے صندوق کی چابی وغیرہ بیوی سے لے کر اپنی بڑی لڑکی کو دے دی

مندرجہ بالا کلام جو میاں بیوی کے درمیان ہوا ہے اور کسی نے نہیں سنا بعد میں ہمیں معلوم ہوا تو ان کے بیانات آپ کو صحیح رہنمائی کے لیے ارسال کیے جاتے ہیں، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... میں تمہیں طلاق دیتا ہوں کے الفاظ سے تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔ اس کے بعد ''جاؤ اپنے میکے چلی جاؤ'' کے الفاظ سے اگر دوسری طلاق کی نیت کر چکا ہو تو دو طلاقیں بائن واقع شمار ہونگی اور میاں بیوی رضامندی کے ساتھ تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہوسکیں گے۔ اسی طرح عورت عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد دوسری جگہ بھی جہاں چاہے نکاح کرسکے گی اور اگر ان الفاظ سے دوسری طلاق دینے کی نیت نہ ہو تو صرف ایک طلاق رجعی ہی واقع شمار ہوگی اور عدت کے اندر رجوع کر کے نکاح سابق کے ساتھ آباد ہوسکیں گے۔ تجدید نکاح کی اس صورت میں کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان۔
۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۸۷ھ

یہ عورت میرے لائق نہیں اور مجھے اس کی ضرورت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت ہندوستان سے آئی اپنے آدمی کے ساتھ اور پھر اس کے خاوند نے یہاں آ کر اس سے گھاس کھدوائی جب اس سے گھاس کا وزن نہ اٹھتا تو اس کا خاوند ٹھوکروں سے اس کو زدوکوب کرتا اور رات کو اس سے چوری چکی چنواتا تھا اور اگر وہ انکار کرتی اور بھی زیادہ مارتا تھا اور کھانے کو بھی بہت کم دیتا تھا یہاں تک کہ اس کا پیٹ نہ بھرتا اور بازار سے جو سودا سلف خرید کر لاتا تو جان بوجھ کر ایک سیر کا وزن اس کو دو سیر بتاتا اور بعد میں کم ہونے کی صورت میں پھر اس کو مارتا تھا کہ یہ وزن ایک سیر کیوں ہوا آخر وہ ان زیادتیوں کی وجہ سے گھر سے نکل گئی اور بعد میں اس کا خاوند اپنی بیوی کو تلاش کر کے گھر لے آیا اور بعد میں پہلے کی نسبت اور زیادہ تکلیفیں دینا شروع کر دیں یہاں تک کہ اس کے سر میں کلہاڑی ماری جس سے وہ لہولہان ہوگئی بعد میں اس کو اپنی پھوپھی کے حوالے کر دیا اور کہا کہ یہ عورت میرے قابل نہیں ہے اس کو اور کہیں فروخت کر دے یہ بات اس کے شوہر نے اپنی پھوپھی کو کہی اور خود واپس ہندوستان چلا گیا اور جب عورت کو معلوم ہوا کہ مجھے میرے خاوند نے پھوپھی کو دوسری جگہ فروخت کرنے کے لیے کہا ہے تو وہ پھر گھر سے نکل گئی اور پھر وہ عورت کسی دوسرے غیر آدمی کے ساتھ اتنا عرصہ رہی کہ

اس کے دو یا تین بچے بھی ہو گئے تو پھر اس عورت کے سابقہ شوہر کے بھائی کو معلوم ہوا کہ میرے بھائی کی بیوی دوسرے آدمی کے گھر ہے تو وہ دوبارہ اپنے گھر لے آیا اور لوگوں نے بغیر شرعی معلومات کے اس عورت کا نکاح دیور سے کرا دیا اور کچھ عرصہ بعد وہ شخص جس کا اس سے نکاح ہوا تھا فوت ہو گیا اور وہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ چلی گئی اور اس کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اب وہ عورت آج تک بغیر وارث کے پھر رہی ہے کیونکہ آج تک اس کے پاس رہنے کے لیے مکان بھی کوئی نہیں ہے اور سابقہ خاوند ہندوستان میں موجود ہے لیکن وہ اب تک اس کو نہیں چاہتا اور اس کو خط وغیرہ میں ایسی باتیں تحریر کرتا ہے کہ جو نا قابل برداشت ہیں مثلاً یہ عورت میرے قابل نہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ اس نے اپنے بھائی کو لکھا کہ یہ عورت کتوں کے پاس جائے تو جائے مگر تم اس سے شادی نہ کرنا اور اس کے ساتھ دو نابالغ لڑکیاں بھی موجود ہیں لیکن اس عورت کے پاس نہ کھانے کو روٹی اور نہ رہنے کو جگہ ہے اور ہندوستان والا شوہر جو کہ اس کا پہلا شرعی خاوند ہے وہ جس نے اس عوت کو پہلے تکلیفیں وغیرہ دی ہیں وہ اب نہ تو پاکستان آتا ہے اور نہ ہی وہ اس عورت کو اپنے پاس بلانے کو تیار ہے اور نہ ہی وہ شخص اس عورت کو طلاق دیتا ہے۔

درمیان میں جو دو آدمیوں کے پاس یہ عورت رہ گئی تھی ان کے ساتھ نکاح ہوا تھا یا نہیں اور دیور سے جو کیا گیا ہے وہ نکاح بھی مطلقہ شمار کر کے پڑھایا گیا ہے یا منکوحہ غیر سمجھتے ہوئے نکاح کیا گیا ہے تفصیل سے جواب دیجیے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جو الفاظ خاوند نے کہے ہیں مثلاً یہ کہ میرے لائق نہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں اس کو کہیں فروخت کر لو یہ الفاظ طلاق کنایہ کے الفاظ میں سے ہیں اگر طلاق کی نیت سے کہے تو ان سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، ورنہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

اگر تجھ سے چھیڑ چھاڑ کروں تو بس بیٹی اور بہن کی حد ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی منکوحہ زینب سے ناراض ہو کر گھر سے باہر نکل جاتا ہے حتیٰ کہ چار دن گھر میں روٹی کھانا نہیں کھاتا چوتھے دن زینب باہر جا کر زید مذکور کو کہتی ہے کہ تو گھر میں جلدی چل کیونکہ تیرے

بال بچے بیوی ہیں اور تو چار چار دن گھر نہیں آتا تیری عقل کو کیا ہے تو زید مذکور کہتا ہے کہ میں اگر مجامعت کے بارے میں تجھ سے کوئی چھیڑ چھاڑ کروں تو بس بیٹی اور بہن کی حد ہوگی بس یہی الفاظ اس نے دو تین دفعہ کہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی اقرار کرتا ہے کہ میں نے نیت طلاق کی کی تھی دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا صورت میں طلاق ہوگی یا نہ بر صورت وقوع طلاق مغلظہ یا بائن؟

﴿ج﴾

(۱) سائل کو خود تسلیم ہے کہ ان الفاظ سے کہ (اگر میں .... اس سے .... تو بس بیٹی اور بہن کی حد ہوگی) کہتے وقت میری نیت طلاق کی تھی تو معلوم ہوا کہ اس کا غصہ اتنا نہ تھا کہ اس کو اپنے الفاظ کہنے اور ادا کرنا یاد نہ ہو تو اس غصہ کا اعتبار نہ ہوگا اور ان الفاظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی درمختار ص ۴۷۰ ج ۳ میں ہے۔ وان نوی بانت علی مثل امی او کامی و کذا لو حذف علی (خانیه) برا اوظهارا او طلاقاً صحت نيته ووقع مانواه لانه كناية (باب الظهار) (لا) يلحق البائن (البائن)

مشہور قاعدہ ہے اس لیے اگر یہ لفظ تین دفعہ بھی استعمال کیا ہے تب بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی بلا انتظار عدت اگر زوجین کی مرضی سے تجدید نکاح ہو جائے تو عورت اس کے لیے حلال ہوگی مغلظہ نہیں ہے اور نہ حلالہ کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ

نہ یہ میری عورت ہے نہ اسے گھر میں آباد کرنا چاہتا ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں احکام الٰہی کے پیرو کار سرکار مدینہ کے خدمتگار ذی شان وذی وقار علماء دین دام اقبالہ السلام علیکم، دست بستہ ایک شرعی مسئلہ پوچھنے کا خواہشگار ہوں۔ برائے کرم نوازی قوانین محمدی کی رو سے میری عقدہ کشائی فرمائی جاوے تقریباً چار پانچ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کہ میرے والدین نے میرا رشتہ ناطہ میرے ماموں کے گھر اپنی لڑکی دے کر کیا یعنی میری ہمشیر میرے ماموں کے لڑکے کو دی اور ماموں کے لڑکے کی ہمشیر میرے گھر آباد ہوئی۔ بوقت رشتہ ناطہ ہم دو شوہر ایک ہی قسمت کے مالک (مفلس) تھے۔ بعد ازاں مالک حقیقی کی کرم نوازی کی وجہ سے میرے بہنوئی کی قسمت جاگی اور بر سر روزگار ہوا کم عقل کم دماغ انسان کے لیے دولت کا جمع ہونا مغروری و بے رحمی کا موجب ہوتا ہے عالیجاہ چند ایک ماہ گزرنے کے بعد میرے بہنوئی کے دماغ میں یہ سوجھی کہ میرا رشتہ اور میری ہمشیر کا رشتہ ایک غریب گھرانہ کا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے آزادی حاصل کر کے کسی متمول خانداں میں دوبارہ رشتہ

کی صورت اختیار کی جائے پھر اس نے اپنی ہمشیر کو جو کہ میرے گھر آباد تھی سکھانا پڑھانا شروع کر کے عرصہ دو سال بغیر کسی عذر بہانے یا بغیر کسی میرے نقص وعیب اپنے گھر پابند رکھا میرے بار بار تقاضا کرنے پر ناجائز شروط منظور کروائی گئی۔ بعد ازاں میری ہمشیر جو کہ اس کی بیوی تھی اور اس کے گھر آباد تھی۔ پر ناجائز ظلم وستم شروع کر دیا طرح طرح کے ناجائز الزام (چوری بدفعلی) دے کر روزانہ مار پیٹ شروع کر دی میرے والدین نے سمجھانے کے طور پر اس کی خدمت میں التجا کی کہ شریفوں کے کام یہ ہرگز نہیں ہوا کرتے اگر اس کی روٹی پانی سے تنگ ہے تو مالک حقیقی دیگا ہم دینے کو تیار ہیں اس نے بہت جلدی سے کہا کہ لے جاؤ اپنی لڑکی مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں لہذا میری ہمشیر رمضان مبارک ۵۴ء کو اپنے والدین کے گھر آ بیٹھی مجھے یہ بات ناگوار گزری میں اپنے تمام برادری کے آدمیوں کو اور اپنے ماموں کے چھوٹے لڑکے کو اکٹھا کیا اور ان کی خدمت میں التجا کی کہ آپ مہربانی فرما کر اس کو ہدایت کرو کہ یہ اپنے گھر پہلے کی طرح شرافت سے برتاؤ کرے ہدایت کی گئی۔ اس نے بروگواہان بیان کیا کہ یہ نہ میری عورت ہے اور نہ ہی میں اس کو اپنے گھر آباد نہ رکھنا چاہتا ہوں اور یہ آج دن سے میرے لیے حرام ہے پھر اس کو ایک ماہ بعد بھی ہدایت کی گئی یہی جواب ملا پھر روبرو گواہان ہدایت کی گئی جس کا وہی جواب دیا اب میری ہمشیر عرصہ سے میرے گھر بیٹھی ہوئی ہے میں بہت ہی مجبور ہوں اب میں شریعت محمدی کی رو سے فیصلہ چاہتا ہوں کروں تو کیا کروں۔ لہذا مہربانی فرما کر مجھے اس مسئلہ کے شرعی جواب سے مشکور فرمادیں۔

﴿ج﴾

اگر اس نے واقعی یہ الفاظ کہ یہ آج دن سے میرے لیے حرام ہے کہے ہیں تو عورت مذکورہ اس دن سے اس پر حرام ہے اسی تاریخ سے عدت تین حیض گزار کر دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر ان الفاظ کا منکر ہے تو باقاعدہ ثبوت کے بعد ہی ایسا کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لیے دو دیندار گواہ ہونے چاہئیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ

طلاق بائن کے بعد تجدید نکاح کے ساتھ پھر آباد ہونا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص روبرو گواہان اپنی بیوی کے متعلق یوں الفاظ کہے کہ میری بیوی میرے تن پر حرام ہے میری بیوی میرے تن پر حرام ہے میری بیوی میرے تن پر حرام ہے پھر اس شخص نے اس عورت کے ساتھ بیس روز کے بعد باقاعدہ ایجاب وقبول کر کے تجدید نکاح کر لیا کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

سائل حافظ محمد امین

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم...... صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل شخص مذکور کی اس بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی تھی جس کی بناء پر تجدید نکاح کر کے آپس میں دوبارہ آباد ہو سکتے تھے کیونکہ حرام سے طلاق بائن واقع ہوئی ہے والبائن لایلحق البائن اس لیے اس سے ایک ہی طلاق بائن واقع شمار ہوگی۔

چونکہ صورت مسئولہ میں دوبارہ تجدید نکاح کر چکے ہیں لہٰذا ان کا آپس میں آباد ہونا درست ہے۔

کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۰۶ ج ۳ (الصریح یلحق الصریح) ویلحق (البائن) بشرط العدة (والبائن یلحق الصریح) الصریح مالا یحتاج الی نیة بائنا کان الواقع به او رجعیا فتح .... وقال الشامی تحته قال ح ولا یرد انت علی حرام علی المفتی به من عدم توقفه علی النیة مع انه لایلحق البائن ولا یلحقه البائن لکونه بائنا لما ان عدم توقفه علی النیة امر عرض له بحسب اصل وضعه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

بیوی سے "جا تو میری بہن ہے، آج سے تو مجھ پر حرام ہے" کہنا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ جا تو میری بہن ہے آج سے مجھ پر حرام ہے یہ الفاظ میں نے تقریباً پانچ چھ مرتبہ اپنی بیوی کو کہے اور خوب زور سے کہا دلدار حسین میرے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا کہ عطاء محمد تیرا دماغ خراب تو نہیں ہو گیا ہوش میں بیٹھے ہو میں نے کہا کہ میں ہوش میں بیٹھا ہوں۔ پھر دوسرے اور تیسرے دن یار دوست پوچھتے تھے کہ میں نے یہ کیا کہا ہے تو میں ان سے کہتا رہا ہوں کہ آج سے یہ میری بہن ہے میں فیصلہ کر چکا ہوں تو کیا اس صورت میں میری بیوی پر طلاق واقع ہو گئی یا نہیں آیا دوبارہ میں اس کو رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کی عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین میں عدت کے اندر اور بعد بغیر حلالہ کے تجدید نکاح درست ہے اور یہ عورت عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور تجدید نکاح کے بغیر عورت مذکورہ کا شخص مذکور کے گھر رہنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۸۷ھ

نہ ہی وہ میری بیوی ہے اور نہ ہی اس کی بچی میری کچھ لگتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی مسماۃ زرینہ بنت عبدالغفور قوم لوھار کا نکاح ایک شخص مسمی فیروز الدین ولد اللہ رکھا قوم لوھار سے ہوا تقدیر الٰہی کہ ان میاں بیوی کے شروع سے ہی تعلقات خوشگوار نہ رہ سکے۔ اب سے چار سال پہلے جبکہ زرینہ مذکورہ حاملہ ہوئی تو کسی جھگڑے کی وجہ سے فیروز الدین نے اپنی بیوی زرینہ کو بری طرح سے زدوکوب کیا اور اسے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی دی اور ساتھ ہی اسے گھر سے نکال دیا۔ زرینہ جھگڑے کے بعد اپنی بیوہ ماں کے پاس چلی گئی جاتے وقت دو ماہ کی حاملہ تھی سات ماہ بعد اس کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اب وہ لڑکی تین سال اور پانچ ماہ کی ہے اب فیروز الدین مذکور بالا نے خود بیوی کو واپس لے جانا تو درکنار کئی معتبر آدمیوں کے کہنے پر بھی واپس اسے اپنی ماں سے نہ لایا کئی بار لوگوں نے سمجھایا کہ زرینہ کی ماں ایک بیوہ عورت ہے تم اپنی بیوی اور بچی کو واپس لے آ اس نے جواب دیا کہ وہ اس کو واپس لانے سے انکاری ہے نہ ہی وہ میری بیوی ہے اور نہ ہی اس کی لڑکی میری کچھ لگتی ہے میری طرف سے اسے طلاق طلاق طلاق ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... اگر فیروز الدین مذکور اقراری ہے کہ اس نے لوگوں کو جواب میں یوں کہا ہے کہ نہ ہی وہ میری بیوی ہے میری طرف سے اسے طلاق طلاق اور طلاق ہے یا وہ خود انکاری ہے لیکن ان الفاظ کے کہنے پر شرعی شہادت باقاعدہ موجود ہے اور اس شہادت کے کسی حاکم مجاز یا شرعی ثالث عالم کے پیش ہو جانے پر اسے معتبر سمجھا گیا تب اس شخص کی مذکورہ بیوی مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے عدت شرعیہ تین ماہواریاں مکمل ان الفاظ کے کہنے کی تاریخ سے گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکے گی پہلے شوہر کے ساتھ بغیر حلالہ ہونے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتی۔
كما قال تعالى الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان ...... فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآیہ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
٧ محرم ١٣٨٧ھ

میری طرف سے رشتہ ناطہ بالکل ختم ہو چکا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی انوری بیگم زوجہ مقصود خان ولد بہادر خان قوم بلوچ ساکن چاہ تھلے والا داخلی موضع نلکوٹ شجاع آباد کو آج مورخہ 67-3-7ء طلاق بوجہ روایات خانگی اور حرکات ظالمانہ پر اس قدر کہ میں اس حد تک پہنچانے پر بالکل مجبور ہو گیا ہوں کیونکہ جس باپ نے معصوم لڑکی کے گھر گزارے کی تلی کھینچ کر اپنے بھاری پیر کے نیچے دبالی ہو اور حلق پر اس زور سے بوجھ رکھ دیا ہو جسے لڑکی کی معصومیت برداشت نہ کر سکے میں عرصہ دراز سے دیکھتا رہا شاید اس کے باپ کے ظالمانہ منہ کو اللہ تعالیٰ بچی کے گھر کی طرف پھیر دے لیکن اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور مجبور ہو گیا ہوں کیونکہ اس معصوم شکل کی طرف دیکھا بھی نہیں جاتا آج کے بعد اس معصوم شکل نے کوئی حادثاتی خطرناک شکل اختیار کر لی تو اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے مہربانی کر کے میرے گھر سے اپنی لڑکی کو لے جائیں۔ آئندہ میں کسی بات کا بھی ذمہ دار نہ ہوں گا اس کی ایک نقل میرے پاس ہے۔ اس کے بعد میری طرف سے رشتہ ناطہ بالکل ٹوٹ چکا ہے۔ اب تک جو کچھ آپ نے کہا یا کیا میں نے خدا کے لیے معاف کیا اور اگر مجھ غریب سے کوئی آپ صاحبان کی شان میں گستاخی ہوگئی ہو تو مجھے معاف فرما دینا آپ کا فرض ہے کیونکہ آپ بڑے ہیں اور میں چھوٹا ہوں اس کے بعد پارچہ جات کا فیصلہ آپ کی بیٹی پر ہوگا جس طرح کرے گی آمین کر لوں گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط مقصود خان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... میں نے اپنی بیوی انوری بیگم کو آج مورخہ ٦٧-٣-٧ء طلاق بوجہ الخ کے الفاظ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اس کے بعد ان الفاظ سے کہ اس کے بعد میرا رشتہ ناطہ بالکل ٹوٹ چکا ہے۔ اگر نئی طلاق کا ارادہ کر چکا ہے تو اس سے دوسری ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے اور اگر اس سے نئی طلاق کا ارادہ نہیں کر چکا ہے بلکہ پہلی طلاق رجعی دینے کا مطلب وہ یہ سمجھ چکا ہے کہ اس کی وجہ سے رشتہ ناطہ بالکل ٹوٹ چکا ہے اور اس کو ان الفاظ میں ذکر کر چکا ہے تو اس سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی اور نہ پہلی طلاق بائن ہوگی۔

رجعی طلاق سے بینونت سمجھ لینے یا بینونت کا ارادہ کرنے سے طلاق رجعی بائن نہیں بن جاتی ہے اور یہی ظاہر ہے۔ لہٰذا اس صورت میں عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے صرف اتنا کہہ دینے سے کہ میں نے اپنی طلاق رجوع کر لی اور طلاق واپس لے لی دوبارہ اس کی بیوی ہو جائے گی بیوی چاہے یا نہ چاہے۔ لیکن احتیاط اس میں ہے کہ تجدید نکاح کر

کے دوبارہ آباد ہوں۔

کما قال فی الکنز مع النھر ص ۳۲۱ ج ۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور الصریح کانت طالق و مطلقۃ وطلقتک وتقع واحدۃ رجعیۃ وان نوی الاکثر او الابانۃ اولم ینو شیئا ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

فلاں عورت سے آج کے بعد میرا کوئی ازدواجی تعلق نہ ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی بیوی کنیز فاطمہ کو طلاق نامہ لکھ کر ڈاک میں رجسٹری کر کے بھیج دیا ہے گواہوں کے نام تو درج کیے ہیں مگر دستخط یا انگوٹھا وغیرہ کوئی بھی نہیں لگایا اور طلاق دہندہ کا انگوٹھہ کالی روشنائی کے ساتھ لگایا گیا ہے اور باقی طلاق نامہ نیلی سیاہی سے لکھا گیا ہے طلاق دہندہ کے والد سے دریافت کیا گیا ہے کہ تمھارے پسر نے طلاق نامہ دے دیا ہے اس نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ میرے پسر نے طلاق نامہ دے دیا ہے الفاظ وعبارت طلاق نامہ جو کہ طلاق دہندہ نے لکھ کر بھیجا ہے مندرجہ ذیل ہے۔

''کنیز فاطمہ دختر شہامند ولد اللہ دتہ قوم کھوکھر چاہ حسن والا موضع دولوانہ تحصیل زرکوٹ جھنگ جو کہ اس وقت بشیر احمد ولد پاؤ کے عقد میں رہی ہے آج مورخہ 66-12-14ء کی تاریخ سے میرے عقد میں نہیں رہی ہے یہ تحریر میں باہوش وحواس درج ذیل دو شاہدوں (۱) احمد بخش ولد اللہ دتہ (۲) نزیر احمد ولد ابراہیم قوم حجام گڑھ مہاراجہ کے لکھ رہا ہوں۔

لہٰذا آج یہ تحریر جو کہ میں نے صدق دل سے لکھ دی ہے کے بعد میرا کنیز فاطمہ مذکورہ کے ساتھ کوئی تعلق یا علاقہ ازدواجی نہیں رہا اور نہ ہوگا کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ طلاق ہو گئی یا کہ نہیں؟

طلاق دہندہ، بشیر احمد

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... اگر فی الواقع یہ تحریر بشیر احمد مذکور کی طرف سے بھیجی گئی ہے وہ خود تسلیم کرتا ہے یا اس بات کی شرعی شہادت موجود ہے تب اس کی بیوی کنیز فاطمہ مذکورہ ایک طلاق سے بائنہ ہو چکی ہے عدت گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اگر فریقین دوبارہ رضامند ہو جائیں تو دونوں کی رضامندی سے عدت کے اندر اور بعد از عدت تجدید نکاح کر کے آباد ہو سکتے ہیں حلالہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ الفاظ آج مورخہ سے میرے عقد میں نہیں رہی ہے کنایہ طلاق ہے اور تحریر کے آخر میں یہ الفاظ کہ آج کے بعد میرا کنیز فاطمہ کے ساتھ کوئی تعلق یا

علاقہ ازدواجی نہیں رہا اور نہ ہوگا قرینہ ارادۂ طلاق ہے اور کنایہ الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

کما قال فی العالمگیریۃ ص ۳۷۵ ج ۱ ولو قال لھا لا نکاح بینی و بینک او قال لم یبق بینی وبینک نکاح یقع الطلاق اذا نوی الخ ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

نہ ہی اس کو بساتا ہوں اور نہ ہی وہ میرے لائق ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی زید مثلاً اپنی زوجہ مسماۃ زینب کو مثلاً مار پیٹ کر کہتا ہے کہ نہ میں اس کو بساتا ہوں اور نہ ہی میرے لائق ہے پھر اس کو اپنے ماں باپ کے گھر پہنچا دیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا کہ میں تم کو تھوکتا ہوں نیز جب اس لڑکی کے ورثاء نے کچھ کہا کہ تیرا کیا خیال ہے اپنی زوجہ کو ہوش و سمجھ کے ساتھ بساتا ہے یا طلاق دینے کا خیال ہے تو اس پر جواباً اسی شوہر نے کہا کہ طلاق تو طلاق ہی سہی اب کیا حکم ہے کہ طلاق واقع ہو جاتی ہے پھر اگر ہے تو رجعی ہے یا بائنہ۔

نوٹ: یہ باتیں شادی کے قریب کی ہیں پھر شادی کو تقریباً دس سال ہوئے ہیں شادی کے بعد تقریباً ایک رات شوہر کے گھر رہی اب تک ماں باپ کے گھر پر رہی۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... واضح رہے کہ الفاظ نہ میں اس کو بساتا ہوں، کنایات طلاق میں سے ہیں لہٰذا اگر ان الفاظ سے نیت طلاق کر چکا ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو گئی ہے اور اگر ان الفاظ سے طلاق کی نیت نہیں کر چکا ہے تو ورثہ لڑکی کے سوال کے جواب میں جو یہ الفاظ کہہ چکا ہے کہ طلاق تو طلاق ہی سہی سے ایک طلاق رجعی واقع ہو گئی عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے عدت کے اندر رجوع اگر نہ کرے تو عورت عدت کے بعد اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے رجوع جیسے کہ قولی ہوتا ہے اسی طرح ان الفاظ کے کہنے کے بعد اگر عدت کے اندر کسی بھی وقت اپنی اس عورت کو وطی کر چکا ہے یا اسے مس بالشھوۃ کر چکا ہو تو یہ بھی رجوع شمار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ شوال ۱۳۸۶ھ

میں نے اپنی منکوحہ کو اپنے اوپر حرام کیا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے اپنی اہلیہ منکوحہ کے بارہ میں بیان کیا کہ میں نے اپنی منکوحہ کو بوجہ بدکار ہونے کے اپنے اوپر حرام کرلیا اس معاملہ میں سامع فرد واحد تھا تو دوبارہ سامع نے تشفی کے لیے اپنی گھر والی کو بلا کر بیان دلوایا تو حسب سابق شوہر نے دوبارہ یوں کہا کہ میں بوجہ بدکار ہونے کے اپنی اہلیہ کو حرام سمجھتا ہوں میرے لیے حرام ہے اس مسئلہ کو عنداللہ وعندالرسول واضح فرمایا جاوے کہ اس بیان پر طلاق واقع ہوئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... میں نے اپنی منکوحہ کو بوجہ بدکار ہونے کے اپنے اوپر حرام کیا کے الفاظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اگرچہ ان الفاظ کو مکرر بھی کہہ دے صرف ان الفاظ سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔ عدت کے اندر اور عدت کے بعد دونوں کی رضامندی سے بغیر حلالہ کے ان کے مابین نکاح ہوسکتا ہے۔

الصریح یلحق الصریح والبائن یلحق الصریح لا البائن ٥

اس کی وجہ سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

ھکذا قال فی الدر المختار ص ۳۰۸ ج ۳

اسی طرح عدت گزرنے کے بعد عورت اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ شوال ۱۳۷۶ھ

درج ذیل الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ (۱) کوئی شوہر اپنی بیوی کو دھمکانے ڈرانے کے لیے کہے کہ تو بیوی نہیں میں شوہر نہیں۔

(۲) بیوی باہر ہے اور شوہر دھمکی دے کہ دس روز کی مدت میں نہ آئی تو میرے گھر نہ آنا جب یہ کہتا ہے تو اس کا ارادہ اس کو چھوڑنے کا نہیں۔

(۳) ایک شوہر کو بدگمانی ہوئی کہ اس کی بیوی فلاں سے مذاق کررہی ہے تو شوہر نے کہا کہ تو اب اس سے نکاح

کرنا ارادہ خراب نہیں ہے یعنی چھوڑنے کا نہیں ہے۔ آیا ان تین باتوں سے نکاح میں رہنے سے کوئی فرق ہوگا یا کوئی تفصیل ہوگی مہربانی فرما کر جواب عنایت فرمادیں۔

نوٹ: سوال نمبر۲ بیوی مدت گزرنے کے بعد نہ آئی وجہ یہ ہے کہ بیوی آنے کو تیار ہے اور وہ رو رہی ہے۔ مگر اس کے رشتہ دار آنے نہیں دیتے، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... (۱) اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب دھمکانے کے لیے کہہ رہا ہے نیت طلاق کی نہیں کرچکا ہے۔

کما قال فی العالمگیریۃ ص ۳۷۵ ج ۱ ولو قال ما انت لی بامراۃ و لست لک بزوج ونوی الطلاق یقع عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وعندھما لایقع ٥

(۲) میرے گھر نہ آنا سے بغیر نیت طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(۳) کہ تو اب اس سے نکاح کرنا کے الفاظ سے بھی بغیر نیت طلاق واقع نہیں ہوتی۔ یہ سب الفاظ کنایات طلاق میں ہیں جو نیت کے محتاج ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

سسر کو ان الفاظ ''اپنی بچی کی جہاں چاہو شادی کرلو'' سے دھمکی دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ (۱) میرا اور میری بیوی کا آپس میں کوئی جھگڑا نہ تھا۔ (۲) میرے والدین اور میری زوجہ کے والدین کے جھگڑے کی وجہ سے یہ دھمکی دی تھی۔ (۳) میں نے یہ الفاظ صرف اپنے سسر کو دھمکی دینے کے لیے لکھے تھے کہ اپنی لڑکی کی شادی جہاں چاہے کرلیں۔ (۴) میں اور میری زوجہ اس روز سے آپس میں راضی خوشی آباد ہیں۔

نوٹس: بنام اللہ یار ولد کرم الٰہی قوم بھٹی تحصیل ضلع جھنگ ہرگاہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی لڑکی کی شادی ہمراہ میرے ہوئی تھی بسبب بدچلنی اور میرے اوپر تہمت لگانے کے غیر آباد ہوگئی ہے اس لیے آپ اگر کوئی لین دین ہو تو مجھ سے ختم کرلیں اور جس طرح آپ کا دل چاہے کرلیں میرا کوئی عذر نہ ہوگا نیز اپنی لڑکی کی شادی جہاں چاہے کرلیں۔
محمد جمال ولد احمد یار قوم بھٹی تحصیل جھنگ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر واقعی خاوند کا ارادہ طلاق کا نہیں تھا تو خط کشیدہ الفاظ کی وجہ سے طلاق واقع نہیں ہوتی زوجہ مذکورہ بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۵ رجب ۱۳۹۵ھ

بہن کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی نیت کچھ بھی ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین بار ان الفاظ کے ساتھ بہن کہا کہ تو میری بہن ہے اور اپنی بیوی کے منہ پر ہاتھ پھیرا جب اس شخص سے ان الفاظ کے کہنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرا ارادہ دینے کا تھا۔

﴿ج﴾

ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ چاہے اس کی نیت کچھ بھی ہو۔ لیکن آئندہ ایسے الفاظ بیوی کو نہ کہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۴ شوال ۱۳۹۳ھ

بیوی کو مائی کہہ کر پکارنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی بیوی کو مائی کہہ کر بلاتا ہے جبکہ یہ لفظ مائی ماں کو اور بہن بیٹی اور ہر اس عورت کو کہا جاتا ہے جو کہ اس کے نکاح میں نہیں اور اس علاقہ کے لوگ اس لفظ مائی کو برا مانتے ہیں اپنی بیوی کے حق میں اس کو مائی کہیں تو کیا اس سے طلاق یا ظہار ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن زوجہ کے بارے یہ الفاظ نہ کہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ

بیوی سے ”تو آزاد ہے جہاں مرضی ہو چلی جاؤ“ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کئی بار اپنی بیوی کو لفظ آزادی کہتا ہے یوں کہتا ہے کہ تو آزاد ہے جہاں مرضی جاؤ اور یہ مہر لے لو۔ میں نے تمہیں آزاد کر دیا ہے میرا تمھارے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور اس کا اظہار دوسرے لوگوں کے سامنے بھی کئی بار کرتا ہے عرصہ پانچ سال تک ازدواجی تعلقات منقطع رہے نہ اس عرصہ میں کفالت کی لفظ طلاق بھی کئی بار زبان پر لایا بچے وغیرہ چھین کر مار پیٹ کر گھر سے نکال دیے دلی طور پر اس سے سخت نفرت کرتا ہے۔ بحیثیت زوجیت زوجہ کا اب اس سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اپنے والدین کی طرف رہائش پذیر ہے۔

(۱) اس عورت پر کتنی طلاق واقع ہونگی؟ (۲) کیا عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟
(۳) کیا عورت اسی وقت مطلقہ ہوگئی؟

﴿ج﴾

آزاد کر دیا ترجمہ ہے لفظ حرۃ کا اور اس سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور جب پہلی بار یہ کہا تو اس سے اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہوگئی اور اس کے بعد جتنی دفعہ اس لفظ کا استعمال کیا اس سے کوئی اور طلاق واقع نہیں ہوتی البتہ اگر عدت کے اندر آزاد کر دیا کہنے سے قبل یا بعد لفظ طلاق دو دفعہ یا اس سے زیادہ کہا ہے تو اس کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

”میں نے تجھ کو ساری عمر کے لیے فارغ کر دیا ہے“ کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام جنت کا نکاح ہمراہ امان اللہ عرصہ گزر چکا ہے وٹہ سٹہ میں ہوا ہے کسی خاص ناچاقی کی بناء پر غلام جنت کا یہ اعتراض ہے کہ پہلے میری بھاوج کو میرے بھائی کے گھر آباد کرو پھر میں تمھارا گھر آباد کرونگی۔ امان اللہ نے کاغذ پر تحریر لکھ کر اپنی زوجہ کے حوالہ کر دی جس پر یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ تم نے ایک مہینہ کی چھٹی مانگی تھی میں کہتا ہوں کہ میں تم کو ساری عمر کے لیے فارغ کر چکا ہوں تیری مجھے کیا ضرورت ہے میرا بچہ محمد آصف میرے ساتھ ہے اب امان اللہ کہتا ہے کہ رقعہ بالا میں نے صرف رعب ڈالنے کی خاطر لکھا تھا طلاق قطعاً نہیں دی جو کہ حلفاً بیان کرتا ہے تو کیا اس صورت میں طلاق ہوگئی ہے یا نہیں اور کیا دوبارہ رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ اس شخص مذکور کے اس خط سے اس کی زوجہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہو چکی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اور بعد زوجین کی رضامندی سے تجدید نکاح درست ہے حلالہ کی ضرورت نہیں اور عدت گزرنے کے بعد یہ عورت دوسری جگہ نکاح بھی کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی سے ''جس جگہ چاہے چلی جا'' کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند اور بیوی آپس میں ناراض ہو گئے خاوند نے بیوی سے کہا کہ تو جس جگہ چاہے چلی جا، بیوی نے کہا نہ مانا اس کے بعد وہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی والدہ کو حال بتایا خاوند بھی اتنے میں اپنے سسرال چلا گیا اس کی بیوی کی والدہ نے کہا کہ ایسے الفاظ نہ استعمال کرو ان الفاظ سے طلاق بھی ہو جاتی ہے۔ خاوند نے کہا کہ اگر طلاق ہو جائے تو ہو جائے میرا سامان دیدو۔ وہ سامان لے گیا اس بات کو تقریباً چار سال گزر گئے ہیں خاوند کہتا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی میری بیوی مجھے واپس کر دو لوگ کہتے ہیں کہ طلاق ہو گئی ہے اس دوران میں خاوند اور بیوی کی ناراضگی اور بڑھ گئی اس نے کہا کہ میرا لڑکا بھی واپس کرو۔ انھوں نے لڑکا بھی واپس کر دیا۔ اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ طلاق ہوئی یا نہ اور عورت نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہ۔

نوٹ: خاوند نے عدالت سے اپنے حق میں فیصلہ لے لیا ہے لیکن عورت نے واپس جانے سے انکار کر دیا ہے عورت نے پھر عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا مگر وہ خارج ہو گیا ہے۔

محمد اکرم، ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

جس جگہ چاہے چلی جا کے الفاظ کنایات طلاق سے ہیں۔ اگر طلاق کی نیت سے یہ الفاظ کہے جائیں تو ان سے ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اگر بہ نیت طلاق یہ کلمات کہے گئے ہیں تو یہ عورت مطلقہ بائنہ ہو گئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ رجب ۱۳۹۷ھ

بیوی سے ''جیسی میری وہ بہنیں ہیں، تو میری بہن ہے'' کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد رمضان ولد جمال سکنہ چک نمبر 686 تحصیل لودھراں ضلع ملتان نے اپنی بیوی کو تین دن یہ لفظ کہہ چکا ہے کہ تو میری بہن ہے جیسی میری وہ بہنیں ہیں ویسے تو میری بہن ہے تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سائلان، عبدالرحمٰن خادم حسین ولد غلام رسول

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ اس کہنے سے اس عورت پر طلاق واقع نہیں ہوئی البتہ اس طرح کے کلمات عورت کو کہنا مکروہ ہے۔

كما في العالمگيرية لو قال لها انت امی لا يكون مظاهرا وينبغي ان يكون مكروها ص ۵۰۷ ج ۱ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ شعبان ۱۳۹۷ھ

بیوی کے ساتھ دوران جھگڑا لفظ ''انقطاع'' استعمال کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد تقی شاہ صاحب اپنی بہن ظہور فاطمہ کو اپنے گھر میکے لانے کے لیے اپنے بہنوئی سید غلام مصطفیٰ کے گھر گیا بعد از خیر و خیریت کے مذکور نے اپنا مدعی پیش کیا جس پر غلام مصطفیٰ نے کہا کہ روٹی وغیرہ کھا کر جائیں اس پر وہ راضی ہو کر ٹھہر گیا بعد نماز وطعام کے باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا اور بات طول پکڑ گئی جس پر غلام مصطفیٰ نے اپنی بیوی مسماۃ ظہور فاطمہ کو جو اپنے بھائی کے ساتھ روانہ ہو رہی تھی کہا کہ میں بحیثیت خاوند کے آپ کو کہتا ہوں کہ آپ بھائی کے ساتھ نہ جائیں میں آپ کو سختی سے منع کرتا ہوں کہ اپنے میکے نہ جائیں اس کے سوا مجھے یاد نہیں کہ کوئی اور بات کہی ہو اس تنبیہ پر وہ واپس بیٹھ گئی بعد میں اس کے بھائی سید محمد تقی شاہ نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ نہ آئی تو ہمیشہ کے لیے ہم تینوں بھائیوں سے علیحدہ ہو جائیگی جس پر وہ دوبارہ اٹھ کر بھائی کے ساتھ چلی گئی جس پر اپنے گھر جا کر سید محمد تقی شاہ نے مشہور کر دیا کہ غلام مصطفیٰ نے طلاق دی ہے حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے موقع

پر موجود گواہان نے صرف اتنا کہا ہے کہ غلام مصطفیٰ نے بحالت غصہ کے ایک دفعہ لفظ انقطاع کہا ہے جس پر بعد از دس پندرہ دن کے یہ معلوم ہونے پر یا روبرو گواہان کے میں نے رجوع کر لیا تھا اس صورت میں شرع متین کیا فرماتی ہے مسئلہ کی وضاحت فرما دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خاوند سے معلوم کیا جاوے کہ اس نے انقطاع کا لفظ کس مقصد کے لیے کہا ہے اگر بنیت طلاق یہ لفظ کہا ہے کہ اس میں ازدواجی زندگی منقطع کرنے کا معنی لیا ہے تو اس کی منکوحہ ایک طلاق سے مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ رجوع تو نہیں کر سکتا لیکن نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے اگر عورت کا دعوی کسی اور لفظ سے طلاق دیدینے کا ہے تو پھر عورت پر لازم ہے کہ وہ فریقین کے معتمد علیہ ثالث کے سامنے گواہ پیش کرے اگر ثالث کے ہاں ایسے گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں زوجہ کا دعوی ثابت ہو جائے تو عورت کے گواہوں پر فیصلہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم
۱۸ شوال ۱۳۹۷ھ

صریح طلاق اور ''حرام'' کہنے کے عدد میں اگر شبہ ہو تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ آج بتاریخ 12-08-67 الحاج مولانا نور جہانیاں صاحب مولانا مفتی محمد کلیم اللہ صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن میلسی بمقام چاہ ٹاہلی والہ موضع حلال کہم تحصیل میلسی ضلع ملتان تاج محمد آرائیں کی دعوت پر جمع ہوئے تاج محمد نے شرعی حاکمین کی عدالت میں دعوی دائر کیا کہ میرے داماد مسمی رانجھا نے میری دختر مسماۃ غلام فاطمہ کو طلاق دی ہے آپ دونوں کو ہم شرعی حکمین تسلیم کرتے ہیں اور جو شرعی فیصلہ آپ صادر فرمائیں گے منظور ہوگا۔

بیان مدعی علیہ

منکہ رانجھا ولد نور محمد قوم آرائیں سکنہ ملکو حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں مخدوم رشید میلہ سے آیا تو بھائیوں سے جھگڑا ہو گیا جس کی بناء پر غصہ میں آکر میں نے ایک دفعہ طلاق اور ایک دفعہ حرام کہا ہے اور ایک دفعہ ہمشیر کہا ہے، فقط۔

شاہد نمبر 1 بیان برادر مدعی علیہ

منکہ محمد علی ولد نور محمد قوم آرائیں سکنہ ملکو تحصیل میلسی ضلع ملتان حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میرے سامنے رانجھا نے اپنی

زوجہ کو طلاق اور دو دفعہ حرام حرام کہا ہے مگر مجھے یاد نہیں کہ کتنی دفعہ اس نے کہا ہے اس کا مجھے علم نہیں۔

شاہد نمبر ۲ بیان اعظم ولد احمد موچی سکنہ ملکوال تحصیل میلسی

منکہ نور محمد ولد محمد خان محمد قوم آرائیں سکنہ ملکو حلفیہ بیان دیتا ہے کہ میرے سامنے رانجھا نے دو دفعہ طلاق طلاق اور دو دفعہ حرام حرام کہا ہے اور دو دفعہ ہمشیر ہمشیر کہا ہے۔

شاہد نمبر ۳ بیان اعظم ولد احمد موچی سکنہ ملکو تحصیل میلسی

میرے سامنے رانجھا نے دو دفعہ طلاق طلاق اور تین دفعہ حرام اور ایک دفعہ ہمشیر کہا۔

بیان زوجہ رانجھا مسماۃ غلام فاطمہ

میں حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ میں نے اپنے خاوند سے کوئی لفظ نہیں سنا نہ طلاق کا۔

الاستفتاء

صورت مسئولہ میں طلاق بائنہ واقع ہوگی یا مغلظہ، بینوا توجروا۔

فیصلہ مقدمہ

بندہ کی معیت میں حضرت مولانا مولوی نور محمد جہانیاں صاحب نے مذکورہ بالا بیانات سماعت کیے تنازع کے وقت مدعی علیہ کا والد اور اس کا بھائی اور اس کی بیوی اور اس کی ماں چند قدم کے فاصلہ پر اعظم موچی دوسرے مکان میں جس کا صحن قدر مشترک ہے موجود تھے اور ان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا جب ہم دونوں نے بیانات کی سماعت کی تو اعظم موچی موجود نہیں تھا اس کو طلب کیا گیا تو اس نے ہمارے پاس آکر بیان دینے سے انکار کر دیا اور اس نے کہا کہ میں بیان دینے کے لیے نہیں جاؤں گا البتہ مولوی عبدالرحمن امام مسجد ملکو کو بیان دوں گا اس نے عبدالرحمن امام مسجد کے سامنے ایک ہفتہ قبل یہ بیان دیا تھا کہ میرے روبرو اپنے منہ سے دو دفعہ طلاق طلاق اور تین دفعہ حرام ایک دفعہ یہ کہ میری بہن ہے اور دوسری دفعہ ہمارے طلب کے انکار پر عبدالرحمن کے سامنے اس نے یہ بیان دیا کہ پہلے تین دفعہ حرام حرام حرام اس کے بعد تین دفعہ بہن اس کے بعد ایک دفعہ طلاق کہا ہے۔ صورت متنازعہ میں چونکہ جھگڑا ہو رہا تھا اور اس کے بھائی اور والد مدعی علیہ رانجھا کو مار رہے تھے اور گالی گلوچ دے رہے تھے ایک شور برپا تھا اور اس صورت میں بوقت تنازع اعظم موچی دس قدم کے فاصلہ پر اپنے مکان میں جس کا صحن قدر مشترک ہے موجود تھا وہ صحیح معنی میں اس کے الفاظ کو ضبط نہیں کر سکا۔ محض اس نے تخمیناً وظناً یہ بیان دیا ہے جو معیار شہادت پر صحیح نہیں اترتا۔ کیونکہ شہادت کے معنی ہیں۔

هي اخبار عن مشاهدة و عيان لاعن تخمين وحسبان ٥

اس وقت اس کا مشاہدہ معائنہ نہ تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ حاکمین کے سامنے بیان دینے سے انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ شاہد متذبذب ہے ان مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر اس کے بیان کو رد کیا جاتا ہے باقی رہا شاہد اول مسمی محمد علی تو اس کے بیان میں تعداد طلاق کا ذکر نہیں ہے۔ ''والبائن'' کے تحت طلاق صرف دو واقع ہوں گی۔

باقی رہی اس کے والد کی گواہی تو الفرع لاصله وبالعكس للتهمة (درمختار صفحہ ۸۷۴ ج ۳) میں موجود ہے نیز درمختار صفحہ ۴۹۴ ج ۵ میں موجود ہے۔

ولو شهد احدهما بالف والاخر بالفين او مائة ومائتين او طلقة وطلقتين او ثلاث ردت o

اس قاعدہ کلیہ کے تحت گواہوں کے شدید اختلاف کی بناء پر شہادتیں تعداد طلاق میں مردود ہوں گی چونکہ تمام شہادتیں نفس وقوع طلاق میں متفق ہیں۔ لہذا طلاق بائن واقع ہو جائیگی اور اس میں جدید نکاح کرنا ہوگا اور وقوع طلاق میں تغلیظ ثابت نہ ہونے کی وجہ سے حلالہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔

واللہ اعلم بالصواب، محمد کلیم اللہ

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ..... اگر حاکمین کا اعتماد اعظم موچی کے بیانات پر ہو کیونکہ اس کے بیانات میں تضاد پایا جاتا ہے یا اعظم مذکور شہادت کے معیار پر صحیح نہیں اترتا تب چونکہ تین طلاقیں دینے پر نصاب شہادت مکمل موجود نہیں ہے اور دو طلاقیں دینے کا تو خود زوج ان کے روبرو اپنے بیانات میں بایں الفاظ کہ میں نے ایک دفعہ طلاق اور ایک دفعہ حرام ہے اقرار کر چکا ہے اس لیے اس کے اقرار کے بموجب اسکی بیوی مذکورہ دو طلاقوں سے بائنہ شمار ہوگی تجدید نکاح کر کے دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں۔ حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی ویسے حاکمین کے سامنے اعظم موچی جو کہ شہادت نہیں دے چکا ہے اس لیے سنی سنائی بات پر فیصلہ دینا بھی جائز نہیں ہے۔ باقی اعظم موچی کا پچھلا بیان بدین الفاظ کہ پہلے تین دفعہ کہا وہ اس کو اگر حاکمین کے روبرو بھی فرض کیا جائے تب بھی اس کے مطابق صرف دو طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں ایک طلاق لفظ حرام سے اور دوسری طلاق ایک دفعہ لفظ طلاق سے۔

لان الصريح يلحق الصريح والبائن يلحق الصريح o فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

تو میری کچھ نہیں لگتی، نہ ہی میرا تجھ سے کوئی تعلق ہے، تجھے طلاق ہے جہاں چاہے چلی جاؤ؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں محمد بی بی بنت شکر دین قوم آرائیں بیان کرتی ہوں کہ آج سے تقریباً 20 سال پہلے میرے والدین نے میرا نکاح ایک شخص رمضان ولد فقیر محمد قوم آرائیں سے کر دیا تھا پہلے دس سال

میرے اور اس کے تعلقات بہت اچھے رہے لیکن بدقسمتی سے 1957ء تقریباً ماہ جولائی میں میرے اور محمد رمضان کے درمیان ایک گھریلو تنازعہ ہو گیا جس میں اس نے مجھے متواتر کئی آدمیوں کے سامنے ۴ بار یا ۵ بار کہا کہ تو میری کچھ نہیں لگتی اور میرا تیرا کوئی تعلق نہیں ہے اور میری طرف سے تجھے طلاق ہے اور یہاں سے جہاں چاہے چلی جاؤ میں اسی دن سے اپنے ماں باپ کے پاس چلی آئی اور اب تک اپنے والدین کے ہاں رہتی ہوں کیونکہ مجھے وہ کہتا تھا کہ اگر میرے گھر میں رہی تو تم کو قتل کر دونگا لہذا مہربانی فرما کر شریعت محمدی کی رو سے مسئلہ کا حل بتائیں کہ آیا رمضان ولد فقیر محمد سے کوئی تعلق باقی رہا یا کہ طلاق واقع ہو گئی اور مزید میرے لیے شریعت محمدیہ کی رو سے کیا حکم ہے، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ..... اگر یہ الفاظ ''تو میری کچھ نہیں لگتی اور میرا تیرا کوئی تعلق نہیں ہے اور میری طرف سے تم کو طلاق ہے اور یہاں سے جہاں چاہے چلی جاؤ''۔ آپ کا شوہر آپ کو کم از کم تین دفعہ بھی کہہ چکا ہو تو بشرط صحت بیان آپ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہو۔ عدت شرعیہ گزر جانے کے بعد جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہو۔ اس کے ساتھ دوبارہ آباد ہونا بہر صورت بغیر حلالہ کے جائز نہیں ہے۔

كما قال تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآيه o

طلاق شرعاً زبانی بھی واقع ہو جاتی ہے طلاق کے لیے تحریری ہونا شرعاً کوئی ضروری نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۷ھ

تو باپ کے گھر چلی جا دوسرا شوہر کر لے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے اپنی منکوحہ کو ناراض ہو کر یوں کہا کہ میں معاذ اللہ خودکشی کرتا ہوں تو اپنے باپ کے گھر چلی جا اور نیا خاوند کر لے۔ یہ الفاظ ایک مرتبہ کہتے ہی وہ گھر سے کہیں چلا گیا تھا۔ ایک ماہ بعد وہ اپنے گھر لوٹ آیا دیکھا تو اس کی وہ زوجہ اپنے باپ کے ساتھ کوئٹہ چلی گئی تھی۔ اب اس کے باپ نے ارادہ کر لیا ہے کہ میں اس بیٹی کو دوسرے کسی شخص کے عقد میں نہیں دیدونگا کیونکہ زید جو اس کا پہلا خاوند تھا اس نے مندرجہ بالا الفاظ سے طلاق کر دی ہے حالانکہ وہ فقط ڈرانا دھمکانا چاہتا تھا۔ اس کی نیت طلاق دینا نہ تھا اب وہ مذکورہ عورت کو واپس لانا چاہتا ہے لیکن عورت کا والد رکاوٹ ڈال رہا ہے اور وہ ان الفاظ کو طلاق ثلثہ مغلظہ قرار دے رہا ہے، تو اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہو جاتی ہے یا بالکل ہوتی نہیں؟

﴿ج﴾

اگر موقعہ اور محل اس طرح کا ہو کہ جو دلالت کرے کہ یہ الفاظ طلاق کے لیے کہے گئے ہیں یا ان الفاظ کو شخص مذکور نے بنیت طلاق کہا ہے تو عورت مذکورہ پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ہے اور اگر ایسا نہیں تھا تو پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔ مقامی علماء سے تحقیق کی جائے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

صریح طلاق کے ساتھ طلاق بائن دینا

﴿س﴾

ایک شخص نے طلاق نامہ میں یہ لفظ تحریر کیے آج طلاق بائنہ دیکر اپنے تن سے حرام کر دیا اور ایک بار لفظ طلاق بھی زبانی کہہ دیا بوقت طلاق عورت حاملہ تھی اب وضع حمل ہو چکا ہے کیا اب دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے۔ نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ کذا فی الهداية مع الفتح ص ۳۲۹ ج ٥٦ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

ایک دفعہ لفظ حرام وطلاق کے بعد تین بار حرام کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس طرح کہنے والے کے بارہ میں میں تجھ کو بتا دیتا ہوں کہ میں اپنی منگیتر نورن دختر اللہ داد ولد ماچھیا قوم ہراج چاہ شاہ محمد والہ تحصیل وضلع ملتان کو طلاق دیدی ہے کیونکہ اس نے حد درجہ کوشش کی کہ وہ مجھے مل جائے لیکن مجھے اس کے والدین نے شادی کر کے نہیں دی میں آج تنگ ہو کر طلاق دے رہا ہوں اور یہ میرے لیے آج کے بعد حرام ہو چکی ہے۔ حرام، حرام، حرام۔

خادم حسین ولد ولید قوم ہراج

﴿ج﴾

تحقیق کی جائے اگر واقعی طلاقنامہ خاوند کا تحریر کردہ ہے تو اس کی منکوحہ جبکہ غیر مدخول بہا ہے مطلقہ بائنہ ہو چکی

ہے اور خاوند رجوع نہیں کر سکتا۔ بغیر عدت کے دوسری جگہ نکاح جائز ہے اور سابقہ خاوند کے ساتھ بھی نکاح جدید بتراضی طرفین بغیر حلالہ جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
۱۳ جمادی الاخری ۱۳۹۸ھ

''مجھے تیری ضرورت نہیں ہے میرے گھر سے چلی جا'' کہنے کے بعد طلاق کا اعتراف کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا چھ ماہ کے بعد ناچاقی کی وجہ سے اس عورت کو گھر سے نکال دیا کہ مجھے تیری ضرورت نہیں تو میرے گھر سے چلی جا۔ وہ عورت وہاں سے اُٹھ کر ہمسائے کے گھر میں آٹھ روز رہی اس کے بعد وہ عورت اٹھ کر مرد کے رشتہ دار کے گھر جا کر بیٹھ گئی اسی اثناء میں اسی مرد کے دوستوں نے یا ہمسایوں نے یا دیگر آدمیوں نے جو دریافت کیا کہ یہ تو نے کیا کر رکھا ہے تو اس شخص نے چند لوگوں کو کہا کہ میں نے طلاق دیدی ہے اور میں گھر میں نہیں رکھتا۔ اگر اپنے میکے میں چلی جائے تو میں باقاعدہ طلاق نامہ تحریر کر دونگا۔ یہاں پر اب کیوں بیٹھی ہے ان کے لیے میں طلاق نہیں دیتا ویسے طلاق کسی کے روبرو کھڑے ہو کر نہیں دی البتہ چند آدمیوں کو کہا ضرور ہے کہ میں نے طلاق دیدی ہے اور میں اسے نہیں رکھتا تین ماہ کے بعد وہ اس شخص کے گھر میں واپس آ گئی اب آپ سے یہ فتوی حاصل کرنا ہے کہ آیا وہ شخص اس عورت کو بدستور اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے یا وہ شرعی طور پر مطلقہ ہو چکی ہے رہنے اور رکھنے کے واسطے اب یہ دو فریقین رضامند ہیں اگر شریعت اجازت نہ دے تو وہ عورت کو گھر سے نکالتا ہے عورت کو حق مہر بھی ادا نہیں کیا گیا۔ کیونکہ غالباً اس کا اصل ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا اگر مکمل اور مستقل ارادہ ہوتا تو وہ اسے حق مہر بھی ادا کرتا اور ساتھ ہی عورت کے بار بار مطالبے کے باوجود بھی تحریر طلاق نامہ اس عورت کو نہیں دیا گیا تین حیضوں میں گاہ بگاہ اس عورت سے وہ شخص ہمبستری بھی کرتا رہا اور وہ مرد عورت پر زور دیتا رہا کہ اب تو واپس گھر چل مگر عورت کے میزبانوں نے اس عورت کو ڈرایا اور دھمکایا کہ اگر اب تو وہاں گئی تو تجھے بیچ دیں گے اس ڈر کے مارے وہ عورت اس شخص کے گھر واپس آنے سے گھبراتی رہی چند آدمی اس مرد کے پاس آتے رہے کہ تو عورت کا فیصلہ کر دے اور اس کو طلاق دے مگر وہ صاف انکار کرتا رہا کہ میں طلاق نہیں دیتا ہوں اور اسے گھر میں لے آؤں گا اور آباد کر دوں گا۔

محمد بخش پہلوان، سلطان کوٹ، تحصیل لیہ

﴿ج﴾

اس شخص نے اگر یہ الفاظ مذکورہ فی السوال یعنی نکل جا طلاق کی نیت سے کہے ہیں تو ان سے ایک طلاق بائن قع ہو جاتی ہے اور اگر طلاق کی نیت سے نہیں کہے تو طلاق نہیں ہے۔ کذا فی الدر المختار ص ۵۰۵ ج ۶ اور ایک طلاق جعی اس کے دوسرے لفظ یعنی (طلاق دیدی ہے) سے واقع ہوئی اس میں نیت کرنا اور نہ کرنا برابر ہے یعنی دونوں ورتوں میں واقع ہو جاتی ہے پس اگر اس شخص نے نکل جا کا لفظ طلاق کی نیت سے نہیں بولا۔ تو صرف طلاق دیدی ہے کالفظ رہ گیا جس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے عدت کے اندر رجوع کر لیا ہے یعنی ہم بستری وغیرہ جیسا کہ سوال میں رجوع کا وعدہ ہے تو رجوع ٹھیک ہے تجدید نکاح کے بعد تو شوہر اول پر عورت بالکل حلال ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

حررہ عبدالرحمٰن غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی سے ”تو میری ماں لگتی ہے“ کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ (۱) ایک شخص کا اپنی بیوی سے اپنے گھر میں کچھ جھگڑا ہو گیا اور اس شخص نے اپنی بیوی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا چھوڑ دیا اور بول چال بھی چھوڑ دی کچھ دن اسی حالت میں گزر گئے ایک دن اس شخص کی بیوی کہنے لگی کہ تم نے جو میرے ساتھ بول چال چھوڑ رکھی ہے میں کیا تمھاری ماں یا بہن لگتی ہوں تو اس شخص نے غصہ میں آ کر اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ ہاں میری ماں لگتی ہے اب وہ شخص بڑا پشیمان ہے کہ میں نے ایسا کیوں کہہ دیا اب اس شخص کے لیے کیا حکم ہے کیا وہ اس کہنے پر کفارہ دے گا اگر اس پر کفارہ لازم ہے تو کتنا اور اس نے جب اپنی بیوی سے ماں کہا تو اس کی نیت طلاق کی نہیں تھی بلکہ ویسے ہی کہہ دیا تھا بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

میاں کا یہ کہنا کہ تو میری ماں لگتی ہے یہ محض لغو ہے۔ اس صورت میں طلاق ظہار وغیرہ کچھ واقع نہیں ہوتا البتہ یہ الفاظ اگر کہہ دیتا تو مانند میری ماں کے یا مثل ماں کے میری لگتی ہے تب حرمت لازم آ جاتی۔

وان نوی بانت علی مثل امی وکذا لو حذف علی برا او ظهارا او طلاقاً صحت نیته والا ینو شیئاً او حذف الکاف لغا و تعین الادنی ای البر یعنی الکرامة درمختار ص ۴۷۰ ج ۳ کفارہ کچھ نہیں۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

تو مجھ پر مثل ماں بہن کے ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اور بکر یہ دونوں بھائی ہیں زید کا نکاح ہندہ سے ہوا جس کے بطن سے ایک بچی جس کی عمر آٹھ ماہ ہے چند دن ہوئے زید اور ہندہ کا آپس میں تنازعہ ہو گیا غضب ناکی کی حالت میں زید نے ہندہ کو کہا کہ آج کے بعد تو مجھ پر مثل ماں بہن حرام ہے۔ دو دفعہ کہا پھر آپس میں ان کا تصفیہ صلح نامہ ہونے لگا اب دونوں میاں بیوی کے بارے میں کیا حکم ہے۔

العبد: ظہور احمد خان ولد وریام قوم کھوکھر چک نمبر ۱۶ ڈاکخانہ درکھانہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان
گواہان نمبر ۱: میاں سلیمان ولد جلال قوم کھوکھر چک نمبر ۱۹ گگھ
گواہان نمبر ۲: کریم بخش ولد ترتیج چک نمبر جڑا البستی قوم کاٹھی

﴿ج﴾

زید نے اگر یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے ہیں جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے تو اس کی بیوی ہندہ پر طلاق بائن واقع ہوئی ہے۔ اس خاوند کے ساتھ عدت کے اندر اور بعد بھی بتراضی طرفین بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے اگر کسی اور شخص سے نکاح کرنا چاہیں تو عدت کے بعد ہو سکتا ہے۔

قال فی الدر المختار ص ۴۷۰ ج ۳ و بانت علی حرام کامی صح مانواه من ظهار او طلاق ٥
فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر نیت طلاق کی نہیں کی تو بیان کرے کہ کیا نیت کی ہے اس وقت جواب دیا جائے گا۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

میرے لائق نہیں میں شادی نہیں کرنا چاہتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے وٹہ سٹہ کے رواج پر اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح جو تین سالہ عمر کی تھی۔ 1950ء میں ایک لڑکے جو پانچ سال کی عمر کا تھا کے ساتھ پڑھوا دیا لڑکا جب انگریزی تعلیم حاصل کر کے گھر آیا دونوں بالغ تھے۔ لڑکے کے وارثوں نے کہا کہ تیری شادی کرتے ہیں جب لڑکے نے اس لڑکی کو دیکھا کہنے لگا کہ یہ

میرے لائق نہیں ہے اس سے میں شادی نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ ان پڑھ ہے میں جدید تعلیم یافتہ سے شادی کرونگا پھر لڑکے کی برادری نے کسی اور کے گھر بات چیت کی مگر دوسرے گھر والوں نے کہا کہ پہلے منکوحہ لڑکی کو طلاق دلوا کر دیدو تب ہم رشتہ دیں گے ۔ چنانچہ اس نے پہلے گھر والوں کو ذلیل وخوار کرنے کے لیے یونین کونسل میں جھوٹا دعوی کی درخواست دی کہ میں نے ایک شادی پہلے کی تھی وہ بدچلن عورت ہے اس وجہ سے مجھے دوسری شادی کی اجازت دی جائے انھوں نے اجازت دیدی مگر وہ اجازت دوسرے گھر والوں نے قبول نہ کی جس وجہ سے وہ لندن وغیرہ چلا گیا خدا جانے وہاں جا کر شادی کر لی ہوگی اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ اب لڑکی دس سال سے جوان بیٹھی ہے کیا وہ مذکورہ بیان لڑکے نے جو چند آدمیوں کے روبرو دیا تھا جس کے گواہ موجود ہیں اب سخت کشیدگی کی صورت پیدا ہوگئی ہے وہ لڑکا آزاد خیال عیاشی پرست ہے اس دس سال کی بالغ لڑکی کو ہرگز ہرگز نہیں چاہتا کیا اس کے ظاہری بیان اور اسباب سے لڑکی کو طلاق ہوگئی ہے یا نہ ۔ ہم بیٹھی ہوئی عورت دس سالہ بالغہ کا کسی اور جگہ نکاح کر سکتے ہیں یا نہ مفصل ازروئے شرع شریف اس کا حل فرمایا جائے تا کہ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں ۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

میرے لائق نہیں ہے ۔ ان الفاظ سے اگر طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہو جاویگی اگر نیت طلاق کی نہ ہو تو محض اس بیان سے طلاق واقع نہیں ہوتی ۔

صورت مسئولہ میں بہتر یہی ہے کہ خاوند سے کسی نہ کسی طریقہ سے طلاق حاصل کر لی جاوے ۔ اگر مفت میں تیار نہ ہو تو خلع کر کے راضی کر لیا جاوے اگر وہ کسی صورت میں بھی خلع پر راضی نہ ہو اور عورت کو سخت مجبوری بھی ہو یعنی کوئی شخص اس کے مصارف کا کفیل نہیں بنتا اور نہ یہ خود اپنی عزت محفوظ رکھ کر کوئی کسب معاش کی صورت اختیار کر سکتی ہو یا اگر چہ اس کے مصارف کا تو انتظام ہو سکتا ہے مگر زنا کا قوی اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں عورت حاکم مسلم کے پاس دعوی پیش کرے حاکم شرعی شہادت سے پوری تحقیق کرے گا اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہو گیا کہ خاوند نہ اسے آباد کرتا ہے نہ طلاق دیتا ہے تو حاکم شوہر کو حکم دیگا کہ بیوی کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو ورنہ نکاح فسخ کر دونگا اگر شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے تو بلا انتظار مدت فوراً ہی حاکم نکاح فسخ کردے گا ۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ ذی قعدہ ۱۳۹۰ھ

درج ذیل الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی خالد اپنے سسرال کے ہاں اپنی تجارت وغیرہ کا کام کرتا تھا ایک کرایہ کے مکان میں ۔ گھر میں کچھ تنازع ہوا جس میں ذکر طلاق وغیرہ بھی آیا زوج مذکور بعد تذکرہ طلاق و تنازع کے اپنی بی بی مسماۃ زینب سے غصہ ہو کر اور رنجش میں مخبوط الحواس ہو کر گھر سے چلا گیا گمنام مقام میں اور جاتے وقت ایک خط لکھ کر چھوڑ دیا جس میں یہ الفاظ مذکور تھے کہ بی بی بیوی زینب آج سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاؤں گا کیونکہ تم نے میرا دل پارہ پارہ کر دیا چند ایام کے بعد گمنام مکان سے خط لکھتا ہے جس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ شکر ہے خدا کا کہ میری جان چھوٹ گئی باقی میری طرف سے ہر کوئی مر گیا ۔ کسی سے کوئی غرض نہیں کیا یہ خط کشیدہ الفاظ کنایات یا ایلاء میں سے کسی کے تحت آ سکتے ہیں یا نہیں اور کیا خالد کے گھر میں بی بی زینب بغیر تجدید نکاح کے روانہ کی جا سکتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں خالد کے ان الفاظ خط کشیدہ بالا کے کہنے سے شرعاً نہ طلاق واقع ہوئی نہ ایلاء بنتا ہے لہذا مسمات بی بی زینب بدستور خالد کی منکوحہ ہے ۔ میاں بیوی بغیر تجدید نکاح آپس میں آباد ہو سکتے ہیں ۔ مسمات بی بی زینب بغیر طلاق وخلع کے دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی ۔ فقط واللہ تعالی اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان

کہیں بھی چلی جا میری طرف سے اجازت ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے دو نکاح کر رکھے ہیں ان میں ایک عورت کو نو سال سے کھانے پینے کے لیے خرچہ نہیں دیا اور یہ کہتا ہے کہ کہیں بھی چلی جائے میری طرف سے اجازت ہے ۔ اب عورت خاوند سے الگ ہو کر برادر حقیقی کے پاس ہے ان الفاظ سے کیا عورت کو طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

یہ الفاظ کنایات طلاق میں سے ہیں اس شخص سے دریافت کر لیا جائے اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی ہے تو ایک طلاق بائن پڑ جائیگی اور عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی اور اگر طلاق کی نیت نہیں کی ہے تو طلاق نہ پڑے گی اور عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی ۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ جمادی الاولی ۱۳۸۵ھ

جیسی میری دو بہنیں ہیں ویسی یہ بھی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی شاہ علی جو کہ میرا حقیقی بھتیجا ہے اور میری لڑکی مسمات لالین کے ساتھ شادی شدہ بھی ہے۔ میرے بھتیجا مسمی شاہ علی نے میری لڑکی کو ناپسندیدگی کی وجہ سے میرے گھر بھیج دیا اب عرصہ اڑھائی تین ماہ گزر گیا کہ وزیر علی کبیر علی برادران و شاہ علی تینوں مل کر میرے گھر پر آئے آپس میں باتیں کرنے لگے اور شاہ علی اُٹھ کر اندر سے قرآن مجید اٹھا لایا زبان سے کہنے لگا کہ میری جیسی دوسری بہنیں ہیں ویسی یہ ہے کہ اس وقت دختر لالین ہمارے ساتھ موجود تھی صرف ایک دفعہ کہا اور زیورات لینے سے پہلے تحصیل لودھراں میں طلاق لکھوانے کے لیے گئے لڑکے کا والد مسمی وزیر علی لڑکی کا والد مسمی عمر حیات شاہ علی لڑکی کا تایا تینوں لودھراں گئے تھے لیکن وہاں پر طلاق نامہ نہیں لکھا گیا کہ اب یونین کونسل میں طلاق ہوتی ہے اس لیے آپ یونین کونسل میں جاؤ واپس گھر آ گئے۔ لودھراں سے واپس آ کر دونوں بھائیوں نے مشورہ کیا تو جمال الدین کو دیہی پولیس میں اور شاہ علی کو یونین کونسل نمبر 32 لدھا بوہڑ بھیجا وہاں اس نے درخواست طلاق کے لیے سیکرٹری کو پیش کی لیکن بجائے درخواست کے نوٹس لکھوانا تھا نوٹس نہ ہونے کی وجہ سے سیکرٹری اور رجسٹرار نے انھیں کی دوستی کے لیے کہا ممبر ہدایت اللہ سے تصدیق ہوا اور شاہ علی نے اس درخواست کو واپس لے کر پھاڑ دیا۔

﴿ج﴾

الفاظ مذکورہ بیچ سوال کے کہ میری جیسی دوسری دو بہنیں ہیں ویسی یہ ہے اور کہیں بٹھاؤ اور کہیں بلاؤ تمھاری مرضی یہ الفاظ کنایہ کے ہے اگر ان سے مراد اس کا ظہار ہو تو ظہار بنے گا اور اگر طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اس واسطے اس شوہر شاہ علی سے ان الفاظ کے کہنے کے وقت اس کی نیت کیا تھی۔ دریافت کیا جائے اگر نیت اس کی طلاق کی ہو تو تجدید نکاح کر سکتے ہیں۔ باقی درخواست طلاق کے اندر جو الفاظ شوہر کی طرف سے تحریر کر دیے گئے ہیں۔ اس کا پتہ لگا کر حکم لگایا جائیگا ان الفاظ کا پتہ لگا کر ان کا حکم کسی عالم سے دریافت کیا جائے۔ ورنہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔ واللہ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ الجواب صحیح بندہ احمد نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''تجھ کو زندگی بھر نہ برتو نگا'' کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین بار یہ الفاظ کہے کہ تجھے زندگی بھر نہ

برتو نگا اور بعد میں اس نے دوسرے آدمی کے سامنے بیان کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں نے اپنی عورت کو اس طرح کہا ہے اور اپنی عورت کو میکے بھیج دیا ہے کیا وہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں ہوئی؟

﴿ج﴾

مذکورہ بالا الفاظ ''تجھے زندگی بھر نہ برتوں گا'' کے کنایہ ہیں کیونکہ اس میں احتمال اس بات کا ہے میں تجھے نہیں بساؤں گا زندگی بھی ذلیل و خوار ہوگی اور میکے کے گھر رہے گی اور یہ بھی احتمال ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے اس لیے تجھے زندگی بھر نہ برتوں گا اور یہ حالت رضا کی ہے اور حالت رضا میں تمام الفاظ کنایہ نیت پر موقوف ہوتے ہیں لہٰذا اگر طلاق کی نیت کی ہے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی ہے عدت میں اور بعد از عدت تجدید نکاح کر کے آباد ہو سکتے ہیں اور اگر نیت نہ کی ہو تو پھر طلاق نہیں پڑی ہے اس کی بیوی اسے قسم دلا کر اس کے ساتھ آباد رہ سکتی ہے احتیاطاً تجدید نکاح میں ہے۔

قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار (ففی حالة الرضا) ای غیر الغضب و المذاکرة (تتوقف الاقسام) الثلاثة تاثیراً (علی نیة) للاحتمال و القول له بیمینه فی عدم النیة و یکفی تحلیفها له فی منزله فان ابی رفعته للحاکم فان نکل فرق بینهما مجتبی و هکذافی امدادی الفتاوی ص ۴۰۰ ج ۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ ذوالقعدہ ۱۳۸۴ھ

بیوی کو ایک صریح طلاق دینے کے بعد مثل بہن قرار دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی اور ایک دفعہ اپنی بہن کا نام لے کر بیوی کو کہا تو میرے لیے ایسے ہے جیسے میری بہن کیا اس سے نکاح ٹوٹ گیا کیا دوبارہ پڑھایا جا سکتا ہے یا رجوع کرے۔
اللہ بخش، تحصیل تونسہ گیٹ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ زید کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے اور اس کہنے سے تو میرے لیے ایسی ہے جیسے میری بہن ظہار ہو گیا ہے۔ پس اگر شخص مذکور نے عدت کے اندر اندر رجوع کر لیا تو کفارہ ظہار کا ادا کرنا ہوگا یعنی دو ماہ مسلسل پے در پے روزے رکھنے ہونگے اور یہ عورت اس کے نکاح میں رہے گی اور اگر عدت کے اندر اندر رجوع نہیں کیا تو عدت گزرنے پر یہ عورت بائنہ ہو جائیگی اور اس کے لیے دوسری جگہ نکاح درست ہوگا۔ عالمگیریہ میں ہے......

ولو طلق امراته طلاقا رجعیاً ثم ظاهر منها فی عدتها صح ظهاره کذا فی السراج الوهاج٥

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

وہ نہ تو میری بیوی ہے اور نہ اس سے میرا کوئی واسطہ ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ لیلا جان اور مسمی مسافر خان کی شادی ہوگئی کچھ مدت بعد مسمی مسافر خان نے دوسری شادی کر لی اور مسماۃ لیلا جان کو میکے بھجوا دیا یہ واقعہ تقریباً ۸ سال بعد پیش آیا۔ مسماۃ لیلا جان ۱۲ سال میکے رہی اور اس دوران مسمی مسافر خان نے نہ تو اسے کوئی خرچہ وغیرہ دیا اور نا ہی لے جانے کی خواہش ظاہر کی آخر لیلا جان کے ورثاء نے مسمی مسافر خان سے رابطہ قائم کیا اور انہیں کسی طرح سے اپنے گھر بلوایا۔ مسمی مسافر خان نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں نے بیوی کر لی ہے اور مسماۃ لیلا جان نہ تو میری بیوی ہے اور نہ میرا اس سے کوئی واسطہ ہے مگر عورت کے چچازاد بھائی نے زبردستی لیلا جان کو مسافر خان کے حوالہ کر دیا تقریباً لیلا جان مسمی مسافر خان کے گھر ایک سال رہی مگر ایک سال بعد اس نے لیلا جان کو پھر میکے بھجوا دیا اور آج تک اس کی خبر نہ لی۔ یعنی لیلا جان دوبارہ تقریباً ۱۵ سال تک میکے میں رہی اور ۱۵ سال بعد لیلا جان نے دوسرے شخص سے شادی کر لی ہے تقریباً ۲ سال سے نئے خاوند کے پاس رہ رہی ہے مسماۃ لیلا جان کے بطن سے مسمی مسافر خان کا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا ہے۔

سید غلام حیدر شاہ، ملتان

﴿ج﴾

مسافر خان سے معلوم کیا جاوے کہ اس نے یہ الفاظ کہ مسماۃ لیلا جان نہ تو میری بیوی ہے اور نہ ہی میرا اس سے کوئی واسطہ ہے کس ارادے سے کہے ہیں اگر نیت طلاق کی تھی تو مطلقہ بائنہ شمار ہوگی اور اگر طلاق کا ارادہ نہ تھا تو ان الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور مطلقہ ہونے کی صورت میں دوسری جگہ نکاح جائز شمار ہوگا اور عدم نیت طلاق کی صورت میں دوسری جگہ نکاح حرام ہوگا۔ تحقیق کر کے جو صورت ہو اس کے مطابق عمل کیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۴ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

میری کوئی شادی نہیں اور نہ میری کوئی بیوی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ.....

(۱) ایک شخص مسمی شیر محمد شرعاً نکاح کر کے اپنی بیوی کو گھر لایا۔

(۲) کچھ عرصہ بعد فوجی ہونے کے سبب اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا اور جنگی قیدی ہوگیا۔

(۳) جاتے وقت بیوی کو طلاق دے گیا جو کہ خفیہ تھی اور اپنے دفتر میں لکھوایا کہ میری بیوی نہیں ہے میں شادی شدہ نہیں ہوں۔

(۴) مطلقہ منکوحہ کے والدین خویش و اقربا ملنے کو جاتے تو شہر سے افواہ ملتی کہ تمھاری لڑکی کو شیر محمد اس کا خاوند طلاق دے گیا ہے پھر اس کے والدین شیر محمد کی طرف خط بھیجے لیکن آج تک خط کا جواب نہ دیا نہ آپ آیا۔

(۵) بعد میں شیر محمد جنگی قیدی کی تنخواہ اپنی والدہ کے نام آئی بیوی نے واویلا کیا کہ یہ بات تو سچ تھی کہ مجھے چھوڑ گیا یہ نہیں کہ طلاق دے گیا ہے۔

(۶) اور اس کی والدہ نے رقم وصول کر کے کہا اس نے تجھے چھوڑ دیا ہے ہم کیا کریں۔

(۷) لڑکی کے والدین نے دفتر ڈسٹرکٹ سولجر بورڈ میانوالی میں تفتیش کی اور درخواست دی کہ میرے خاوند نے میرے نام رقم تنخواہ نہیں بھیجی حالانکہ تمام جنگی قیدیوں کی تنخواہیں ان کی بیویوں کو پہنچ چکی ہیں دفتر سے جواب ملا کہ شیر محمد جنگی قیدی ہو چکا ہے اور اس نے بیان دیا ہے کہ میری کوئی شادی نہیں نہ میری بیوی ہے بعد میں ہم (بیوی کے والدین) نے افسران فوج کو درخواست دی اور چٹھی ملی کہ پیش ہو تاریخ مقررہ پر اس کے والدین پیش ہوئے تو اس کی والدہ نے حلفاً بیان دیا کہ قبل ازیں شاید زبانی نکاح تھا لیکن آج ڈیڑھ سال پہلے میرے لڑکے مسمی شیر محمد نے اپنی بیوی کو شرعاً طلاق دیدی ہے اس واسطے وہ شیر محمد کی رقم کی حقدار نہیں ہے بعد غور و خوض جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

﴿ج﴾

جنگی کا یہ بیان کہ میری کوئی شادی نہیں ہے اور نہ میری بیوی ہے کذب بیانی ہے یعنی جھوٹ ہے اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ البتہ اگر خاوند طلاق کا اقرار کر لے تو اس کی زوجہ مطلقہ شمار ہوگی اگر انکار کر دے تو طلاق کا وقوع نہیں ہوگا۔ پس اگر جنگی قیدی واپس آ گیا ہے تو اس سے معلوم کیا جاوے اگر نہیں آیا ہے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جاوے اگر وہ انکار کر دے اور عورت مدعیہ طلاق کی ہے تو ایسی صورت میں دو عادل گواہ مسلمان یعنی نمازی فسق و فجور سے بچنے

والوں کی گواہی سے طلاق ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر دو گواہ باہم متفق الالفاظ والمعنی گواہی دیویں در مختار ص ۴۹۵ ج ۵ میں ہے ......

ولزم فی الکل ..... لفظ اشہد ..... والعدالة لوجوبه الخ وایضا فی الدر المختار ص ۴۹۲ ج ۵ وکذا تجب مطابقة الشهادتین لفظا و معنی الخ ○

پس صورت مسئولہ میں بصورت انکار خاوند اگر دو گواہ مسلمان عادل بلا اختلاف بیان طلاق کی گواہی دیویں تو شرعاً طلاق ثابت ہو جائے گی اگر گواہ موجود نہیں تو خاوند سے حلف لیا جائے گا کہ اس نے طلاق نہیں دی اور حلف اٹھانے کے بعد زوجہ اس کی منکوحہ رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

میری فلاں بیوی آج سے مجھ پر حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ بارے میں کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور کچھ عرصہ رہنے کے بعد زید نے کئی وجوہ کی بناء پر عورت کو زبانی طلاق دیدی اور طلاق مجمع عام میں ان الفاظ کے ساتھ دی کہ فلاں عورت جو میری منکوحہ ہے وہ آج سے مجھ پر حرام ہے اور اس کے گواہ موجود ہیں عورت مذکورہ کے بطن سے زید کی کوئی اولاد نرینہ یا غیر نرینہ نہیں ہوئی تھی اس عورت کے طلاق دینے کے بعد زید نے دوسری شادی کر لی جس سے زید کی اولاد بھی ہوئی جواب تک موجود ہے اب زید کو تقریباً آٹھواں سال ہے کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور اس کی مطلقہ بیوی اس کے چھ سال بعد فوت ہوئی تو اس نے بھی کسی قسم کا اپنے حق کا مطالبہ نہیں کیا تھا اس عورت مذکورہ مطلقہ کے ورثاء زید کی دوسری بیوی کی اولاد سے عورت مطلقہ کے حق کا مطالبہ کرتے ہیں تو کیا عورت مذکورہ کے ورثاء واقعی حقدار مطالبہ کے ہیں یا نہیں اور شرعاً اس عورت کا کوئی حق بنتا ہے یا نہیں ، از روئے شریعت مطلع فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی زید نے اپنی سابقہ منکوحہ کو ان الفاظ سے طلاق دیدی تھی کہ فلاں عورت میری جو منکوحہ ہے وہ آج سے مجھ پر حرام ہے تو ان الفاظ سے زید کی زوجہ پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی اور وہ زید کے نکاح سے خارج ہو گئی لہٰذا زید کے فوت ہو جانے کے بعد وہ عورت زید کے ترکہ سے وراثت کی حقدار نہیں اور نہ اس عورت کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے وارث زید کے ترکہ سے حصہ کے حقدار ہیں البتہ اگر زید نے طلاق نہ دی ہو یا اس

عورت سے دوبارہ نکاح کیا ہو اور اس کے نکاح میں زید فوت ہوا ہو تو پھر یہ عورت زید کے ترکہ سے حقدار ہو گی اور اس کی فوتگی کے بعد اس کے وارث اس کے حصہ کے حقدار ہونگے الحاصل دارومدار وراثت کا اس سے ثابت ہے کہ اس عورت سے نکاح ہو تو اگر طلاق دینا ثابت ہے تو وراثت کے حقدار نہیں اور اگر طلاق دینا ثابت نہیں تو وراثت سے حقدار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

درج ذیل الفاظ سے طلاق نہیں پڑتی تاہم کہنا مناسب نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو فلاں جگہ شادی پر چلی گئی تو میری بہن بن کر آئے گی۔ بیوی پھر شادی پر چلی گئی اب فرمائیے کہ نکاح ہے یا نہیں اس بات کو دس ماہ گزر گئے ہیں۔ خاوند اور بیوی علیحدہ علیحدہ ہیں۔

محمد طیب خیر المدارس ملتان

﴿ج﴾

ایسے کلمات عورت کو کہنا مکروہ ہے اگر چہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ صفر ۱۳۹۶ھ

آج سے وہ میری بیوی نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند نے اپنی بیوی امیراں کو شادی کرنے کے دو سال تک خوشی سے رکھا امیراں کے بطن سے لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکی زندہ موجود ہے۔ جس کی عمر اس وقت سات سال ہے۔ جب لڑکی چھ ماہ کی ہوئی تو گھر میں جھگڑا پیدا ہوا۔ اس جھگڑے کے دوران میں خاوند نے اپنے ماں اور باپ چچا اور بہن کے سامنے بلا کر اپنی بیوی امیراں کو تین چار مرتبہ کہہ دیا کہ یہ میری ماں اور بہن ہے آج سے میری بیوی نہیں ہے۔ اسی دن خاوند کے باپ نے اپنی بہو کو اس کے میکے پہنچا دیا جس کو اپنے میکے بیٹھے ہوئے سات سال گزر چکے ہیں۔ آٹھواں سال شروع ہے خاوند کا چچا مجنون ہے۔ گواہی دینے کے لیے تیار ہے یہ تمام باتیں جو لکھی گئی ہیں میں حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ درست ہیں اس کے متعلق اب فتویٰ تحریر فرمادیں کہ امیراں مطلقہ یعنی طلاق شدہ ہو چکی ہے یا نہیں؟

سید محمد ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ یہ الفاظ (آج سے یہ میری بیوی نہیں ہے) اگر طلاق کی نیت سے کہے گئے ہیں تو اس سے ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ یہ عورت عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۱ صفر ۱۳۹۵ھ

درج ذیل الفاظ استعمال کرنے کے بعد ایک صریح طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نہایت متکبر آدمی ہے ذرا سی بات پر اپنی بیوی جو کہ اس کی مدخولہ ہے اس کو کہتا رہتا تھا کہ میں تجھے طلاق دے دوں گا۔ کچھ دنوں کے بعد اس نے اپنی بیوی کو کہہ دیا کہ تیرا میرا لین دین ختم تو اپنے میکے چلی جا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔ ایسے مذکورہ الفاظ دو دفعہ کہے ہیں ہوتے ہوتے اس نے تیسری دفعہ صریح طلاق دے دی۔ یعنی یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے۔ صرف ایک دفعہ کہا ہے ایسے الفاظ سے کون سی طلاق پڑتی ہے۔ نیز یہ یاد رہے کہ جب اس کو یہ کہا گیا ہے کہ آؤ قرآن مجید پر مسئلہ دیکھیں تو اس نے قرآن مجید کو بکواس مارنے شروع کر دیے اور کہنے لگا کہ میں ایسے مسئلہ کو نہیں مانتا اور یہ بھی کہہ چکا ہے کہ میں ایسی شریعت کو (نعوذ باللہ) آگ لگاتا ہوں۔ اس کے علاوہ نہایت جھوٹا آدمی ہے غصہ میں آکر کئی باتیں کر دیتا ہے اور کچھ دیر کے بعد انکار بھی کر دیتا ہے زنا کار آدمی ہے۔ جواب تحریر فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کی ان الفاظ سے یعنی کہ میرا تیرا لین دین ختم، اپنے میکے چلی جا، تیری مجھے کوئی ضرورت نہیں نیت طلاق کی ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور بعد میں صراحۃً طلاق دے دینے سے دوسری طلاق واقع ہو جائے گی۔ لہٰذا ایسی صورت میں پہلی طلاق بائن اور دوسری رجعی واقع ہوئی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ دوبارہ بغیر حلالہ کے ان دونوں کے درمیان نکاح ہوسکتا ہے۔ نیز جو کلمات کہ غصہ کی حالت میں سرزد ہوئے ان سے توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میں تجھ کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا ہے کہ میں تجھے اپنی بیوی نہیں بناتا ہوں اور اپنے سسر کو کہا ہے کہ میں گھر میں روٹی کھانے کے لیے آؤں گا اور بعد میں طالق نے دوبارہ بھی کہا جب کہ ایک اور آدمی ثالثی کے لیے آیا تو اس وقت بھی طالق نے یہ بات کہی میں تجھے اپنی بیوی نہیں بناتا ہوں اس ثالث نے کہا اگر تو نے تین دفعہ کہا تو تیری عورت نہیں رہے گی۔ عورت مطلقہ ہو جائے گی تو طالق نے کہا کہ تو تین دفعہ کا کہتا ہے طالق نے کہا تو بیس کا کہے تو میں بیس دفعہ کہوں گا ثالث نے کہا کہ اگر تجھے طلاق لکھ دینی پڑے تو لکھ دے گا۔ طالق نے کہا میں لکھ دوں گا ثالث نے کہا کہ اگر تیری اسی عورت کو کسی جگہ شادی کریں تو طالق نے کہا بے شک کر دیں۔ ایسے حالات میں کیا طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر واقع ہوتی ہے تو کون سی طلاق ہوئی ہے۔ ثالث نے کہا اگر تو نے تین دفعہ کہا تو طلاق ہو جائے گی۔ طالق نے کہا کہ میں بیس دفعہ کہتا ہوں دراصل یہ الفاظ ہیں جو اس وقت کہے گئے ہیں۔

﴿ج﴾

عالمگیری ص ۳۷۵ ج ۱ پر ہے وبا بتغی الازواج تقع واحدة بائنة ان نواها او ثنتين او ثلاث ان نواها هكذا في شرح الوقاية الخ ٥

لہٰذا صورت مسئولہ میں جب ثالث نے اس آدمی سے کہا کہ اگر تیری اس عورت کی کسی جگہ شادی کر دیں اور آدمی نے جواب دیا کہ بے شک کر دیں ان الفاظ سے ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور دوبارہ نکاح کے ساتھ رکھ سکتا ہے اور باقی مضمون میں ایسے الفاظ نہیں ہیں جن سے طلاق کی انشاء ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ صدر مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

بیوی کو ہمشیر کہہ کر پکارنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے لفظ ہمشیر بنیت طلاق نہیں کہا اور نہ ہی میں نے اپنی عورت کے روبرو کہا ہے میں نے غلطی سے چند ایک اشخاص کے سامنے یہ لفظ غیر حقیقی طور پر استعمال کیا ہے طلاق کی نیت ہرگز نہیں تھی، حلفیہ عرض ہے۔

جب میں نے یہ الفاظ کہے تھے تو اس وقت میری زوجہ حاملہ تھی۔

محمد نواز بقلم خود

﴿ج﴾

صرف اس لفظ سے کہ ہمشیر گویا ہمشیر سے مخاطب کرلیا اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۸۱ھ

میری بیوی میرے لیے حرام ہے اور میں اس کے لیے حرام ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی بیوی اس کی غیر موجودگی میں کسی رشتہ دار کے گھر بلا اجازت چلی گئی یہ عمل خاوند کو ناگوار گزرا۔ لہٰذا اس نے طیش میں آکر دو تین مرتبہ تین عورتوں کے سامنے کہا کہ میری بیوی میرے لیے حرام ہے اور میں اس کے لیے حرام ہوں۔ اس پر والدہ نے کہا کہ ایسا مت کہو تو اس نے جواب دیا کہ میں نے انشاء اللہ طلاق دے دی ہے کیا شرعاً طلاق ایسے الفاظ سے واقع ہو جاتی ہے یا نہیں اگر واقع ہو جاتی ہے تو حلالہ یا دوبارہ نکاح کی صورت کیا ہوگی۔ کیونکہ عورت حاملہ ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی ہے۔ خواہ اس کی نیت طلاق کی ہو یا نہیں جب پہلی دفعہ حرام کہنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگئی تو پھر دوسری اور تیسری مرتبہ ان لفظوں کو استعمال کیا۔ اس سے کوئی اور طلاق واقع نہیں ہوئی لہٰذا اب عدت کے اندر یا عدت کے بعد یہ شخص جب چاہے نکاح جدید بتراضی طرفین کر سکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

لما فی الشامی ص ۲۹۹ ج ۳ وقد صرح البزازی اولا بان حلال الله علی حرام بالعربیة او الفارسیة لا یحتاج الی نیة (الی قوله) وهو الصحیح المفتی به للعرف وأنه یقع به البائن لا نه المتعارف

وایضاً فی الشامی ص ۳۰۸ ج ۳ واذا طلقها تطلیقة بائنة ثم قال لها فی عدتها انت علی حرام اوخلیة او بریة الی قوله وهو یرید به الطلاق لم یقع علیها شئ وایضاً قال الشامی تحت قول الدر المختار و الصریح یلحق الصریح ثم قوله و الصریح مالا یحتاج الی نیة ولا یردانت علی حرام علی المفتی به من عدم توقفه علی النیة مع انه لایلحق البائن و لا یلحقه البائن لکونه بائناً لما ان عدم توقفه علی النیة امر عرض بحسب اصل وضعه شامی ص ۳۰۶ ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۱۸ ذی قعدہ ۱۳۹۶ھ

میں آپ کے والد کو خط لکھتا ہوں کو وہ آکر تمھیں لے جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کی بیوی نماز میں سستی کرتی ہے یا کسی اور اپنے یا دنیاوی کام میں سستی کرتی ہے تو زید اپنی بیوی کے ساتھ دنیوی کاموں میں تو نرمی کی پالیسی رکھتا ہے لیکن نماز یا کسی دینی کام میں سستی دیکھ کر زید اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ مجھے ایسی عورت کی کیا ضرورت ہے جو اللہ کے روبرو سستی کرتی یا غصہ میں آکر یہ کہہ دیتا ہے کہ میں تیرے والد کو خط لکھ دیتا ہوں وہ آکر تمھیں لے جائیں کیونکہ تم نماز میں سستی کرتی ہو اور باوجود منع کرنے کے اپنی حرکت سے باز نہیں آتی ہو ایسی عورت کو میں کیا کروں اور یہ الفاظ صرف زجراً کہتا ہے تاکہ آئندہ سستی نہ کرے طلاق دینے کی نیت سے ہرگز نہیں کہتا۔

﴿ج﴾

اگر طلاق دینے کی نیت سے مندرجہ بالا کلمات نہیں کہے گئے تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی۔

فی العالمگیریة ص ۴۰۰ ج ۱ ولو قال لا حاجة لی فیکون نیویالطلاق فلیس الطلاق ○ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

تین بار لفظ ''فیصلہ کہنا''

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مارا اور کہا کہ تو دفعہ ہو جا تو میری عورت اور نہ میں تیرا خاوند اس کے بعد زمین پر تین لکیریں کھینچ کر کہا کہ فیصلہ فیصلہ فیصلہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ الفاظ کنایہ طلاق سے ہیں اور ان سے طلاق کا وقوع نیت پر موقوف ہے۔ لہٰذا خاوند سے معلوم کرلیا جائے اگر اس کا ارادہ ان الفاظ سے وقوع طلاق کا تھا تو اس کی بیوی مطلقہ بائنہ شمار ہوگی جس کا حکم یہ ہے کہ وہ رجوع نہیں کر سکتا لیکن نکاح جدید بتراضی طرفین بلا حلالہ جائز ہے۔ اگر خاوند ان الفاظ کے کہنے کا منکر ہو اور عورت کے پاس گواہ بھی نہ ہوں یا خاوند یہ کہے کہ ان الفاظ سے میرا ارادہ طلاق کے وقوع کا نہ تھا تو خاوند کو حلف دیا جائے گا۔

اگر وہ حلف اُٹھالے تو یہ عورت بدستور اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ اگر خاوند حلف لینے سے انکار کرتا ہے تو عورت مطلقہ شمار ہوگی اگر عورت دوسری جگہ نکاح کرنا چاہے تو عدالت سے باقاعدہ تنسیخ نکاح کرالے یعنی خاوند کے انکار حلف کی صورت میں دوسری جگہ نکاح کے لیے عدالت سے تفریق کرانا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ

اگر پندرہ دن سے پہلے مباشرت کروں تو تو میری ماں بہن، کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی بیوی سے بکثرت جماع کرتا تھا۔ خرابی صحت وکمزوری کی وجہ سے اپنی بیوی سے کہا کہ آئندہ ہمیشہ پندرہ دن سے پہلے ہم بستری نہیں کروں گا۔ اگر ہم نے ہم بستری کی تو تو میری بہن اور ماں ہوگی۔ ابھی تک اپنی بات پر قائم رہا۔ مگر چونکہ وہ کثرت سے ہم بستری کا عادی ہے اور اپنی بات پر قائم نہیں رہ سکتا اور ہمیشہ کے لیے قائم رہنا مشکل ہے تو اس آدمی کو اپنی بات مذکورہ کو ختم کرنے کے لیے کیا کچھ کرنا پڑے گا اور اگر کفارہ وغیرہ ہو تو اس کو کس طرح ادا کرنا ہوگا۔ مفصل بیان فرما کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر شخص مذکور پندرہ دن سے قبل ہم بستری کرے تو اس پر کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں آتا ہے نہ یہ الفاظ طلاق کے ہیں۔ نہ یہ ایلاء ہے نہ ظہار ہے نہ ویسے یمین ہے۔ یمین اور ایلاء تو اس لیے نہیں ہے کہ اس میں حلف باسم اللہ نہیں اٹھایا۔ ویسے اگرچہ اس میں تعلیق ضرور ہے لیکن تعلیق بشی یلزمہ حلف بنتا ہے اور اس میں تو تو میری بہن اور ماں ہوگی لغو الفاظ ہیں۔ ان کے کہنے سے باوجود موجودگی شرط کے کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا ہے اور یہ ظہار اس لیے نہیں ہے کہ اس کے لیے اداۃ تشبیہ کا ہونا ضروری ہے جو یہاں نہیں ہے۔ ویسے اس قسم کے الفاظ کہنے مکروہ ضرور ہیں۔ ایسے الفاظ کہنے سے آئندہ کے لیے اجتناب کرے اور جو کچھ کہہ چکا ہے اس سے توبہ کرے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۷۰ ج ۳ ص ۶۲۶ ج ۲ (وان نوی بانت علی مثل امی) او کامی وکذا لو حذف علے خانیة (برا او ظهاراً او طلاقا صحت نیته) ووقع مانواه لانه کنایة (والا ینو شیئا او حذف الکاف (لغا) وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه۔

وقال الشامی تحته (قوله او حذف الکاف) بان قال انت امی ومن بعض الظن جعله من

باب زید اسد در منتقی عن القهستانی قلت ویدل علیه ما نذکره عن الفتح من انه لا بد من التصریح بالاداة (قوله لغا) لانه مجمل فی حق التشبیه فما لم یتبین مراد مخصوص لا یحکم بشی فتح. (وقوله ویکره الخ) جزم بالکراهة تبعا للبحر والنهر والذی فی الفتح وفی انت امی لا یکون مظاهراً وینبغی ان یکون مکروها فقد صرحوا بان قوله لزوجته یا اخیة مکروه وفیه حدیث رواه ابو داؤد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سمع رجلاً یقول لامرأته یا اخیة فکره ذلک ونهی عنه و معنی النهی قربه من لفظ التشبیه ولولا هذا الحدیث لامکن ان یقال هو ظهار لان التشبیه فی انت امی اقوی منه مع ذکر الاداة ولفظ یا اخیة استعارة بلاشک وهی مبنیة علی التشبیه لکن الحدیث افا دکونه لیس ظهارا حیث لم یبین فیه حکما سوی الکراهة والنهی فعلم انه لا بد فی کونه ظهاراً من التصریح باداة التشبیه شرعاً ومثله ان یقول لها یا بنتی او یا اختی ونحوه اھ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دو مرتبہ طلاق اور تین مرتبہ حرام کا لفظ استعمال کیا ہے، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ غلام حیدر کو چار آدمیوں نے اس کی عورت کے متعلق خوب بھڑکایا جس کی بنا پر غلام حیدر نے غصے کی حالت میں دو مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا اور تین مرتبہ حرام کا لفظ۔ غلام حیدر سے پوچھا گیا کہ تیری نیت ان الفاظ سے کیا تھی تو اس نے کہا کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی۔ بلکہ غصے کی وجہ سے الفاظ نکالے تو کیا اس صورت میں طلاق ہوگی یا نہ اور کونسی طلاق ہوگی۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ اس پر صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مولوی غلام مرتضیٰ کا فتویٰ غلط ہے، مذکر الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے

﴿س﴾

بیان غلام محمد معروف گانموں ولد غلام رسول قوم قصاب سکنہ دھریمان

بیان کیا کہ میرا چچا زاد بھائی لائسنس بندوق علاقہ فرنٹیر سے منظور کرا کر لے آیا اور مجھے بھی لائسنس بندوق کا شوق تھا۔ برادرم مذکور نے کہا کہ رقم تیار کر تجھے بھی لائسنس بندوق منظور کرادوں گا۔ اس پر میں نے ایک جھوٹی بمعاوضہ مبلغ -/160 روپے ادھاری خریدی اور مبلغ -/150 روپے کو نقد فروخت کردی۔ اس کا میرے والد صاحب کو علم ہوا تو اولاً اس نے مجھے منع کیا۔ مگر میں بضد رہا کہ میں ضرور لائسنس بندوق بنواؤں گا۔ چونکہ میرے باپ کو علم تھا کہ میرا لائسنس منظور کرانے کا ذمہ اللہ بخش نے لیا ہوا ہے تو وہ نور ماہی جو کہ والد کا برادر تھا اور اللہ بخش کا والد تھا۔ اس کے گھر چلا گیا اور اس کو کہا کہ اپنے بیٹے کو منع کر چنانچہ نور ماہی واللہ بخش باپ بیٹے کا آپس میں سخت جھگڑا ہو گیا۔ اس وقت میں بھی موجود تھا۔ تو میری سالی مسماۃ بھاگ الٰہی نے بھی میرے منشاء کے خلاف رائے دی پھر میں آگ بگولا ہو گیا اور اپنی بیوی کو سزا دینے کی خاطر کہا کہ تو گھر نہ آویں اور میں اپنے گھر ہواس باختہ ہو کر آ گیا اور گھر والوں سے سخت ناراض غصہ میں اٹا ہوا تھا کہ زوجہ ام مسماۃ صاحبو کو میاں ابراہیم لے کر آ گئے۔ تو میں آگ بگولا ہو کر ان سے لڑا اور کہا کہ اسے واپس لے جاؤ اور ایک ڈھیلا بھی زوجہ ام کو مارا اور بے ساختہ کہدیا کہ سات طلاق چھوڑا جب میرا غصہ فرو ہوا تو مجھے پوچھا گیا کہ تم نے اپنی بیوی کو طلقہ کر دیا ہے تو ہر ایک کو میں نے کہا کہ یہ الفاظ میرے منہ سے حالت غصہ میں نکلے ہیں۔ مگر میری نیت ہرگز صاحبو منکوحہ ام کو طلاق دینے کی نہ تھی اور نہ ہی اسے طلاق دی ہے۔ تو کیا مجھ پر منکوحہ ام مطلقہ ہو جائے گی یا نہ۔ بیان سن کر تسلیم کیا۔

بیان محمد ابراھیم ولد غلام محمد قوم قصاب سکنہ دھریمان

میں بلفظ اشہد واقسم باللہ گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ جھوٹ نہ بولوں گا اور اگر جھوٹ بولوں تو قرآن مجھے ذلیل وخوار کرے۔ بیان کیا کہ میں نور ماہی واللہ بخش کے جھگڑے کے وقت موجود نہ تھا۔ بلکہ یہ جھگڑا ختم ہوا تو میں نور ماہی کے گھر پہنچا تو نور ماہی کی لڑکی مسماۃ بھاگرانی جو کہ غلام محمد معروف گانموں کی سالی تھی نے اپنے باپ کو کہا کہ تم کسی دھی چود کے کہنے پر عمل کر کے باپ بیٹا کیوں قتل ہوتے ہو۔ چونکہ نور ماہی کو کہنے والا غلام محمد ولد گانموں تھا۔ اس بدگوئی کو غلام محمد مذکور سن کر از حد متاثر ہوا اور غصہ میں ہو کر اس نے اپنی بیوی صاحبو کو کہا کہ تو اب ادھر نہ آویں۔ کچھ دیر کے بعد صاحبو مذکورہ کو ساتھ لے کر اپنے گھر آ رہا تھا کہ راستہ میں کرم علی بھی مل گیا اور ہم دونوں صاحبو کو غلام محمد کے گھر لے گئے تو غلام محمد نے نہایت طیش اور غصہ سے ہمیں کہا کہ تم اس کو کیوں لے کر آئے ہو اور ایک ڈھیلا بھی مارا اور ساتھ ہی یہ لفظ بھی کہا کہ سات طلاقیں چھوڑا یا چھوڑی۔ لیکن صاحبو اپنے گھر بیٹھ گئی بلکہ شب باش ہو کر ہم بستری کرتے رہے۔ دوسرے دن صبح بھی راضی اور خوشی کے رہے۔ کوئی مزید جھگڑا گانموں اور اس کی زوجہ کے درمیان نہ رہا۔ دوسرے دن گیارہ بجے میں نے مولوی نقشبندی کے پاس جا کر یہ سب ماجرا والفاظ بیان کیے تو مولوی صاحب نے کہا کہ گانموں پر

صاحبو حرام ہو گئی۔ تب میں نے گانموں کے والد کو آ کر یہ حکم مولوی صاحب کا سنایا اور مجھے کئی لوگوں نے پوچھا تو بھی ان کے روبرو میں نے یہ قصہ بیان کیا (بیان سن کر تسلیم کیا۔ محمد ابراہیم بقلم خود)

بیان کرم علی ولد راجہ قوم پاجن سکنہ دھریمان

میں بلفظ اشہد واقسم باللہ گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ جھوٹ نہ بولوں گا۔ اگر جھوٹ بولوں تو خدا اور اس کا قرآن دو جہان میں ذلیل وخوار کرے۔ بیان کیا ابراہیم مسماۃ صاحبو زوجہ گانموں کو اپنے والد کے گھر سے لے کر آ رہا تھا میں بھی اس کے ساتھ چلا گیا۔ جب ہم گانموں کے گھر پہنچے انھوں نے نہایت طیش وغصہ میں کہا کہ تم اسے کیوں لے آئے ہو۔ واپس لے جاؤ اور ڈھیلا بھی مارا مگر ہم نے اسے پکڑا تو اس نے یہ الفاظ کہے کہ سات طلاقیں چھوڑا یا چھوڑی۔ بعد میں خاموش رہا اور صاحبو مذکور اپنے گھر خوشی خوشی رہے اور ہم گھر کو چلے گئے۔ باقی جھگڑا تنازعہ جو ہوا اس کا مجھے کوئی پتہ نہیں۔ بیان سن کر تسلیم کیا۔ میاں کرم علی بقلم خود

بیان صاحبو دختر نور ماہی زوجہ گانموں قوم قصاب سکنہ دھریمان

بیان کیا کہ میرا خاوند گانموں میرا برادر اللہ بخش کے ذریعہ لائسنس بندوق فرنٹیر سے بنوانا چاہتا تھا اور میرے برادر اللہ بخش نے اس سے وعدہ کیا کہ رقم بناؤ میں تجھے بنوادوں گا۔ میں اپنا بھی بنوا کر لایا ہوں۔ تو چچا غلام رسول جو کہ میرا سسر ہے کو پتہ چلا تو اس نے میرے والد کو آ کر کہا کہ تو اپنے بیٹے کو منع کر کہ اسے لائسنس نہ بنوادے۔ چنانچہ والدم اور برادرم کا سخت تنازعہ ہو گیا اور نوبت زدوکوبی پر پہنچ گئی۔ مگر درمیان میں ایک شخص نے بند کرادی تو ہم بیٹھے تھے اور اتنے میں محمد ابراہیم بھی آ گیا تو میری بہن بھاگرالی نے والدم کو کہا کہ کسی دھی چود کے کہنے پر تم کیوں قتل ہوتے ہو۔ جب میرے خاوند غلام محمد نے یہ گالی سنی تو وہ آگ بگولا ہو گیا کہ میرے والد نے یہ بات کہی ہے۔ اس کو گالی اس نے دی ہے تو مجھے کہا کہ گھر نہ آنا بعد میں مجھے محمد ابراہیم کے ساتھ لے کر گانموں کے گھر آیا اور راستہ میں ہمیں کرم علی بھی مل گیا ہم تینوں گانموں خاوندم کے گھر آ گئے۔ تو گانموں نے طیش وغصہ میں آ کر کہا تم اسے کیوں لے آئے۔ ڈھیلا بھی مارا۔ مگر محمد ابراہیم نے اسے پکڑ کر بٹھا دیا اور بعد میں دو دن یہاں رہی اور ہم میاں بیوی راضی خوشی سے رہے کوئی جھگڑا تنازعہ پھر ہمارے مابین نہیں رہا۔ تیسرے دن جب مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ میں طلاق ہو گئی ہوں پھر مجھے اپنا والد گھر لے آیا۔ یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گانموں نے سات طلاق چھوڑا کا لفظ کہا ہے اور اب مجھے آپ کا شرعی فیصلہ منظور اور آپکو حکم قرار دیتی ہوں۔ (بیان سن کر تسلیم کیے)

مولوی صاحب نے جب حکم دیا۔ تو محض محمد ابراہیم کے کہنے پر باقاعدہ کوئی بیان میرے یا گواہان کے خاوندام کے لیے نہیں لیے اور نہ ہم فریقین نے اسے حکم یعنی ثالث مقرر کیا تھا۔ نیز میں بوقت کہنے خاوند حاضر تھی۔ مگر اس نے یہ

نہیں کہا کہ میں نے تین طلاقیں تینوں دیں یا تجھے چھوڑا اور نہ ہی اس کا اظہار بعد میں میرے روبرو کیا۔ حالانکہ ہم دونوں راضی خوش بحقوق زوج وزوجہ شب باش رہے۔

بعونہ تعالی جل و علی شانہ. بسم اللہ الرحمن الرحیم. صلی اللہ علی حبیبہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین.

مجھے مسمی غلام محمد عرف گاموں ولد غلام رسول ومسمات صاحبو دختر نور ماہی اقوام قصاب سکنائے دھریمان تحصیل موضع سرگودھا نے متنازعہ طلاق کے قطعی فیصلے شرعی کے لیے حکم یعنی ثالث مقرر کر کے تحکیم نامہ تحریر کر دیا ہے جو کہ لف ہذا ہے۔ متنازعہ مسئلہ ذیل ہے۔ جو مختصر اتحریر کیا جاتا ہے۔ مفصل طور پر ہر دو فریقین کے بیانات قلمبند ہو کر لف ہذا ہیں۔
یعنی صاحبو کی بہن بھاگڑی نے غلام محمد کے والد غلام رسول کو گالی بلفظ دھی چودا اپنے باپ کو مخاطب کر کے دی جس کو سن کر غلام محمد مذکور آگ بگولا ہو گیا اور اپنی بیوی صاحبو کو کہا کہ اب تو میرے گھر نہ آویں اور گھر چلا گیا اور محمد ابراہیم گواہ نمبر۱ جو فریقین کا رشتہ دار ہے۔ اسی وقت صاحبو کو لے کر بہ معیت گواہ نمبر۲ کرم علی غلام محمد کے گھر آیا۔ تو غلام محمد نے دیکھ کر نہایت ہی طیش وغصہ میں بھر کر ان ہر دو کو کہا کہ تم اسے کیوں لائے ہو اور ایک ڈھیلا بھی مارا۔ مگر گواہان مذکور نے گاموں کو پکڑ کر بٹھا لیا اور صاحبو اپنے گھر بیٹھ گئی اور رات کو میاں بیوی راضی خوشی رہے اور صبح بھی راضی خوشی تھے دوسرے دن گواہ نمبر۱ نے تقریباً ۱۱/۱۲ بجے مولوی صاحب نقشبندی کو الف سے ی سارا ماجرا جیسا کہ فریقین کے بیانات میں مفصل قلمبند ہے سنا کر مسئلہ پوچھا تو مولوی صاحب نے بیانات فریقین غلام محمد وصاحبو وگواہ نمبر۲ کے مطابق حکم دیا کہ صاحبو مذکور گاموں مذکور پر حرام ہو گئی۔ یعنی تین طلاقوں سے مطلقہ ہو گئی اور دیگر چار طلاقیں لغو ہیں اور کوئی تفصیل وقوع طلاق کی بیان نہ کی اور اب فریقین میں تفریق واقع ہو گئی۔ چونکہ مولوی صاحب نے ان کو یہ اجازت دے دی کہ میرے نزدیک تو یہی مسئلہ ہے اور حکم ہے۔ مگر تم اور علماء کرام سے بھی دریافت کر لو۔ چنانچہ غلام محمد مذکور نے اپنے برادر حافظ احمد جو کہ میرا واقف تھا۔ موسیٰ خیل پہنچ کر اپنی یہ حقیقت بیان کر کے فتویٰ کی خواہش کی مگر میں نے اسے صاف انکار کر دیا کہ جب بیانات گواہان ورائے مولوی صاحب کو بذات خود موقع پر جا کر تحقیق نہ کر لوں تمھاری زبان پر اعتبار نہیں کرتا ہوں۔ چنانچہ طوعاً وکرہاً یہ مجھے یہاں لے آئے اور برائے قطعی فیصلہ شرعی مجھے ثالث مقرر کر کے برضا وخوشی ثالث نامہ تحریر کر دیا۔ جو کہ لف ہذا ہے۔ میں نے ان کے بیانات کی تحقیقات فرداً فرداً اہل دیہہ دھریمان سے اعلانیۃً و سراً کی جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ واقعہ وحادثہ جیسا کہ فریقین وگواہان حاضرین نے بیان کیا۔ اس میں کمی بیشی نہیں بالکل مصدقہ ہے۔ جس کی میں بذات خود بھی تصدیق کرتا ہوں۔ غلام مرتضی بقلم خود

ثالث کا فیصلہ

مسئلہ مذکورہ متعلقہ وقوع طلاق بہ الفاظ مذکورہ ہے۔ جس کی تحقیق کتب فقہ معتبرہ سے کرنے پر امور ذیل قابل غور ہیں۔ یعنی طلاق کی قسمیں شرعاً دو ہیں۔ صریح یعنی جس میں صاف لفظ طلاق استعمال کیا گیا ہو۔ وکنائی یعنی یہ لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو۔ صریح طلاق میں قضاءً نیت کی شرط نہیں ہاں دیانۃً یعنی بین ربہ وعبدہ معتبر ہے۔ لیکن طلاق کنائی میں نیت شرط ہے۔ تا کہ شق ثانی کا وہم نہ رہے اور ہر دو طلاق کے لیے الفاظ مخصوص ہیں۔ ان الفاظ کے ماسوائے دیگر الفاظ سے اگرچہ نیت بھی طلاق کی ہو۔ لیکن شرعاً ان سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور سب الفاظ کتب فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ اب صریح طلاق میں طلاق کی اضافت الی المنکوحہ تلفظاً بلفظ خطاب یا معنی یعنی تلفظ مبہم خاوند اقرار کر لے کہ اس لفظ سے میرا ارادہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کا تھا نہ کہ کسی غیر کا تا کہ دوسرا احتمال رفع ہو جائے اور تحقیق غور عمیق کی محتاج ہے اور دوسرے وہ الفاظ صریح قوم وزمانہ ومکان میں معروف للطلاق ہوں۔ اگر وہ معروف فی القوم وفی الزمان وفی المکان برائے طلاق نہ ہوں تو اگرچہ وہ صریح ہیں۔ مگر اس سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس وجہ سے کہ فقہاء کرام کا قاعدہ کلیہ ہے کہ الطلاق علی العرف ان امور ذکر کردہ کے ثبوت کے لیے ملاحظہ ہو۔ ذیل کی عبارت فتاوی شامی ص۲۵۲ ج۳ متن درمختار۔ ومن الالفاظ المستعملة الطلاق یلزمنی والحرام یلزمنی وعلی الطلاق وعلی الحرام فیقع بلانیة للعرف وتحت قوله ویقع بلانیة للعرف ای فیکون صریحا لا کنایة بدلیل عدم اشتراط النیة وان کان الواقع فی لفظ الحرام البائن لان الصریح قد یقع به البائن کمامر...... وانما کان ما ذکره صریحا لانه صارفا شیا فی العرف فی استعماله فی الطلاق لا یعرفون من صیغ الطلاق غیره ولا یحلف به الا الرجال وقد مران الصریح ما غلب فی العرف استعماله فی الطلاق بحیث لا یستعمل عرفاً الافیه من ای لغة کانت وهذا فی عرف زماننا کذالک فوجب اعتباره صریحاً کما افتی المتأخرون فی انت علی حرام بانه طلاق بائن للعرف بلانیة مع ان المنصوص علیه عند المتقدمین توقفه علی النیة ولاینافی ذلک مایأتی من انه لو قال طلاقک علی لم یقع لان ذاک عند عدم غلبة العرف وعلی هذا یحمل ما افتی به العلامة ابو السعود افندی مفتی الروم من ان علی الطلاق او یلزمنی الطلاق لیس بصریح ولا کنایة ای لانه لم یتعارف فی زمنه ولذا قال المصنف فی منحه انه فی دیارنا صار العرف فاشیا فی استعماله فی الطلاق لا یعرفون من صیغ الطلاق غیره فیجب الافتاء به من غیرنیة کما هو الحکم فی

الحرام یلزمنی وعلی الحرام. نیز درمختار ص۴۵۴ ج ۳ پر ہے ولو قال طلاقک علی لم یقع ولو زاد واجب او لازم او ثابت او فرض هل یقع قال البزازی المختار لا وتحت قوله ولو قال طلاقک علی لم یقع قال فی الخانیة ولو قال طلاقک علی ذکر فی الاصل علی وجه الاستشهاد فقال الا تری انه قال لله علی طلاق امرأتی لا یلزمه شیئ اھ) اب عبارات نقل کردہ بالا سے یہ ثابت ہوگیا کہ ایسے صریح الفاظ جو قوم وزمان ومکان میں متعارف طلاق نہ ہوں ان کے استعمال سے طلاق واقع نہیں ہوتی جیسا کہ صاحب بصیرت پر یہ بات مخفی نہیں رہی تو اب ہم گانموں کے الفاظ طلاق کی طرف رجوع کرتے ہیں تو بین بات ہے کہ اس کے الفاظ صریح طلاق پر مبنی ہیں۔ مگر ایسے الفاظ ہمارے ہاں معروف للطلاق نہیں ہیں۔ بلکہ سارے پاکستان میں ان کا استعمال معروف للطلاق نہیں ہے۔ یہ بدیہی بات ہے جیسا کہ طلاق علے غیر متعارف ہے سات طلاق چھوڑا بھی غیر متعارف ہے قابل غور یہ بات ہے۔ صیغہ مستعملہ فی اللفظ چھوڑا ہے۔ جو مذکر کا صیغہ ہے اور طلاق مذکر کو نہیں دی جاتی۔ مؤنث کو دی جاتی ہے۔ غرضیکہ شرعاً بمذہب حنفیہ گانموں کی یہ طلاق جو غیر معروف الفاظ سے ہے۔ لغو ہے اس پر اپنی بیوی صاحبو حرام نہیں ہوئی۔ یعنی مطلقہ نہیں ہوئی صاحب انصاف کو چاہیے کہ اس کو بغور ملاحظہ فرمائے۔ یہ حلال وحرام کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ طلاق واقع نہیں ہوئی کہ دوسری شرط وقوع طلاق کی صریحاً شرعاً یہ ہے کہ طلاق دینے والا طلاق کی اضافت بوقت طلاق دینے کے اپنی منکوحہ کی طرف کرلے تا کہ دیگر احتمال جو اس کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے۔ وہ رفع ہو جائے او وہ ہمارے عرف میں تینو یا تجھے یا اپنی بیوی یہ تین لفظ ہیں اور یہ اضافت صراحتہ موجود ہو معنوی نہیں۔ یا بعد طلاق دینے کے اقرار کرلے کہ میں نے اپنی بیوی کو یہ طلاق دی ہے۔ اگر اضافت طلاق صراحتہ بھی موجود نہ ہو اور نہ ہی بعد طلاق وہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے ان الفاظ سے اپنی بیوی کو یہ طلاق دی ہے تو اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس کے ثبوت کے لیے ذیل کے جزئیات فتاویٰ شامیہ ملاحظہ ہوں بیوی کے ساتھ جھگڑا و تنازعہ کرنے سے اضافت کا ثبوت قیاس کرنا باعث جاہلیت ہے۔ (دیکھو شامی جلد دوم) کتاب الطلاق باب الصریح ص ۲۴۷ ج ۳ متن درمختار۔ صریحه مالم یستعمل الافیه ولو بالفارسیة کطلقتک وانت طالق و مطلقة بالتشدید قید بخطابها لانه لو قال ان خرجت یقع الطلاق اولا تخرجی الا باذنی فانی حلفت بالطلاق. فخرجت لم یقع لترکه الاضافة الیها (وقال الشامی تحت قوله مالم یستعمل الافیه) ای غالبا کما یفیده کلام البحر وعرفه فی التحریر بما یثبت حکمه الشرعی بلانیة واراد بما اللفظ اوما یقوم مقامها من الکتابة المستبینة او الاشارة المفهومة فلا یقع بالقاء ثلاثة احجار الیها او بامرها بحلق شعرها وان اعتقد الالقاء. والحلق طلاقاً کما قدمناه لان رکن الطلاق

اللفظ اوما یقوم مقامه مما ذکر کمامر و تحت قوله لترکه الاضافة ای المعنویة فانها الشرط والخطاب من الاضافة المعنویة وکذا الاشارة نحو هذه طالق وکذا نحو امرأتی طالق و زینب طالق الخ. اقول وما ذکره الشارح من التعلیل اصله لصاحب البحرا خذا من قول البزازیة فی الأیمان قالها لا تخرجی من الدار الا باذنی فانی حلفت بالطلاق فخرجت لا یقع لعدم ذکر حلفه بطلاقها ویحتمل الحلف بطلاق غیرها فالقول له اه ومثله فی الخانیة وفی هذا الاخذ نظر فان مفهوم کلام البزازیة انه لواراد الحلف بطلاقها یقع لانه جعل القول له فی صرفه الی طلاق غیرها والمفهوم من تعلیل الشارح تبعا للبحر عدم الوقوع اصلا لفقد شرط الاضافة مع انه لواراد طلاقها تکون الاضافة موجودة ویکون المعنی فانی حلفت بالطلاق منک او بطلاقک ولا یلزم کون الاضافة صریحة فی کلامه لما فی البحر لو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امرأته وقال فی ص ۲۵۰ ج ۳ تحت (قوله اولم ینو شیأ) لمامر ان الصریح لا یحتاج الی النیة لکن لابد فی وقوعه قضاء و دیانة من قصد اضافة لفظ الطلاق الیها عالماً بمعناه ولم یصرفه الی ما یحتمله کما افاده فی الفتح وحققه فی النهر احترازا عمالو کرر مسائل الطلاق بحضرتها او کتب ناقلا من کتاب امرأتی طالق مع التلفظ او حکی یمین غیره فانه لا یقع اصلاً مالم یقصد زوجته وعما لو لقنته لفظ الطلاق فتلفظ به غیر عالم بمعناه فلا یقع اصلا علی ما افتی به مشائخ اوز جند الخ. فتاویٰ عالمگیری کتاب الطلاق فصل سابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیة ص ۳۷۹ ج ۱ والاصل الذی علیه الفتوی فی زماننا هذا فی الطلاق بالفارسیة انه اذا کان فیها لفظ لا یستعمل الا فی الطلاق فذالک اللفظ صریح یقع به الطلاق من غیرنیة اذا اضیف الی المرأة وما کان بالفارسیة من الفاظ ما یستعمل فی الطلاق وفی غیره فهو من الکنایات الفارسیة فیکون حکمه حکم کنایات العربیة فی جمیع الاحکام کذا فی البدائع اذا قال الرجل امرأته بہشتم ترا ازز نے فاعلم بان هذا اللفظ استعملها اهل خراسان واهل عراق فی الطلاق وانها صریحة عند ابی یوسف رحمه الله تعالیٰ حتی کان الواقع بها رجعیا ویقع بدون النیة وفی الخلاصة وبه اخذ الفقیه ابو اللیث وفی التفرید وعلیه الفتوی کذا فی التتار خانیة واذا قال بہشتم ترا ولم یقل ازز نے فان کان فی حالة الغضب او مذاکرة الطلاق فواحدة یملک الرجعة وان نوی بائنا او ثلثا فهو کمانوی وقول محمد رحمه الله تعالیٰ فی هذا کقول ابی یوسف رحمه

اللّٰہ تعالٰی ولو قال طلاقک علی لم یقع والفارق العرف ان عبارات نقل کردہ سے بلا کیف وکیفیت ثابت ہے کہ اگر بوقت طلاق دینے زوج کے اگر اس نے طلاق کی اضافت الی المنکوحہ نہیں کی تو وہ طلاق واقع بھی نہ ہوگی۔ اگر طلاق دینے والے کی نیت نہ ہو تو اب غلام محمد عرف گانموں نے جو بلفظ سات طلاق چھوڑا کہا یہ بھی غیر عربی الفاظ ہیں۔ مگر چونکہ اس میں صریح طلاق استعمال ہے۔ لہٰذا یہ صریح تصور ہوں گے اگر اضافت موجود نہیں تو بقول فتاویٰ عالمگیر یہ وشامی یہ لغو ہوں گے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ صاحبین امام محمد اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور اگر اضافت بھی ہوتی تو ایک رجعی واقع ہوگی۔ جس میں رجوع کرنا جائز ہے اور جب غلام محمد وصاحبورات کو جمع رہے اور ہم بستری بھی کی تو رجوع ثابت ہو گیا۔ لہٰذا بحیثیت حکم فریقین حکم دیتا ہوں کہ مسماۃ صاحبو بدستور غلام محمد کی منکوحہ زوجہ ہے۔ مطلقہ نہیں ہوئی۔

حررہ غلام مرتضٰے عفی عنہ موسیٰ خیل بقلم خود

﴿جواب از مفتی صاحب قاسم العلوم ملتان﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں حسب بیان غلام محمد عرف گانموں کے طلاق واقع ہوگئی ہے اور اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ لقولہ تعالٰی فان طلقها فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ. الآیة. باقی مولوی غلام مرتضٰی صاحب نے جو فتویٰ دیا ہے وہ ہماری رائے میں شرعی وفقہی نقطہ نگاہ سے غلط ہے۔ کیونکہ اس نے وقوع طلاق کے لیے جو دو شرطیں ذکر کی ہیں۔ وہ دونوں یہاں موجود ہیں اور پہلی شرط کے بارے میں اس کا یہ کہنا کہ وہ یہاں موجود نہیں۔ کیونکہ ''سات طلاق چھوڑا'' مذکر کا صیغہ ہے اور طلاق مذکر کو نہیں دی جاتی۔ مؤنث کو دی جاتی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صیغہ مذکر ہے اور مذکر کے صیغہ سے بھی عرفاً مؤنث کو طلاق دی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں کسی مذکر کو طلاق نہیں دے رہا ہے۔ بلکہ اپنی بیوی کو دے رہا ہے اور اپنی بیوی کو چھوڑا کے صیغہ سے طلاق دی جائے تو واقع ہوتی ہے۔ آخر اتنے معمولی فرق کا اعتبار کیونکر ہو سکتا ہے۔ اردو ادب کے ماہر کے علاوہ اشخاص اپنی گفتگو میں بزبان اردو اتنے دقیق فرقوں کا لحاظ نہیں کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً جن کی مادری زبان اردو نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اشارہ کر کے یوں کہے کہ یہ کتیا طلاق ہے تو وہ طلاق ہو جاتی ہے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۹۳ ج ۳ قال لامرأة ھذہ الکلبة طالق طلقت. پس اگر یہاں کوئی شخص کہے کہ طلاق تو عورت کو دی جاتی ہے کتیوں کو نہیں دی جاتی تو کیا اس کی یہ بات یہاں پر صحیح ہوگی؟ ہرگز نہیں۔

باقی مولوی صاحب کا دوسری شرط کے متعلق یہ کہنا کہ اضافت صراحۃ موجود نہیں اور معنوی معتبر نہیں ہے۔ یہ بھی

غلط ہے۔ کیونکہ معنوی اضافت معتبر ہی ہے۔ کما فی الدر المختار ص ۲۵۰ ج ۳ (قولہ لترکه الاضافة) ای المعنویة فانها الشرط الخ. اور اضافت معنویہ کے لیے قرینہ مقالیہ اور حالیہ دونوں کافی ہوتے ہیں۔ صورت مسئولہ میں واضح ہے کہ سننے والے اس کے کلام سے یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنی اس بیوی کو طلاق دے رہا ہے اسی کا تو تنازعہ تھا اور اسی کو ڈھیلا بھی مارا تھا۔ لہٰذا طلاقیں واقع شمار ہوں گی۔ اسی طرح مولوی صاحب کا آخر میں یہ کہنا کہ اگر اضافت بھی ہوتی تو ایک رجعی واقع ہوگی یہ کیوں؟ سات طلاقیں کہتا ہے اور واقع ایک ہوگی یہ کہاں کا مسئلہ ہے۔ سات طلاقیں دینے کی صورت میں اس کی بیوی تین طلاقوں سے مغلظہ ہوگی کما ھو الظاھر۔ فقط واللہ تعالٰی اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لفظ چھوڑ دیا، تین دفعہ کہنے کے متعلق حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک شخص نے موذن مسجد سے جا کر کہا کہ میں نے ایک عورت کے روبرو لفظ چھوڑی چھوڑی اپنی بیوی کو تین دفعہ کہا ہے اور ایک عورت کے روبرو دو دفعہ لفظ چھوڑی کہا ہے تو موذن مسجد نے جواباً کہا کہ تیری عورت پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ لیکن میں عالم نہیں ہوں۔ یہ مسئلہ مولوی عبدالکریم صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ جب موذن مسجد اس شخص کو لے کر مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس پہنچا۔ تو مولوی عبدالکریم نے اس شخص مذکور سے پوچھا کہ تو نے ایک عورت کے روبرو طلاق کہی ہیں۔ تو اس شخص نے جواباً کہا کہ جی ہاں تو مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ تیری بیوی پر تین طلاق پڑ گئی ہیں۔ اس اقرار کے بعد ان دونوں عورتوں سے حلفیہ بیان لیا گیا۔ وہ کہتی ہیں کہ اس نے ہمارے روبرو یہ بات اپنی بیوی سے کہی ہے کہ میں تجھ کو چھوڑ دوں گا۔ شرعاً اس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں کہ نہیں؟ بینوا توجروا

نوٹ۔ شخص مذکور بالکل احمق سا آدمی ہے۔

﴿ج﴾

جب اس شخص کا اپنا اقرار ہے کہ اس نے تین دفعہ اپنی عورت کو چھوڑی کا لفظ کہا اور مسجد کے موذن اور دوسرے مولوی صاحب کو اس پر گواہ بھی بنایا تو اس کی عورت تین طلاق سے مغلظہ ہوگئی اور دو عورتوں کی شہادت جو نفی کی شہادت ہے۔ شرعاً معتبر نہیں ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی قاسم العلوم ملتان

میں نے تمھاری لڑکی کو آزاد کیا، اس کو میں نے طلاق دی، وغیرہ الفاظ خط میں سسر کو لکھنا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک لفافہ اپنی زوجہ کے بارے میں اپنے سسر کو لکھا جس کا مضمون نقل ہے کہ اپنی لڑکی کو آ کر چھوڑ جاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو اچھا کرو گے۔ ہم غریب آدمی ہیں۔ ہم تو آٹا مانگ کر کھاتے ہیں۔ ہمارے پاس سکھ نہیں۔ ہمیں آپ کی لڑکی کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی لڑکی کو سنبھال کر رکھو۔ اچھا خدا حافظ۔ میں نے تمھاری لڑکی کو آزاد کیا۔ میں نے تو اس لیے لڑکی سے شادی کی تھی کہ مجھے کما کر کھلائے گی اور میں نے کمانا نہیں بھوکی رکھوں گا اور مجھ سے تو بھوکی رکھی جاتی ہے۔ میری طرف سے تمھاری لڑکی کو طلاق ہے۔ جہاں تمھاری مرضی اپنی لڑکی نکاح کرو۔ میں نے تمھاری لڑکی کو آزاد کیا اور میں نے تمھاری لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔ ہم سے نہیں رکھی جاتی اور میری طرف سے آخری سلام علیکم۔ آپ اپنی لڑکی کو سنبھال رکھو۔ میری طرف سے تمھاری لڑکی کو طلاق ہے۔ میرے پاس پیسے نہیں تھے۔ آپ اپنا سامان لے جاؤ۔ ہمارا زیور دے جاؤ۔ آیا از روئے شریعت زید کی بیوی حق زوجیت میں ہے یا نہیں۔ طلاق مغلظہ پڑ گئی ہے یا کہ نہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب لکھ کر مشکور فرمائیں کہ ہم لڑکی کو ان کے گھر بحیثیت زوجہ زید بھیج دیں یا نہیں۔ فقط والسلام

(نوٹ) زید پڑھا لکھا ہے تحریر اس کے ہاتھ کی ہے۔ دستخط موجود ہیں۔ اقراری بھی ہے۔

حافظ سراج الدین چنگڑ محلہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی زید اس تحریر کا اقرار کرتا ہے۔ تو اس کی عورت تین طلاق سے مغلظہ ہوگئی ہے اور بغیر حلالہ کے اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی۔ تحریر کی تاریخ سے تین حیض کامل عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''میری ماں اور بہن ہو'' سے طلاق کا حکم؟

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میری شادی مسمی محمد فاضل ولد خوشال خان قوم دھنیان سکنہ لگا عرصہ چھ سال سے ہوئی ہے۔ اس عرصہ میں مجھے اپنے خاوند مذکور نے روبرو گواہان یہ الفاظ استعمال کیے کہ تم میری ماں اور بہن

ہو۔ میرے گھر سے چلی جا۔ اس اثنا میں میں اپنے باپ کے گھر چلی آئی اب عرصہ ڈھائی سال سے میں اپنے باپ کے گھر رہ رہی ہوں۔ اب مجھ کو دوبارہ مسمی مذکور آباد کرنا چاہتا ہے اور جرگہ بھی اس نے کیا ہے کہ میں اپنی بیوی کو آباد کروں گا۔ کیا شریعت مجھ کو دوبارہ وہاں آباد ہونے کی اجازت دیتی ہے۔ میں وہاں بالکل آباد نہیں ہوتی۔ میرے لیے اگر کوئی شریعت میں نجات کا راستہ ہے تو صادر فرمایا جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ الفاظ ''تم میری ماں اور بہن ہو'' لغو ہیں۔ کیونکہ اس میں حرف تشبیہ کوئی نہیں ہے۔ ''میرے گھر سے چلی جا'' کنایات طلاق میں سے ہے۔ شوہر سے پوچھا جائے۔ اگر وہ کہے کہ میں نے ان الفاظ سے طلاق دینے کی نیت کی تھی۔ تو ایک طلاق بائن پڑ گئی ہے۔ اب عدت گزارنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور تجدید نکاح کر کے بھی سابق شوہر کے ساتھ آباد ہو سکتی ہے اور اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی ہے۔ آپ بدستور اس کی منکوحہ بیوی ہو۔ اس کے ساتھ آباد ہونا پڑے گا۔ جب تک کہ وہ طلاق نہ دے۔ بہرصورت ان الفاظ سے وقوع طلاق کا مدار شوہر کی نیت پر ہے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۴۷۰ ج ۳ (وان نوی بانت علی مثل امی) او کأمی وکذا لو حذف علی خانیه (برا او ظهاراً او طلاقا صحت نیته) ووقع مانواه لانه کنایة (والا) ینو شیأ او حذف الکاف (لغا) وتعین الادنی ای البر یعنی الکرامة ویکره قوله انت امی ویا ابنتی ویا اختی ونحوه الخ وقال فی ص ۳۰۰ ج ۳ ففی حالة الرضاء تتوقف الاقسام الثلاثة علی نیة وفی الغضب الاولان وفی مذاکرة الطلاق الاول فقط. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تو مجھ پر حرام ہے، میں نے طلاق دے دی، وغیرہ الفاظ کا حکم

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اکرام اللہ خان کے ساتھ تقریباً دس ۱۰ سال قبل میرا نکاح ہوا تھا۔ اس کے ساتھ میں چند سال تک آباد رہی۔ جس سے مجھے ایک لڑکا بھی ہے۔ جس کی عمر تقریباً آٹھ سال ہے۔ اس نے مجھے تقریباً چار سال سے غیر آباد رکھا ہے۔ اب عرصہ ڈیڑھ ماہ سے اس نے مجھے روبرو متعدد گواہان کے جس میں

اس کے بھائی بھتیجے وغیرہ سب تھے۔ بایں الفاظ طلاق دے دی ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ میں نے طلاق دے دی۔ میری جندڑی خلاص کر دفع ہو جا۔ جہاں چاہے چلی جا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اور کیا میرا مہر جو اس کے ذمہ ہے۔ اس کا میں مطالبہ کر سکتی ہوں اور میرا اپنا ذاتی زیور اور دوسرا سامان بھی اس کے قبضہ میں ہے۔ کیا میں وہ اس سے لے سکتی ہوں۔ بیان فرمائیں۔

﴿ س ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان الفاظ سے یہ عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی ہے۔ اب اس کے لیے حرام ہے۔ عورت تین ماہواریاں گذار کر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ شریعت میں طلاق دینے کے لیے تحریر ضروری نہیں ہے۔ بلکہ طلاق زبانی بھی واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا عورت مطلقہ بائنہ ہوگئی ہے۔ عدت کے زمانہ کا خرچہ نان ونفقہ خاوند کے ذمہ واجب ہے۔ نیز جو مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہے۔ وہ اگر ادا نہ کر چکا ہو۔ اس کا ادا کرنا بھی شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ باقی جو زیورات اور سامان وغیرہ عورت کا اپنا ذاتی ہو یا اس کو باپ وغیرہ کی طرف سے ملا ہو وہ بھی عورت کا ہی ہے۔ لہٰذا شوہر کے ذمہ اس تمام سامان کا واپس کرنا بھی ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

والبائن لایلحق البائن کا قاعدہ جب چلتا ہے کہ طلاقیں صریح نہ ہوں

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ چند الفاظ طلاق کے ساتھ نسبت رکھنے والے کہے ہیں۔ یعنی تین چار دفعہ کہا کہ میں نے تمھیں چھوڑا ہے۔ تو میرے گھر سے نکل جا اور ایک دفعہ صریحاً طلاق کا لفظ بھی کہا۔ یعنی میں نے تجھے طلاق دی ہے۔ یہ واقعہ صبح نو بجے ہوا ہے اور بوقت شام بعد نماز عشاء کے امام مسجد نے زید سے پوچھا کہ تم نے اپنی زوجہ کو مطلقہ کیا ہے۔ روبرو گواہان جواب دیا کہ واقعی مجھ سے یہ کام سرزد ہوا ہے۔ تخمیناً وہ مطلقہ ایک ہفتہ گھر سے نکلی رہی۔ لیکن بعد میں پھر واپس حالت اولیٰ پر گھر میں زن ومرد کے طور پر بسنے لگے۔ امام مسجد نے لوگوں کو زید سے برتنا منع کیا۔ مگر پہلی حالت کی طرح برت رہے ہیں۔ تین چار سال قبل از واقعہ مذکورہ بالا کے زید نے اپنی اسی عورت کو مطلقہ کیا تھا۔ مگر فتویٰ لینے کے بعد تجدید نکاح کی گئی تھی۔ اب مسئلہ مذکورہ یعنی زید کے متعلق اور اہل قریہ کے متعلق جو زید سے برتاؤ کرتے ہیں یا اس امام مسجد کے متعلق جو کہ خاصۃً زید سے برتاؤ نہیں کرتا مگر اہل قریہ سے برتاؤ کرتا ہے۔ اس میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا

السائل عبداللہ

﴿ ج ﴾

جب دو مرتبہ اس نے صریح لفظ طلاق کا استعمال کیا ہے اور اس کے علاوہ چھوڑنے کے لفظ کو بھی استعمال کیا ہے تو اگر چھوڑی کا لفظ صریح ہے۔ (کما قال بہ مولانا عبدالحی اللکھنوی، ومولانا اشرف علی التھانوی) تو پھر تو تین طلاق واقع ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ کما ھو الظاہر اور اگر لفظ چھوڑی کنایہ ہے اور اس سے طلاق بائن واقع ہو۔ کما قال بہ مولانا رشید احمد الگنگوہی والمفتی عزیز الرحمٰن الدیوبندی۔ تو بھی بحکم الصریح یلحق البائن ۔ وایضاً البائن یلحق الصریح مشہور مسلم قاعدہ فقہاء کے دو دفعہ کے صریح طلاق کے ساتھ مل کر تین طلاقیں ہو جائیں گی اور عورت مغلظہ بسہ ۳ طلاق ہوگی۔ عدم لحوق تو جب ہوتا کہ دو طلاقیں صریح نہ ہوتیں۔ بلکہ سب الفاظ بائن کے یعنی کنایہ ہوتے و البائن لا یلحق البائن کا قاعدہ تب چلتا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر واقعہ مسطورہ درست ہے۔ تو عورت بغیر حلالہ کے زوج اول کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ اس سے تعلقات منقطع کرنا ضروری ہیں اور اسے توبہ کرنے اور عورت کو الگ ہونے پر مجبور کیا جائے اور ان کو صحیح مسئلہ سمجھایا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

انت علی حرام دوبار کہنے کے بعد کہنا کہ میری نیت حرمت غلیظہ ہے، کے متعلق حکم

﴿ س ﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق کنایہ بالفاظ انت علی حرام، انت علی حرام، انت علی حرام دیتا ہے اور استفسار پر یوں کہتا ہے کہ میری نیت حرمت غلیظہ ہے تین دفع کہنے سے۔ اب استفسار یہ ہے۔ آیا حرمت غلیظہ ثابت ہو جائے گی۔ یا کہ البائن لا یلحق البائن کے ماتحت اول واقع دوسری دونوں لغو ہو جائیں گی۔ بصورت لغو ہونے کے اس عبارت کا کیا معنی ہوگا۔ شامی کتاب الطلاق میں ہے اوقال نویت البینونة الکبری ونیز عالمگیری میں ہے ولو قال عنیت به البینونة الغلیظة ینبغی ان یعتبر و تثبت به الحرمة الغلیظة ولا یقع ثنتین . شامی اور عالمگیری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صرف ثانی حرام سے بینونۃ الکبری کا ارادہ کرتا ہے تو حرمت غلیظہ ثابت ہو جاتی اور اگر ثانی دفع سے ارادہ بینونۃ کبری طلاق ثالث کا کرتا ہے تو حرمت غلیظہ کیوں ثابت نہیں ہوگی۔ کیونکہ البائن لا یلحق البائن کے خلاف تو ثانی صورت بھی ہے۔ ثانی سے حرمت غلیظہ کا ارادہ کرتا ہے۔ تو حرمت غلیظہ ثابت ہو جاتی ہے۔ تین سے بدرجہ اتم حرمت غلیظہ ثابت ہونی چاہیے۔ وجہ فرق کیا ہے۔ بینوا الجواب توجروا الثواب

المستفتی شبیر احمد بقلم خود

﴿ج﴾

دراصل جو الفاظ شرعاً موضوع للطلاق نہیں ہیں۔ان کو کنایات الطلاق کہتے ہیں اور جو موضوع شرعاً لانشاء الطلاق ہوا سے صریح کہتے ہیں۔اب فقہاء نے یہ قاعدہ لکھا کہ البائن لا یلحق البائن اور اس کی وجہ یہ لکھی کہ ایک دفعہ اگر کنایہ لفظ سے نیت ایقاع سے طلاق واقع کر لی اور کہا انت علی حرام تو طلاق واقع ہو جائے گی۔لیکن اب تکرار لفظ دوبارہ یا سہ بارہ سے جب تک کہ اخبار عن الطلاق السابق ممکن ہو۔اس کو اخبار پر ہی حمل کریں گے اور انشاء طلاق صحیح نہ ہوگا۔اس لیے باقی ایک یا دو دفعہ کہنے کے باوجود نیت انشاء طلاق کے طلاق جدید واقع نہ ہوگی۔بلکہ وہ اخبار عن الطلاق السابق پر محمول ہوگا۔اس کی نیت انشاء اب غیر مفید ہے۔لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص نے جو حرمت غلیظہ اور تین طلاق کی نیت کی ہے۔یہ نیت اس کی اس تکرار اور تثلیث لفظ سے ہے۔گویا وہ دوسرے اور تیسرے لفظ کو بھی انشاء قرار دے رہا ہے۔وھذہ النیة منه لا تصح اذا امکن جعله اخباراً کما ھو فی الشامی. اور ایک صورت یہ ہے کہ اس نے انت علی حرام کے لفظ سے ایک مرتبہ کہہ کر حرمت سے حرمۃ غلیظہ یا بینونۃ کبری مراد لی تو وہ چونکہ ایک ہی دفعہ جہاں نیت انشاء اس کی صحیح ہے۔حرمت مغلظہ ایک لفظ سے مراد لے رہا ہے تو یہ نیت اس کی صحیح ہے اور عورت مغلظہ ہو جائے گی۔اگر صورت مسئولہ میں بھی شخص مذکور ایک دفعہ کے لفظ حرام سے حرمت غلیظہ لیتا تو عورت حرام بہ حرمۃ مغلظہ ہو جاتی۔لیکن یہاں ایسا نہیں۔بلکہ وہ تو تثلیث سے اور ہر دفعہ کے لفظ سے ایک ایک کو واقع کر کے اپنے زعم میں ثانی اور ثالث کو بھی انشاء طلاق سمجھ کر تین بنا رہا ہے اور یہ البائن لا یلحق البائن کے خلاف ہے۔اس لیے اس کا زعم غیر معتبر ہوگا۔صرف ایک لفظ سے اس نے حرمۃ غلیظہ مراد نہیں لی۔اس طرح فقہاء کی عبارت میں کوئی تناقض نہیں رہتا۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لفظ 'چھوڑا' میں اختلاف ہے

اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہ کیا جائے

﴿س﴾

چہ فرمایند علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی جلال الدین نے بحالات تنازع اپنی زوجہ کو کہا کہ میں نے تم کو چھوڑا ہے، چھوڑا ہے، کئی بار ان الفاظ کو دوہرایا۔کئی آدمیوں نے ان الفاظ کو سنا۔بعد ازاں وہ شخص نادم ہوا اور بیوی کو گھر لے آیا۔آیا اس سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے یا مغلظہ اور کیا وہ نکاح جدید بعد از عدت کر سکتا ہے یا نہ۔ بینوا توجروا عند اللہ

السائل جلال الدین ولد محمد یوسف سکنہ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

﴿ج﴾

چھوڑا کا لفظ خود علماء ہند جو اہل زبان ہیں۔ان میں مختلف فیہ ہے۔بعض اس کو صریح سمجھتے ہیں۔پھر تو تین طلاق واقع ہوں گی۔الصریح یلحق الصریح اور بغیر حلالہ کے وہ عورت دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور بعض علماء اس کو کنایہ سمجھتے ہیں تو البائن لا یلحق البائن کے بموجب صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔تجدید نکاح کافی ہے۔حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔البتہ احتیاط اس میں ہے کہ اس کا بغیر حلالہ کے نکاح نہ کیا جائے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فلاں بنت فلاں کو میں نے حرام کیا، الفاظ تین بار کہلوانے سے طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو روبرو دو گواہوں کے کہا کہ میں نے تجھے چھوڑی چھوڑی چھوڑی۔اب یہ طلاق مغلظہ ہے یا بائن یا رجعی اچھی طرح تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

السائل مولوی غلام حسین چک نمبر ۳۶ ڈاکخانہ و تحصیل وہاڑی

﴿ج﴾

ہندوستان کے علماء میں لفظ چھوڑی میں اختلاف ہے۔حضرت مولانا تھانویؒ اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ دونوں اس کو صریح طلاق ٹھہراتے ہیں۔تو اس صورت میں عورت مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے یہ عورت دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آ سکے گی۔اسی میں احتیاط ہے۔لہٰذا اس پر عمل کرنا چاہیے۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الفاظ، فیصلہ تین بار اور چھوڑی، بھی تین بار کہنے سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ناراضگی کی حالت میں طلاق کی نیت سے اپنی بیوی مدخول بہا کو کہا کہ فیصلہ، فیصلہ، فیصلہ۔پھر گواہوں نے دوبارہ اس شخص مذکور سے پوچھا کہ تو نے اپنی بیوی کو فیصلہ دے دیا ہے۔تو اس نے کہا کہ چھوڑی، چھوڑی، چھوڑی۔تو آیا شرعاً اس شخص مذکور کی بیوی پر طلاق پڑ گئی یا نہیں۔اگر پڑی ہے تو کونسی طلاق واقع ہوئی ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔تجدید نکاح کرکے آپس میں آباد ہو سکتے ہیں۔کیونکہ ''فیصلہ'' کا لفظ کنایات طلاق کے قریب ہے اور لوگوں کے استفسار پر اس شخص کا جواب میں ''چھوڑی'' کہنا قرینہ ارادہ طلاق ہے۔اس لیے ایک طلاق لفظ فیصلہ سے واقع ہوگئی اور دوسرے دو ''فیصلہ'' کے لفظوں سے طلاق واقع نہ ہوگی۔لان الصریح یلحق الصریح والبائن لا یلحق البائن اور چھوڑی چھوڑی ان الفاظ کی تشریح ہے نہ یہ کہ یہ مستقل طلاق شمار کی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میں نے تجھے آزاد کردیا، اگرچہ لفظ کنایہ ہیں، لیکن ایک طلاق رجعی واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خاوند اور بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا ہے۔جس میں عورت نے اپنی زبان سے کہا ہے کہ تو مجھے آزاد کردے۔خاوند نے غصہ میں اس کو جواب میں کہہ دیا کہ تو میری طرف سے انشاء اللہ آزاد ہے۔اپنے میکے میں آرام میں رہ۔خاوند سے بیان لیا گیا ہے۔اس نے بھی کہا کہ میں نے یہ الفاظ کہے ہیں۔لیکن یہ الفاظ میں نے اس خیال سے کہے کہ تو میکے رہ۔میرے گھر سے آزاد ہے۔خاوند نے لفظ آزاد صرف ایک ہی دفعہ کہا ہے۔جس کی تصدیق اس کا جوان عمر بیٹا جو کہ موقعہ پر موجود تھا کرتا ہے۔لیکن لفظ طلاق بالکل زبان سے نہیں نکلا۔اب فریقین گھر میں رہنے کے لیے خوشی سے رضامند ہیں۔لیکن وہ احکام شرعی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔تو آپ جواب دیں کہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔لفظ ''آزاد کردی'' جسے فارسی میں رہا کردم اور عربی میں سرحتک کہتے ہیں۔اصل میں یہ لفظ کنایہ طلاق ہے۔لیکن غلبہ استعمال سے رجعی بن گیا ہے۔صورت مسئولہ میں اگر انشاء اللہ آزاد کردی کے ساتھ متصلاً کہا ہو تب تو طلاق واقع بالکل نہیں ہوئی ہے اور اگر انشاء اللہ کا جملہ ساتھ نہ کہا ہو۔تب ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی ہے۔رجوع کرکے آپس میں آباد ہوسکتے ہیں۔کما قال فی الکنز ص ۱۲۸ ولا فی انت طالق ان شاء اللہ متصلا امداد الفتاوی ص ۳۷۰ پر ہے یہ کہنا آزاد کردی ہے، ہمارے عرف میں طلاق کے لیے

مستعمل ہے۔لہٰذا اس سے طلاق صریح واقع ہوجائے گی۔وقال فی الشامی ص ۲۹۹ ج ۳ واما اذا تعورف استعماله فی مجرد الطلاق لا بقید کونه بائناً یتعین وقوع الرجعی به کما فی الفاسیة سرحتک الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''میرے گھر سے نکل جا اور اس کے بھائیوں کو کہا کہ اس کو جہاں چاہو کرو'' کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کسی وجہ سے کہا کہ میرے گھر سے نکل جا، پھر اپنی بیوی کو بھائیوں کے سپرد کردیا اور کہا کہ اس کو میں نہیں بٹھا سکتا۔چاہے اس کو فروخت کردو۔جہاں کرو میرا کوئی واسطہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔بیوی کے کپڑے بیوی کے بھائیوں کے سپرد کردیے اور پھر دوبارہ کہا۔اگر میں اس کو بٹھاؤں تو اپنی ہمشیر کے ساتھ صحبت کروں۔یہ میرے لیے حرام ہے۔اس کے ساتھ کھانا پینا میرے لیے حرام ہے۔اس کے متعلق مسئلہ صحیح بیان کرکے ممنون فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔اگر دوبارہ آباد ہونا چاہیں تو تجدید نکاح کرکے آباد ہوسکتے ہیں۔تجدید نکاح کرنا دوبارہ آباد ہونے کے لیے ضروری ہے۔حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ صورت مسئولہ میں الفاظ یہ تین ہیں۔(۱) میرے گھر سے نکل۔(۲) میرا کوئی واسطہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔(۳) یہ میرے لیے حرام ہے۔پہلے دو الفاظ میں وقوع طلاق کے لیے نیت کرنا ضروری ہے اور تیسرے لفظ میں نیت طلاق کی اگر نہ بھی کرچکا ہو۔تب بھی ایک طلاق بائن واقع ہوجاتی ہے۔لہٰذا اگر پہلے لفظ کے ساتھ طلاق کی نیت کی تو دوسرے اور تیسرے لفظ سے طلاق واقع نہ ہوگی اور دوسرے لفظ سے طلاق کی نیت کی ہو۔تو تیسرے لفظ سے طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر پہلے دو لفظوں سے طلاق کی نیت نہ کی ہو۔تو تیسرے لفظ سے۔بہرصورت ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔خواہ نیت طلاق کی کرچکا ہو یا نہیں۔کما قال الشامی ص ۲۹۹ ج ۳ ثم ظهرلی بعد مدة ما عسی یصلح جوابا. وهو ان لفظ حرام معناه عدم حل الوطء ودواعیه وذالک یکون بالا یلاء مع بقاء العقد وهو غیر متعارف ویکون بالطلاق الرافع للعقد وهو قسمان بائن ورجعی لکن الرجعی لا یحرم الوطء فتعین البائن وکونه التحق بالصریح للعرف لا ینافی وقوع البائن به فان الصریح قد یقع به البائن کتطلیقة

شدیدة ونحوه کما ان بعض الکنایات قد یقع به الرجعی مثل اعتدی واستبرئی رحمک وانت واحدة الخ . وقال فی تنویر الابصار ص ۳۰۶ ج ۳ الصریح یلحق الصریح والبائن یلحق الصریح لا البائن وقال الشامی تحته. قال ولا یرد انت علی حرام علی المفتی به من عدم توقفه علی النیة مع انه لا یلحق البائن ولا یلحقه البائن لکونه بائناً لما ان عدم توقفه علی النیة امر عرض له لا بحسب اصل وضعه الخ. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مجھے ایسی نافرمان بیوی کی ضرورت نہیں ہے، نیت طلاق کی نہ ہو، کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اگر خاوند اپنی بیوی کو کسی بات کے نہ ماننے پر بطور تنبیہ یہ الفاظ کہہ دے کہ مجھے ایسی نافرمان بیوی کی ضرورت نہیں ہے اور اس کی نیت طلاق کی نہ ہو۔ بلکہ محض تنبیہ کے طور پر مرد نے یہ الفاظ کہے ہوں۔ تاکہ بیوی ڈر کر آئندہ ایسی بات نہ کرے۔ تو کیا از روئے شرع مرد کے یہ الفاظ کہنے سے نکاح میں کوئی خلل واقع ہو سکتا ہے یا نہیں اور کبھی خلل واقع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ تو آئندہ کے لیے میاں بیوی کس طرح اپنے تعلقات استوار رکھ سکتے ہیں یا اس قسم کے تنبیہی الفاظ استعمال کرنے سے نکاح میں کوئی خلل نہیں پڑتا؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ان الفاظ سے بغیر نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ یہ الفاظ عموماً زجر و توبیخ اور تنبیہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تجھے گھر چھوڑ آؤں میں تجھے نہیں رکھتا، اگر نیت طلاق کی نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کے متعلق کسی دوسرے سے زنا کا معلوم ہوا۔ تو خاوند نے عورت کو کہا کہ اب تجھے اپنے گھر چھوڑ آؤں۔ عورت نے کہا مجھے نہیں رکھتا خاوند نے کہا تو میرے کام کی نہیں رہی۔ تجھے نہیں رکھتا آ تجھے اپنے گھر چھوڑ آؤں۔ پھر عورت نے کہا کیا مجھے نہیں رکھتا۔ اس طرح تین بار سوال جواب ہوا۔ اب اس کے بعد وہ مرد اس عورت کو گھر رکھنا چاہتا ہے اور عورت بھی راضی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ خاوند کی ان الفاظ سے طلاق کی نیت نہیں تھی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر یہ بات صحیح ہے کہ ان الفاظ کے کہتے وقت خاوند نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی اور بیوی خاوند کے لیے حلال ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس لفظ سے طلاق دینا (تیری نکاح والی ڈھیری ڈھائی) نیت طلاق کی نہ ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی

﴿س﴾

علماء دین ومفتیان اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔ ناحق اپنی عورت کو طلاق دینے کے ارادے سے یہ ایک لفظ کہا ہے۔ وہ لفظ یہ ہے۔ کہ تیری نکاح والی ڈھیری ڈھائی اس لفظ کے کہتے وقت سعید احمد کا اپنی عورت کو تین طلاق دینے کا ارادہ تھا۔ اب بتائیں کہ سعید احمد اپنی عورت کا شریعت محمدیہ کے لحاظ سے حقدار رہا یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر تین طلاق کہنے کی نیت سے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس کی نیت صحیح ہے اور عورت بحرمت مغلظہ حرام ہو جائے گی۔ ففی الهدایه مع الفتح ص ۳۹۹ ج ۳ وبقیة الکنایات اذا نوی بها الطلاق کانت واحدة بائنة وان نوی ثلاثا کانت ثلاثا الخ. فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر اس نے کہتے ہوئے (نکاح والی ڈھیری ڈھائی) نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سعید کے لڑکے کو ایک روحانی مرض شروع ہے۔ تقریباً آٹھ سال ہوگئے شروع اس طرح ہوا کہ جب سعید کی شادی ہوگئی تو سعید کی عمر بائیس ۲۲ برس کی اور سعید چار جماعتیں اردو بھی پڑھا ہوا تھا۔ تو اس نے بہشتی زیور پڑھنا شروع کیا۔ پھر بغیر استاد کے جب اس نے طلاق کے بیان پڑھے اور جو طلاق کے گول لفظ ہوتے ہیں اور صاف ہوتے ہیں سب پڑھے۔ پھر اس کو ایسا مرض شروع ہوا کہ جب پانی پیے یا روٹی کھائے یا کسی کے ساتھ کوئی بات کرے تو اس کو شک پڑے کہ شاید میری زبان سے میری عورت کو طلاق کا لفظ نہ نکلے۔ اس طرح ہر کسی کی باتوں پر اس کو شک ہو جاتا کہ تیری زبان سے یہ لفظ نکلا ہے صاف ہے یا گول اور تیرا ارادہ کس طرح تھا پھر اس لفظ کو دوہرانا شروع کر دے اور کئی دن اس کی فکر میں جان کو تکلیف دے۔ تو اس طرح کے وسوسوں کے فکر میں ایک دن

لیٹا ہوا تھا اور دل میں بہت گھبراہٹ شروع ہوئی تو سعید کے دل میں یہ خیال آیا کہ تجھے جو یہ وسوسے پڑتے ہیں شاید تیرا نکاح نہ رہا ہو۔ تو پھر سعید نے اداسی میں آ کر اپنی زبان سے اتنے یہ الفاظ نکالے کہ ہائے میں نے اپنی شریفاں خاتون عورت کے نکاح والی ڈھیری ڈھائی اور ان الفاظ کے کہنے کے وقت طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا۔ پھر اس کو وہم شروع ہوا کہ یہ الفاظ صاف نہ ہوا اور ان سے میری عورت کے نکاح میں نقصان واقع نہ ہو۔ تو کئی دن یہ سوچ رہا تھا کہ یہ لفظ گول ہیں یا صاف اور پھر کئی دفعہ ان الفاظ کو زبان سے نکالا اس ارادے سے کہ مجھے یہ پتہ چلے کہ یہ الفاظ صاف ہیں یا گول اور پھر ایک دفعہ یہ الفاظ کہے کہ ہائے میں نے اپنی شریفاں خاتون عورت کے نکاح والی ڈھیری ڈھائی۔ اس وقت تک اس کا ارادہ طلاق کا نہ تھا۔ صرف اس لیے دوہرائے کہ سمجھ میں آئے کہ صاف ہیں یا گول۔ اس کے بعد اس کو سمجھ آیا کہ یہ الفاظ صاف ہیں تو پھر اس کو غصہ اپنی جان ہی پر آیا اور اس نے تین طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ یعنی یہ دو لفظ ڈھیری ڈھائی میں تین طلاق کا ارادہ کیا۔ لیکن پہلے شریفاں خاتون کو کہنے کے وقت طلاق کا ارادہ نہ تھا۔ اب شریعت کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں الفاظ سے کہ میں نے اپنی شریفاں خاتون عورت کے نکاح والی ڈھیری ڈھائی۔ چاہے اگلے الفاظ بولنے کے وقت نیت نہیں تھی اور ڈھیری ڈھائی میں اس نے غصہ میں اگر تین طلاق کی نیت کی۔ سعید کی منکوحہ پر تین طلاق پڑ گئی ہیں۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ میاں بیوی آباد نہیں ہو سکتے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد جان نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

منکہ نصیر بخش ولد محمد رمضان قوم جٹ آہیر سکنہ مکان نمبر ۳۰/۷ بیرون دہلی گیٹ محلہ آڈواک ویڑا ملتان شہر بعمر تقریباً ۳۵/۴۰ سال حال آمدہ کچہری ملتان کا ہوں بدرستی ہوش و حواس خمسہ اثبات عقل خود بلا جبر واکراہ احدے کس من مقر اپنی خوشی سے لکھ دیتا ہے کہ من مقر کی شادی عرصہ تقریباً سات ماہ ہوئے ہمراہ مسماۃ نتھوی عرف زرینہ دختر عبدالشکور قوم آہیر جٹ سکنہ مکان نمبر ۳۱/۷ M-۶ محلہ آڈواک ویڑہ بیرون دہلی گیٹ ملتان شہر ہوئی تھی مقر کے نطفہ سے اس وقت کوئی حمل مسماۃ مذکورہ کو نہیں ہے۔ من مقر و مسماۃ مذکورہ کے درمیان اکثر ناچاکی رہتی ہے اور ہر وقت لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ تنازعہ کو رفع کرنے کی بہت کوشش کی گئی ہے لیکن ناچاکی کسی طرح بھی دفع نہیں ہوئی۔ اب من مقر نے بوجہ ناچاکی مسماۃ مذکورہ کو اپنے نفس پر حرام کر کے تین بار طلاق طلاق طلاق قطعی دے کر اپنے نفس پر حرام کر دیا۔ مقررہ

حق المہر من مقر نے مسماۃ مذکورہ کو ادا کر دیا ہے۔ اب مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہے کہ وہ بعد میعاد عدت جہاں اور جس شخص سے چاہے نکاح شادی کر لے۔ من مقر کو کچھ عذر نہ ہوگا۔ من مقر نے آزادانہ رضامندی سے طلاق دی ہے۔ کسی شخص کے ڈرانے دھمکانے سے طلاق نہیں دی۔ لہٰذا طلاق نامہ قطعی بحق مسماۃ نتھوی بی بی عرف زرینہ مذکورہ کے لکھ دیا ہے۔ تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

گواہ و شناخت کنندہ مولوی نصیر احمد ولد مولوی نور محمد قوم راجپوت مکان ۲۵/۷ M-۶ ملتان شہر نصیر بخش مقر طلاق دہندہ مذکور گواہ شد کریم نواز ولد محمد نواز قوم پٹھان سکنہ محلہ حافظ جمال بیرون دولت گیٹ ملتان شہر

﴿ج﴾

مذکورہ تحریر کی رو سے زرینہ بی بی اپنے خاوند پر بطلاق مغلظہ حرام ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کیے اپنے خاوند کے ہاں آباد نہیں ہو سکتی۔ اپنے نفس پر حرام کر کے تین بار طلاق طلاق طلاق قطعی دے کر اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے۔ صریح الفاظ ہیں دوبارہ بغیر حلالہ کے آباد کرنے والوں سے بائیکاٹ لازم ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ان الفاظ سے طلاق دینا آج سے نہ تو میری بیوی ہے اور نہ میرا تجھ سے کوئی رابطہ تجھے طلاق

﴿س﴾

میں صالح محمد ولد راجا قوم ہیچ نے اپنی لڑکی مسماۃ فتح بی بی کا نکاح آج سے تقریباً چھ سال پہلے ایک شخص مسمی سلطان ولد صالح محمد سے کر دیا تھا۔ مگر ماہ اگست ۱۹۶۶ء میں سلطان مذکور اور اس کی بیوی فتح بی بی کے درمیان ایک گھریلو جھگڑا ہو گیا اور سلطان نے اپنی بیوی فتح بی بی کو دو گواہوں نامی اللہ یار ولد شہادت مالی ولد راجہ کے سامنے زدوکوب کیا اور تین دفع یہ الفاظ کہے آج سے نہ تو میری بیوی ہے اور نہ ہی میرا آج سے کوئی تمہارے ساتھ تعلق ہے۔ میری طرف سے تجھے طلاق طلاق اور طلاق ہے۔ بلکہ آج سے ہم ایک دوسرے کے مسلمان بھائی بہن ہیں۔ اگر پھر بھی تو میرے گھر رہی تو میں تجھے کسی شخص کے ہاں فروخت کر دوں گا۔ لہٰذا مہربانی فرما کر شریعت محمدی کی رو سے مسئلہ تحریر فرماویں کہ اس صورت میں سلطان کا نکاح میری لڑکی فتح بی بی سے رہا یا طلاق واقع ہو گئی؟ اسی دن سے میری لڑکی اپنے باپ کے گھر ہے اور طلاق کے الفاظ سن کر شریعت کی پابند ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت وثبوت واقع سلطان کی زوجہ مسماۃ فتح بی بی مذکورہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد عورت دوسری جگہ جہاں چاہے۔ نکاح کر سکے گی۔ لقولہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآية فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

گواہ نے صرف طلاق طلاق طلاق سنا اس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص محمد بخش نے اپنی بیوی اللہ وسائی کو زبانی تین طلاق دے کر آزاد کر دیا ہے اور تین دفعہ لفظ طلاق کا استعمال کیا ہے۔ اس وقت تین گواہان موجود تھے اور گواہان نے خود طلاق طلاق طلاق کا سنا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان حالات کے مطابق کیا طلاق ہو چکی ہے یا نہ اور عدت طلاق کتنی ہے اور کتنے عرصہ کے بعد وہ اپنا نکاح ثانی کر سکے گی۔ مفصل حل فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح شرعاً نہیں ہو سکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ عدت شرعیہ غیر حاملہ کے لیے تین ماہواری اور حاملہ کے لیے وضع حمل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اس طرح کہنے سے ایک ہی طلاق ہوتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد نے اپنی عورت کے ساتھ بوجہ ناچاکی ایسے الفاظ کہے یعنی غصہ میں تو نکاح میں کوئی حرج ہوتا ہے یا نہیں اگر آئے تو نکاح کرنے کی اشد ضرورت ہے یا نہیں۔ عورت کی فرمانبرداری کی یہ حالت ہے کہ ایک دن تو وہاں گھر میں پیشاب وغیرہ کی جگہ بنی ہوئی تھی اور برتن وغیرہ بھی وہاں دھوتے تھے۔ آتے ہی کہنے لگا کہ اس جگہ کو صاف کر، تو عورت جس کام میں اس وقت مصروف تھی چھوڑ کر تاکی وغیرہ

کے ساتھ کرنے لگی۔ تو کہنے لگا کہ ہاتھ کے ساتھ دھو تو عورت اسی کے ساتھ دھوتی تھی۔ لیکن اس نے بار بار اصرار کیا کہ ہاتھ سے دھو تو اس وقت عورت نے کہا کوچہ کے ساتھ اچھی صاف ہوگی۔ لیکن مرد کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا کہ ہاتھ سے دھونا پڑے گا۔ حتیٰ کہ اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اس جگہ میں رگڑنے لگا تو اس وقت عورت نے بھی ضد کی کہ میں ہاتھ سے نہیں دھوتی تو پھر اس وقت مرد نے نہایت غصہ اور ضد کی حالت میں یہ الفاظ بولے جو کہ بزبان پنجابی میں ہی لکھے ہیں۔ بناون تے دل تصیائی تہ بیشک بنا گھن میرے دائیوں اجازتی۔ یعنی اگر بنانے پر دل ہے تو بیشک بنا لے میری طرف سے اجازت ہے اور اس کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔ اگر گھر یعنی ماں کے ہاں جانے پر دل ہے تو تجھ کو گھر پہنچا دیتا ہوں۔ اس کے بعد کچھ عرصہ گھر رہتی کو پھر ایک دن لے جانے کے لیے آیا۔ تو بوجہ کسی عارضہ کے عورت نہ جا سکی۔ تو کہنے لگا چل رہنے تو جب دوسرے دن بوجہ کسی عارضہ کے نہ جا سکی تو جب تیسرے دن گئی تو کہنے لگا کہ آج کیوں آئی تو خبیث ہے تو پلید ہے تو دل کی کھوٹی ہے۔ دفعہ ہو جا تیری مجھ کو کوئی ضرورت نہیں۔ تو عورت نے کہا رہدار کے بغیر بالکل نہیں جاتی رہدار دو پھر چلی جاؤں گی تو پھر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ تو جتنے دن مرد کے پاس رہی تو پھر بوجہ ناچاکی کے دوبارہ باپ کے گھر گئی تو کہنے لگا کہ میری اجازت کے بغیر کیوں آئی ہے۔ اب ایک سال سے ماں باپ کے پاس بیٹھی ہے۔ اس کو نہیں لے جاتا ہے تو بعد میں ایک ثالث آدمی کو عورت نے اور اس کے ماں باپ نے کہا تم اس مرد کو کہو کہ ناچاکی چھوڑ دے اس کو جس طرح تو پیش آتا ہے تیرے ساتھ ہمارا گزارا مشکل ہے۔ تو جب اس ثالث نے مرد کو پہلے جس قدر سختی کرتا رہا تھا سمجھایا اور نصیحت کی لیکن اس نے کہا کہ اچھا جیسا مرد کرے یہ کہہ کر اس ثالث سے چلا گیا ان مذکورہ بالا صورتوں کو دیکھ کر فتویٰ دوسری طرف تحریر کر دیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جتنے بھی الفاظ زوج نے کہے ہیں سب میں نیت طلاق ضروری ہے اور زوج کہے کہ میری نیت طلاق کی تھی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور صرف تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور اگر مرد کہتا ہے کہ میری نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں عورت بدستور اس کے نکاح میں ہے۔ تجدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ احتیاطاً تجدید نکاح میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۲ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

خاوند نے بیوی کو تین مرتبہ کہا کہ تو میرے اوپر مردار ہے، اس بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی عورت کو تین سال گھر میں رکھا اور عورت کو کہا کہ تو میرے اوپر مردار ہے۔ مردار ہے۔ مردار ہے۔ تین دفعہ اس نے اپنی عورت سے اس طرح کہہ دیا کہ تین ڈھیلے اپنی عورت کو ایک ایک کر کے پھینکے اور ہر عدد پر مردار۔ مردار۔ مردار کہا ہے۔ اب عورت کیا کرے۔ مذکورہ الفاظ کہنے پر دو گواہ موجود ہیں اور گواہ یہ بھی کہتے ہیں کہ زید پورے تین سال اپنی عورت کے پاس نہیں گیا اور نہ خرچ دیا۔ اب اس صورت میں اس عورت کو طلاق ہو گئی یا نہ۔ بینوا توجروا۔ فقط مائی مریم۔

گواہوں کے نام یہ ہیں۔ کریم بخش، رحیم بخش ان کے علاوہ اور گواہ بھی اس چیز پر موجود ہیں کہ اس نے تین سال سے اپنی بیوی کو نہیں بسایا۔

﴿ج﴾

زید کے ان الفاظ سے عورت اپنے خاوند پر ایک طلاق بائن سے حرام ہو جاتی ہے۔ اب عورت اگر اسی خاوند سے دوبارہ جدید نکاح کرنا چاہتی ہے تو بغیر حلالہ نکاح اس سے کر سکتی ہے اور اگر دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو طلاق کے مذکورہ بالا الفاظ کے استعمال کرنے کے بعد سے تین حیض کامل عدت گزرنے پر دوسرے شخص سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ جمادی الاخری ۱۳۹۷ھ

میں نے تجھے طلاق دی ہے، تیرا مطلب پورا ہو گیا تو چلی جا کے بارے میں حکم

﴿س﴾

بیان حلفیہ حافظ عبدالاحد ولد حافظ عبدالکریم

میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی کو غصہ میں آ کر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے اور تیرا مطلب پورا ہو گیا۔ تو چلی جا۔ اتنے میں میری والدہ دوسری حویلی سے دیوار کے پاس شور سن کر مجھ کو کہنے لگی کہ شور نہ کر گھر آ جا۔ میں نے اس کو کہا کہ میں اب اس کو چھوڑ چکا ہوں اب تو میرے پاس نہ آ میں برباد ہو چکا ہوں۔

بیان حلفیہ خدیجہ زوجہ حافظ عبدالاحد

میں حلفیہ بیان دیتی ہوں کہ مجھے خاوند نے اپنے گھر سے اپنی والدہ کے گھر میں بلایا میں آئی مجھے گالیاں دینے لگا اور کہا کہ تو چلی جا تجھے طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے۔ تو نکل جا، پردہ کر جا، تیرا مطلب پورا ہو گیا۔ اس کی سوتیلی والدہ دوڑی اور اس کو کہنے لگی اپنی زبان کو کیا کر رہا ہے۔ اتنے میں اس کی حقیقی والدہ دیوار سے اس کو بلانے لگی اس نے کہا اب کیا کروں میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کا مطلب پورا ہو گیا ہے۔ نشان انگوٹھا خدیجہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور کے اس کہنے سے کہ میں نے تجھے طلاق دی ہے۔ ایک طلاق رجعی ہو گئی ہے اس کے بعد اس کا یہ کہنا کہ تو چلی جا کا لفظ اگر بہ نیت طلاق کہا گیا ہے تو دوسری طلاق بائن بھی اس کی عورت پر واقع ہو گئی ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ تجدید نکاح کے بغیر زوجین ایک دوسرے کے ہاں نہیں رہ سکتے۔ عورت چونکہ تین طلاق کی مدعیہ ہے۔ عورت کے پاس جبکہ اپنی بات پر دو گواہ موجود نہیں ہیں۔ اس لیے اس کا دعویٰ اگرچہ ثابت نہیں ہوگا۔ لیکن اس پر لازم ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی خاوند کو تمکین (ہمبستری) کا موقعہ نہ دے۔ اس سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

طلاق بائن کے بعد طلاق بائن واقع نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید نے کہا میں آج اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں۔ آج سے میرے تن پر حرام حرام حرام۔ طالق نے اسی طرح کے طلاق نامے تین لکھے اور اپنی ساس سے کہا۔ ان میں سے ایک میری عورت کو دیدو اور ایک میرے سسر کو دیدو اور ایک میرے سالے کو دیدو۔ تاکہ وہ آگاہ ہو جائیں۔ پھر ایک مولوی صاحب نے اس طلاق کو طلاق بائن بنا دیا اور نکاح دوبارہ کر دیا ہے اور عورت ابتک والدین کے گھر ہے کیونکہ ایک دوسرے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ طلاق ثلاثہ ہے۔ اگر طلاق ثلاثہ شریعت میں ہے۔ تو جس مولوی صاحب نے دوبارہ نکاح پڑھایا ہے۔ اس پر کوئی سزا شریعت میں ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں ایک طلاق رجعی زید کے طلاق دے چکا ہوں۔ کہنے سے واقع ہو گئی۔ ایک طلاق بائن زید کے میرے تن پر حرام حرام حرام بیوی کو کہنے سے واقع ہو گئی ہے۔ لہٰذا دو طلاق واقع ہوئیں اور زید کا دوبارہ نکاح کرنا صحیح

ہے۔اپنی زوجہ کو رکھ سکتا ہے اور تین طلاق واقع نہیں ہوئیں۔اس لیے کہ جب زید نے پہلی دفعہ لفظ حرام کہا۔تو اس سے طلاق بائن واقع ہوئی دوسری یا تیسری دفعہ حرام کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔کیونکہ طلاق بائن کے بعد دوسری طلاق بائن واقع نہیں ہوتی۔بخلاف پہلی دفعہ کہنے کے طلاق صریح رجعی ہے۔طلاق صریح کے بعد بائن اور دوسری طلاق واقع ہوتی ہے۔عالمگیری ص۴۰۲،۴۰۳،۴۰۴ ج ا پر ہے۔الطلاق الصريح يلحق الصريح الى ان قال والطلاق البائن يلحق الطلاق الصريح بان قال لها انت طالق ثم قال لها انت بائن تقع طلقة اخرى ولا يلحق البائن البائن بان قال لها انت بائن ثم قال لها انت بائن لا يقع الا طلقة واحدة بائنة لانه يمكن جعله خبرا عن الاول الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ جمادی الاخری ۱۳۸۱ھ

تو مجھ پر حرام ہے، چھ سات مرتبہ کہنے سے طلاق بائنہ واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس کے میکے پہنچا دیا اور اس کو کہا کہ تو مجھ پر حرام ہو چکی ہے۔ان الفاظ کو چار پانچ مرتبہ کہا گیا بعد میں اس نے اپنی سالی کو اغوا کر لیا۔اب سوال یہ ہے کہ اس کی بیوی حرام ہو چکی ہے یا نہ۔روبرو گواہان اس نے طلاق زبانی دی ہے۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ اپنے خاوند پر مطلقہ بائنہ ہو گئی ہے۔جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین کی رضامندی سے دوبارہ عقد نکاح درست ہے۔حلالہ کی ضرورت نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ شعبان ۱۳۹۶ھ

میں اپنی بیوی سے دستبردار ہوتا ہوں میں اس کے قول و فعل کا ذمہ دار نہیں، سے طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی زید نے اپنی بیوی کو ہوش و حواس سے جبکہ اس کے پاس تین آدمی موجود ہیں، اس نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ طلاق کے بارے میں استعمال کیے ہیں۔میں اس عورت سے دست بردار ہوں اور میں اس عورت کے قول و فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں۔اس نے تین مرتبہ یہ الفاظ لکھ دیے ہیں اور بیوی کو سنا دیے ہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ مذکورہ کلمات سے ایک بائن طلاق واقع ہو گئی ہے۔جس کا حکم یہ ہے کہ زوجین کی رضامندی سے تجدید نکاح درست ہے۔حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اور جدید نکاح کے بغیر شخص مذکور عورت مذکورہ کو آباد نہ کرے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ

طلاق میں عورت کا نام لینا ضروری نہیں باپ دادا کے نام سے طلاق ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بیان کرتا ہوں میری عورت بخت بانو پچھلے ماہ اگست 52ء کو سابقہ وطن ضلع کیمبلور گئی اور ایک ماہ وہاں رہنے کے بعد یہاں میرے پاس آ گئی سابقہ گھر کی چابیاں اپنی ہمشیر کو دے کر گئی حالانکہ مکان کی چابیاں میرے ماں باپ کے پاس ہوتی تھیں لیکن میری عورت وطن سے واپس ہوتے وقت چابی بجائے میرے ماں باپ کو دینے کے اپنی ہمشیر کو دے گئی حالانکہ اس کی ہمشیر کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں چند دن گزرنے کے بعد سابقہ وطن سے میرے ماں باپ کا خط آ گیا کہ تمہاری عورت چابی اپنی ہمشیر کو دے گئی ہم کو نہیں دی میں نے خط پڑھا تو غصہ آیا کہ میری عورت مجھ سے پوچھے بغیر مکان کی چابی ہمشیر کو دے آئی ہے تو نے جھوٹ کیوں بولا اور ہمشیر کو چابی کیوں دی کیونکہ اس کے ساتھ ہمارا تعلق نہ تھا تم اپنے ماں باپ کو چابی دے آتی تو مجھے کوئی رنج نہ تھا مگر تم نے مجھ سے پوچھے بغیر ماں باپ سے دشمنی کی ہے دو دن ہمارا آپس میں جھگڑا فساد ہوتا رہا بالآخر میں نے غصہ میں آ کر عورت کو مارا پیٹا اور اس کے بعد جب کہ میں غصے اور طیش میں تھا عورت کو مار رہا تھا تو عورت نے کہا کہ میں ہمشیر سے کبھی جدا نہیں ہوتی اس لیے تم مجھے چھوڑ دو طلاق دیدو چونکہ اس وقت میں طیش میں تھا میں نے الٹ پلٹ بول دیا یعنی تین دفعہ میں نے آزاد کی پہلی دفعہ امام دین کی لڑکی سکو کی پوتری مجھ پر تین دفعہ طلاق امام دین کی لڑکی سکو کی پوتری مجھ پر تین دفعہ طلاق تیسری دفعہ امام دین کی لڑکی سکو کی پوتری مجھ پر تین دفعہ طلاق۔

نوٹ (۱)...... عورت کا نام بخت بانو ہے مگر عورت کا نام نہیں لیا گیا بلکہ عورت کے باپ اور دادا کا نام لیا گیا ہے۔(۲)...... یہ ماجرا مورخہ ۱۰، ۲۷، ۵۶ کو نصف شب کو ہوا نصف شب تک ہم دونوں جھگڑا فساد کرتے رہے آخر میں نے غصہ میں آ کر الٹ پلٹ بول دیا میرے چھوٹے بڑے چھ لڑکے تھے جو کہ اس وقت نیند میں سو رہے تھے، لہٰذا میں نے جو کچھ کہا سب حلفاً سچ بول دیا ہے جو شریعت اجازت دے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگرچہ طلاق دیتے وقت عورت کا نام نہیں لیا گیا اور باپ کے نام کا ذکر کیا جب بھی طلاق واقع ہوگئی۔ (قاضی خان میں ہے)......

وکذا لو قال بنت فلان طالق ذکر اسم الاب ولایذکر اسم المراة وامراته بنت فلان وقال لم اعن به امراتی لا یصدق قضاء و تطلق امراته کما لو ذکر اسم امراته o

نیز غصہ کی حالت میں طلاق جب واقع نہیں ہوتی جب کہ غصہ میں واقعی پاگل سا ہو جائے صورت مسئولہ میں غصہ کی یہ حالت نہ تھی تبھی تو اپنے بیان کے وقت ان الفاظ کو ایک ایک کر کے بیان کرتا ہے چونکہ طلاق تو عموماً غصہ کی حالت میں دی جاتی ہے لہٰذا غصہ میں طلاق مانع وقوع نہیں لہٰذا عورت مذکورہ تین طلاق سے مغلظہ ہوگئی بغیر حلالہ کے اس سے واپس نکاح نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق نامہ میں بیوی کا نام غلط لکھنا یا لکھا جانے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ مسمی غلام ربانی نے اپنی بیوی گلاب خاتون کو طلاق دی اس طرح کہ کاتب کو کہا کہ میری بیوی کی طلاق لکھ کاتب نے طلاق نامہ لکھا اور بعد لکھنے کے کاتب نے عام مجلس میں حرف بحرف غلام ربانی کو پڑھ کر سنایا اور غلام ربانی نے طلاق نامہ سن کر بخوشی انگوٹھا لگایا یہ مذکور مولوی تھا اور حکم بھی تھا اسی حکم نے جو کاتب تھا لڑکی کے والدین و ممبران پنچائیت کو بلا کر طلاق نامہ سنا دیا اور مال وغیرہ واپس کر دیا گیا جب تین چار ماہ گزر گئے تو حکم صاحب نے پھر فتوی لکھا کہ اگلے فتوی سے میں نے رجوع کیا ہے چونکہ گلاب خاتون کی جگہ غلام فاطمہ لکھا گیا ہے پھر علماء کے سامنے فتوی اول و ثانی دونوں پیش کیے گئے علماء نے فرمایا حکم بمنزل قاضی ہے رجوع نہیں کر سکتا اور جب غلام ربانی کاتب کو کہا کہ میری درخواست کی طلاق لکھ تو بس اب نام کی ضرورت نہیں لہٰذا طلاق ہو چکی اور رجوع غلط ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا طلاق ہوئی یا کہ نہیں؟ چار ماہ بعد رجوع کا حکم ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

فقہی قاعدہ یہ ہے کہ تعریف الاسم اگر مع اشارہ کے ہو تب تو اعتبار اشارہ ہوگا نام کا نہیں ورنہ اعتبار کیا جاوے گا نکاح یا طلاق ہو یا ان کے علاوہ کوئی تصرف......

رجل له بنت واحدة اسمها فاطمة قال لرجل زوجت منک ابنتی عائشة ولم تقع الاشارة الی شخصها ذکر فی فتاوی الفضلی انه لا ینعقد النکاح الخ عالمگیری کتاب النکاح ص ۲۷۰ ج ۱ ولو حلف ان خرج من المصر فامراته عائشة کذا و اسمها رناطه لاطلاق اذا خرج شامی کتاب الطلاق o

لہٰذا صورت مسئولہ میں فقط اضافت طلاق اپنی عورت کی طرف ہے اشارہ نہیں اس لیے اسم کا اعتبار ہوگا اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کما فی الحوالۃ المذکورۃ اور ابتداء میں زوج کا کاتب کو عورت کا نام لیے بغیر یہ کہنا کہ میری عورت کو طلاق لکھو اس امر بالکتابۃ سے ہمارے عرف میں طلاق نہیں ہوتی ہمارے عرف میں طلاق نامہ لکھنے کا امر کرنا بالطلاق السابق کے حکم میں نہیں بلکہ نشان نامہ لکھوائے اور اس پر نشان انگشت کرنے سے ہی انشاء طلاق مقصود ہوتا ہے۔ شامی نے جو لکھا ہے......

ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق وان لم یکتب شامی ص ۲۴۶ ج ۳ o

اس سے صراحۃً واضح ہے کہ وہ اس امر کو اقرار بالطلاق سمجھ کر وقوع طلاق کا حکم کرتا ہے یعنی انی طلقت امراتی فاکتب کذا اور چونکہ ہمارے علاقہ میں بالکتابۃ کو اقرار طلاق نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ انشاء طلاق بھذہ الکتابۃ مقصود ہوتا ہے اور اس میں نام دوسرا درج ہے جس کو سن کر اس نے نشان انگشت ثبت کیا ہے لہٰذا طلاق بالکتابۃ کو اقرار طلاق نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ انشاء طلاق بھذہ الکتابۃ مقصود ہوتا ہے اور اس میں نام دوسرا درج ہے جس کو سن کر اس نے نشان انگشت ثبت کیا ہے لہٰذا انشاء طلاق بالکتابۃ بھی بوجہ غلطی نام صحیح نہیں اور طلاق واقع نہیں شامی نے ص ۴۹۸ ج ۴ پر لکھا ہے......

لان التارک لمذهبه عمدا لایفعله الا لهوی باطل واما الناسی فلان المقلد ما قلد الا لیحکم بمذهبه لا بمذهب غیره هذا کله فی القاضی المجتهد فاما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة فلا یملک المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی ذالک الحکم اه o

حکم کی ولایت چونکہ محکمین کی جانب سے مستفاد ہے اور محکمین نے حکم کو اپنے مذہب پر فیصلہ کرنے کی ولایت سپرد کی تھی لہٰذا مخالف مذہب کی صورت میں فیصلہ اس کا غیر صحیح غیر نافذ ہے لہٰذا اس سے رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور فتوی اخیر صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مفتی مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

المجیب مصیب محمد رفیع مہتمم مدرسہ قاسم العلوم

شادی سے انکار کرنا طلاق نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص زید نے اپنی نابالغ لڑکی (د) کا نکاح بحیثیت متولی ہونے کے اپنے رشتہ دار بکر سے کر دیا اور برضا ایجاب وقبول ہوا اور یں عرصہ لڑکی بیمار ہوگئی دائمی مریضہ رہ کر اپنی خوبصورتی کھو بیٹھی بکر نے اس عرصہ میں دوسری شادی کرنے کی خواہش کی اور پہلی منکوحہ شرعیہ زید کی لڑکی (د) کو اپنی زوجیت میں لانے سے انکار کر دیا جمیع برادری میں اپنے سسر کے ساتھ دعا خیر کر دی کہ وہ اپنی سابقہ منکوحہ سے کبھی شادی نہ کریگا چنانچہ پہلی سے انکاری ہو کر دوسری شادی کر لی اب زید کی لڑکی (د) جوان ہوگئی تنازعات برادری یا نااتفاقی زوجہ سابقہ منکوحہ سے شادی کرنے کا خواہاں ہے مگر زید اور اس کی لڑکی (د) انکاری ہیں اور کہتے ہیں کہ کئی بار انکار سے وہ طلاق دے چکا ہے اور شادی کا مستحق نہیں کیا اس صورت میں جبکہ بکر نے دوسری شادی معلق بایں شرط کی تھی کہ میں زید کی لڑکی سے شادی نہ کرونگا اور کئی بار انکار کیا زید کی لڑکی (د) باوجود انکاری ہونے کے اس کی بیوی ہے یا نہ اور کیا بکر اس سے شادی کر سکتا ہے یا نہ؟

محمد عبدالقادر، مظفر گڑھ

﴿ج﴾

بکر کا محض یہ کہنا کہ میں زید کی لڑکی سے شادی نہ کرونگا اور کئی کئی بار انکار کیا یہ آباد کرنے کی نفی ہے یہ الفاظ طلاق کے نہیں ہیں لہٰذا اگر بکر نے کوئی دیگر الفاظ طلاق کے نہ کہے ہوں محض ان الفاظ کے کہنے سے اس کی بیوی مطلقہ نہیں بنتی ۔ بدستور اس کی بیوی ہی ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ

تمھیں طلاق دیتا ہوں تم میکے چلی جاؤ کے الفاظ سے طلاق کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ صوفی معراج دین ولد عیدو نے اپنی زوجہ منکوحہ مسماۃ رابعہ دختر شمس دین کو تین بار سے زائد دفعہ اپنی طرف سے خود کہا میں تمھیں طلاق دیتا ہوں تم اپنے میکے چلی جاؤ اور اسی بناء پر پندرہ سولہ روز وہ اپنے گھر میں نہ سویا کہ جب تک رابعہ اپنے والدین کے پاس مکان خالی کر کے نہ

چلی جاوے وہ گھر میں نہ سوئے گا نیز اس نے مسماۃ رابعہ مذکورہ کے بھائی کو تحریر ارسال کی کہ وہ مسماۃ رابعہ کو طلاق دے چکا ہے چنانچہ اس کو آ کر لے جاؤ معراج دین نے اپنی زوجہ مذکورہ کو زبانی طلاق دی ہے تحریری طور پر نہیں اس ضمن میں محلہ داران گواہ ہیں جن کے سامنے اس نے کئی مرتبہ طلاق دے دینے کے متعلق ان لوگوں کو بتایا ۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ صوفی معراج دین نے اپنی زوجہ منکوحہ مذکورہ کو زبانی طلاق دی ہے تحریری طور پر نہیں دی صرف مسماۃ رابعہ کے بھائی کے پاس جو تحریر ارسال کی گئی تھی اس میں لفظ طلاق موجود ہے آیا موجودہ صورت حال میں رابعہ دختر شمس الدین کو طلاق ہوگئی یا نہیں کیا بعد عدت وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے ۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر فی الواقع صوفی معراج دین نے اپنی زوجہ کو تین بار یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں تمھیں طلاق دیتا ہوں تم اپنے میکے چلی جاؤ تو اس سے اس کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا ۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ۔

قال اللہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنكح زوجا غيره الآيه ○ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۴ جمادی الاخری ۱۳۸۹ھ

میں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا سے طلاق واقع ہو جائیگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے اپنی منکوحہ مدخولہ بیوی کو تین بار کہا انت علی حرام، انت علی حرام انت علی حرام اور یہ بھی کہا کہ ان الفاظ سے پہلے کہ ہم نے چھوڑ دیا چھوڑ دیا چھوڑ دیا ۔ بعد ان الفاظ کے ساتھ ساتھ عورت کی جانب ڈھیلا بھی پھینکتا رہا لہٰذا ان الفاظ کے مطابق کونسی طلاق واقع ہوتی ہے اور عدت کے بعد عورت کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

لفظ ''چھوڑ دیا'' اردو میں طلاق صریح کے الفاظ میں سے ہے ۔

کذا فی فتاوی دار العلوم دیوبند و امدادی الفتاوی واحسن الفتاوی ○

لہٰذا بشرط صحت سوال جب اس نے تین بار لفظ چھوڑ دیا کہا تو اس شخص کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو

چکی ہے اب بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر لفظ چھوڑ دیا تین دفعہ پہلے کہہ چکا ہے تو اس سے تین طلاق واقع ہوگئیں اور لفظ حرام سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر پہلے لفظ حرام تین دفعہ کہا ہے تو اس سے ایک طلاق بائن پڑ گئی اور دوسری دفعہ چھوڑنے کے الفاظ سے دو طلاق واقع ہو کر عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی بہرحال صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال عورت تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ رجب ۱۳۹۱ھ

زوجہ حاملہ من الزنا کو ''چھوڑ دیا'' کے الفاظ سے طلاق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ہمراہ الف کیا اور اس کے بطن سے سات ماہ بعد بچہ پیدا ہوگیا اب الف نے اس لڑکی کو گھر سے پندرہ یوم سے نکال دیا ہے کہ لڑکی کا جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ نکاح سے قبل کا حمل تھا اس لیے الف کا کوئی نکاح نہیں ہے اور آیا اب وہ لڑکی دیگر جگہ اس بناء پر نکاح کرے تو وہ شرعاً جائز ہے اور اس کی یعنی الف کی مطلقہ تصور ہوگی نیز سائل کے زبانی معلوم ہوا کہ الف نے تین دفعہ کہا کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا میرا اس کے ساتھ کوئی حق نہیں۔

﴿ج﴾

واضح رہے کہ حاملہ من الزنا کے ساتھ نکاح جائز ہے اگرچہ غیر زانی کے لیے وضع حمل سے پہلے وطی اور دواعی وطی جائز نہیں بنابریں صورت مسئولہ میں یہ نکاح صحیح شمار ہوگا لیکن چونکہ لفظ چھوڑ دیا ہے طلاق کے لیے مستعمل ہوتا ہے اس لیے جب الف نے تین دفعہ اس لفظ کو دوہرایا تو اس کی بیوی مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی اور طرفین بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں آباد نہیں ہوسکتے۔ اگر وضع حمل سے پہلے خاوند نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں تو وضع حمل سے عدت پوری ہوئی ہے اور لڑکی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر وضع حمل کے بعد الف نے تین دفعہ یہ لفظ کہا ہے تو عورت عدت شرعیہ تین ماہواری گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ رجب ۱۳۸۸ھ

لیکن اگر نکاح کے سات مہینے بعد یہ بچہ پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ اسی خاوند کا شمار ہوگا۔

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

چھوڑ دیا تین بار کہنے سے بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے چھوڑا ہے تجھے طلاق ہے۔ ان الفاظ سے کونسی طلاق واقع ہوگی۔ شریعت کا کیا حکم ہے؟

محمد عبدالمالک، میانوالی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں آپ کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بشرطیکہ مدخولہ بہا ہو اب بغیر حلالہ کے دوبارہ آپ کے ساتھ اس عورت کا نکاح جائز نہیں۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ واضح رہے کہ لفظ چھوڑ دیا اردو میں طلاق صریح ہے ایک دفعہ کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی دو دفعہ سے دو اور تیسری دفعہ تجھے طلاق ہے سے تیسری طلاق واقع ہوگی مغلظہ ہوگئی۔

عالمگیریہ اور قاضیخان کا درج ذیل جزئیہ اس پر شاہد ہے اور وہ یہ ہے کہ۔

هشته هشته حرامی حرامی قال لا يصدق فی انه لم يرد به الطلاق وطلقت ثلاثا كذا فی الحاوی (عالمگیریه ص ۴۱۲ ج ۱) ہشتہ فارسی میں چھوڑنے کو کہتے ہیں۔

ملاحظہ ہو غیاث اللغات مادہ ہا مع شین ص ۴۹ھ

ولو قال لامراته هشته هشته حرامی حرامی وقال ما اردت به الطلاق لا يصدق قضاء لان قوله هشته و حرامی طلاق فلا يصدق قالوا وتطلق ثلاثا دون الواقع بقوله هشته رجعية فاذا كرر ذلك يقع رجعيتان ويقع الثلاث بقوله حرامی حرامی (قاضيخان ص ۵۲۰ ج ۱)

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ چھوڑ دیا لغت ہندیہ کا لفظ صریح ہے اور صریح ہر لغت کا معتبر ہے۔ صريحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية درمختار ص ۲۴۷ ج ۳ علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ حرمت کا یہی حکم لکھا ہے۔ اگرچہ اصل سے کنایہ ہے مگر عرف میں بحکم صریح ہو جانے کی بنا پر اس لفظ سے بلا نیت طلاق و بلا مذاکرہ بھی قضاءً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ مولانا تھانویؒ نے امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۰۳ میں بھی لفظ چھوڑ دیا کو طلاق صریح میں شمار کیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ محرم ۱۳۹۰ھ

تین بار لفظ چھوڑ دیا کہنے سے شرعاً طلاق واقع ہوگئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بکر سے اس کی بیوی نے کہا کہ مجھ کو اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی چار دنوں کی رخصت دے ۔ بکر نے اپنی بیوی کو رخصت دینے سے انکار کیا۔ بیوی نے بار بار رخصت لینے کا اصرار کیا بکر نے غصہ میں اپنی بیوی کو کہا تو اگر جاتی ہے تو میں نے تجھے چھوڑ دیا میں نے چھوڑ دیا میں نے چھوڑ دیا بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے گئے ۔ بیوی نے جب یہ سنا بکر سے تو ایک ہفتہ بکر کے گھر میں رہی اور بکر علیحدہ ہوگیا بیوی کو کہا میں نے تجھے چھوڑ دیا ہے اب تو ماں باپ کے گھر چلی جا جہاں تک تیرا خرچہ ہے وہیں پہنچا دونگا۔ پھر بیوی بکر کی اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی خرچ ادا کر دیا اب پانچ ماہ ہوگئے ہیں طلاق ہوگئی ہے یا نہیں بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں طلاق واقع ہوگئی ہے اور بعد از عدت دوسری جگہ نکاح جائز ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم ۱۳۹۱ھ

لفظ ''چھوڑی'' صریح ہے یا کنایہ

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی منکوحہ کو بحالت غضب تین سے زائد مرتبہ کہا کہ جا میں نے چھوڑ دیا اور پھر گھر سے بھی نکال دیا۔ مذکورہ بالا صورت میں طلاق بائنہ ہوئی یا مغلظہ یہاں ایک مولوی صاحب فتاوی دارالعلوم دیوبند کا حوالہ دیتے ہیں فرمایا کہ چھوڑی چھوڑی کے الفاظ کنایات کے ہیں لہذا طلاق بائنہ واقع ہوئی۔ آنجناب کی کیا رائے ہے اگر آپ کی رائے میں مغلظہ ہے تو فتاوی دارالعلوم کی جزئی کا کیا جواب ہے؟

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... صورت مسئولہ میں زید کی بیوی بشرطیکہ مدخول بہا ہو تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے کیونکہ لفظ چھوڑ دیا طلاق میں صریح ہے ایک دفعہ کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے دو دفعہ سے دو اور تین دفعہ سے مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔ عالمگیریہ و قاضی خان کا درج ذیل جزئیہ ملاحظہ ہو۔

هشته هشته حرامي حرامي قال لا يصدق في انه لم يرد به الطلاق و طلقت ثلاثا كذا في الحاوى

(عالمیگریه ص ۳۸۶ ج ۱

ہشتہ فارسی میں چھوڑنے کو کہتے ہیں (ملاحظہ ہو غیاث اللغات مادہ ہا مع شین معجمہ ص ۵۴۹)

ولو قال لامراته هشته هشته حرامي حرامي و قال ماالردت به الطلاق لا يصدق قضاء لان قوله هشته و حرامي طلاق فلا يصدق قالوا و تطلق ثلاثا لان الواقع بقوله هشته رجعية فاذا كرر ذلك يقع رجعيتان ويقع الثلاث بقوله حرامي حرامي .(قاضيخان على هامش الهنديه ص ۵۲۰ ج ۱)

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ چھوڑ دیا لغت ہندیہ کا لفظ صریح ہے اور صریح ہر لغت کا معتبر ہے صریحہ مالم **یستعمل الا فیه ولو بالفارسیة (الدر المختار ص ۲۴۷ ج ۳)**

باقی فتاوی دارالعلوم دیوبند میں جہاں لکھا ہے یہ لفظ میں نے تجھ کو چھوڑا کنایات میں سے ہے وہاں اسی لفظ سے میں نے تجھ کو چھوڑا پر مفتی محمد شفیع صاحب ذیل میں لکھتے ہیں اصل مسئلہ یہی ہے مگر آج کل عرف بدل جانے کی وجہ سے حکم بدل گیا کیونکہ ہمارے عرف میں یہ لفظ طلاق صریح کے حکم میں ہوگیا ہے اسی لیے خواہ مذاکرہ طلاق ہو یا نہ ہو۔ قاضی طلاق کا حکم کرے گا۔ علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ سرحت کا یہی حکم لکھا ہے کہ اگرچہ اصل سے کنایہ ہے مگر عرف میں بحکم صریح ہو جانے کی بناء پر اس لفظ سے بلا نیت طلاق و بلا مذاکرہ بھی قضاءً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ص ۷۷ ج ۳)

اسی طرح مولانا تھانویؒ امداد الفتاوی ص ۴۲ ج ۶) پر لکھتے ہیں ۔ لفظ چھوڑ دی طلاق صریح ہے ۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ شعبان ۱۳۸۸ھ

سات ہزار رقم لے کر طلاق دے دی اب اپنی اس حرکت سے نادم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ بشیراں بی بی دختر مستری اسماعیل کی شادی مسمی نذیر احمد ولد محمد شریف کے ساتھ تقریباً دس بارہ سال پہلے ہوئی تھی۔ مگر میاں بیوی کے درمیان شروع سے ہی ایسی نا چاقی ہوگئی کہ لڑکی کی آبادی سے انکار کر دیا۔ ہر چند مصالحت کی کوشش کی گئی۔ مگر موافقت کی صورت نہ بن سکی۔ بالآخر لڑکی نے طلاق حاصل کرنے کے لیے پنچایت لڑکے کے گاؤں گئی اور بڑی ردو کد کے بعد اس نے سات ہزار روپے کے عوض میں پنچایت کے روبرو طلاق نامہ دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ پنچایت نے لڑکی کے والد سے سات ہزار روپے لے

کرنذیر احمد کو دیا اور طلاق نامہ اس سے لے لیا۔ جولف ہذا ہے اب نذیر احمد نے یونین کونسل میں درخواست دی ہے کہ میں اپنی طلاق واپس لیتا ہوں اور مصالحت کرتا ہوں اور یہ کہ طلاق مجھ سے جبراً لی گئی ہے۔ چنانچہ یونین کونسل کے سیکرٹری کا نوٹس بھی شامل ہذا ہے۔ کیا شرع شریف کی رو سے مصالحت ہوسکتی ہے۔ اور لڑکی تین طلاقوں کے بعد بھی وہاں جاسکتی ہے۔ شرع شریف کا جو حکم ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں مسماۃ بشیراں کو تین طلاق مغلظہ ہوگئی اور طلاق دہندہ پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ اب اگر یہ لڑکی طلاق دہندہ کے گھر آباد ہوگی تو یہ فعل حرام کا مرتکب ہوگا اور اس جرم میں وہ تمام لوگ شامل ہوں گے جو مصالحت کی کوشش کریں گے۔ یونین کونسل یا کسی اور شخص یا ادارے کو مصالحت کے درپے نہیں ہونا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم

محمد یوسف عفا اللہ عنہ خادم مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان
۲۵ رجب ۱۳۹۶ھ

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر عورت مدخول بہا ہے تو وہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ طلاق نامہ تحریر کرنے سے شرعاً طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ وان كانت مرسومة يقع الطلاق. شامی. ص ۲۴۶ ج ۳

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ رجب ۱۳۹۶ھ

دو طلاق لکھنے سے بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک خاوند نے اپنی بیوی کو ان الفاظ میں طلاق دی۔ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں آج سے وہ مجھ پر حرام ہے اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں لیکن پھر دونوں کی مصالحت ہوگئی اور وہ میاں بیوی کی طرح رہنے لگے پھر دو سال بعد خاوند نے اپنی بیوی کو ان الفاظ میں طلاق دی میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں آج سے وہ مجھ پر حرام ہے اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں پھر نکاح کے بغیر دونوں میاں بیوی رہتے رہے سات ماہ بعد خاوند نے پھر ان الفاظ میں طلاق دی میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں آج سے وہ مجھ پر حرام ہے اور میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ دریافت طلب بات یہ ہے کہ یہ طلاق کونسی ہے حلالہ کی ضرورت ہے یا نہ پہلی طلاق اور دوسری طلاق کے درمیان عدت گزر چکی تھی اور پہلی دوسری کے درمیان تین ماہواری بھی آچکی تھی درمیان میں کوئی نکاح نہیں ہوا تھا۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال پہلی دفعہ جو الفاظ طلاق لکھ چکا ہے۔ اس سے اس کی منکوحہ مطلقہ بائنہ ہوچکی ہے اور عدت کے بعد تقریباً دو سال بعد جو طلاق تحریر کی ہے اس سے اور کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اسی طرح تیسری دفعہ کا طلاق نامہ بھی جب عدت کے اندر تحریر نہیں کیا وہ بھی لغو ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں رضامندی کے ساتھ نکاح جائز ہے رجوع صحیح نہیں۔ بغیر نکاح کے اتنا عرصہ گزارنے کی وجہ سے طرفین سخت گنہگار بن گئے ہیں دونوں پر توبہ تائب ہونا لازم ہے۔ استغفار کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ صفر ۱۳۹۶ھ

جب زوج نے طلاق دے کر اپنی مرضی سے جدا کر دیا تو جدائی ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ ایک عیسائی خاتون جس کا سابقہ نام خورشید تھا اور شادی شدہ تھی نے اپنے عیسائی خاوند سے ستمبر ۱۹۷۴ء میں قانون کے مطابق طلاق حاصل کر لی۔ طلاق ہو جانے کے بعد ۲۵-۱۰-۷۴ کو اس خاتون نے مولانا عبدالقادر آزاد خطیب شاہی مسجد لاہور کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا اور اس کا نیا نام فاطمہ رکھا گیا۔

28-01-75ء کو فاطمہ کے بھائی اور اس کی اپنی درخواست پر عدالت نے فاطمہ کو دارالامان لاہور برائے حفاظت داخل کر دیا۔ 11-2-75ء کو اسی عدالت نے فاطمہ کو اپنی مرضی کے مطابق کسی مسلمان سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔ اب مسماۃ فاطمہ ایک شخص افتخار احمد ولد فضل احمد کے ساتھ شرعی طریقہ سے شادی کرنا چاہتی ہے التماس ہے کہ کیا مسماۃ فاطمہ کا نکاح شرعی نقطہ نگاہ سے مسمی افتخار احمد ولد فضل احمد سے جائز ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال یعنی جبکہ خاوند نے عورت کو طلاق دے دی ہے اور عورت نے بعد میں اسلام قبول کر کے عدالت سے بھی تفریق حاصل کر چکی ہے تو عدت کے بعد عورت کا مسلمان مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۱۲ صفر ۱۳۹۵ھ

عیسائی عورت کے مسلمان ہونے سے ہی نکاح ٹوٹ جائے گا یا شوہر پر اسلام پیش کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ اگر ایک عیسائی عورت جس کا خاوند عیسائی ہے اگر بخوشی اسلام قبول کرے تو کیا اس کا نکاح اس عیسائی کے ساتھ باقی رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے؟

عبداللہ

﴿ج﴾

محض مسلمان ہونے سے اس کا نکاح فسخ نہیں ہوتا فسخ اس طرح ہوگا کہ کسی مجسٹریٹ کی عدالت میں اسے طلب کرے اور وہ اسے مسلمان ہونے کے لیے کہے اگر وہ بھی خوشی سے مسلمان ہو جائے تو دونوں کا نکاح بحال رہے گا اور اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کرے تو نکاح ٹوٹ گیا۔ تین حیض کامل عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کرے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

''یہ لڑکی میرے اوپر حرام ہے اس لڑکی کو طلاق دیتا ہوں''

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نصیر احمد کا ایک نابالغہ لڑکی سے نکاح ہوا کچھ عرصہ کے بعد لڑکی والوں سے جھگڑا ہونے کے بعد نصیر احمد نے لڑکی کو طلاق دیدی اس وقت لڑکی نابالغہ تھی طلاق ایک کاغذ پر لکھ کر دی گئی وہ کاغذ طلاق والا لڑکی والوں سے گم ہو گیا ہے بہت کوشش کے باوجود نہیں ملا۔ طلاق کا مضمون یہ تھا یہ لڑکی میرے اوپر حرام ہے میں نے اس لڑکی کو طلاق دی یہ طلاق اس کاغذ پر ایک دفعہ لکھی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر میں نے ایک دفعہ دستخط کیے ہیں اب میری لڑکی والوں سے صلح ہو گئی ہے کیا اب نکاح ہو سکتا ہے یا نہ میرے پاس دو گواہ موجود ہیں بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... بشرط صحت بیان سائل یہ لڑکی صرف ایک طلاق سے مطلقہ بائنہ ہو گئی ہے کیونکہ لڑکی کے ساتھ ہمبستری نہیں کر چکا ہے اور نہ اس کے ساتھ خلوت صحیحہ کر چکا ہے لہٰذا دوبارہ تجدید نکاح کر کے آپس میں آباد ہو سکتے ہیں۔ کما فی الکنز طلق غیر الموطؤة ثلاثا وقعن وان فرق بانت بواحدة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ محرم ۱۳۸۸ھ

پانچواں باب

تین طلاقوں کا بیان

طلاق ثلاثہ میں گواہوں کا اعتبار ہے نہ کہ طلاق دینے والے کا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے جس کا ایک گواہ ہے۔ گواہ کا بیان ہے کہ طلاق دینے والے نے سات دفعہ اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دینے والا شخص کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دی ہیں۔ جب طلاق دینے والے کو پانچ گواہوں کے روبرو کہا کہ اگر تو نے دو طلاق دی تو قرآن شریف اٹھا کر کہو۔ تو اس طلاق دینے والے نے قرآن شریف سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں۔ پھر وہ طلاق دینے والا جھنگ میں پہنچا۔ مندرجہ بالا سارا واقعہ ایک مولوی صاحب کے روبرو بیان کیا۔ مولوی صاحب نے اس طلاق دینے والے شخص کو کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کہ تو نے دو طلاق دی ہے تین طلاق نہیں دی اور قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر بھی یہی کہا تب اس مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ تیری بیوی پر دو طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ تو اپنی بیوی کو اب عدت کے اندر اندر رکھ سکتا ہے بغیر نکاح کیے۔ تو آیا شرعاً اس شخص مذکور کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوگئی ہیں یا کہ دو طلاق اور مولوی صاحب کا فتویٰ صحیح ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

اگر دو گواہ عادل گواہی دیں کہ ہمارے سامنے شخص مذکور نے تین یا اس سے زائد طلاقیں دی ہیں یا اس کا اقرار کیا ہے۔ تو اس کی عورت حرمۃ مغلظہ سے اس پر حرام ہے اور بغیر حلالہ کے اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آسکتی اور اس کے اس حلف کا کوئی اعتبار نہیں جو اس نے مولوی صاحب کے سامنے اٹھایا ہے۔ گواہوں کی موجودگی میں حلف کا اعتبار شرعاً نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد عورت آزاد ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی خدا بخش وحمید دو شخص ہیں انھوں نے تقریباً چار آدمیوں کے سامنے اپنی عورتوں کا سودا کرلیا ہے اب خدا بخش وحمید کا اس بات پر اختلاف ہوگیا کہ پہلے خدا بخش طلاق دے اور خدا بخش نے کہا کہ پہلے حمید طلاق دیدے تو متفقہ فیصلہ ہوا کہ قرعہ اندازی کر لیتے ہیں جس کے نام پر پرچی نکلے گی وہ پہلے طلاق دے گا اس کے بعد پرچی بنائی اور اٹھائی پرچی پہلے خدا بخش کے نام کی نکلی خدا بخش سنتے ہی بھاگ گیا اور کہا کہ اگر پہلے

حمید طلاق دے گا تو میں بھی دونگا ورنہ نہیں کیونکہ مجھے حمید پر یقین نہیں اس لیے پہلے مجھے کوئی ضامن دیا جاوے تو عبدالرحمٰن پر ہار نامی کو حمید سے ضامن لے کر اپنی عورت کو اس ضامن کے سامنے چار آدمیوں کی موجودگی میں طلاق دے دی تو حمید طلاق دینے سے انکاری ہو گیا اور کہا کہ میری بیوی جوان ہے اور تمھاری بیوی بوڑھی ہے اس لیے خدا بخش اگر کچھ رقم دے دے تو میرا سودا ہے ورنہ نہیں تو کیا اس صورت میں ازروئے شریعت خدا بخش کی طلاق ہوئی ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی خدا بخش نے طلاق دیدی ہے تو اس کی طلاق شرعاً صحیح ہے اور اس کی منکوحہ مطلقہ ہو چکی ہے۔ عدت کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر واقعۃً تین طلاقیں دیں تو واقع ہو گئیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اپنے شوہر کے پاس رات کو جا کر سو گئی اور آنکھ کھلی تو اس نے ہمراہ سوئی ہوئی بیوی کو محسوس کیا اور نوبت جماع تک پہنچی بعد ازاں مرد نے محسوس کیا کہ عورت حالت حیض میں تھی اس لیے مرد کو کوئی بیماری مردانہ لاحق ہوئی مرد نے غصے میں آ کر بیوی کو تین مرتبہ زبانی طلاق طلاق کہا اور عورت کو گھر سے نکال دیا مدت ایک سال تک عورت اپنے میکے رہی اب وہی عورت مرد ایک ساتھ رہ رہے ہیں۔

حافظ محمد حسین، میانوالی

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی اس شخص نے اپنی زوجہ کو تین مرتبہ زبانی طلاق دی ہے تو شرعاً اس کی منکوحہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا عدت شرعیہ کے بعد دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۹۵ھ

طلاق کا لفظ ایک دفعہ اور ''دی'' تین دفعہ کہنے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی عبدالستار اپنی بیوی کو کہتا ہے میں

نے تجھے طلاق دی دی دی طلاق کا لفظ ایک دفعہ اور دی تین دفعہ کہتا ہے کتنی طلاقیں واقع ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں دوران طلاق مذکورہ مطلقہ حاملہ تھی اور خاوند نے قبل از وضع حمل رجوع کر لیا ہے اگر مطلقہ مغلظہ نہیں ہے تو دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے یا کہ نہیں یا دوبارہ خانہ آبادی کی کیا صورت ہے بینوا توجروا

﴿ج﴾

طلاق کے ان الفاظ کے سوال کے جواب میں مولانا تھانویؒ امداد الفتاوی ص ۳۷۵ ج ۶ میں لکھتے ہیں کہ ان الفاظ کے ساتھ طلاق واقع ہوگئی بدون حلالہ تجدید نکاح درست نہیں۔ حاملہ کو طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے پس صورت مسئولہ میں بنابریں رجوع صحیح نہیں اور بغیر حلالہ کے طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

درج ذیل صورت میں عورت پر تین طلاقیں پڑ گئی ہیں

﴿س﴾

میں مسمی محمد فاروق بعمر ۳۰ سال سکنہ ملتان بقائم ہوش وحواس خمسہ اقرار کر کے لکھ دیتا ہوں بدین مضمون جو کہ نافرمانی خانگی ناچاقی کی وجہ سے آج میں نے اپنی زوجہ منکوحہ مسمات...... دختر......سکنہ لاہور کو طلاق ثلاثہ دے کر اس کو اپنے نفس پر قطعی حرام کر دیا ہے اور آزاد کر دیا ہے لہذا یہ دستاویز طلاق نامہ قطعی لکھ دیا ہے کہ سند رہے۔ فقط

18-01-68ء

بقلم منشی............رجسٹر نمبر 1065 ملتان شہر
العبد محمد فاروق مقر طلاق دہندہ (دستخط انگریزی میں)
گواہ شدہ..................گواہ شدہ
ملک منیر حسین سکنہ.........محمد حسین.........
دستخط.........   نشان انگوٹھا.........

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... بموجب طلاق نامہ ھذا محمد فاروق کی بیوی مذکورہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہوسکتے۔ اور نہ اس قسم کی کوئی مصالحت شرعاً ہوسکتی ہے عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

(بقوله تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ الآیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم
حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ شوال ۱۳۸۷ھ

تین طلاقوں کے بعد اکٹھے رہنا حرام ہے

﴿س﴾

مسماۃ زبیدہ دختر کریم بخش قوم بھٹی ساکنہ کہروڑ پکا وارڈ نمبر 2 تحصیل لودھراں ضلع ملتان، نقل نوٹس سبت طلاق زیر دفعہ (۱)/۷ عائلی قوانین تحریر ۱۹۶۱ء منجانب گلزار احمد ولد احمد بخش قوم بھٹی پیشہ موچی ساکن کہروڑ پکا وارڈ نمبر ۲ تحصیل لودھراں ضلع ملتان اعلان طلاق کنندہ بنام مسماۃ زبیدہ دختر کریم بخش قوم بھٹی ساکنہ کہروڑ پکا وارڈ نمبر 2 تحصیل لودھراں ضلع ملتان، مطلقہ

آج بمورخہ 10-5-67ء کو اندریں مجلس اور بروئے گواہان حاشیہ بسبب ناچاقی وفسادات روزمرہ جن کے رفع کے لیے آدمان برادری وشرفاء محلّہ نے بے حد کوشش کی لیکن کوئی صورت کارگر ثابت نہ ہوئی آخر نوبت مقاطعہ تک پہنچی لہذا مسماۃ زبیدہ دختر کریم بخش قوم بھٹی ساکنہ کہروڑ پکا وارڈ نمبر 2 تحصیل لودھراں ضلع ملتان کو بعد از ادائیگی حق المہر وقفہ وقفہ کے بعد تین طلاقیں دے کر اپنے تن پر حرام کر دیا ہے پس آج کی تاریخ سے نہ اس کا میرے ساتھ اور نہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق زوجیت رہا ہے بعد از انقضائے عدت جہاں چاہے اپنا عقد ثانی کرلے کوئی مطالبہ اور اعتراض نہیں ہوگا مسماۃ مذکورہ مطلقہ کے بطن سے تین لڑکے بعمر ۱۰، ۱۲، ۱۳ سال اور ایک لڑکی بعمر ۴ سال ہے وہ من مطلق کے پاس رہینگے لیکن والدہ کے ملنے سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی خورد سال لڑکا جہاں چاہے رہے میرے پاس رہے یا والدہ کے پاس رہے لیکن خرچ بہرحال من طالق کا ہوگا لہذا یہ اعلان لکھ دیا ہے کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے ۱۰ مئی ۱۹۶۷ء۔

دین محمد بقلم خود   گلزار احمد بقلم خود   اللہ ڈیوایا .... (نشان انگوٹھا)

نوٹ: نقل نوٹس ہذا چیئرمین صاحب متعلقہ کو نیز مہیا کر دی گئی ہے۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بروئے طلاق نامہ ہذا شخص مذکور کی یہ بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں کسی طرح آباد نہیں ہو سکتے۔ عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ تین

طلاق دینے کے بعد چیئرمین وغیرہ اگر مصالحت بھی کرالیں یا کوئی بھی مفتی تین طلاقیں دینے کے بعد بھی اس کو رجوع کرنے کا حق دے تو شرعاً ایسی مصالحت کا اور ایسے فتوی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اگر آباد ہونگے تو حرامکاری شمار ہوگی۔

کما قال تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیه

وقال فی فتح القدیر ص ۳۲۹ ج ۳ (قوله و طلاق البدعة) ما خالف قسمی السنة و ذلک بان یطلقها ثلاثا بکلمة واحدة او مفرقة فی طهروا حد او ثنتین کذا لک اوواحدة فی الحیض او فی طهر قد جامعها فیه او جا معها فی الحیض الذی یلیه هو فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیاً و فی کل من وقوعه وعدده و کونه معصیة خلاف فعن الامامیة لا یقع بلفظ الثلث ولا فی حالة الحیض لانه بدعة محرمة و قال صلی الله علیه وسلم من عمل عملاً لیس علیه امرنا فهورد (الی ان قال) و قال قوم یقع به واحدة وهو مروی عن ابن عباس رضی الله عنهما وبه قال ابن اسحق و نقل عن طاؤس و عکرمة انهم یقولون خالف السنة فیرد الی السنة(الی ان قال) وذهب جمهور الصحابة و التابعین من بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث و من الادلة فی ذلک مافی مصنف ابن ابی شیبة والدارقطنی فی حدیث ابن عمر المتقدم قلت یا رسول الله ارایت لو طلقتها ثلاثا قال اذا قد عصیت ربک و بانت منک امرأتک (الی ان قال) وقد اثبتنا النقل عن اکثرهم صریحا بایقاع الثلاث ولم یظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الاالضلال وعن هذا قلنا لو حکم حاکم بان الثلاث بفم واحد واحدة لم ینفذ حکمه لانه لا یسوغ الاجتهاد فیه فهو خلاف لا اختلاف الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

زبانی تین طلاقیں دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

ایک شخص مسمی خان محمد ولد اللہ دتہ قوم جھبیل نے ساتھ اپنے ہوش وحواس خمسہ کے بلا جبر اپنی رضامندی سے چند اشخاص کے روبرو کہا ہے کہ مسماۃ زینب جو کہ میری عورت ہے اور دختر مسمی رانجھا جھبیل ہے میں اپنی رضامندی سے اپنی عورت مذکورہ کو تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہتا ہوں۔ طلاق دے دی ہے اور تین بار حرام حرام حرام کہتا ہے اور تین

بار بہن، بہن، بہن اور تین بار ماں، ماں، ماں کہتا ہے کہ مجھ سے وہ عورت حرام ہو چکی ہے میں نے اس کو طلاق تین بار دی ہے لیکن تحریر نہیں کر دی ہے۔ کیا نکاح باقی ہے یا طلاق ہو چکی ہے مطابق شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتوی تحریر فرمایا جاوے۔

رانجھا ولد رحیم بخش

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر فی الواقع شخص مذکور نے اپنی بیوی کو زبانی طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں تو اس شخص کی بیوی مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔

قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره o

عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ رجب ۱۳۸۹ھ

ایک دفعہ کہا کہ تمھیں تین طلاقیں اس سے طلاق ثلاثہ واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ نعت بی بی بنت بہادر قوم مسلم شیخ حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ آج سے تقریباً 21 سال پہلے میرا نکاح ایک شخص نامی احمد ولد ہادو قوم مسلم شیخ سے ہوا تھا۔ میں اپنے فرائض خانہ داری 12 سال متواتر صحیح طور پر ادا کرتی رہی اور اس دوران ہمارا آپس میں کوئی جھگڑا وغیرہ نہ ہوا اس کے گھر میں میری کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس وجہ سے وہ چاہتا تھا کہ کہیں دوسری شادی کر لوں آخر اس نے ماہ اگست 1959ء میں ایک اور عورت نامی بکھو سے نکاح کر لیا اور مجھے کئی آدمیوں کے سامنے زدوکوب کر کے گھر سے نکال دیا اور کہا کہ آج سے تم میرے گھر نہ آنا میرا کوئی تعلق نہیں ہے تو میرے لیے ماں بہن کے برابر ہے اور میری طرف سے تم کو تین طلاقیں ہیں اب میں اسی دن سے اپنے بھائی جان کے گھر ہوتی ہوں لہٰذا میرے لیے شریعت محمدی کی رو سے کیا حکم ہے اگر میں دوسری جگہ نکاح کرنا چاہوں تو کیا صورت اختیار کروں کیا اس کے مندرجہ بالا الفاظ سے طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں مہربانی فرما کر مسئلہ تحریر کرتے ہوئے حوالہ حدیث وقرآن مجید کا ضرور دیویں۔

کریم نواز، چک نمبر ۱۱۴

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی احمد نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ تم کو تین طلاقیں ہیں۔ تو احمد کی بیوی مذکورہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو گئی ہے۔ عورت عدت شرعیہ (تین حیض) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الأيه وفى الشامية (قوله

ثلثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالا ولى (الى ان قال) و ذهب جمهور الصحابة و التابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلث (رد المحتار ص ۲۳۲ ج ۳ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی غلام مصطفےٰ نے اپنی منکوحہ ومدخولہ بیوی مسماۃ منظوراں کو روبرو گواہان کے تین طلاقیں بیک مجلس دیدی ہیں اور تین بار زبان سے کہہ دیا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دیدی ہے اب مسمی مذکور اس مطلقہ ثلثہ کو بغیر حلالہ کے اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

غلام حسین ولد خان محمد

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جب مسمی غلام مصطفےٰ نے اپنی منکوحہ مدخول بہا کو یہ الفاظ کہے ہیں تو از روئے قرآن و حدیث واجماع امت تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ اگرچہ ایک مجلس میں طلاقیں دینا خلاف سنت اور گناہ ہے لیکن جب دیدی تو تینوں طلاقیں واقع ہونے میں تمام اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک کوئی شبہ نہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ اور تمام امت محمدیہ کا یہی مذہب ہے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا اعلان مجمع صحابہ میں فرمایا کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا۔ اخرجه الطحاوى فى معانى الآثار للطحاویؒ بسند صحیح اب بغیر اس کے چارہ نہیں کہ بعد گزارنے عدت شرعی کے کسی اور شخص سے نکاح کرے اور پھر وہ اپنی مرضی سے اس کو بعد جماع کرنے کے طلاق دیدے تو پھر اس کی عدت گزار کر خاوند اول کے نکاح میں آسکتی ہے۔

كما قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره الأيه وفى الدر المختار ص ۲۳۲ ج ۳ و البدعى ثلثة متفرقة الخ قوله ثلاث متفرقة و كذا بكلمة واحدة بالا ولى وعن الامامية لا يقع بلفظ الثلاث الخ وذهب جمهور الصحابة و التابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ شامی ص ۲۳۳ ج ۳ اس کے بعد شامی نے فتح القدیر سے بھی نقل فرمایا ہے و قد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلث و لم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو

خلاف لا اختلاف الخ.

عمدة القاری شرح البخاری میں اور فتح القدیر ص۳۳۰ ج ۳ پر بڑے دلائل ذکر کیے ہیں اگر شوق ہے تو اسے دیکھ لیں فتح القدیر میں سے کچھ میں یہاں ذکر کرتا ہوں فرماتے ہیں۔ وذهب جمهور الصحابة و التابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث و من الادلة فی ذلک مافی مصنف ابن ابی شيبة والدارقطنی فی حديث ابن عمر المتقدم قلت يا رسول الله ارأيت لو طلقها ثلاثا قال اذا قد عصيت ربک و بانت منک امرأتک وفی سنن ابی داؤد عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاء رجل فقال انه طلق امرأته ثلاثا قال فسكت حتى ظننت انه رادها اليه ثم قال أيطلق احدكم فيركب الحموقة ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس فان الله عزوجل قال و من يتق الله يجعل له مخرجا عصيت ربک و بانت منک امرأتک الخ فتح القدیر میں اس مسئلہ کو بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

بیوی کو ایک دو تین تو میرے سے چھوٹی ہوئی کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ کو کہا کہ ایک دو تین تو میرے سے چھوٹی ہوئی ہے یہ الفاظ دو دفعہ کہے گئے۔ اب طلاق کتنی واقع ہوئی ہے اور کس قسم کی نیز رجوع عدت کے اندر ضروری ہے یا کہ بعد میں بھی رجوع کیا جا سکتا ہے دوسرے نکاح کی ضرورت ہے یا کہ نہیں بینوا توجروا۔

محمد میریاں، ڈیرہ اسماعیل خان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ اگر مدخول بہا ہے تو تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ کے طرفین میں نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

طلاق ثلاثہ پر مفصل فتویٰ

﴿س﴾

ما يقول علماء اهل السنت و الجماعت الاحناف مذهبا فی المسئلة المندرجة

کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو ایک طلاق دیتا ہے اور پھر کئی ماہ گزر جاتے ہیں کہ وہ اس سے رجوع کر لیتا ہے اور پھر طلاق اور طلاق دیتا ہے اور پھر رجوع کر لیتا ہے اور کچھ عرصہ بعد اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے اور بچہ اڑھائی تین ماہ کا ہوتا ہے بحالت جھگڑا قرآن ہاتھ میں لیتا ہے اور کہتا ہے کہ سن لو آج کے بعد میری یہ زوجہ میری بہن ہو چکی ہے میں نے اس کو تین طلاق سے چھوڑا یہ لفظ تین بار دوہراتا ہے کیا اب کوئی صورت شرع شریف میں ایسی ہے کہ وہ اپنی عورت کو اپنے پاس بٹھا سکتا ہو بینوا توجروا

(۲) عرصہ چھ سال کا گزر چکا ہے کہ اب اس نے دوبارہ بغیر حلالہ زوجہ سے نکاح پڑھا کر اپنے پاس بٹھا رکھا ہے تو کیا اس سے نکاح عندالشرع صحیح ہو سکتا ہے اور وہ زوجہ اس کے لیے حلال ہو سکتی ہے یا نہیں اور بصورت نفی صحت نکاح جو اس نکاح کے گواہ بنے خود ناکح اور ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

(۳) سنا گیا ہے کہ جو نکاح میں تھے وہ بیان کرتے ہیں چونکہ بچہ شیر خوار ماں کی گود میں تھا لہٰذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔

(۴) جو عورت چھ سال تک مطلقہ رہ چکی ہو اس کا نکاح حلالہ کے لیے کرنے کی ضرورت نہیں رہتی بس پہلے کے ساتھ پڑھ دینا کافی ہے؟

(۵) عورت کے بہت وارث تھے اور کوئی پرسان حال نہیں ہوتا لہٰذا نکاح جائز ہو گیا بیان واقعہ طلاق حق نواز چشم دید گواہان۔

(۱)......شاہد محمد رمضان ابن رانجھا قوم راں سکنہ بستی ڈھالہ خیل اشهد باللہ میں نے جو کچھ سنا اور دیکھا ہے سچ کہونگا کہ شریعت کا معاملہ ہے۔

اس وقت سورج تقریباً غروب ہونے کو تھا کہ میرے پاس زوجہ حق نواز مسماۃ مریم دوڑتی ہوئی آئی اور کہا کہ میرا زوج مجھ سے جھگڑا کر رہا ہے اور میں بے قصور رہوں اور وہ مجھے طلاق دینے کی دھمکی دے رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ طلاق دے دے لہٰذا تو چل کر اس کو نصیحت کر کہ مجھ بے قصور کو طلاق نہ دے جب میں حق نواز کے گھر پہنچا تو حق نواز غصہ میں تھا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور دوسری جگہ لے جانا چاہا کہ اس کا غصہ فرو ہو جائے تو اس نے اپنا ہاتھ جھٹک کر مجھ سے

کھینچ لیا اور اپنے مکان میں داخل ہوا اور فوراً قرآن ہاتھ میں لیے ہوئے باہر نکلا اور کہا کہ اگر تم نہ مانو تو میں قرآن ہاتھ میں لیے کھڑا ہوں اور کہہ رہا ہوں گواہ ہو جاؤ مریم میری زوجہ آج کے بعد میری بہن ہو چکی ہے اور میں نے تین طلاق سے چھوڑا ہے تین طلاق سے چھوڑا ہے تین طلاق سے چھوڑا ہے بس میں ن ٰم واپس گھر آ کر بیٹھ گیا اتنے میں سورج غروب ہو گیا تمام بستی میں افواہ پھیل گئی اور ہر طرف سے زن و مرد اکٹھے ہو رہے تھے میں نے نماز مغرب ادا کی اتنے میں مریم مطلقہ کا چچا زاد بھائی مسمی غلام حسن آیا اور مجھ سے واقعہ دریافت کیا میں نے بیان کیا پھر اس نے مجھے ساتھ لیا اور دو اور شخصوں غلام حسین ابن اللہ بخش عرف بودا محمد بخش اور سلطان محمود کو بھی ساتھ لیا اور حق نواز کے گھر میں گئے تو زن و مرد کا جم غفیر تھا غلام حسین نے حق نواز سے کہا سچ ہے تو نے مریم کو طلاق دیدی ہے تو اس نے پھر وہی طلاق صریح کے الفاظ کئی بار دوہرائے اور کہا کہ اپنی چچا زاد کو لے جا مجھے اب اس سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے تو غلام حسن نے اپنی جیب سے کاپی اور پنسل نکالی اور کہا کہ یہاں طلاق نامہ لکھ دے تو حق نواز نے جھٹکے سے کاپی اور پنسل غلام حسن کے ہاتھ سے کھینچ لی اور کہا کہ جب میں نے زبان سے طلاق دیدی ہے تو لکھنے کی کیا ضرورت ہے جا اپنی چچا زاد کو لے جا میرا اب اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔

فقط: دستخط محمد رمضان شاہد

(۲) شاہد ثانی محمد بخش بہنوئی طالق ابن سلطان محمود شاہد گواہ نمبر ۱ محمد رمضان کے بیان کی تائید کرتا ہے اور طلاق کے واقع میں موجود تھا اور تین طلاق مغلظہ کا مقر ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ قبل از سہ طلاق یکبارگی دو طلاق کئی ماہ پہلے کہہ چکا تھا بایں ہمہ وہ کہتا ہے کہ میں اپنے دستخط نہیں دیتا کہ اس سسرال سے ڈرتا ہوں کہ پہلے اسی طلاق کا لڑکی والوں نے یونین کونسل میں جھگڑا کیا تھا اور میں نے شہادت صحیح ادا کی تھی تو میرے ساتھ حق نواز طالق لڑتا رہا اور قتل تک نوبت پہنچنے والی تھی اللہ نے بچا لیا لہذا میں واضح طور پر میدان میں نہیں آ سکتا۔ فقط

(۳) شاہد ثالث: غلام حسین عرف بودا ابن اللہ بخش شام کی نماز کے بعد میرے پاس غلام حسن مطلق مریم کا چچا زاد آیا اور کہا کہ تو نے کیا واقعہ سنا ہے میں نے کہا وہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ حق نواز نے ہماری چچا زاد کو طلاق دے دی ہے چلو میرے ساتھ اور حق نواز سے بات چیت کریں ہم جب حق نواز کے گھر پہنچے تو زن و مرد اکٹھے تھے ان میں رانجھو شاہد کا باپ موجود تھا۔

اور شاہد نمبر 1 بھی ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکا تھا میں حق نواز سے مخاطب ہوا اور پوچھا کہ آیا یہ بات صحیح ہے کہ تو نے مریم کو تین طلاق سے چھوڑ دیا ہے تو اس نے اقرار کیا اور غلام حسن نے جیب سے کاپی اور پنسل نکالی اور کہا کہ یہاں طلاق نامہ لکھ دے تو اس نے کاپی اور پنسل غلام حسن کے ہاتھ سے کھینچ لی اور کہا کہ میں نے جب زبان سے کہہ دیا ہے

کہ میں نے مریم کو طلاق دیدی اور بالکل تعلق ختم کر دیا اب میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اسے لے جا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ: یہ شاہد بیان دیتے ہوئے پارٹی کی وجہ سے دستخط دینے سے انکار کر گیا ہے۔

شاہد رابع غلام حسن بھی ان مذکورہ بالا بیانات کا مقر ہوتے ہوئے تحقیق واقعہ کو اپنی دنیوی بدنامی تصور کرتے ہوئے مخالفت کر رہا ہے اور طلاق کا مقر ہے اسی طرح شاہد خامس رانجھو رمضان کا باپ بھی طلاق مغلظہ کا مبین ہے اور طلاق دہندہ کا باپ محمد رمضان طلاق مغلظہ کا شاہد ہے بلکہ اس نے اپنے بیٹے کو اپنے گھر سے اسی وجہ سے نکال دیا تھا۔

نور محمد ولد کرم کا بیان ہے کہ میں اور طالق حق نواز خطیب سابق بھکر شاہ جعفر شاہ صاحب جو کہ اب دنیا سے منتقل ہو کر راہی عالم برزخ ہو چکا ہے کے پاس گئے اور حق نواز طالق نے اپنا واقعہ طلاق مغلظہ کو مانتے ہوئے شاہ صاحب سے ملتجی ہوا کہ اب میری عورت کو میرے پاس لوٹانے کا انتظام کرو تو شاہ صاحب نے کہا کہ اگرچہ حلالہ باعث لعنت ہے لیکن پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے لہذا ہمارے ہاں تیرا اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے تو حق نواز نے حلالہ سے انکار کر دیا اور اسی فرقت کی حالت میں تقریباً عرصہ چھ سال کا گزر گیا کہ اب نکاح پڑھا کر بٹھا لیا ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ صورت مسئولہ میں یہ عورت مرد کے لیے مغلظہ حرام ہو گئی ہے اور بغیر حلالہ کے اب اس کے نکاح میں قطعاً نہیں آ سکتی اس سے بغیر حلالہ دوبارہ نکاح کرنا عظیم جرم ہے جو لوگ باوجود علم کے شریک ہوئے ہیں وہ بھی سخت گنہگار ہیں عورت کو ہر طرح اس شخص سے الگ کرنے پر زور دیا جاوے اگر نہ الگ ہوں تو تمام مسلمانوں کو ان سے قطع تعلق کرنا چاہیے یہاں تک کہ وہ تائب ہو جائے اور عورت کو الگ کر دے باقی شریک نکاح لوگ بھی لازماً توبہ کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

تین بار طلاق کہہ کر اپنے سے الگ کر دیا

﴿س﴾

مسمی عبدالمجید ولد محمد حسین ذات نامعلوم ساکن چاہ چاہ جھنگ والا ضلع ملتان کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر یا ترغیب اپنی آزادانہ رضامندی بخوشی خود اقرار کر کے لکھ دیتا ہوں اس بات پر کہ من مقر کی شادی ہمراہ

مسماۃ زینب دختر ملک نبی بخش ذات آرائیں ساکن چاہ کبوتر بازوالا ملتان عرصہ قریباً تیرہ چودہ سال سے ہوئی تھی ہر چند کوشش کی گئی کہ مسماۃ مذکورہ کی فرمانبرداری ہے مگر کوئی بھی لمحہ خوش گوار نہ گزر سکا اور یہ تمام عرصہ بے عزتی اور لڑائی جھگڑا میں گزرا اس کے باوجود من مقر تین لڑکے صلاح الدین، محمد زبیر، محمد طاہر اور دختر ثمینہ پیدا ہوئے جو بقید حیات ہیں۔ چونکہ مسماۃ مذکورہ کا حق المہر مبلغ تین ہزار روپیہ من مقر کو واجب الادا ہے اس لیے من مقر تین لڑکے اور دختر ثمینہ کو اس حق مہر کے عوض دے کر آج کی تاریخ میں تین بار طلاق، طلاق، طلاق کہہ کر اپنی زوجیت سے ہمیشہ ہمیشہ کے الگ کر دیا۔ بس آج کی تاریخ سے من مقر کی مسماۃ مذکورہ یا اس کی اولاد کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہ رہا نہ رہے گا مسماۃ مذکورہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ بعد عدت جس سے اپنا نکاح کرلیوے یا نہ کرے من مقر کا اس پر کوئی اعتراض وغیرہ نہ ہوگا۔

قاضی عبدالرحیم، ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں ازروئے قرآن وحدیث واجماع امت تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔ اگرچہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا خلاف سنت اور گناہ ہے لیکن جب دیدی تو تینوں طلاقیں واقع ہونے میں تمام اہل سنت والجماعت کے نزدیک کوئی شبہ نہیں امام اعظم ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور احمد بن حنبلؒ اور تمام امت محمدیہ کا یہی مذہب ہے۔

كذا فى عمدة القارى شرح البخارىo

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا اعلان مجمع صحابہ میں فرمایا کسی نے اس کا خلاف نہیں کیا۔

اخرج الطحاوى فى معانى الآثار بسند صحيح o

الحاصل بغیر دوسرے خاوند سے نکاح کیے پہلے خاوند سے نکاح نہیں ہوسکتا دوسرا خاوند اگر ہمبستری کرنے کے بعد طلاق دیدے یا مرجائے تو عدت کے بعد پہلے خاوند سے نکاح جائز ہے۔ سات سال سے کم بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے سات سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو والد اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ المحرم ۱۳۹۶ھ

برائے طلاق نامہ ہذا طلاق دہندہ کی عورت کو طلاق مغلظہ واقع ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ کیے طلاق دہندہ کے ہاں واپس نہیں آسکتی۔ واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۱ المحرم ۱۳۹۶ھ

ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے واقع ہوگئیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں۔ مدرسہ خیرالمدارس اور مدرسہ قاسم العلوم سے فتاوی لیے گئے جس پر دو دارالافتاء نے حرمت اور بغیر حلالہ کے نکاح کرنا ناجائز قرار دیا اسی مسئلہ پر ایک فتوی لیا گیا جس میں انھوں نے لکھا کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا بدعت ہے لہذا طلاق نہیں ہوئی۔ زوجین کے ایک ثالث نے دوسرے فتوی پر عمل کر کے زوجین کو بغیر حلالہ نکاح کر کے آپس میں رہنے کی اجازت دیدی اب زوجین مذکور اور ثالث کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے ان کے ساتھ کھانا پینا اور میل جول درست ہے یا نہ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

جمہور صحابہؓ اور اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینے کے ساتھ ہی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں لہذا اگر اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہوں تو بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد کرنا ناجائز اور حرام کاری ہے۔ طرفین فوراً جدا ہوجائیں اگر خاوند اس مطلقہ عورت کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو اس سے برادری کے تعلقات ختم کرائے جائیں ثالث بھی گنہگار ہے اس کو بھی توبہ تائب ہونا چاہیے کیونکہ اس نے بھی صحیح حکم سے فریقین کو آگاہ نہیں کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۶ ذوالحجہ ۱۳۹۱ھ

حالت غصہ میں تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

علماء کرام دریں مسئلہ شرعیہ چه می فرمایند شخصے درحالت غضب بازن خود مجادله داشت بزن خود گفت بیک لفظ که برو صد طلاق دادم آیا زن ایں طلاق میشود یا نه اگر طلاق می شود چند طلاق می شود آیا احتیاج حلاله دارد یانه؟

﴿ج﴾

زن مذکوره برخاوندش ۳ طلاق حرام بحرمت مغلظه گشته بدون حلاله شوهرش همراه زن مذکوره عقد نکاح کردن جائز نیست وزن مذکوره را بعد ازعدت همراه دیگر نکاح کردن جائز باشد. فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ شعبان ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

صرف زبانی تین طلاقیں دینے سے طلاق واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی کی شادی تقریباً عرصہ دو سال قبل ایک شخص کے ساتھ ہوئی۔ اس کا خاوند لڑکی کا کالا رنگ ہونے کی وجہ سے اس کو پسند نہ کرتا تھا اور ہر روز مارتا پیٹتا تھا اور اس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکا بھی ہوا جس وقت وہ لڑکا دو ماہ کا ہوا لڑکی کو اس کے والد کے گھر بھیج دیا دو یا تین روز بعد لڑکی کے والدین کے گھر آ کر جھگڑا کیا اور اس کا بچہ جس کی عمر تقریباً اس وقت دو ماہ تھی چھین کر لے گیا اور زوجہ کو طلاق دے کر چلا گیا اور کہا میں نے تجھے طلاق، طلاق، طلاق دی اور یہ بھی کہا کہ صبح کو تحریری طلاق دے دوں گا آج سے تقریباً عرصہ آٹھ ماہ ہوگئے ہیں اور اس بات کے دو مرد محلے والے اور تین چار عورتیں بھی شاہد ہیں۔ اب وہ طلاق سے منکر ہے اور اپنی عورت کی واپسی کا مطالبہ بھی کرتا تھا اس بارے میں آپ ہمیں فتوی دے کر مشکور فرمادیں اس طلاق میں لڑکی کے بھائی چچا اور چچی زاد بہنیں بھی گواہ ہیں کیا انکی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بشرط صحت واقعہ صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوگئیں طرفین بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں آباد نہیں ہوسکتے۔

قال فی التنویر قال لموطوء ة وھی حال کونها ممن تحیض انت طالق ثلا ثا...... صحت نیته الدرالمختار ص ۲۳۴ ج ۳ وایضاً فیه و البدعی ثلاث متفرقة الخ وفی الشامیة (قوله ثلثة متفرقة) و کذا بکلمة واحدة اولی (الی ان قال) و ذهب جمهور الصحابة و التابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث الخ (رد المحتار ص ۲۳۳ ج ۳)

لڑکی کے بھائی اور چچی، چچازاد بہنوں کی گواہی بھی معتبر ہے۔

کما فی عالمگیریه ص ۴۷۰ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ وتجوز شهادة الاخ لاخته کذا فی محیط السرخسی و شهادة الاخ لاخیه واولاده جائزة و کذا الا عمام و اولادهم والاخوال و الخالات والعمات کذا فی (فتاوی قاضیخان) واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بشرط صحت واقعہ صورت مسئولہ میں اگر چہ خاوند منکر ہے لیکن اثبات طلاق کے لیے حجت تامہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ضروری ہیں جو صورت مسئولہ میں پائے جاتے ہیں لہذا خاوند کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں اور طلاق ثابت ہے۔ واللہ اعلم

لفظ طلاق طلاق طلاق کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے بدخوئی کی وجہ سے اپنی بیوی کو سہ بار طلاق، طلاق، طلاق دی اور پھر اولاد کا خیال رکھتے ہوئے میں نے اس کو گھر میں رہنے دیا اور خود باہر چلا گیا، رہتا رہا اب جبکہ میری اولاد جوان ہوگئی اور برسر روزگار ہوگئی تو اس نے اپنی اولاد کو میرے متعلق بھڑکانا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے اور جیسے وہ ان کو غلط راستے پر لگاتی ہے اس کا کہنا مانتے ہیں مہربانی فرما کر فتوی دیا جاوے کہ میرے حقوق کیا ہیں اور اس طلاق شدہ عورت کے کیا حقوق ہیں بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان سائل اس کی عورت تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین آپس میں آباد نہیں ہوسکتے۔

فی الشامیة (قوله ثلثة متفرقة) و کذا بکلمة واحدة بالاولی (الی ان قال) و ذهب جمهور الصحابة و التابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاثا (ص ۲۳۲ ج ۳)

عورت کہ عدت (تین حیض) خاوند کے گھر میں گزارنا واجب ہے اور ایام عدت کا خرچہ نیز سکنی وغیرہ کا انتظام خاوند کے ذمہ لازم ہے عدت کے بعد خاوند کے ذمہ اس عورت کا کوئی حق نہیں یعنی نان نفقہ سکنی وغیرہ خاوند کے ذمہ نہیں البتہ اگر خاوند نے مہر ادا نہیں کیا ہے تو خاوند کو مہر ادا کرنا ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جاؤ تجھے طلاق طلاق طلاق کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ مسمی محمد یعقوب کو بیوی نے جھگڑتے ہوئے کہا کہ مجھے طلاق دیدو محمد یعقوب نے غصہ میں کہا کہ جاؤ طلاق، طلاق، طلاق تو اس کی بیوی نور بی بی نے کہا کہ مجھے طلاق تحریر کر کے اسٹامپ

مبلغ دس روپے دلا دو تو اس پر محمد یعقوب نے پھر غصہ کیا کہ تو میری ماں اور میری بہن بس اس میں اسٹامپ کا کیا مقصد ہے جب میں نے زبان سے کہہ دیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں محمد یعقوب کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے طرفین آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔

بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآيه وفي الهدايه مع الفتح ص ۳۲۹ ج ۳ وطلاق البدعة ان يطلقها ثلثا بكلمة واحدة او ثلثا في طهر واحد فاذا فعل ذلك وقع الطلاق و كان عاصيا الخ ٥

عورت عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

بقوله تعالى والمطلقات يتربصن بانفسهن ثلثة قروء ٥

اگر عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے عورت کو ماہواری نہ آتی ہو تو وقت طلاق سے تین مہینے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

بقوله تعالى والّٰئِ يئسن من المحيض من نسائكم ان ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر الآيه ٥

تو میری ماں اور میری بہن ہے کے الفاظ لغو ہیں ان سے نہ طلاق ہوتی ہے اور نہ ظہار۔

كما في العلائيه (والا) ينو شيئا او حذف الكاف (لغا) و تعين الا دنى اى البر يعني الكرامة ويكره قوله انت امي ويا ابنتي ويا اختي ونحوه وفي الشامية (قوله ويكره) جزم بالكراهة والذى في الفتح و في انت امي يكون مظاهرا وينبغي ان يكون مكروها (الى ان قال) فعلم انه لا بد في كونه ظهارا من التصريح باداة التشبيه شرعا و مثله ان يقول لها يا بنتي او يا اختي ونحوه الخ الدر المختار ص ۴۷۰ ج ۳ وفي الهندية ص ۵۰۷ ج ۱ ولو قال ان وطئتك وطئت امي فلاشيئ عليه كذا في غاية السروجي ٥ والله اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۷ رجب ۱۳۸۸ھ

بیک زبان تین طلاقیں دینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی بیوی کو بیک زبان تین طلاقیں دیتا ہے تو علاقہ کے علماء اہلسنت کہتے ہیں بیوی تجھ سے بغیر شرعی تحلیل کے حرام ہے وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ شیعہ مولوی کا فتوی ہے کہ تین طلاق بیک زبان واقع نہیں ہوتیں وہ مذکور شخص شیعہ عالم کے فتوی پر اپنی زوجہ کو جو کہ مطلقہ ہے گھر میں رکھ رہا ہے شریعت کو ہلکا اور بے حقیقت سمجھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں شیعہ کا تسلط ہے اور لوگ اس مسئلہ پر شیعہ کے فتوی پر عمل پیرا ہیں جو کہ اپنے آپ کو اہلسنت کہلواتے ہیں اس حال والا آدمی ایک قوت ہو گیا ہے تو علاقہ کے علماء نے فتوی دیا کہ ایسے شخص کا جنازہ تعزیراً نہ پڑھا جائے جو شریعت کو ہلکا سمجھتا ہے جیسے عاق الوالدین اور قطاع الطریق کا جنازہ فقہاء نے لکھا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہیے تا کہ اور لوگ اس حرکت شنیعہ پر جرات نہ کر سکیں اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ جو کچھ علاقہ کے علماء نے فتوی دیا ہے درست ہے یا نہیں اگر اس قسم کا اگر کوئی آدمی مر جائے تو جنازہ پڑھا جائے یا نہیں؟

﴿ج﴾

بیک زبان اپنی بیوی کو تین طلاق کہنے سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے جس کا نکاح سابقہ خاوند سے بغیر حلالہ کے ناجائز اور حرام ہوتا ہے۔

قال الشامي (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة (الى ان قال) و ذهب جمهور الصحابة و التابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (الى ان قال) و قد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لايسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (ردالمحتار ص ۲۳۲ ج ۳)

حنفی مذہب کو چھوڑ کر کسی اور مذہب مثلاً شیعہ وغیرہ فتووں پر عمل کرنا جائز نہیں اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہوتا ہے کہ کوئی کراہت اس کی مذہب کی رو سے لازم نہ آوے اور یہاں پر رجعت بلکہ حرمت ہے لہٰذا اس صورت میں شیعہ عالم کے اس فتوی پر عمل کرنا جائز نہیں۔

قال في الدر المختار ص ۱۴۷ ج ۱ لكن يندب للخروج من الخلاف لا سيما للامام لكن

بشرط عدم لزوم ارتکاب مذهبه وفی الشامیة ص ۵۰۸ ج ۳ ان حکم الملفق باطل بالا جماع وأن الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل اتفاقاً و هو المختار فی المذهب الخ ٥

بلکہ اس غرض کے لیے غیر مقلد ہونے اور شیعہ کے فتوی پر عمل کرنے سے بجائے حرمت ساقط ہونے کے ایک دوسرا گناہ عظیم سرزد ہوجائے گا جس سے ایمان کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔

قال الجوز جانی فی رجل ترک مذهب ابی حنیفة لنکاح امرأة من اهل الحدیث فقال اخاف علیه ان یذهب ایمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده وترکه لاجل جیفة منتنة انتهی شامی کتاب التعزیر ص ۸۰ ج ۴ الخ ٥

اگر نکاح کر چکا ہے تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ فوراً اس عورت کو چھوڑ دے اور توبہ تائب ہوجائے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو دوسرے مسلمانوں کو اس سے خورد ونوش اختلاف اور گفتگو ترک کردینا ضروری ہے یہاں تک کہ تنگ ہوکر اس فعل شنیع سے باز آجائے اور توبہ تائب ہوجائے ذالک جزینهم ببغیهم الآیة اور یہی ہے الحب فی الله و البغض فی الله (۲) اس شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی البتہ اگر اہل علم وفضل اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں تو جائز ہے مگر اور کسی شخص سے نماز پڑھوا دیں امام مالکؒ سے منقول ہے کہ اہل فضل فساق پر نماز نہ پڑھیں تاکہ ان کو عبرت ہو (نووی شرح مسلم) واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذوالحج ۱۳۸۸ھ

زبانی تین طلاقیں دینے کا مفصل فتوی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے اپنی بیوی کے ساتھ مئی 1968ء میں تعلقات کشیدہ رہے پھر 1969ء کے شروع سے اس نے اپنی عورت سے قطع تعلق کرلیا اس کے ساتھ بول چال اور اس کے ہاتھ کا کھانا پینا چھوڑ دیا والدین بھائی بہنوں اور دیگر رشتہ داروں نے صلح کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی پھر اس نے 21 جولائی 1969ء کو اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اس کے والدین اور شادی کرانے والوں کو خط لکھا جس میں کشیدگی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس نے لکھا کہ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدوں جو کہ میں نے اس کو طلاق دے دی ہے اس کے بعد اس نے لکھا کہ میرا آخری اور قطعی فیصلہ ہے ساتھ ہی اس نے لکھا کہ اس عورت کو یہاں سے لے جاؤ عورت کے والدین نے ایک آدمی کو بھیجا عورت کے خاوند نے اس سے کہا کہ اس کو یہاں سے لے جاؤ

میں اس کو طلاق دے چکا ہوں۔ اس عورت کے سسر نے اس عورت کو بھیجنے سے انکار کیا کہ طلاق والی کوئی بات نہیں جب راقم الحروف کو اس بات کا علم ہوا تو صحیح صورتحال معلوم کرنے کے لیے مورخہ 69-08-13ء کو اس شخص سے ملاقات کی اور اسے طلاق ورجعت کے احکام سے آگاہ کیا سورۃ البقرہ کی آیات ۲۲۵ تے لے کر ۲۳۳ تک کے معانی اس کے والدین کی موجودگی میں اسے سمجھائے اور یہ کہا کہ اگر چاہو تو رجوع کرسکتے ہو تمھاری تحریر سے مکمل طلاق واقع نہیں ہوئی صلح بہتر ہے نیز اسے حسن وقبح سے آگاہ کیا اس شخص نے کہا کہ اس طلاق سے میری مراد مکمل طلاق یعنی تین طلاقیں ہیں میں کیسے رجوع کروں گا وہ مطلقہ ہوچکی۔ راقم الحروف نے اسے سمجھایا کہ یہ بات تمھارے دل سے تعلق رکھتی ہے (ولکن ما تعمدت قلوبکم) اور اس کا دارومدار تمھاری نیت پر ہے اب چونکہ تم اسے دل سے مکمل طلاق دے چکے ہو اس لیے وہ عورت (یعنی تمھاری بیوی) مورخہ 21 جولائی 1969ء (خط لکھنے والی تاریخ سے مطلقہ تصور ہوگی۔ اور تین ماہواری (حیض) تک اس نے عدت پوری کرنی ہے گو تم نے صحیح طریقہ استعمال نہیں کیا کہ اس بات کا علم چرچا ہوگیا کہ اس شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے مرد کو یقین تھا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے عورت کو یقین تھا کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے گھر والے سب افراد کو افسوس تھا اور یقین تھا کہ اس نے طلاق دے دی ہے ان کی ایک بچی اور ایک شیر خوار لڑکا ہے مطلقہ عورت نے خواہش ظاہر کی کہ میں بچوں کو اپنے پاس رکھوں گی تو اس بارے میں اس شخص نے مطلقہ عورت کے والدین کو لکھا کہ تمھاری مطلقہ لڑکی اپنے بچوں کو اپنے پاس رکھنے کی خواہشمند ہے آپ آئیں اور اس بات کا فیصلہ کرلیں تاکہ قاعدہ کے موافق بات طے ہوجائے مطلقہ عورت کا والد مورخہ 69-8-22ء کو ان کے پاس پہنچا اور منت سماجت کی پھر ایک عالم دین کو وہ تحریر دکھلائی جس کے مطابق طلاق دی گئی تھی۔ راقم الحروف کے ساتھ جو باتیں ہوئی تھیں ان کا ذکر نہیں کیا عالم دین نے کہا کہ اس تحریر سے طلاق مکمل واقع نہیں ہوتی رجوع کرسکتے ہو تو اس شخص نے مطلقہ عورت سے رجوع کرلیا۔ راقم الحروف یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ اس شخص نے اپنی عورت کو مکمل طلاق دے دی تھی اس کے والدین بھائی بہنوں اور راقم الحروف کی موجودگی میں طلاق کا فیصلہ ہوا تھا اور اس وجہ سے مطلقہ عورت کے والد کو خط لکھا گیا عورت کو مکمل یقین تھا اور وہ رورہی تھی کہ اس کو قطعی طلاق ہوچکی ہے اور طلاق دینے والے نے اپنے قلب صحیح سے اس کو طلاق دی تھی اور جناب والا یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا شرعی نقطہ نظر سے اور راقم الحروف کی سمجھائی ہوئی باتوں کی روشنی میں یہ رجوع جائز ہے اور اس میں کسی قسم کی حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کیا گیا فتوی کے مطابق اگر یہ رجوع ناجائز ہے تو اس بارے میں شرعاً کیا کیا پابندیاں لازم آتی ہیں مطلع فرمایا جاوے تاکہ اللہ تعالی کی مقرر کی ہوئی حدود کی خلاف ورزی نہ ہو۔

﴿ج﴾

کسی معتمد علیہ دیندار ثالث کے سامنے تحقیق کی جائے اگر محمد خان کا دعوی ایسے گواہوں سے جو شرعاً معتبر ہوں صحیح ثابت ہو جائے کہ واقعی اس شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں یہ بات کہی ہے کہ میں اسے تین طلاق دے چکا ہوں تو پھر عورت مطلقہ مغلظہ شمار ہوگی اور خاوند کا رجوع صحیح نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ شعبان ۱۳۸۹ھ

ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے خانگی ناچاقی کی وجہ سے اپنی ہر دو بیویوں کو تحریری طور پر ایک ہی دفعہ تین طلاق دیدی ہیں۔ اب اسے ندامت ہے کیونکہ ہر دو بیویوں سے اس کی اولاد بھی ہے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے آیا شرعاً کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ وہ دوبارہ آباد ہو سکیں؟

محمد عاشق

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں نکاح جائز نہیں۔

فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ الآیہ o فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ شوال ۱۳۸۹ھ

ایک دفعہ ایک لفظ سے سہ طلاق دینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی ہدایت اللہ کا نکاح شمیم سے ہو گیا لیکن شادی نہیں ہوئی یعنی عورت کے ساتھ جماع اور خلوت صحیحہ کچھ بھی نہیں ہوا لیکن بوجہ فسادات ہدایت اللہ نے اپنی عورت شمیم کو تین طلاقیں دیدیں اس طلاق کو پانچ سال ہو چکے ہیں اب لڑکی اور لڑکے والے صلح کرنا چاہتے ہیں اور ان کا آپس میں پھر نکاح کرنا چاہتے ہیں اب آپ از روئے شریعت مسئلہ بتائیں کہ وہ مطلقہ عورت جس کے ساتھ دخول نہیں ہوا اور طلاق ہو گئی اس سے نکاح پہلے خاوند کا بغیر حلالہ جائز ہے یا نہیں ابھی اس مطلقہ نے کوئی نکاح وغیرہ نہیں کیا بینوا توجروا۔

﴿تنقیح﴾

تین طلاقیں بیک لفظ دی ہیں یا علیحدہ علیحدہ تین دفعہ طلاق کا لفظ کہا ہے جو صورت ہو اس کو لکھ دیں پھر جواب دیا جائے گا۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۳ صفر ۱۳۹۰ھ

السلام وعلیکم: سائل نے ایک دفعہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دی ہیں یعنی طلاق دیتے وقت یہ کلمہ کہا تھا کہ میں نے تجھے تین طلاقوں سے چھوڑ دیا ہے۔

﴿ج﴾

سائل نے جب غیر مدخول بہا کو بیک لفظ تین طلاقیں دی ہیں تو اس سے اس کی منکوحہ تین طلاق سے مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

قال فی التنویر ص ۲۸۴ ج ۳ قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولی ولم تقع الثانیة و فی الشرح (بانت بالاولی) لا الی عدة فلذا (لم تقع الثانیة) بخلاف الموطوءة حیث یقع الکل فقط واللہ تعالی اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۶ صفر ۱۳۹۰ھ

طلاق دائمی دیتا ہوں کے الفاظ سے طلاق دینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی احمد اسماعیل ولد نور محمد نے یونین کونسل میں طلاق نامہ تحریر کرا دیا۔ جس میں اس نے لکھا دیا کہ عرصہ تقریباً چار سال ہوا کہ میرا نکاح شرعی مسماۃ ستاں سے ہوا تھا لیکن نکاح کے بعد آج تک خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہے اب من مقر مسماۃ غیر مدخولہ سے دائمی علیحدگی چاہتا ہوں لہذا من مقر آج مورخہ 12-04-69ء کو مسماۃ ستاں زوجہ ام کو آزاد کرتے ہوئے طلاق دائمی دیتا ہے طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں اب مسماۃ مجھ پر حرام ہے آج سے مسماۃ مذکورہ آزاد ہے اور من مقر بھی آزاد ہے من مقر کی طرف مسماۃ مذکورہ کا کوئی حق مہر وغیرہ باقی نہیں ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں یہ عورت ایک طلاق سے مطلقہ بائنہ ہو چکی ہے دوسری تیسری دفعہ کے الفاظ لغو ہیں۔ ان سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی اور چونکہ لڑکی غیر مدخول بہا ہے اور اس کے ساتھ خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی اس لیے شرعاً عدت بھی واجب نہیں۔ لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاق کا لفظ ادا کر چکا ہے لیکن الفاظ علیحدہ علیحدہ ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ زرینہ بیگم کو مسمی صدیق اس کے خاوند خود منجانب روبرو پنچائیت مورخہ 89-03-09ء کو طلاق دے دی ہے اور زبانی روبرو پنچائیت تین دفعہ طلاق، طلاق، طلاق کا لفظ ادا کر چکا ہے اس کی حضور والا سے استدعا ہے کہ فتویٰ دیا جاوے کہ آیا طلاق شرعاً ہوگئی یا نہیں۔ سائل کی زبانی معلوم ہوا کہ مسماۃ زرینہ کی اب تک رخصتی نہیں ہے۔

ظہور احمد، ملتان

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر فی الواقع خاوند مذکور نے اپنی بیوی کو تین طلاق علیحدہ علیحدہ الفاظ سے دی ہیں تو چونکہ عورت غیر مدخول بہا ہے اس لیے وہ ایک ہی طلاق سے بائنہ ہوگئی ہے دوسری تیسری دفعہ کے الفاظ لغو ہیں ان سے طلاق نہیں پڑتی عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے نیز اسی خاوند کے ساتھ بھی بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز ہے۔

قال فی الهداية فصل فی الطلاق قبل الدخول واذا طلاق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها (الی قوله) فان فرق الطلاق بانت بالاولی ولم تقع الثانية و الثالثة وذالک مثل ان يقول انت طالق طالق طالق الخ هدايه مع الفتح ص ۳۹۱ ج ۰۳ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

تین طلاقوں سے عورت پر طلاق مغلظہ پڑ جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی زید نے اپنی عورت کو بلا موجود ہونے کے عورت کو تین طلاق تحریر کا

نوٹس دیا ہے عورت اپنے میکے سے واپس آ کر زید کے گھر بیٹھ گئی ہے اور زید نے اس کے میکے کو بلا کر خوب ہدایت کی مگر عورت جدا نہیں ہوتی اور مسئلہ دریافت کیا گیا ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ عورت ایک دفع کی تین طلاقیں کہنے سے زید پر حرام نہیں حدیث پیش کرتا ہے۔

كان الطلاق علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم و ابی بكر الصديقؓ وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة○

جواب میں وہ پیش کرتا ہے از فتاویٰ عبدالحی صفحہ ۳۴۹، ۳۴۱ استفتاء جس کی عبارت یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی عورت کو تین دفع ایک مجلس میں طلاق دیدی ہے طلاق واقع ہوگی یا نہیں اگر حنفی مذہب میں ہوگی تو شافعی وغیرہ میں نہ ہوگی حنفی کو دیگر امام کے قول پر عمل کرنے کی رخصت ہے یا نہیں

﴿ھو الصواب﴾

اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک طلاق واقع ہوگی بغیر تحلیل ناجائز ہے مگر بوقت ضرورت اس عورت کا علیحدہ ہونا اس سے دشوار ہے تو کسی امام کی تقلید کرے تو کوئی مضائقہ نہیں مسئلہ نکاح زوجہ مفقود عدت ممتدة الطهر موجود ہے کہ حنفیہ عند الضرت دیگر امام کے قول پر عمل کرنے کو درست رکھتے ہیں چنانچہ ردالمحتار میں مفصلاً مذکور ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ کسی عالم شافعی سے استفتاء کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کرے، قول عمر درست ہے یا نہیں مگر اس کا جواب ضرور ہووے کہ حضرت عمرؓ نے خلاف عمل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول اور بقی خلافت دو سال کے بعد یہ حکم کیا عمل مندرجہ میں سے کون سا جائز و درست ہے؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

تین طلاق پڑ جائے گی اور بغیر حلالہ اس کے لیے ہرگز نکاح جائز نہیں اگر کوئی شخص دوسرے مذہب یعنی مذہب احناف سے ہٹ کر امام مالکؒ وغیرہ کو اختیار کرتا ہے اختیار کر سکتا ہے لیکن کسی ایک مسئلہ میں اپنی ذاتی غرض کے لیے یہ فعل ہرگز جائز نہیں اس کو امام ابوحنیفہ کے مذہب پر ہی عمل کرنا ہوگا۔ مفتی کے ذمہ بحث میں پڑنا نہیں ہوتا مسئلہ بتلا دیا۔ مذہب احناف قوی دلائل سے ثابت ہے کسی عالم سے بالمشافہ تحقیق کریں۔

محمود عفا اللہ عنہ

تین طلاقوں کے متعلق مختلف زاویوں سے طلاق دینے کے متعلق مفصل حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں (۱) بیک وقت تین طلاقیں دیدینے سے کونسی طلاق واقع ہوتی

ہے؟ (۲) اگر بیک وقت تین طلاق دینے سے طلاق مغلظہ ہوتی ہے تو کیا ایسی صورت میں طلاق کا ثبوت قرآن پاک اور صحیح احادیث اور اجماع صحابہ سے ہے یا نہیں؟ (۳) تین طلاق بیک وقت دینا طلاق بدعی ہے یا نہیں اگر بدعی ہے تو کیا صحابہ کرامؓ نے بدعت پر اجماع کیا ہے حالانکہ فقہاء کرام نے ایسی طلاق مذکورہ کو طلاق بدعی لکھا ہے۔
(۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بلاغ المبین میں صرف تین چیزوں یعنی قرآن مجید اور صحیح احادیث اور اجماع صحابہ کو حجت تسلیم کیا ہے اس کے علاوہ کوئی چیز بھی حجت نہیں ہے کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ (۵) بیک وقت تین طلاق دے دینے کے بعد تین حیض کے اندر ہی نکاح ثانی کر کے مطلقہ کو اپنے گھر آباد کرنے والے کا کیا حکم ہوگا۔

نوٹ: قرآن مجید اور صحیح احادیث اور اجماع صحابہ سے ہی دلائل وثبوت پیش فرمادیں نوازش ہوگی۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... (۱) بیک وقت تین طلاقیں اگر بیک لفظ دی جائیں تو تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں وہ عورت مغلظہ بن جاتی ہے اور تین طلاقیں اگر بیک لفظ نہ دی جائیں تو مدخول بہا عورت مطلقہ مغلظہ بن جاتی ہے اور غیر مدخول بہا عورت ایک ہی طلاق سے بائنہ ہو جاتی ہے اور دوسری دو طلاقیں بوجہ عدم محل لغو ہو جاتی ہیں۔ (۲) جی ہاں ایسی طلاق کا ثبوت صحیح احادیث اور جمہور صحابہ سے ہوتا ہے اور یہی مذہب جمہور صحابہ تابعین اور دائمہ مجتہدین کا ہے دیکھیے امام بخاری نے اپنی صحیح کے ص ۷۹۱ ج ۲ پر باب باندھا ہے باب من اجاز طلاق الثلاث اور اسی کے تحت تین حدیثیں بیان کی ہیں پہلی حدیث کے آخر میں ہے......

قال سهل فتلا عنا فی المسجد و انا مع الناس عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما فرغا قال عویمر کذبت علیها یا رسول الله ان امسکتها فطلقها ثلاثاً قبل ان یا مره رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن شهاب فکانت تلک سنة المتلاعنین o

اور تیسری حدیث کے الفاظ ہیں......

عن عائشة ان رجلا طلق امرأته ثلاثاً فتزوجت فطلق ثلاثا فسئل النبی صلی الله علیه وسلم اتحل للاول قال لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الاول o

اسی طرح ابن ہمام نے فتح القدیر ص ۲۵ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پر بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ اور دار قطنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے وقوع طلاق والی حدیث میں ایک اضافہ کیا ہے جو دفعۃ واحدۃ تین طلاقوں کے واقع

ہونے میں صریح ہے جیسا کہ فرماتے ہیں......

ومن الادلة فی ذلک ما فی مصنف ابن ابی شیبة و الدارقطنی فی حدیث ابن عمر المتقدم قلت یا رسول الله ارأیت لو طلقها ثلاثاً قال اذا قد عصیت ربک و بانت منک امرأتک o

اسی طرح حضرت عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہم کے فتاوی دربارہ وقوع ثلاث دفعۃ واحدۃ کتب حدیث مسلم ابو داؤد موطا امام مالک وغیرہ میں موجود ہیں وہاں دیکھ لیں اور اس میں تو یہی مذہب ائمہ اربعہ امام مالک امام اعظم امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ کا ہے بعض حنابلہ اور اہل ظاہر اس کے خلاف ہیں۔

(۳) ایسی طلاق بدعی ہے صحابہ کرام نے بدعت کرنے پر اجماع ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ طلاق بدعی دینے کا کسی کو کہا ہے۔ بلکہ طلاق بدعی کے واقع ہونے اور اس کو بدعت کہنے پر انکا اتفاق ہے اور یہ مذموم ہرگز نہیں ہے جیسا کہ صحابہ کا قتل ناحق کو قتل موجب سزا کہنے پر اتفاق ہے۔ (۴) قیاس کی حجیت تو قرآن پاک اور حدیث نبوی سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے......

فاعتبروا یااولی الابصار o

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے تو ان سے پوچھا کس چیز کے ذریعہ فیصلہ کرو گے عرض کیا بکتاب اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فان لم تجدفیه اگر کتاب اللہ میں آپ وہ مسئلہ نہ پائیں جواب دیا بسنة رسول الله نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فان لم تجد فیها اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو عرض کیا اجتهد برایی یعنی قیاس کرونگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله لما یحب ویرضی او کما قال o

تو شاہ صاحب حجیت قیاس کا انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ بلاغ المبین ہمارے پاس موجود نہیں ویسے شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد ابواب خصوصاً باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء کے اندر کتاب وسنت واجماع صحابہ کے علاوہ دوسری چیز کو بھی حجت قرار دیتے ہیں اور مجتہدین کے اس اجتہاد کی تحسین بیان فرماتے ہیں تو بلاغ المبین میں اگر بالفرض ایسا مذکور بھی ہو تو اس کا مطلب کچھ دوسرا ہوگا۔

(۵) ایسا نکاح درست شمار نہ ہوگا ائمہ ثلاثہ اور بعض حنابلہ کا اس پر اتفاق ہے۔

وقال تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ صفر ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

دو سے زائد عورتوں کو ایک دفعہ طلاق دی کس پر طلاق کا حکم پڑے گا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد شفیع ولد غلام فرید قوم جوانہ چک 59 کی تین عدد عورتیں منکوحہ غیر مدخولہ ہیں جن کا آپس میں تقاضا رہا کہ ہم کو رخصت کردیں مگر ایسی صورت پیش آئی کہ جس کی وجہ سے وہ شخص مذکور کہتا ہے کہ میں نے اپنی ساری عورتوں کو طلاق دی طلاق دی طلاق دی تو پھر بعد کو کسی کے کہنے پر کہ تو نے کس عورت کو طلاق دی ہے تو پھر کہتا ہے کہ دو کو جس کا نام لیتا ہے تو اب از روئے شرع شریف طلاق دو پر واقع ہوئی ہے یا تین پر گواہان حسب ذیل ہیں۔

گواہ شد: محمد بخش ولد مہر سبز دار گواہ شد: غلام مصطفیٰ بقلم خود، گواہ شد: شاہ محمد بقلم خود، گواہ شد: نصرت علی بقلم خود، گواہ شد: لال خان بقلم خود۔

﴿ج﴾

حسب سوال اس لفظ سے کہ میں نے اپنی ساری عورتوں کو طلاق دی طلاق دی تینوں عورتوں کو ایک طلاق بائن واقع ہو چکی ہے۔ نکاح کسی سے اس کا نہیں رہا اگر ان عورتوں میں سے کسی کو نکاح کرنا چاہے تو رضامندی متولی کے کر سکتا ہے اور وہ عورتیں دوسری جگہ بھی نکاح کر سکتی ہیں عدت گزارنے کی حاجت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ
۷ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقوں سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح جائز نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں یکبار دے دیں اور اس کو گھر بٹھا دیا ہے ایک مولوی صاحب نے کہا ہے کہ آپ کسی غیر مقلد سے فتوی منگوائیں تو اس نے غیر مقلد سے فتوی لیا ہے اس غیر مقلد نے فتوی دیا ہے کہ ایک طلاق ہوگی اس کے بعد اس مولوی صاحب نے نکاح پڑھا دیا ہے۔ اب کیا حنفیہ کے نزدیک نکاح صحیح ہوگا یا نہ تین طلاقیں ہونگی یا نہ اور اس مولوی مذکور نے عدت کے اندر بہت نکاح منعقد کیے ہیں کیا اس مولوی کے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... یکبار تین طلاق دینے سے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور یہی مذہب ائمہ ربعہ مجتہدین کا ہے لہٰذا کسی غیر مقلد کے فتوی پر عمل کر کے جو دوسرا نکاح پڑھا گیا ہے وہ شرعاً ناجائز ہے اور تفریق ان کے مابین ضروری ہے۔

كما قال في الشامي ص ۲۳۳ ج ۳ (نقلا عن الفتح) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال و عن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف و غاية الامر فيه ان يصير كبيع امهات الا ولاد اجمع علے نفيه و كن في الزمن الاول يبعن اه ملخصاً ثم اطال في ذلك ٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ محرم ۱۳۸۷ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سہ بار طلاق قطعی ناقابل واپسی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ نوٹس زیر دفعہ (۱) مسلم فیملی لاز آرڈی ننس مجریہ سال ۱۹۶۱ء ہرگاہ آپ کو بذریعہ نوٹس ھذا اطلاع دی جاتی ہے کہ میں سید شوکت عباس ولد مرحوم سید محمد حسین شاہ قوم سید عمر ۲۲ سال سکنہ حسین آباد دولت گیٹ ملتان شہر بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ اپنی آزادانہ رضامندی سے اپنی زوجہ مسماۃ رقیہ خالدہ دختر سید محمد شاہ قوم سید گیلانی العمر 21 سال سکنہ محلہ گیلانیاں اندرون پاک گیٹ ملتان شہر کو بموجب فقہ حنفیہ روبرو عادلین شاہدین سہ بار طلاق بائن دے کر اپنے نفس پر حرام کر لیا ہے اور رشتہ ازدواجی منقطع کر لیا ہے اب من نوٹس دہندہ کا مسماۃ رقیہ خالدہ مذکورہ بالا سے کوئی تعلق واسطہ نہ رہا ہے واجباً عرض کیا گیا ہے کہ نوٹس ھذا کی نقل مسماۃ رقیہ خالدہ مذکورہ بالا کو مسلم فیملی لاز آرڈیننس مجریہ 1961ء بقید رجسٹری ارسال کی جارہی ہے نوٹس ھذا میں کوئی شک نہ ہے۔ نقل نوٹس ہذا میں نے اپنے پاس بھی محفوظ کر لی ہے۔ المرقوم ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء بمقام ملتان نوٹس دہندہ سید شوکت عباس ولد مرحوم سید محمد حسین شاہ صاحب قوم سید سکنہ حسین آباد دولت گیٹ ملتان شہر۔

نوٹس دہندہ: سید شوکت عباس ولد مرحوم سید محمد حسین شاہ قوم سید سکنہ چمن آباد دولت گیٹ ملتان شہر

دستخط ...... سید امجد علی ایڈووکیٹ ملتان (سوال) (۱) کیا یہ طلاق قطعی ہے۔ (۲) کیا یہ طلاق واپس ہو سکتی ہے (۳) یہ طلاق کس طرح واپس ہوگی۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... نوٹس دہندہ کی مذکورہ بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ آپس میں کسی طرح بھی آباد نہیں ہو سکتے۔ یہ طلاق واپس نہیں ہو سکتی اور نہ کوئی مصالحت وغیرہ اس بارے میں کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔

قال تعالی الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان الی ان قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره الآیه٥ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ

تین دفعہ زبانی طلاق بھی معتبر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ میرا نکاح بموجب اصول شریعت ہمراہ عبدالمجید ولد عمردین قوم آرائیں ساکن فتح ضلع شیخوپورہ میرے والد نے کر دیا تھا چنانچہ آباد خانہ خاوند خود رہی اور حقوق زوجیت ادا کیا گیا نطفہ خاوند اور بطن سائلہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو موجود ہے میرا والد فوت ہو گیا خاوند نے میرے ساتھ ظالمانہ سلوک شروع کر دیا یہاں تک کہ تقریباً ڈیڑھ سال ہوا خاوند نے بموجب اصول شریعت تین مرتبہ طلاق، طلاق، طلاق دے کر مجھ کو گھر سے نکال دیا ہوا ہے لڑکا بھی میرے پاس ہے یہ طلاق صحیح طور پر روبرو گواہان زبانی عمل میں آئی ہے کیا میں والدہ کے پاس جو رہتی رہوں تو عدت ختم کرنے کے بعد میں نکاح کر سکتی ہوں جواب سے آگاہی بخشی جاوے؟

سائرہ سردار بیگم دختر سبحان الدین، ملتان

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... اگر فی الواقع تین مرتبہ طلاق دے چکا ہو اگرچہ زبانی ہی کیوں نہ ہو تب عورت اس کی مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ عدت شرعیہ تین ماہواریاں گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے ان کا آپس میں دوبارہ آباد ہونا بغیر حلالہ کے کسی طرح جائز نہیں لیکن پتہ ایسے چلے گا کہ زوج تین طلاقیں دینے کا اقراری ہو اور اگر وہ انکاری ہے تب اگر حاکم مجاز کے سامنے شرعی شہادت کے ذریعہ سے طلاق ثابت ہو جائے تب بھی عدت گزار لینے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذی قعد ۱۳۸۶ھ

بیوی کو الفاظ طلاق طلاق طلاق کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی محمد بلال نے اپنی بیوی مسماۃ زبیدہ مبین مدخولہ کو بہ ایں الفاظ طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق دی تو شرعاً کونسی طلاق واقع ہوئی کیا شرع میں بغیر حلالہ تجدید نکاح ہو سکتا ہے یا نہ جبکہ طلاق دہندہ مسمی بلال نے طلاق حالت غصہ اور لاعلمی میں دی ہے یعنی بلال کا بیان ہے کہ یہ معلوم نہیں تھا کہ اس طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے ہم حنفی مسلک سے ہیں اور ہم امام اعظمؒ کے فقہ کے مطابق فتوی چاہتے ہیں کسی دوسرے فرقے کے فتوی کے قائل نہیں ہیں بینوا توجروا۔

حافظ محمد امیر، بہاولپور

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ دوبارہ طرفین کا نکاح نہیں ہو سکتا لہٰذا طلاق واقع ہو چکی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ صفر ۱۳۹۵ھ

طلاق ثلاثہ کے بعد بغیر حلالہ کے زوج اول سے نکاح جائز نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ مورخہ 06-03-1975ء بروز جمعرات کو بوقت بارہ بجے دوپہر سے ایک بجے دوپہر کے درمیان میرے خاوند عقیل احمد خان ولد رحمٰن خان نے گھریلو ناسازگار حالات کی بناء پر مجھ پر بے حد تشدد بھی کیا اور میرا اور اپنا دایاں ہاتھ قرآن مجید پر رکھ کر تین بار بہوش وحواس کہا میں تمہیں نہیں رکھ سکتا اور میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی اور آج سے میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں اور اس کے بعد مجھے گھر سے نکال دیا اور اس کے بعد میرے تمام کپڑے جلا دیئے۔ میں آپ سے شریعت کے مطابق فتوی کی درخواست کرتی ہوں؟

مسرت، ملتان

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ صفر ۱۳۷۵ھ

بلا جبر واکراہ کے تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد اکرم ولد عبدالکریم قوم راجپوت سکنہ کھاوڑ تحصیل بھکر کا رہنے والا ہے۔ محمد اکرم مذکور نے اپنی بیوی مسماۃ خاتون بنت محمد حنیف قوم راجپوت کو بقائمی ہوش وحواس خمسہ و بلا جبر واکراہ کے رضامندی خود تحریراً طلاق مغلظہ دے کر اپنے نفس پر حرام کرلیا ہے جس کے تین گواہ موجود ہیں کیا صورت مذکورہ میں اس کی بیوی مطلقہ ہوجاتی ہے یا کہ نہیں۔

نور محمد، میانوالی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بلاشک وشبہ مسماۃ خاتون پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ مسماۃ مذکورہ اپنے خاوند کے لیے حرام ہوگئی ہے۔ مسماۃ مذکورہ جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے چونکہ رخصتی نہیں ہوئی تھی اس لیے عدت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد معصوم قریشی بقلم خود مہتمم مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم عیدگاہ خدیجی کلورکوٹ
۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ
الجواب صحیح غلام احمد بقلم خود مدرسہ عربیہ عیدگاہ قریشی کلورکوٹ

بشرط صحت سوال جواب درست ہے اور اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

حاملہ عورت کو سہ بار طلاق دے کر غیر مقلدین سے فتویٰ لینا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو کہ حنفی المذہب ہے اس نے بیک وقت اپنی بیوی کو جو حاملہ

بھی تھی تین دفعہ طلاق دے دی ہے۔ جوش سے جب ہوش آتا ہے تو بیوی مطلقہ گھر ویران بچے پریشان حال نظر آتے ہیں اس اضطرار میں اس نے مسلک اہل حدیث سے رجوع کر کے فتویٰ حاصل کرلیا ہے اور اپنی بیوی کو گھر بٹھالیا ہے۔ کیا وہ شخص اب مسلمان ہے یا کافر ہے اس کی اولاد حرام کی اور خود زانی واجب الحد ہے یا نہ کیا اب یہ شخص اپنے آپ کو حنفی کہلاسکتا ہے اور مسلمان بھی یا نہ۔ بینوا توجروا

حاجی عبدالعزیز، شجاع آباد

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی مذکورہ باتفاق ائمہ مذاہب اربعہ مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ بغیر حلالہ دوبارہ کسی طرح آپس میں آباد نہیں ہوسکتے لیکن اس مسئلہ میں چونکہ بعض مجتہدین مثلاً عکرمہ طاؤس ابن اسحٰق اہل ظاہر وغیرہ کا اختلاف ہے اور وہ اس کو ایک طلاق قرار دیتے ہیں اور اس شخص نے مسلک اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کر کے بیوی مذکورہ کو گھر بسایا ہے۔ لہٰذا یہ شخص اس فعل سے کافر یا زانی واجب الحد نہ بنے گا بلکہ فاسق گمراہ حرام کاری کرنے والا مستحق التعزیر شمار ہوگا اور اس کی اولاد کا نسب بوجہ اتباع مسلک اہل ظاہر وغیرہ کے ثابت ہوگا۔

لان النسب یحتاج فی اثباتہ شرعاً والحدود تندرئ بالشبہات ٥

لہٰذا شرعاً اس شخص کے ذمہ فوری طور پر لازم ہے کہ وہ اپنی اس بیوی کو اپنے سے علیحدہ کرلے اور حرام کاری سے اپنے آپ کو بچائے اور توبہ استغفار کرے اہل ظاہر کے مذہب کا اتباع اس میں کسی طرح جائز نہیں ہے۔

مخالفۃ الاجماع ...... کما قال فی الھدایۃ مع فتح القدیر ص ۳۲۹ ج ۳ وطلاق البدعۃ ان یطلقھا ثلاثاً بکلمۃ واحدۃ او ثلاثا فی طھر و احد فاذا فعل ذلک وقع الطلاق و کان عاصیاً وقال فی فتح القدیر وفی کل من وقوعہ وعددہ وکونہ معصیۃ خلاف فعن الامامیۃ لایقع بلفظ الثلاث ولا فی حالۃ الحیض لانہ بدعۃ محرمۃ (الی ان قال) وقال قوم یقع بہ واحدۃ وھو مروی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما وبہ قال ابن اسحق و نقل عن طاؤس وعکرمۃ انھم یقولون خالف السنۃ فیرد الی السنۃ الی آخر ماحقق و اطال وقال قبیل آخرہ وعن ھذا قلنا لو حکم حاکم بان الثلاث بفم واحد واحدۃ لم ینفذ حکمہ لانہ لا یسوغ الاجتہاد فیہ فھو خلاف لا اختلاف الخ ٥

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(تو میرے قابل نہیں ہے تجھے طلاق دیدی دیدی) کا حکم طلاق ثلاثہ کا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے غصے میں اپنی بیوی کو کہا کہ تو میرے قابل نہیں رہی میں نے تجھے طلاق دیدی دیدی۔ دیدی اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہ اگر ہوگی تو کونسی جو طلاق واقع ہوگی اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں مولانا تھانویؒ نے تین طلاق کے وقوع کا حکم دیا ہے لیکن کوئی جزئیہ نقل نہیں کیا نہ احقر کو کوئی جزئیہ مل سکا بہتر یہ ہے کہ اور علماء سے بھی استصواب کرایا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ذی القعدہ ۱۳۸۹ھ

طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

نوٹس طلاق مسماۃ منظور دختر قائم دین قوم خوجہ سکنہ موضع ٹھہدی تحصیل رنگ پور ضلع مظفرگڑھ منجانب عبدالقادر ولد مولوی الٰہی بخش قوم کھوکھر سکنہ موضع جھوک شکر پور تحصیل وضلع ملتان، جناب عالی، نہایت ہی ادب سے گزارش ہے من سائل نے بوجہ خانگی ناچاکی کے آج زوجہ ام مسماۃ منظور کو ثلاثہ طلاق دے کر اپنے نفس پر قطعی حرام کر دیا ہے اور آزاد کر دیا ہے بچے تمام بدستور میرے پاس رہیں گے حق مہر شرعی ادا شدہ ہے کوئی لین دین نہیں ہے۔ حساب صاف بے باق ہے۔ نوٹس طلاق مسماۃ مذکورہ کو جاری کر دیا ہے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی عبدالقادر نے اپنی زوجہ کو طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے تو اس کی بیوی طلاق ثلاثہ سے مغلظہ ہو چکی ہے عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ بچے اگر نابالغ غیر مشتہاۃ ہیں یعنی نو برس سے ان کی عمر کم ہے تو نو برس کے عرصہ تک والدہ کے پاس رہیں گے اور ان کا خرچہ والد برداشت کرے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ رجب ۱۳۸۹ھ

تین طلاق دے کر اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنے سسر کو خط میں مضمون لکھا کہ کل جہاں جو شادیاں کرا رہے ہیں صرف اولاد کے لیے کہ والد کا نام روشن رہے کہ والد کے مرنے کے بعد اولاد کی جائیداد کی حق دار ہووے۔ میری بیوی مسماۃ لطیفاں بی بی کے پیٹ سے اب تک کوئی اولاد نہیں اتنے عرصہ میں نہیں ہوئی اور نہ آگے کی امید ہے۔ یہ ہمارا کہنا بھی نہیں مانتی ہے۔ جس وقت تک ہمارے پاس رہتی ہے ہماری ہے اور جس وقت پنچائیت میں جاتی ہے وہاں جا کر ہمارے مقابل تیار ہو جاتی ہے۔ بس یہ مکار عورت میرے گھر کے قابل نہیں ہے۔ اب آپ میرا سامان دیدیں اور طلاق لے لیویں میں نے پہلے بھی طلاق دیدی تھی جس طلاق کا یہ خاوند اقرار کر رہا ہے وہ تحریری طلاق نامہ اس کی بیوی کے پاس تحریر شدہ موجود ہے۔

طلاق نامہ

منکہ مسمی مہدی حسن ولد عبدالحمید قوم بلوچ حجام سکنہ چک نمبر 31 جنوبی تحصیل وضلع سرگودھا کا ہوں میں بسلامتی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر واکراہ کے اس وجہ پر تحریر کر دیتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ لطیفاں بی بی دختر مہدی حسن قوم کھوکھر حجام سکنہ حسو بلیل تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کو بوجہ ناموافقت ہونے کے طلاق دیدی ہے۔ ایک طلاق دو طلاق سہ طلاق مسماۃ لطیفاں مذکورہ کو سہ طلاق دے کر میں نے اپنے اوپر حرام کر دیا ہے اب جہاں چاہے بعد گزرنے میعاد شرعی کے نکاح کر سکتی ہے میرا کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہیں ہوگا یہ چند حروف بطور طلاق نامہ برائے سند تحریر کر دیے ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔

مہدی حسن ولد عبدالحمید قوم حجام سکنہ چک نمبر 31 تحصیل وضلع سرگودھا آیا مہدی حسن مذکور کی بیوی مسماۃ لطیفاں پر شرعاً طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہیں اگر ہوگئی ہے تو کونسی طلاق واقع ہوئی ہے۔ بینوا توجروا

حافظ دوست محمد بلوچ، ضلع جھنگ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس تحریری طلاق نامہ کی رو سے مسمی مہدی حسن کی بیوی مسماۃ لطیفاں بی بی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے بغیر حلالہ کے طرفین کا آپس میں آباد ہونا ممکن نہیں عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاخری ۱۳۹۰ھ

تینوں طلاقیں دے کر اپنے نفس پر قطعی حرام کرنا

﴿س﴾

طلاق منجانب محمد اسلم ولد محمد رمضان قوم کھوکھر سکنہ مخدوم پور کبیر والہ ضلع ملتان کا ہوں بقائم ہوش وحواس خمسہ لکھ دیتا ہوں کہ آج اپنی بیوی حیات بشیراں قوم کھوکھر سکنہ موضع ساہی چاول تحصیل وضلع ملتان کو وجہ کشیدگی کے آج تین بار طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر قطعی حرام کر دیا ہے اور آزاد کر دیا ہے حق ازدواج سے خارج کر دیا ہے حق المہر ادا شدہ ہے۔ بعد عدت شرعی جہاں چاہے نکاح ثانی وغیرہ کرے میرا کوئی عذر واعتراض نہ ہوگا قبل ازیں نوٹس طلاق حلقہ چیئرمین حاجی اکرام خان پٹواری کو دیا تھا جو کہ اس کے پاس موجود ہے لہذا نوٹس بخوشی مسماۃ مذکورہ لکھ دیا کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

بقلم منشی حسین احمد قریشی درج رجسٹری نمبر 121 ملتان شہر

العبد محمد اسلم مذکور طلاق دہندہ............. دستخط محمد اسلم

گواہ شد: ربنواز ولد صدیق محمد

گواہ شد: غلام ولد جہاں شہادت قوم کھوکھر

گواہ شد: نور محمد ولد غلام محمد قوم کمہار

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اس خاوند کے ساتھ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

قال اللہ تعالی فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الآیه و فی الشامیة ص ۲۳۳ ج ۳ (قوله ثلاثة متفرقة) و کذا بکلمة واحدة بالاولی (الی ان قال) و ذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من الائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ

طلقات ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی قادر بخش نے اپنی بیوی بخش الٰہی عرف ممتاز کو تحریری

طلاق نامہ ارسال کیا ہے۔ طلاق نامہ میں طلاق کے یہ الفاظ درج ہیں کہ میں نے طلاق طلاق طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے لہذا اب میری زوجیت سے بالکل فارغ ہے اب تو جہاں چاہے نکاح ثانی کر سکتی ہے کیا اس تحریر طلاق نامہ کی رو سے شرعاً طلاق واقع ہوئی ہے یا نہ نیز خاوند نے اپنی بیوی کو ابھی تک کل مہر بھی ادا نہیں کیا طلاق دینے کے بعد بیوی حق مہر وصول کرنے کا حق رکھتی ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال طلاق نامہ کے ان مندرجہ ذیل الفاظ کی وجہ سے اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اب بغیر حلالہ طرفین میں دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

قال فی الشامیة ص ۲۴۶ ج ۳ وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی اولم ینو و ایضا فیها ولو قال للکاتب اکتب طلاق امرأتی کان اقرارا بالطلاق و ان لم یکتب o شامی ص ۲۴۶ ج ۳

باقی خاوند نے نکاح کے وقت جتنا مہر مقرر کر لیا ہے اس تمام مہر کا ادا کرنا خاوند کے ذمہ واجب ہے۔ اس طرح عورت کو جہیز میں جو سامان ماں باپ یا خاوند کی طرف سے بطور ملکیت ملا ہے وہ بھی عورت کو واپس کرنا ضروری ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

تین طلاقیں دے کر اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسماۃ سعیدہ عرف اللہ رکھی کا نکاح نبی بخش سے ہوا کچھ دنوں کے بعد نبی بخش نے سعیدہ کو تین طلاقیں دیں اور گھر سے نکال دیا کچھ دنوں کے بعد سعیدہ کے والد کی منت سماجت کر کے گھر لے گیا کچھ عرصہ کے بعد پھر تین طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اور اس کے بعد پھر آ کر منت خوشامد کر کے گھر لے گیا تیسری بار پھر اس نے تین طلاق دے کر گھر سے نکال دیا اس طرح اس نے تین دفعہ طلاق دے کر گھر سے نکالا اور ہر بار تین تین طلاقیں دیں اب سعیدہ نے عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر دیا ہے عدالت نے مذکورہ طلاقوں کے بارے میں شرعی فتویٰ طلب کیا ہے لہذا آپ مدلل جواب تحریر فرمادیں کہ اس بارے میں شریعت کا اب کیا حکم ہے؟

عبدالرحمان، بھکر، میانوالی

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں اس خاوند کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح ناجائز وحرام ہے۔ عدت شرعیہ گزار کر عدالتی تنسیخ کے بغیر بھی شرعاً دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ الحاصل طرفین میں بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآيه

وقال في التنوير ص ۲۳۴ ج ۳ قال لموطوءة وهي ممن تحيض (انت طالق ثلاثا) اوثنتين للسنة وقع عند كل طهر طلقة وان نوى ان تقع الثلاث الساعة او كل شهر واحدة صحت نيته وفي الشامية ص ۲۳۳ ج ۳ (قوله ثلاث متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى (الى ان قال) و ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

"دھڑ طلاقی یعنی طلاق ہوئی" عورت سے کہنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ سے جھگڑہ کیا ہے دوران جھگڑا اس کو گالی گلوچ دے رہا ہے جیسا کہ زید ہندہ کو تی سوانی وغیرہ کہہ رہا ہے بطور گالی اس کو دھڑ طلاقی ہوئی کہہ دیتا ہے اور اس کو وہم وگمان بھی نہیں طلاق دینے کا کیا اس لفظ سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔ زید اپنی بیوی کو آٹھ نو بار یہ مذکورہ لفظ طلاقی ہوئی کہتا ہے اس تعداد میں کونسی طلاق واقع ہوگی یا کچھ بھی نہ ہوگا۔ بینوا توجروا

عبدالرحمٰن صدیقی، جھنگ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر اس عورت کا زید سے پہلے کوئی اور خاوند نہ تھا جس نے اس عورت کو طلاق دی ہو تو پھر اس صورت میں زید کا اپنی منکوحہ کو یہ کہنا دھڑ طلاقی اس سے طلاق واقع ہوتی ہے اور چونکہ تین بار سے زیادہ یہ الفاظ کہہ چکا ہے اس لیے اس کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ ہو جائیگی۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔

كما في الهندية رجل قال لا مرأته يا مطلقة ان لم يكن لها زوج قبل اوكان لها زوج لكن مات ذلك الزوج ولم يطلق وقع الطلاق عليها (عالمگيرية ص ۳۵۵ ج ۱ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ رمضان ۱۳۹۰ھ

"میں نے تینوں دیدی" کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالصمد نے اپنی اہلیہ کی عدم موجودگی میں روبرو چار گواہ غیر معتبرین کے مولوی عبدالقادر صاحب کو بابت تحریر طلاق کہا۔ مولوی عبدالقادر صاحب نے باذن مالک طلاق تحریر طلاق کاغذ سفید پر شروع کردی۔ وسط تحریر شاہدین سے ایک شاہد نے مالک طلاق یعنی عبدالصمد کو کہا جناب کا تین طلاقوں سے کس طلاق کا خیال مبارک ہے مالک طلاق نے جواب یوں دیا میں نے تینوں دے دی اور مولوی عبدالقادر صاحب مالک طلاق سے تین بار حرام حرام کا لفظ بہ زبان تکرار کرایا۔ بعد ختم تحریر مالک طلاق سے نیز شاہدین مذکورین کے دستخط کرائے گئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ فی السوال سے کونسی طلاق ازروئے شرع ثابت ہوتی ہے کیا دوبارہ نکاح کرنے کی شرعاً کوئی گنجائش ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

مسئولہ صورت میں عبدالصمد کے ان الفاظ سے (میں نے تینوں دیدی) تین طلاق واقع ہوگئی ہیں اور اس کے بعد تین بار حرام کے لفظ سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اب بغیر حلالہ کے طرفین کا آپس میں آباد ہونا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

سہ طلاق کے بعد عدالت میں صلح کا اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کا اپنی بیوی کے ساتھ اختلاف پڑ گیا اور طلاق تک نوبت پہنچ گئی۔ اس شخص نے تین طلاق لکھ کر بھی دیں اور چند لوگوں کے روبرو اس لڑکی کے وارث اور ایک طرفدار کو مخاطب کرکے پانچ سات بار یہ کہا کہ زید میں نے طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ مخاطب وہ اسی شخص کو کرتا رہا۔ جبکہ اس نے یہ بھی شرط رکھی تھی کہ میں اس وقت تک طلاق نہ دوں گا۔ جب تک وہ عورت میرے زیور اور میرا لڑکا مجھے نہیں دیگی۔ لڑکی کے بھائی نے اس وقت زیور اور لڑکا دے کر اس سے اس لکھی ہوئی تین طلاقوں پر دستخط کرائے اور زبان سے بھی کہلوایا۔

اب چند دن کے بعد ہی ان میاں بیوی نے عدالت میں جا کر صلح کر لی۔ اب اس عورت کو طلاق واقع ہوئی ہے کہ نہیں۔ اگر ہوئی ہے تو کونسی ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ شرعاً یہ صلح معتبر نہیں۔ اس طرح بغیر حلالہ طرفین کا آپس میں آباد رہنا حرامکاری ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد عورت کو گھر سے علیحدہ نہ کرنے کا حکم؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے ڈیڑھ سال سے اپنی بیوی کو تین بار زبانی طلاق دیدی ہے۔ مگر باوجود کہنے سننے کے اس نے عورت کو اپنے سے علیحدہ نہیں کیا ہے۔ اس گھر کی چاردیواری میں چار بھائی علیحدہ علیحدہ آباد ہیں۔ کیا وہ اپنی بھاوج بھائی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا سکتے ہیں یا نہیں۔ دیگر یہ کہ کیا وہ برتاؤ رکھ سکتے ہیں یا نہ؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں ہے اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ شخص مذکور کا عورت مذکورہ کو حلالہ کے بغیر اپنے گھر میں رکھنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ فوراً عورت مذکورہ کو اپنے گھر سے علیحدہ کرے اور سابقہ رکھنے پر توبہ استغفار کرے۔ لیکن اگر وہ عورت مذکورہ کو اپنے گھر سے علیحدہ نہیں کرتا۔ تو دیگر بھائیوں کو اس سے قطع تعلقات کرنا شادی غمی میں شریک نہ کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میری طرف سے تین طلاق ہے، کے الفاظ ادا ہو جائیں تو عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی لڑکی اور عمر کا لڑکا سن عدم بلوغت میں نکاح ہوا۔ لڑکی کے والد کی اجازت سے لڑکے کے والد نے ایجاب وقبول کیا جوان یعنی بالغ ہونے تک طرفین میں شکر رنجی ہوگئی تو لڑکے نے

اپنی زبان سے لڑکی کے والد اور بھائی وغیرہ کے روبرو یہ لفظ نکالے۔ تمہاری لڑکی بدمعاش ہے۔ میں اس کو ہرگز اپنی زوجیت میں نہیں رکھتا اور میری طرف سے تین طلاق ہے۔ اگر میں اس کو لے جاؤں تو اصل حرام کا۔ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کیا فسخ ہوگیا یا نہ؟

سائل سید شاہ محمد مہاجر

﴿ج﴾

اگر واقعی یہ الفاظ کہ میری طرف سے تین طلاق ہے ثابت ہو جائیں تو عورت تین طلاق سے مغلظہ ہو جائے گی اور بغیر حلالہ کے اس زوج کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس واقعہ کے ثبوت کے لیے کسی ثالث کے سامنے زوج کو پیش کر کے اس سے اقرار لے کر یا پھر دو گواہان عادل سے ثبوت کرا کر حکم ثالث سے لیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سہ مرتبہ طلاق کے بعد کہا کہ تو میری بہن ہے یہ بھی سہ بار کہا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی بیوی کو غصے کی حالت میں تین مرتبہ کہا کہ میں تینوں طلاق دیتا ہوں میں طلاق دیتا ہوں میں طلاق دیتا ہوں۔ تو میری بہن ہے۔ تو میری بہن ہے۔ تو میری بہن ہے۔ تو کیا اس صورت میں طلاق ہوئی ہے یا نہ۔ اگر ہوئی ہے تو کونسی طلاق ہوئی ہے۔ کیا وہ اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ زوجین میں دوبارہ بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں ہو جاتی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ مسمی عبدالکریم کی زوجہ کچھ عرصہ گھریلو معاملات کی وجہ سے اپنے والد کے گھر ٹھہری ہوئی تھی۔ جب مسمی عبدالکریم نے اپنی زوجہ کا مطالبہ کیا تو عورت کے باپ اور بھائی نے کہا کہ جو تیری اراضی ہے وہ اپنی زوجہ کے نام منتقل کرادے یا اس کو طلاق دے۔ جس پر مسمی عبدالکریم نے بے وقوفی کی وجہ سے

زمین دینے سے انکار کر دیا اور طلاق دے دی۔ پھر دوسرے دن عدالت میں جا کر ۴۲۰ کا مقدمہ دائر کر دیا جو کہ اب تک چل رہا ہے اور مسمی عبدالکریم نے ایک ہی مجلس میں ایک وقت تین طلاقیں دے دیں۔ کیا اصل صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہ اور اس صورت میں رجوع ہو سکتا ہے یا نہ؟

﴿ج﴾

ائمہ اربعہ یعنی چاروں مذاہب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تمام صحابہ کرام نے اس پر اجماع کر لیا تھا۔ لہٰذا عورت مغلظہ حرام ہے۔ بغیر حلالہ کے اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غصّے میں تین طلاق کہہ ڈالی، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ زید اور ہندہ کی شادی کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر ان میں اکثر و بیشتر جھگڑا رہا۔ اور ہر ایک دوسرے کے رویہ سے شاکی رہے اور جھگڑے کے پیش نظر زید نے سوچا کہ ہندہ کو طلاق دے دوں اور اس کا اظہار اس نے ایک دو آدمیوں سے کیا۔ اچانک ایک دن سخت کلامی اور جھگڑے کے تحت زید نے ہندہ کو غصہ میں تین دفعہ طلاق کہہ دی۔ (۱) کیا یہ طلاق بائن تصور ہو چکی ہے۔ (۲) ان دونوں کی دوبارہ شادی بغیر عورت کے نکاح ثانی کیسے ہو سکتی ہے۔ (۳) مدت عدت کیا ہو گی۔ آیا تین حیض یا تین ماہ جب کہ ہندہ کا ایک سال کا بچہ دودھ پی رہا ہے۔

سائل ملک محمد اسلم احمد پور سیال

﴿ج﴾

(۱،۲) یہ طلاق مغلظہ ہو گی اور زوج اول کے ساتھ اب اس عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ البتہ بعد عدت (تین حیض کامل) گزارنے کے اگر کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے صحبت بھی ہو جائے اور پھر وہ شخص خود اپنی مرضی سے کسی وقت اس کو طلاق دے یا وہ مر جائے تو دوبارہ اس زوج اول کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ (۳) عدت بہر حال تین حیض کامل گزرنے پر ہی پوری ہو گی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عورت کی عدم موجودگی میں سہ طلاق کا اعتبار ہے

﴿س﴾

طلاق نامہ۔ مسماۃ اللہ دتی دختر جھنڈو ولد الٰہی بخش قوم آرائیں سکنہ چک نمبر ۴۵۱ گ ب ڈاکخانہ خاص تحصیل سمندری ضلع لائل پور۔ تم میرے حکم کی نافرمان رہی ہو اور تمہاری بدچلنی میں برداشت نہیں کر سکتا اور اب میری عدم موجودگی تمام گھر بار لوٹ کھسوٹ کر اپنی ماں باپ ورثاء کے گھر چلی گئی ہو۔ تین ہزار روپیہ پہلے انکو دے گئی ہو۔ اس لیے میں یہ باتیں نہیں برداشت کرتا ہوں۔ بموجب شریعت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ میرا لڑکا فوراً میرے پاس بھجوا دے اور سامان روپیہ بھجوا دے۔ طلاق نامہ سنبھال لے۔ تحریر ۱۵۔ اپریل ۱۹۵۴ء لال دین ولد فتح محمد سکنہ لیہ ضلع مظفرگڑھ۔ اب یہ طلاق ہو چکی ہے یا نہ؟ اگر ہو گئی تو کیسی، بائن یا رجعی یا مغلظہ۔ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔ عنایت ہو گی۔

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں اس شخص کی عورت مغلظہ بہ سہ طلاق ہو گئی۔ بغیر حلالہ کے ہرگز اس کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ لقولہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الاية . واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سہ بار طلاق دینے سے عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے
بغیر حلالہ کے زوج اول کے پاس نہیں رہ سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ مسمی اللہ بخش ولد غلام حسین نے روبرو گواہان جو کہ اول واقعہ میں موجود تھے بیان کیا کہ میں نے بہت غصہ کی حالت میں اپنی منکوحہ مسماۃ گل خاتون کو زدوکوب کیا پھر اسی حالت میں ایک کلوخ زمین سے اٹھا کر اس کو تین ٹکڑے کیا۔ منکوحہ کیطرف پھینک دیا پھر تین دفعہ کہا کہ تمھیں طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، اس کے بعد کہا اب خوش ہو۔ تو اس نے جواب دیا خوش ہوں۔ اس تقریر کی ہر دو گواہان نے تصدیق کر دی۔

(۱) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ عورت مغلظہ بہ طلاق ثلاثہ ہو جاتی ہے یا نہ۔

(۲) بصورت مطلقہ ہو جانے کے زوج بغیر حلالہ کے اپنے پاس لا سکتا ہے یا نہ۔

(۳) اگر شرعاً بغیر حلالہ کے واپس نہیں لا سکتا۔ پھر بغیر حلالہ واپس گھر لے آوے تو شرعاً اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے۔ مدلل ومبرہن اور مفصل جواب سے عنداللہ ماجور ہوں۔

الراقم مولانا احمد بخش (صاحب) امام مسجد بلوچ ڈیرہ غازی خان معرفت حکیم ابوحنیفہ شیخ محمد عبداللطیف اندرون موچی دروازہ ملتان

﴿ج﴾

صورت مذکورہ میں تین طلاق سے عورت مغلظہ ہوگئی ہے بشرطیکہ وہ مدخول بہا ہو اور بغیر حلالہ کے زوج اول کے ساتھ عقد نکاح نہیں کر سکتی۔ بغیر حلالہ کے اس کو رکھنا اور مجامعت کرنا قطعی حرام ہے (حد زنا یعنی رجم اس کی شرعی سزا ہے) لیکن موجودہ حالات میں اس کا نفاذ چونکہ ہمارے اختیار سے باہر ہے اس سے تمام تعلقات برادری کے منقطع کر کے اس کو توبہ کرنے پر مجبور کریں۔ اس کو سمجھایا جائے تا کہ اس گنا سے بچے۔ باب الطلاق غیر المدخول بها شامی ۲۸۶ ج ۳ وان فرقه بوصف او خبر او جمل بعطف اوغيره بانت بالا لى. ولذالم تقع الثانية بخلاف الموطؤة حيث (قوله وان فرق لوصف) نحو انت طالق واحدة وواحدة وواحدة او خبر نحو انت طالق طالق طالق الخ. واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رشتہ داروں کے غصے پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

منکہ مسمّی ملک محمد حسین ولد ملک حاجی باغ علی قوم جٹ چھجڑا تحصیل وضلع مظفر گڑھ کو میں اپنا حلفیہ بیان صحیح معنی یہ دیتا ہوں کہ میں نے اپنی منکوحہ بیوی کو طلاق اسٹام قیمتی -/10 روپے پر تین بار لکھ کر دے دی ہے اور زبانی بھی تین بار طلاق کہہ دیا ہے یہ طلاق میں نے اپنے رشتہ داروں کے غصہ پر دی ہے۔ طلاق دینے کے بعد پھر رشتہ داروں کے ساتھ سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں اس عورت کو بحیثیت بیوی کے رکھنا چاہتا ہوں۔ کیا قانون شریعت میں کوئی گنجائش ہے کہ میں دوبارہ نکاح کر کے اسے اپنی بیوی بنالوں۔

﴿ج﴾

محمد حسین کی بیوی اب اس سے بالکل اجنبیہ ہوگئی ہے اس عورت کے ساتھ محمد حسین کا تعلق نہیں رہا۔ یہ عورت اب اس کے لیے تب حلال ہوگی کہ عدت گذر جانے کے بعد یہ عورت دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرے اور ہمبستری بھی

ہو جائے اس کے بعد وہ دوسرا آدمی طلاق دے دے اور اس سے عدت گذر جائے پھر محمد حسین کے ساتھ نکاح ہو جائے تو جائز ہے اور پہلے کی طرح اس کی بیوی ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر خاوند نے سہ طلاق دے دی یا تحریر کر دی تو عدالت کا انتظار نہ کیا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دریں مسئلہ کہ حکیم بشیر احمد خان ولد شیر خان قوم پٹھان ساکن شہر منٹگمری نے مورخہ ۱۸/۹/۶۲ کو اپنی بیوی مسماۃ بلقیس بیگم دختر فیض محمد خان ذات راجپوت ساکن منٹگمری کو بذریعہ تحریر سہ بار طلاق روبرو دو گواہان دیگر طلاق نامہ مسماۃ بلقیس بیگم کو روانہ کر دیا۔ مسماۃ بلقیس بیگم کے طلاق نامہ کی تصدیق کر دی۔ کیونکہ حکیم بشیر احمد خان فالج زدہ ہے۔ زبان سے بول نہیں سکتا۔ اب تک مقدمہ کا کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ کیونکہ کسی لالچ کے تحت والدین مسماۃ بلقیس بیگم مقدمہ میں تاریخیں دلوائے جاتے ہیں۔ اب مسماۃ بلقیس بیگم کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور کیا یہ نکاح جائز ہوگا۔ جبکہ ابھی تک مقدمہ کا کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ اگر عدالت بلقیس بیگم کے حق میں ڈگری صادر کر دے یعنی طلاق نامہ منسوخ کر دے تو ایسی صورت میں وہ حکیم بشیر احمد خان کے گھر آباد ہو سکتی ہے یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی حکیم بشیر احمد خان ولد شیر خان نے اپنی زوجہ مسماۃ بلقیس بیگم کو تین بار بذریعہ تحریر طلاق دے دی ہے تو اس کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور مسماۃ بلقیس بیگم حرمت مغلظہ کے ساتھ اپنے خاوند بشیر احمد خان پر حرام ہو گئی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد نہیں ہو سکتے اور شرعاً، خاوند کے اپنی زوجہ کو طلاق دے دینے کے بعد طلاق واپس نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا مسماۃ بلقیس بیگم کے والدین کا تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کرنا بے فائدہ ہے۔ عدالت چاہے تنسیخ طلاق کا فیصلہ بھی کر دے۔ یعنی طلاق نامہ منسوخ کر دے پھر بھی شرعاً طلاقیں منسوخ نہیں ہوتیں اور مسماۃ بلقیس بیگم تین حیض کامل عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

سرمیل سے قبل مجامعت کر کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے

عورت مدخول بہا شمار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دریں مسئلہ کہ زید نے ہندہ سے نکاح شرعی کیا۔ ابھی تک زوج وزوجہ مذکورین کا سرمیل نہیں ہوا تھا کہ زوج مذکور نے قبل از سرمیل اور بعد از نکاح شرعی اپنی زوجہ منکوحہ سے مجامعت کر لی۔ بعد ازیں اس کو سخت مجبور کیا گیا کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دے دے لیکن اس کا دل نہیں چاہتا تھا تو چونکہ برادری اس کی مخالف تھی اور وہ صرف اکیلا تھا تو اس نے مجبوراً طلاق بائن زبان سے استعمال کی کہ ایک قاضی صاحب نے طلاق لکھی جس کے اندر یہ الفاظ تھے کہ میں نے اپنی منکوحہ کو ایک طلاق دی ہے اور دوسری طلاق دی، تیسری طلاق دی اور پھر اس کے بعد دستخط کروائے بعد ازیں اس کو قاضی موصوف نے کہا کہ تم کہو کہ میں نے اپنی بیوی فلاں بنت فلاں کو چھوڑ دیا۔ تو ناکح نے تین بار یہ الفاظ استعمال کیے تو فیصلہ ہو جانے کے بعد جانبین سے پھر صلح ہو گئی اور صلح ایسی ہوئی کہ طالق پر تعویذ کیے گئے کہ وہ پھر نکاح کر لے اور طالق بعد از نماز پنجگانہ بصورت استخارہ ہاتھ اٹھا کر استخارہ والی دعا کرتا رہا تو طبیعت نکاح کرنے پر آمادہ ہوئی اور نکاح کر بھی لیا۔ لیکن نکاح اس بنا پر کیا کہ اس کے زعم میں طلاق بائنہ تھی اور خود اس نے کہا کہ میں نے جو خود تین بار چھوڑ دیا کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے بعد ازیں بعض لوگوں نے شبہ دلایا کہ یہ طلاق مغلظہ نہ ہوئی پھر اس شخص نے اپنی زوجہ کا جس کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا تھا کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر دیا۔ بنیت وقصد حلالہ پھر اس ناکح نے قبل از دخول اسے طلاق دی ہے اور ہندہ پھر اپنے خاوند اول کے ساتھ نکاح کر کے صاحب اولاد ہے تو اب دریافت یہ ہے کہ زید نے جو اپنی بیوی کو بکیفیت مذکورہ طلاق دیدی ہے تو طلاق واقع ہوئی یا نہ اور کس قسم کی طلاق ہے۔ استخارہ سے اس نے دوبارہ نکاح کیا تو کیا اس استخارہ کا اس باب میں اعتبار ہے یا نہ اور کیا زید کا دوبارہ نکاح مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب پر صحیح ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ خاوند نے صحیح وشرعی نکاح سے اس عورت کے ساتھ صحبت کی ہے۔ اگرچہ سرمیل سے قبل صحبت کی ہے۔ اس لیے یہ عورت شرعاً مدخول بہا ہے اور اس پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ خاوند پر حرمۃ مغلظہ کے ساتھ حرام ہو گئی۔ جس کو بغیر حلالہ کے آباد کرنا جائز نہ تھا اور جو دوسرے آدمی سے حلالہ کے ارادہ سے اس عورت کا نکاح کیا گیا ہے اور بغیر صحبت کیے اس نے طلاق دی ہے تو چونکہ حلالہ میں دخول شرعاً شرط ہے۔ اس لیے شرعاً حلالہ صحیح نہیں

ہے۔ تو دوبارہ زید کا نکاح اس عورت سے شرعاً صحیح نہیں ہے اور جو اس عورت کو آباد کیا ہے جہالت کی وجہ سے حرام کاری کی ہے اور حرام کی اولاد پیدا کی ہے۔ اب زید پر شرعاً لازم ہے کہ اس عورت کو اپنے سے الگ کر دے اور مذاہب ائمہ اربعہ میں زید کے لیے اس معاملہ میں سوائے حلالہ کے کوئی حیلہ نہیں اور نیز اس معاملہ میں زید کا استخارہ کرنا جہالت و بے جا وغلط ہے۔ کیونکہ استخارہ شرعاً امور واجبہ اور جن معاملات میں شریعت کے واضح احکامات موجود ہوں وہاں نہیں کیا جاتا اور نہ ان میں معتبر ہے۔ بلکہ جن امور مباحہ مستحبہ میں تردد ہو وہاں کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس معاملہ میں زید کا استخارہ کرنا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

زبان سے طلاق طلاق طلاق سہ بار اداء کرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ میں ہمراہ مسمیٰ نذیر ولد پیراں دتہ قوم کھگڑ ساکن چک نمبر ۳۴۶ ڈبلیو بی تحصیل لودھراں ضلع ملتان شادی شدہ تھی شادی ہوئے کو عرصہ تقریباً ۶،۷ سال کا ہو گیا۔ میں آباد بخانہ خاوند خود رہی حقوق زوجیت ادا کیا گیا ایک لڑکا پیدا ہوا فوت ہو گیا، ایک لڑکی پیدا ہوئی زندہ موجود۔ خاوند کے حالات دنیاوی خراب ہیں۔ جابر طبیعت کا آدمی ہے۔ ہمیشہ بلاوجہ مارتا پیٹتا رہتا ہے۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی مذکور نے لڑکی کو جبراً اپنے پاس رکھ لیا اور مجھ کو بموجب شریعت روبروئے گواہان تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق زبانی دے کر تن تنہا گھر سے نکال دیا۔ میں اپنے برادر حقیقی کے پاس رہتی ہوں۔ جوان العمر عاقلہ بالغہ ہوں اب آزاد ہوں اور مذکور کے بارے میں درخواست روبرو حاکم وقت پیش کر دی۔ کیا میں اب بعد گزارنے ایام عدت نکاح کر سکتی ہوں؟

﴿ج﴾

اگر خاوند نے مسماۃ کو تین مرتبہ طلاق دی تو بعد از طلاق تین ایام ماہواری (حیض) عدت گزار کر کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ

میں تجھے طلاق دیتا ہوں، اگر سہ بار کہا تو عورت مطلقہ ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ محمد رمضان شاہ ولد جمال دین شاہ کا اپنی بیوی جنت بی بی سے کچھ جھگڑا

ہوا۔اس طرح کہ شوہر مذکور نے اپنی بیوی جنت بی بی کو اپنے گھر سے جانے کا کہا جو کہ ساتھ ہی دوسرے کمرہ میں تھا۔ مگر سردی ہونے کی وجہ سے عورت مذکورہ نے جواب دیا کہ میں نماز پڑھ کر چلی جاتی ہوں۔صرف اتنی بات پر مرد مذکور نے جواب دیا کہ اگر تو گھر نہیں جاتی تو میں طلاق دے دوں گا۔عورت مذکورہ نے جواب میں کہا کہ مجھے ابھی طلاق دے دو اور اس کے جواب میں مرد مذکور نے عورت کو کہا کہ اگر طلاق لینا چاہتی ہو تو تین دفعہ اپنی زبان سے کہہ دو۔اس کے بعد عورت نے تین دفعہ کہا کہ میرا فیصلہ کر دے۔تو میرا فیصلہ کر دے تو میرا فیصلہ کر دے۔بوقت واقعہ چار آدمی موجود تھے۔جن میں تین مرد اور ایک عورت ہے۔گواہ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے محمد رمضان شاہ ولد جمال دین شاہ نے کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔یہ چار گواہ ہیں کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔اس جھگڑے کو تین سال گزر چکے ہیں اور اس عورت سے دو بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔اب کوئی شخص اس کو کہتا ہے کہ طلاق واقع ہے کوئی کہتا ہے نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی محمد رمضان نے اپنی زوجہ کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ طلاق دیتا ہوں تین دفعہ کہے ہوں تو اس کی زوجہ پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور مسمات جنت محمد رمضان پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے۔جو کہ اپنی زوجہ کو بغیر حلالہ کے کسی طرح آباد نہیں کر سکتا اور اس صورت میں محمد رمضان اور اس کی زوجہ کا بغیر حلالہ کے آباد ہونا حرامکاری ہوگا۔برادری اور عامۃ المسلمین پر لازم ہے کہ مسمی محمد رمضان اور اس کی زوجہ کو سمجھائیں کہ اس حرامکاری سے باز آجاؤ۔حلالہ کر کے آباد ہو جاؤ یا دوسری جگہ نکاح کر دو۔اگر وہ باز نہ آئے تو ان سے قطع تعلق کریں۔ تا آنکہ وہ اس حرامکاری سے باز آجائیں۔فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ

طلاق میں نسبت کا ہونا ضروری نہیں ہے، سہ طلاق سے عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں صورت کہ ایک شخص نے بحالت جھگڑا و نزاع اپنی منکوحہ کو کہا کہ اے ہندہ تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، دو دفعہ اس کے بعد فوراً منہ سے طلاق طلاق طلاق بلا نسبت کہتا گیا۔پس اس صورت مسئولہ میں کون سی قسم کی طلاق واقع ہوگی۔بینوا توجروا عند اللہ

﴿ج﴾

جب پہلی مرتبہ نسبت کر کے کہا، تجھے طلاق ہے۔تو وہی نسبت آخیر تک قائم رہے گی۔ہر لفظ طلاق کے ساتھ اضافت کرنا ضروری نہیں۔صرف تیسری مرتبہ میں ''ہے'' کا لفظ جو صرف ربط کے لیے ہوتا ہے۔وہ رہ گیا ہے۔ورنہ نسبت تو دوسری دفعہ میں بھی دوبارہ نہیں دوہرائی گئی۔اس لیے عورت مذکورہ مغلظہ بہ سہ طلاق مطلقہ ہوگی۔واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مطلقہ عورت کو علیحدہ مکان میں بچوں کے ساتھ رہنا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت تین طلاقوں سے مطلقہ ہو چکی ہے۔عدت گزر گئی ہے۔مطلقہ کے کئی بچے ہیں۔کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ جوان ہیں۔چھوٹے بچے چونکہ والدہ سے علیحدہ ہونے کو برداشت نہیں کر سکتے اور بے تاب ہو جاتے ہیں۔جوان بچے اپنی والدہ کو مجبور کرتے ہیں کہ باپ خرچہ دیں یا نہ دیں ہم خود کما کر اپنی والدہ کو کھلائیں گے۔ہم اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کو تڑپتا نہیں دیکھ سکتے۔ہم والدہ کو اپنے پاس رکھیں گے۔اگر ان وجوہات کی بنا پر طلاق دینے والا آدمی اس مطلقہ کو علیحدہ مکان دے کر اپنے بچوں میں رہنے دے اور کسی قسم کا تعلق اس کے ساتھ نہ رکھے۔تو یہ جائز ہے یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

والدہ کا اپنے بچوں کے ساتھ علیحدہ مکان میں رہنا بلاشبہ جائز ہے۔واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے متعلق حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں نے بحالت غصہ اپنی بیوی کو طلاق، طلاق، طلاق تین مرتبہ کہا۔یہ نہیں کہا کہ طلاق دی۔کیا میری بیوی کو طلاق ہوگئی یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں آپ کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔اب بغیر حلالہ آپ کے ساتھ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔بیوی کے ساتھ غصہ میں صرف طلاق، طلاق، طلاق کہنے سے شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے۔فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد اپنی عورت کو ہمشیر کہنے کے متعلق حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نذیر نے اپنی بیوی کو کئی بار ایک جگہ بیٹھ کر طلاق دی۔ بار بار کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے۔ طلاق دی ہے۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ یہ میری ہمشیر ہے مجھ پر حرام ہے۔ تو کیا یہ طلاق واقع ہوگئی ہے یا نہ اور دوبارہ نذیر احمد کے گھر میں آنے کی کیا صورت ہوگی؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ پر تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں اور یہ عورت اپنے خاوند پر بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین دفعہ طلاق کا لفظ استعمال کرنے کے بعد خاوند کے گھر رہنا مجاز نہیں ہے

﴿س﴾

بیان حافظ محمد شریف سسر مشتاق احمد۔ میری والدہ مسمی مشتاق احمد کے گھر پر گئے ہوئے تھے۔ میری دختر بھی وہاں موجود تھی۔ وہاں پر مشتاق احمد نے میری والدہ اور محمد علی کے سامنے جو کہ لڑکی کا چچا ہے یہ الفاظ کہے کہ محمد شریف (سسر مذکور) کو میری طرف سے یہ کہہ دیں کہ آپ کی لڑکی کو میری طرف سے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ بیک وقت تین مرتبہ اور وہ اپنی لڑکی کو میرے ہاں سے لے جائے۔ جھنگ آ کر محمد علی اور اس کی والدہ نے یہ واقعہ محمد شریف کو سنایا۔ اس پر محمد شریف پیر محل پہنچا۔ اس کے بعد بھی اس نے تین مرتبہ طلاق کا لفظ دوہرایا۔ اس کے بعد لڑکی میں اپنے ساتھ جھنگ لے آیا۔ لڑکی نے مجھے یہ کہا کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ آپ بھی اس کو معاف کر دیں۔ لڑکی کو دوبارہ اس کے کہنے پر لڑکے کے گھر بھیج دیا گیا۔ تیسری مرتبہ پھر مسمی مشتاق احمد نے اپنی بیوی کے سامنے اسے تین مرتبہ طلاق کے لفظ دوہرائے۔ لڑکی کی طرف سے اس کے والد حافظ محمد شریف نے پنچائیت میں یہ الفاظ دوہرائے پنچائیت میں سب لوگوں نے مصالحت کرتے ہوئے اس معاملے کو درگزر کرنے اور ایک دوسرے کو معاف کر دینے کو کہا تو لڑکی کے والد نے انھیں شرعی طریقہ سے معاملہ کو سلجھانے کی استدعا کی۔ جس پر یہ تحریر عمل میں آئی۔ تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ اور کیا میاں بیوی دوبارہ آپس میں آباد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند کے طلاق دینے سے عورت مطلقہ مغلظہ ہوگی البتہ حق مہر بیوی کا حق ہے وہ وصول کر سکتی ہے

﴿س﴾

اس مسئلہ میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں کہ "ع" اور "م" دو حنفی مسلمان ہیں۔ "ع" ایک غیر ملکی اور غیر قوم مسلم ہے اور عاقل بالغ اور مختار ہے اور حصول علم کے لیے مقیم ہے۔ "م" کے ہاں ایک لڑکی ہے۔ جس کا دماغی توازن صحیح نہیں ہے اور "م" کے تعلقات آپس میں بہت اچھے ہیں۔ "ع"، "م" سے اس مجذوب لڑکی کا رشتہ اپنے لیے مانگتا ہے۔ مگر "م" یہ معذرت ظاہر کرتا ہے کہ اس کی لڑکی کا دماغ صحیح نہیں ہے اور وہ شادی کے قابل نہیں ہے۔ مگر "ع" پھر بھی اصرار کرتا ہے اور برابر رشتہ مانگتا چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اس لڑکی کا علاج معالجہ کرا کر اس کا دماغی توازن درست کرائے گا اور یہ بات ایک سال تک برابر جاری رہتی ہے اور ہر چند "ع" کو سمجھایا جاتا ہے کہ اس ارادہ سے باز آ جائے۔ کیونکہ مجذوب ہونے کی وجہ سے شادی کے بعد شاید نبھا نہ ہو سکے۔ مگر وہ برابر اصرار کرتا رہا۔ آخر چند ہم جماعت دیندار لوگ اس مسئلہ میں آ کر "م" کو یقین دہانی کراتے ہیں اور رشتہ دینے کے لیے کہتے ہیں۔ آخر مجبور ہو کر "م" اپنی مجذوب لڑکی کا رشتہ "ع" کو کر دیتا ہے اور مندرجہ ذیل شرائط پر نکاح کرتا ہے۔

شرائط۔ (۱) یہ کہ "ع" کے ذمہ یہ بات ہے کہ وہ لڑکی کا علاج ضرور کرائے گا۔ (۲) جب تک لڑکی کا دماغی توازن صحیح نہ ہو جائے تب تک اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک خادمہ "ع" مقرر کرے گا۔ جس کی محنت "ع" کو ادا کرنی ہوگی۔ (۳) "ع" اپنی بیوی کو اپنے سسر کے گھر کے قریب رکھے گا اور ہمیشہ "م" کے ملک میں رہے گا۔ نکاح کے بعد لڑکی کو اپنے ملک نہیں لے جائے گا۔ (۴) "ع" اپنی بیوی کے لیے ایک علیحدہ مکان بنوائے گا۔ جہاں پر وہ دونوں رہیں گے۔ (۵) "ع" اپنی بیوی یعنی "م" کی لڑکی کو ہرگز طلاق نہیں دے گا۔ جس کے لیے وہ اخلاقی اور مذہبی یقین دہانی کرائے گا۔ "ع" سے نکاح سے قبل ہی اپنی بیوی کے لیے علیحدہ مکان بھی بنا چکا تھا۔ جس میں کچھ رقم "م" یعنی اس کے سسر کی بھی لگ چکی تھی۔ نکاح کے فوراً بعد "ع" اپنی بیوی کے ساتھ اس نئے مکان میں ایک رات اور ایک دن مقیم رہا اور اس کے فوراً بعد وہ اس وعدے پر اپنے وطن چلا گیا کہ وہ تین مہینے کے اندر واپس آ جائے گا اور وہ تمام

اخراجات وغیرہ اور رقم حق مہر ایک ہزار روپیہ جو کہ اب تک ادا نہیں کی جا چکی ہے ساتھ لائے گا۔ چونکہ ''ع'' کے ایک غیر ملکی اور غیر قوم ہونے کی وجہ سے اس رشتہ کے سبب ''م'' کے لیے خاندانی روایات توڑنے کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں اور اپنی قوم میں کافی تذلیل اور رسوائی اور عداوت ہوگئی اور قوم ''م'' کی دشمن بن گئی اور اپنی برادری سے اس کو نکال دیا۔ ''ع'' اپنے وطن جانے سے پیشتر اپنے سسر ''م'' اور اس کے تمام عیال بال بچوں کو اپنی بیوی کے مکان میں منتقل کر کے لایا تا کہ اس کی غیر حاضری میں اس کے مکان، بیوی کی دیکھ بھال بھی کریں اور مکان کے کام کو بھی مکمل کرائیں۔ جو اب تک نامکمل تھا اور اس کے تمام اخراجات وغیرہ خادمہ کا انتظام وغیرہ کا بندوبست کا بوجھ اپنے سسر ''م'' کے سر پر رکھ گیا اور یہ وعدہ کیا کہ رقم حق مہر اور یہ تمام اخراجات وطن سے واپس ہونے کے بعد ''ع'' ادا کرے گا۔

''ع'' میعاد وعدہ سے ایک ماہ بعد یعنی چار ماہ کے بعد واپس آیا۔ اور اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لایا اور پیسے نہ ملنے وغیرہ کے بہانے بناتا رہا اور تقریباً ایک آدھ ہفتہ اپنی بیوی کے ساتھ رہا۔ مگر اخراجات تمام سسر ادا کرتا رہا۔ اس دوران ''ع'' اپنے چند دوستوں کو راز کی بات بتاتا رہا کہ وہ مکان بیچ کر بیوی کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔ ''م'' کو اس کی خبر ہوئی۔ جس نے ''ع'' کو ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کرنے کے لیے کہا اور وعدے یاد دلاتا رہا۔ مگر ''ع'' کی نیت بالکل خراب تھی۔ وہ خفیہ طور پر کسی اور شہر میں چلا گیا اور وہاں سے جا کر اس نے بذریعہ ڈاک اپنی بیوی یعنی ''م'' کی لڑکی کو طلاق لکھ کر بھیج دی اور ساتھ میں یہ بھی لکھ دیا کہ اس کا مکان فوراً خالی کیا جائے۔ کیونکہ وہ اس کو فروخت کر رہا ہے۔ یا فروخت کرے گا۔ اگر اس مکان میں اس کے سسر بیوی وغیرہ نے مزید سکونت اختیار کی تو تین سو روپیہ ماہانہ کرایہ وصول کیا جائے گا۔

ان حالات کی بناء پر جبکہ ''ع'' نے نہ تو شرائط پوری کی ہیں اور نہ اب تک وہ رقم مہر کی ادا کر چکا ہے بلکہ بدعہدی کرتے ہوئے اس نے م کی عزت اور اس کی لڑکی کی عصمت کو خراب کیا اور قوم اور علاقہ میں ذلیل وخوار کرتے ہوئے وہ طلاق بغیر وجہ وعذر دیکر بھاگ گیا اور ان کو بے گھر بھی کر رہا ہے۔ اس مسئلہ میں شریعت محمدی میں ع کے لیے کیا سزا، تعزیرات وغیرہ ہے۔ جس کی وضاحت طلب ہے۔

﴿ج﴾

یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے اور جو مہر بوقت نکاح باندھا گیا تھا۔ وہ اس کا حق ہے۔ اپنے خاوند سے وصول کر سکتی ہے اور شرعاً اس دھوکہ دہی کی کوئی سزا مقرر نہیں ہے۔ مسلمان حاکم کے ہاں اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو وہ موقعہ اور محل کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ، تو میرے اوپر حرام، سہ بار کہا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے کسی آدمی کو اپنی زوجہ کی غیر موجودگی میں کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ مجھے الفاظ تحریر کر دے۔ چنانچہ اس نے یہ الفاظ اس کی زبان سے سن کر تحریر کر دیے۔ طلاق طلاق طلاق، تو میرے اوپر حرام تو میرے اوپر حرام تو میرے اوپر حرام تین دفعہ۔ تحریر شدہ کاغذ اپنی زوجہ کے بھائی کو دے کر چلا گیا۔ تو اس صورت میں کونسی طلاق ہوگی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ عقد نکاح کر سکتی ہے۔ **هكذا في عامة كتب الفقه**۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند نے قرآن مجید اٹھا کر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد اکرم ولد نذیر احمد کا نکاح وسرمیل ہمراہ مسماۃ شمیم دختر تاج محمد عرصہ سے ہوا ہے۔ محمد اکرم نے اپنے سسرال میں روبرو معتبرین کے انگیخت پر قرآن مجید اٹھا کر اپنی گھر والی شمیم اختر کو یہ الفاظ تین مرتبہ کہے کہ میں نے اپنی گھر والی کو طلاق دی۔ میرے اوپر حرام ہے۔ تو کیا شرعاً واقعات بالا کی روشنی میں طلاق ہو چکی ہے۔ کیا اب بھی مسماۃ شمیم اختر زوجہ منکوحہ محمد اکرم ہے کہ نہیں؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال یعنی اگر واقعی خاوند نے تین بار یہ لفظ کہے ہیں ''میں نے شمیم اختر اپنی گھر والی کو طلاق دی میرے اوپر حرام ہے'' تو اس سے اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے اندر شرط کا اعتبار نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص ضیاء الحسن تنگوانی ولد خدا بخش تنگوانی نے مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۷۴ء بروز منگل اپنی بیوی مسماۃ نسیم اختر تنگوانی کو قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر تین بار طلاق دی اور حسب شریعت مسماۃ نسیم اختر دختر محمد بخش خان تنگوانی نے قبول کر لی اور اس وقت میں امید سے تھی۔ مسمی ضیاء الحسن نے یہ شرط رکھی کہ جب بچہ پیدا ہوگا تو میں اس سے فارغ ہوں گی اور جب میرا بچہ سلیمان خان پیدا ہوا تو مسمی ضیاء الحسن نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس کے فوراً بعد میری اجازت کے بغیر دوسری شادی کر لی۔ جبکہ میرے سلیمان کے علاوہ دو لڑکیاں اور بھی تھیں۔ علیحدگی کے بعد اس نے نہ مجھے باقاعدہ طلاق دی اور نہ ہی بچوں کا خرچہ دیا۔ تو کیا اس صورت میں مجھے طلاق ہوگئی۔ کیا شرعاً میں دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہوں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ عدت یعنی بچہ پیدا ہو جانے کے بعد اب عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے اندر شیر خوار کا ہونا مفید نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمد اقبال ولد محمد رفیق کا نکاح وسرمیل ہمراہ مسماۃ زرینہ بیگم دختر عبدالحمید ہو چکا ہے۔ بعد پیدائش محمد ارشاد پسر کے ناچاکی کی وجہ سے محمد اقبال نے ۱۳/۹/۷۹ کو حسب ضابطہ سہ ۳ بار زبانی و تحریری طلاقنامہ مسماۃ زرینہ بیگم کو ارسال کر دیا ہوا ہے۔ جبکہ محمد ارشاد ابھی چند ماہ سے شیر خوار ہے۔ تو کیا واقعات بالا کی روشنی میں طلاق من جانب محمد اقبال بحق زرینہ بیگم ہو چکی ہے کہ نہیں۔ جبکہ پسر محمد ارشاد ابھی تک شیر خوار ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(شغار کے اندر) اپنی اپنی بیوی کو طلاق دی۔ ایک نے عدالت میں دائر کی، یہ مفید نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمیان زید اور بکر نے اپنی اپنی بہن کا نکاح ایک دوسرے سے کر دیا۔ کچھ عرصہ تک دونوں کی بیویاں اپنے اپنے گھروں میں آباد رہیں۔ اس کے بعد تنازعہ شروع ہو گیا اور نوبت عدالت تک پہنچی اور دونوں نے اپنی اپنی ہمشیران کی تنسیخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں دیا۔ ابھی تک عدالت نے اپنا فیصلہ نہیں سنایا تھا کہ فریقین نے باہمی فیصلہ سے از خود طلاق کا ایک عدالت میں بیان دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ ایک فریق نے عدالت میں بیان دے دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے اور دوسرے فریق نے جن کی پیشی مقدر تھی طلاقنامہ لکھ دیا۔

جس میں درج ہے کہ مسماۃ مذکورہ کو سہ ۳ بار طلاق شرعی دے کر اپنے تن پر حرام کر دیا ہے اب مسماۃ مذکورہ آزاد ہے۔ جہاں چاہے عقد ثانی کر سکتی ہے۔

اب فریق ثانی جس نے صرف طلاق نامہ لکھ دیا ہے۔ لیکن ابھی تک عدالت میں نہیں دیا ہے۔ کہتا ہے کہ تم نے چونکہ عدالت میں بیان دے دیے ہیں۔ اس لیے تمہاری بیوی کو طلاق ہوگئی ہے اور ہم نے چونکہ بیان نہیں دیے اور نہ ہی فیملی لاء کے مطابق تین نوٹس دیے ہیں۔ اس لیے میری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی ہے۔ کیا عدالت میں بیان اور تین نوٹس دیے بغیر طلاق نہیں ہوتی ہے۔ یا اس طلاق نامہ کی رو سے جو ممتاز احمد نے لکھ کر دیا ہے۔ ممتاز احمد کی بیوی مطلقہ ہو گئی یا نہ؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال لف طلاقنامہ کی رو سے اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ طلاقنامہ لکھنے کے وقت سے طلاق ہوگئی۔ اگرچہ اس نے عدالت میں بیان نہیں دیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

قرآن شریف کو گواہ بنا کر تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع صحیح نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمود اختر نے اپنی زوجہ شمیم اختر کو قرآن شریف گواہ دے کر سہ بار

طلاق دیدی۔ چند دن کے بعد مقامی علماء سے مسئلہ دریافت کرنے کے بعد رجوع کرلیا۔ لیکن نکاح دوبارہ نہیں کیا گیا۔ اس کے دس دن بعد اس کی زوجہ اپنے والدین کے گھر چلی گئی۔ جس کو عرصہ تین چار سال کا گزر گیا ہے۔ اب میاں بیوی رشتہ ازدواج میں منسلک رہنا چاہتے ہیں۔ تو شرعاً اس کی کیا صورت ہوگی؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر لفظ طلاق سے اس شخص نے تین طلاق دی ہیں۔ تو اس کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ رجوع جائز نہیں۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک مجلس میں تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دی ہے۔ پھر تین آدمیوں کے سامنے جو کہ نمازی اور روزہ دار اور زکوٰۃ دینے والے ہیں۔ بایں الفاظ اقرار کیا کہ میں نے مجلس میں تین دفعہ طلاق دی ہے۔ لیکن اس سے میرے اوپر عورت حرام نہیں ہوتی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ شخص مذکور طلاق کا منکر ہوگیا کہ میں نے نہیں دی ہے اور جن کے سامنے اقرار کیا وہ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ واقعی اس شخص نے ہمارے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے۔ اس کی بیوی بھی مدعیہ ہے کہ واقعی مجھے اس نے تین دفعہ ایک وقت میں طلاق دی ہے اور طلاق دیتے وقت کا گواہ کوئی نہیں ہے۔ کیا شرعاً اس شخص کی عورت مطلقہ مغلظہ ہوجائے گی یا جن کے سامنے طلاق کا اقرار کیا ہے۔ ان کی شہادت غیر معتبر ہوگی۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

﴿ج﴾

تین طلاق ایک مجلس میں واقع ہوجاتی ہیں اور اس پر عورت مغلظہ ہوجاتی ہے۔ اس پر صاحب ہدایہ نے اجماع نقل کیا ہے۔ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ صرف طائفہ امامیہ۔ زیدیہ (روافض) کا اس میں خلاف ہے لیکن ان کا خلاف اجماع پر اثر انداز نہیں۔ اس لیے غیر معتبر ہے۔ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اور جمہور ائمہ ومحدثین کا یہ مسلک ہے۔ حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں اس پر اجماع صحابہ مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کا ہوا ہے۔ اب اگر اقرار پر دو عادل دیندار گواہ قائم ہیں اور وہ گواہی دیدیں۔ لیکن یہ گواہی کسی حکم (ثالث) مسلمہ فریقین کے سامنے ہو جس میں شخص مذکور بھی حاضر ہو۔ تو طلاق ثابت ہوجائے گی اور حکم اس پر حکم دے کر عورت کو دوسری جگہ بعد از گزر جانے عدت من وقت

الطلاق نکاح کی اجازت دے گا۔ اگر گواہ نہ مل سکے۔ یا ثالث نے کسی شرعی وجہ سے ان کی گواہی مسترد کردی تو زوج مذکور کو حلف دیا جائے گا۔ اگر حلف اٹھانے سے انکار کردے تو بھی طلاق کا حکم دیا جائے۔ اگر حلف اٹھالے تو عورت اس کی منکوحہ شمار ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

نابالغہ لڑکی کے ساتھ خلوت صحیحہ ہوجائے تو طلاق ثلاثہ واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عبدالرحمٰن نے ایک لڑکی سے شادی کی جو کہ نو سالہ نابالغہ تھی۔ خاوند کا حلفیہ بیان ہے کہ میں نے اس کو ہفتہ اپنے ساتھ سلایا ہے چونکہ وہ ناقابل جماع تھی۔ اس لیے مجامعت نہیں کی۔ بعد از ہفتہ وہ میکے چلی گئی۔ دو سال کے عرصہ تک وہ وہاں رہی۔ میرے گھر نہ آئی اور نہ میں وہاں گیا۔ تقریباً دو سال کے بعد میں نے طلاق دیدی۔ طلاق طلاق طلاق کے لفظ استعمال کیے اور لڑکی کی والدہ کا حلفیہ بیان ہے کہ میری لڑکی از روئے شریعت اب بھی نابالغہ ہے۔ کیا یہ طلاق مغلظہ ہے یا صرف بائنہ اور بغیر حلالہ کے نکاح جدید ہوسکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

وفی الشامیة ص ۵۰۴. ج ۳ ان المذهب وجوب العدة للخلوة صحيحة او فاسدة صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بسہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے اور اب بغیر حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں۔ وهكذا فی فتاوی دار العلوم ص ۷۰. ج ۲۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ

پہلے قول (جو اس نے طلاق دی ہے) کا اعتبار ہوگا، عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے ایک عالم کے سامنے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ بایں الفاظ کہ تجھے طلاق ہے۔ کئی دفعہ بعد میں دوسرے عالم کے پاس گئے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو بحالت غصہ کہا کہ تو فارغ ہے فارغ ہے فارغ ہے اور اس کو یہ بھی کہا کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی تو کیا اس صورت میں طلاق واقع ہوگی؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ مطلقہ ہو چکی ہے۔ عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین بار طلاق یا سہ بار طلاق کا مطلب ایک ہے، مکر جانا پشیمان ہونا مفید نہیں ہے

﴿س﴾

میرے خاوند نے مجھے تحریری طلاق دی۔ تحریر میرے پاس نہیں ہے۔ اس کے الفاظ کم وبیش یہ تھے۔ میں تمھیں فارغ کرتا ہوں اور طلاق دیتا ہوں۔ لیکن پندرہ دنوں کے اندر رجوع کر لیا۔ پھر سال بعد زبانی طلاق دیتا ہے۔ جس کے الفاظ یہ تھے۔ طلاق، طلاق، سہ بار طلاق۔ مگر فوری اپنے الفاظ سے مکر گیا۔ میرے پاس چونکہ کوئی گواہ نہیں تھا۔ اس لیے رجوع ہو گیا۔ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد پھر تحریری طلاق دی۔ مگر ساتویں روز پھر ندامت و پشیمانی کا اظہار کر کے رجوع کی کوشش کرتا ہے۔ اب مرد کی طرف سے دو طلاقیں بائن ہیں۔ اگر خاوند رجوع کرتا ہے تو بیوی جس نے تین طلاقیں خود سنی ہیں۔ اس کے لیے شریعت کیا حکم رکھتی ہے۔ بیوی اپنے ضمیر کو کیسے مطمئن کرے؟

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال آپ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہیں اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا اور نہ خاوند کا رجوع صحیح ہے۔ اگر آپ کے پاس کسی قسم کا ثبوت نہ ہو۔ تب بھی آپ کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم رکھیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفر لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

میں نے تجھے چھوڑا، سہ بار کہنے سے طلاق مغلظہ ہی تصور کی جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے دو گواہوں کے روبرو اپنی عورت کو یہ الفاظ زائد از سہ ۳ بار کہے کہ میں نے چھوڑا ہے۔ میں نے تجھے چھوڑا ہے۔ میں نے تجھے چھوڑا ہے۔ مزید برآں اسے گھر سے بھی نکال دیا ہے اور اب وہ والدین کے گھر ہے۔ اس صورت میں یہ طلاق مغلظہ سمجھی جائے گی یا بائنہ یا رجعی؟ تجدید نکاح کی صورت میں حلالہ کی ضرورت ہوگی یا نہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

ظاہر اور قریب الی الاحتیاط یہ ہے کہ عورت کو مغلظہ سمجھا جائے اور بغیر حلالہ تجدید نکاح نہ کی جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف ایک بار کہا کہ میں نے تین طلاق سے تجھ کو چھوڑا، کے بارے میں حکم

﴿س﴾

ایک شخص محمد نواز نے اپنے جھگڑے کی بنا پر اپنی بیوی کو غصہ میں جب کہ بیوی بھی غصہ میں تھی طلاق کا مطالبہ کر رہی تھی کہا کہ میں نے تجھے تین طلاق سے چھوڑا۔ صرف ایک بار کہا گیا۔ اب میاں بیوی اپنے بچے خاص ایک بچہ جو دودھ پی رہا ہے کی تکلیف کے پیش نظر دوبارہ زوجیت میں رہنے کے خواہشمند ہیں۔ علماء دین مندرجہ ذیل کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(ا) کیا اس طرح طلاق واقع ہو گئی ہے یا نہیں۔ (ب) اگر طلاق واقع ہو گئی ہے تو ان کے دوبارہ اکٹھے رہنے کی کوئی سبیل ہو سکتی ہے تحریر کی جائے۔

عبدالمجید ولد فتح محمد قوم مہل بیرون لوہاری گیٹ محلہ محمد ملتان

﴿ج﴾

یہ عورت تین طلاق سے مغلظہ حرام ہو گئی۔ بعد از طلاق تین حیض گزر جانے پر اگر یہ عورت اپنی مرضی سے نکاح کرے اور وہ صحبت کرنے کے بعد اسے اپنی مرضی سے طلاق دے دے تو پھر تین حیض کامل گذر جانے کے بعد یہ شخص اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ

صغیرہ مدخول بہا کو تین طلاق دینے سے طلاق واقع ہو گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ زید نے اپنی منکوحہ کو بذریعہ عرضی نویس طلاق ان الفاظ میں دی کہ میری فلاں زوجہ منکوحہ بے فرمان ہے۔ کہنا نہیں مانتی۔ جھگڑتی رہتی ہے۔ بنا بریں بندہ نے یک بار دو بار سہ بار طلاق دی ہے۔ اب مطلقہ ہے جس کے پاس چاہے بطور زوجیت آباد ہووے میرا کوئی واسطہ و تعلق نہیں ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ حق مہر ادا ہو چکا ہے۔ لہٰذا طلاق نامہ سنداً لکھ کر دیتا ہوں۔ فلاں فلاں گواہ شد۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

زید اپنی مطلقہ مذکورہ کو واپس اپنے نکاح میں لاسکتا ہے یا نہ۔

نوٹ۔ یہ معلوم رہے کہ زوجہ ابھی تک صغیرہ ہے۔ قابل جماع نہیں۔ اس کے باوجود اگر وہ موطوءہ ہو چکی ہو اپنے زوج سے تو کیا حکم ہوگا۔ بینوا توجروا یوم الحساب

﴿ج﴾

صغیرہ مدخولہ بہا کی مدت تین ماہ کامل گزرنے سے ختم ہوتی ہے۔ صورت مسئولہ میں یہ صغیرہ مدخولہ بہا مطلقہ بالثلث وقت طلاق سے تین حیض گزرنے کے بعد دوسرے کسی شخص سے اگر نکاح کرے اور وہ بھی اس سے جماع کرے اور پھر وہ طلاق دے دے اور پھر اس سے بھی عدت گزر جائے تو اس وقت سابقہ زوج کے لیے اس کا نکاح صحیح ہوگا۔ لقولہ تعالی فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیره . یاد رہے کہ اگر صغیرہ کی عدت تین ماہ ابھی پوری نہ ہوگئی ہو اور درمیان عدت کے اسے حیض آ گیا اور بالغہ ہوگئی تو اس کی عدت بالاشہر کا اعتبار نہ ہوگا۔ نئے سرے سے تین حیض کامل گزارنے ہوں گے اور اس کی عدت بالحیض ہی شمار ہوگی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین کنکریاں لے کر زبان سے تین دفعہ طلاق کا لفظ کہنے کا حکم

﴿ج﴾

ایک آدمی کی شادی اس کے اپنے رشتہ دار کی لڑکی سے ہوئی۔ جس کو تقریباً عرصہ آٹھ نو سال کا ہوا ہے۔ جس کے بطن سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ لڑکا فوت ہو چکا ہے۔ لڑکی بعمر سات سال زندہ سلامت موجود ہے۔ اتفاق سے مرد بیمار ہوگیا اور صورت نامردگی ہوگئی۔ علاج معالجہ ہوتا رہا۔ لیکن لڑکی کے وارثان طلاق لینے کا تقاضا کرتے رہے۔ آخر جبراً کاغذ پر طلاق لکھ دی گئی اور طلاق نامہ پر لفظ طلاق دی گئی ایک دفعہ درج ہوا۔ طلاق نامہ مرد کے ہاتھ میں جب دیا گیا تو اس مرد نے عورت کے پاس پھینک دیا اور زیورات مرد کے عورت نے لے لیے۔ عورت طلاق لے کر چلی گئی اور تقریباً دو سال اپنے وارثان کے پاس رہی۔ مرد کے وارثان کے کہنے پر کہ وہ تندرست ہوگیا ہے۔ عورت دوبارہ نکاح پر راضی ہوگئی۔ چنانچہ نکاح بغیر حلالہ کے ہوگیا۔ اس کی مفصل اطلاع بخشی جائے۔ بصورت ناجائز ہونے کے نکاح خواں اور دیگر جو نکاح میں موجود تھے کی نسبت کیا حکم ہے۔

(نوٹ) تین کنکریاں پھینک دیں اور زبانی تین دفعہ طلاق کہا۔

﴿ج﴾

اگر واقعہ اسی طرح ہے جیسے سوال میں لکھا ہوا ہے کہ زوج نے تین کنکریاں لے کر اور زبان سے تین دفعہ طلاق کا لفظ کہا تو عورت اس سے مغلظہ ہو جاتی ہے۔ بغیر حلالہ کے اس زوج کے نکاح میں نہیں آ سکتی اور یہ کیا ہوا نکاح صحیح نہیں۔ نکاح میں شرکت کرنے والے توبہ کریں۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں پڑ جاتی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں جبکہ ایک شخص نے بیک وقت اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق دے کر چند ایام (۱۲ دن) کے بعد رجوع کر لیا اور بدستور آباد ہوگئے۔ آیا طلاق ہے یا نہ؟ مسئلہ قرآن وحدیث سے مدلل ہو۔ بینوا توجروا

غیر مقلدین کے مفتی صاحب کا جواب (دارالحدیث رحمانیہ)

ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے ایک رجعی طلاق ہی واقع ہوتی ہے۔ جس کی دلیل حدیث مسلم شریف ہے۔ جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وخلافت ابی بکرؓ اور امارت عمرؓ کے دو سال تک بیک وقت تین طلاقوں سے ایک ہی سمجھی جاتی تھی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ عن ابن عباسؓ کان الطلاق علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکرؓ وسنتین من خلافت عمرؓ طلاق الثلاث واحدة مسلم وغیره وفی روایة ان ابا الصهباء قال لابن عباسؓ الم تعلم ان الثلاث کانت واحدة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وابی بکرؓ وصدر من امارة عمرؓ قال نعم . اس حدیث صحیح سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ حضور وصحابہ میں تین طلاقیں مجلس واحد میں رجعی طلاق تصور ہوتی تھی۔ اس پر جمیع صحابہ کرام کا اجماع واتفاق ہے۔ اجماع الصحابة دلیل شرعی من ادلة الشرع یعنی اجماع صحابہ دلیل شرعی ہے۔ لا یمکن انکاره خلاصۃ المرام اینکہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم واجماع وتعامل صحابه رضوان الله تعالی علیهم اجمعین سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تین طلاقیں ایک مجلس میں ایک رجعی شمار ہوتی ہے۔ قبل مضی عدت طالق بلا تجدید نکاح رجوع کر سکتا ہے۔ اس میں عورت کو انکار کی گنجائش نہیں اور بعد مضی عدت نکاح جدید کی ضرورت ہے۔ هذا ما عندی والله اعلم بالصواب.

عبدالبصیر عفی عنہ خادم مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

جناب مفتی صاحب السلام علیکم کے بعد عرض یہ ہے کہ سائل مذکور تو اہل سنت والجماعت ہے ۲۸/۷/۶۱ کو وہ مسلک اہل حدیث کے مطابق اپنی بیوی سے متفق ہوگیا ہے اور اس فتویٰ کو دیکھ کر اس نے رجوع کرلیا ہے۔ اب باہم بس رہے ہیں۔ ایک تو اپنا صحیح مسلک بیان فرما کر وضاحت مسئلہ تحریر فرمائیں۔ (۲) یہ کہ اب اس کے رشتہ دار اس کے ساتھ برتاؤ کررہے ہیں اس میں کیا صورت اختیار کی جائے۔ کیا ہم ان لوگوں کے موت وخوشی میں جمع ہوں۔ مفصل بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر خیر نصیب فرمائیں۔ آمین

احقر محمد رمضان مسجد محلہ گجر کھڈہ ملتان چھاؤنی

﴿ج﴾

مطلقہ ثلٰث کا حکم جو مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ والوں نے لکھا ہے بالکل غلط قرآن وحدیث واجماع امت کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ الطلاق مرتٰن سے طلاق کا بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد مطلقہ ثلٰث کا حکم بیان فرماتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ . الآیۃ فی التفسیر المظھری تحت قولہ تعالی الطلاق مرتان لکنھم اجمعوا علی ان من قال لامرأتہ انت طالق ثلاثا یقع ثلاثاً بالاجماع وقالت الامامیۃ ان طلق ثلاثاً دفعۃ واحدۃ لا یقع اصلا وقال بعض الحنابلۃ یقع طلقۃ واحدۃ ومن الناس من قال ان فی قولہ انت طالق ثلاثاً یقع فی المدخول بھا ثلاثاً وفی غیر المدخول بھا واحدۃ والحجۃ لنا السنۃ والاجماع وحدیث ابن عمرؓ انہ طلق امرأتہ وھی حائض الیٰ ان قال فقلت ارأیت لو طلقتھا ثلثا کان لی ان اراجعھا قال لا کانت تبین منک وکانت معصیۃ رواہ الدارقطنی وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن الحسین قال حدثنا ابن عمر وقد صرح بسماعہ عنہ وحدیث ابن عباسؓ فیہ دلالۃ علی ان الحدیث منسوخ فان امضاء الثلث بمحضر من الصحابۃ وتقرر الامر علی ذالک یدل علی ثبوت الناسخ عندھم وان کان قد خفی ذالک قبلہ فی خلافۃ ابی بکر ثم نقل المفسر فتوی ابن عباس عن ابی داؤد و الطحاوی ومالک وفتوی ابن مسعود عن الموطاء و عبدالرزاق و فتوی ابی ھریرۃ مع ابن عباس عن ابی داود ومالک و فتوی ابن عمر عن مالک وفتوی علی عن وکیع وفتوی عثمان عن وکیع وروایۃ طلاق ابن الصامت امرأتہ الف تطلیقۃ وقولہ علیہ السلام بانت منک فی معصیۃ اللہ عن عبدالرزاق و فتوی انس عن الطحطاوی و فتوی عمر فی البکر عن الطحاوی واول حدیث ابن عباس بان قول الرجل کانت واحدۃ فی زمن الاول لقصدھم التاکید فی ذالک الزمان ثم

یقصدون التجدید وحدیث رکانۃ قال طلقھا ثلثا فی مجلس واحد قال انما تلک حلقۃ واحدۃ منکر والاصح مارواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ ان رکانۃ طلق زوجتہ البتہ فحلفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم انہ ما ارادہ واحدۃ فردوھا الیہ ھذا ملخص مافی المظھری لبیھقی العصر القاضی ثناء اللہ (پانی پتی) جواب حدیث رکانۃ الذی ھو مستدل المخالفین علی ذالک المسلک ملخصا عن کلام الامام النووی واحتجوا ای الجمھور ایضا بحدیث رکانۃ انہ طلق امرأتہ البتتۃ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰہ ما اردت الا واحدۃ قال اللہ ما اردت الا واحدۃ فھذا دلیل علی انہ لواراد الثلث لوقعن والا لم یکن لتحلیفہ معنی واما الروایۃ التی رواھا المخالفون ان رکانۃ طلق ثلثا فجعلھا واحدۃ فروایۃ ضعیفۃ عن قوم مجھولین وانما الصحیح منھا ما قدمناہ انہ طلقھا البتتۃ ولفظ البتۃ محتمل للواحدۃ والثلث ولعل صاحب ھذہ الروایۃ الضعیفۃ اعتقد ان لفظ البتۃ یقتضی الثلث فرواہ بالمعنی الذی فھمہ وغلط فی ذالک الی قولہ واما حدیث ابن عباس فاختلف العلماء فی جوابہ و تاویلہ فالاصح ان معناہ انہ کان فی الامر الاول اذا قال لھا انت طالق انت طالق ولو ینو تاکیدا ولا استینا فا یحکم بوقوع طلقۃ لقلۃ ارادتھم الاستیناف بذالک فحمل علی الغالب الذی ھو ارادۃ التاکید فلما کان فی زمن عمرو کثر استعمال الناس بھذہ الصیغۃ وغلب منھم ارادۃ الاستیناف بھا حملت عند الطلاق علی الثلث عملاً بالغالب السابق الی الفھم بھا فی ذالک العصر جواب آخر لحدیث ابن عباس عن طریق الآخر وھو ما فی سنن ابی داؤد عن طاؤس ان رجلا یقال لہ ابو الصھباء کان کثیر السوال لابن عباس قال اما علمت ان الرجل کان اذا طلق امرأتہ ثلثاً قبل ان یدخل بھا جعلوھا واحدۃ علی عھد رسول اللہ وابی بکرؓ وصدرا من امارۃ عمرؓ فلما رأی الناس قد تتابعوا فیھا قال اجیزوھن علیھم. حدیث کے اس طریق میں غیر مدخول بہا کی قید ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم علی الاطلاق نہ تھا اور محمل اس میں یہ ہے کہ غیر مدخول بہا کو جب متفرقاً طلاق دی تو وہ اول ہی صیغہ سے نکاح سے نکل گئی۔ اس لیے دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ اگرچہ استیناف ہی کی نیت ہو پھر لوگوں نے مدخول بہا کو اس پر قیاس کرکے اس طرح طلاق دینا شروع کردیا اور باوجود نیت استیناف کے اس کو ایک قرار دینے لگے ہوں گے اس واسطے حضرت عمرؓ نے اصل حکم کو ظاہر فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ جن روایات کو مجیب نے جواب میں نقل کیا ہے۔ اپنے مقصد کے

ثبوت کے لیے منسوخ ہے یا مؤول اور اس کے منسوخ ہونے پر خود حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما شہادت دیتے ہیں جوکہ راوی حدیث ہیں وہ یہ ہے کہ اخرج ابو داوٗد عن ابن عباس فی حدیث طویل و ذالک کان للرجل اذا طلق امرأته فهو احق و ان طلقها ثلثا فنسخ ذالک فقال الطلاق مرتان الآية۔ ابوداؤد نے جو اس حدیث کے لیے باب منعقد کیا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوداؤد کے نزدیک منسوخ ہے۔ کیونکہ ان کا ترجمۃ الباب یہ ہے۔ باب فی نسخ المراجعة بعد تطليقات الثلاث . اور یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کے فسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا اور ہزار ہا صحابہ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا۔ بلکہ سب نے تسلیم کر کے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کر دی۔ یہ واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کے اعلان کا امام طحاوی نے معانی الآثار میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے اور فتح القدیر میں ابن ہمام کا قول لم ينقل عن احد منهم من خالف عمرؓ فحين امضى الصلوة وهو يكفى فى الاجماع تو اس مجیب کا جواب مسلک حدیث و اجماع الصحابۃ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ جیسا کہ بیان مذکور سے واضح رہا اور چنانچہ ابوداؤد کے حاشیہ میں عینی سے نقل کیا گیا ہے۔ وذهب جمهور العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم النخعيؒ والثورى وابو حنيفة واصحاب مالك و الشافعى واصحابه واحمد واصحابه واسحاق وابو ثور وآخر كثيرون على ان من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه يأثم وقالوا من خالف فيه فهو شاذ خالف لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع ومن يلتفت اليه لشذوذه عن الجماعت مذاہب اربعہ وقوع ثلاث پر متفق ہیں۔ جیسے کہ اس حاشیہ سے معلوم ہوا اور امام نووی نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ ونقله النووى عن الشافعى و مالك وابى حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف. ایک بڑی بات یہ ہے کہ اس مذہب پر عمل کرنے میں حضرت عمرؓ جن کی اقتداء حدیث صحیح میں مامور بہ ہے قوله عليه السلام اقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر و عمرؓ کی مخالفت ہے۔ اور نیز صحابہ اور ائمہ مجتہدین کی تذلیل لازم آتی ہے۔ جس میں خوف ہلاکت ہے۔ فاضل مجیب کے علم پر تعجب ہے۔ وہ ایک شاذ اور خلاف اجماع قول کو اجماع اور تعامل صحابہ تحریر فرما رہے ہیں۔ فیا للعجب جو مسلک قرآن وسنت کے مطابق ہے اور جس پر اجماع صحابہ اور اجماع امت ہے عمل کرنا ضروری ہے۔ صاحب واقعہ کو سمجھایا جائے ورنہ برادری اور عامۃ المسلمین قطع تعلق کریں اور بیوی کی علیحدگی پر مجبور کرنا برادری اور عامۃ المسلمین کا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

خاوند طلاق دینے میں خود مختار ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں زید بسبب ناچاقی اور خانگی خصومت کی وجہ سے اپنی منکوحہ مدخولہ کو حالت تنہائی میں یعنی زوجہ زید بھی موجود نہ تھی اور نہ کوئی گواہ موجود تھے۔ تین بار لفظ طلاق کہہ کر اپنے دل میں تصور کر لیا کہ میں نے مطلقہ کر دیا اور بعد میں مشہور کیا کہ میں نے طلاق دے دی ہے۔ جبکہ وہ اپنے والد کے گھر تھی اور تقریباً عرصہ ایک سال گزر چکا ہے۔ اب وہ منکوحہ مدخولہ اپنے خاوند زید کے گھر آباد ہونا چاہتی ہے۔ کیا اب زید منکوحہ مدخولہ مذکورہ کو گھر میں آباد کر سکتا ہے یا نہیں یا وہ مطلقہ ہوگئی ہے۔ قطعاً آباد نہیں کر سکتا یا تجدید نکاح بغیر حلالہ کر سکتا ہے اور زید نے نہ تحریری طلاق نامہ منکوحہ مدخولہ تک بھیجا ہے اور نہ مذکورہ کو اطلاعاً خبر پہنچائی ہے اب وہ کہتی ہے کہ مجھے کوئی طلاق نہیں اور میرا گھر ہے۔ میں آ کر بیٹھ جاؤں گی اور زید بھی بٹھانا چاہتا ہے۔ فقط

﴿ج﴾

خاوند طلاق دینے میں خود مختار ہے۔ وہ اکیلے بھی طلاق دے سکتا ہے۔ جب وہ اقرار کرتا رہا اور لوگوں سے کہتا رہا کہ میں نے طلاق دی ہے تو اب اس کے لیے انکار کی بھی گنجائش نہیں۔ اس کے اقرار کے گواہ ضرور موجود ہوں گے۔ اس لیے عورت اس پر حرمۃ مغلظہ سے حرام ہوئی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقیں دینے کے بعد مذہب اہل حدیث کے مطابق بغیر حلالہ کے رجوع کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے دیں۔ بعد ازیں کچھ دنوں کے بعد رجوع کر لیا۔ بغیر حلالہ کے اور اسی اثنا میں اولاد پیدا ہوئی۔ اب مسئلہ یہ زیر غور ہے کہ آیا اس کے رجوع کرنے کے ساتھ نکاح ہو گیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۲) حنفی مذہب والا آدمی دوسرے مذہب پر عمل کر سکتا ہے بایں معنی کہ وہ حنفی مذہب کو بھی ترک نہ کرے۔ مثلاً یہی مسئلہ طلاق ہے کہ اصحاب ظواہر اور حافظ ابن قیم اور غیر مقلدین تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں۔

(۳) جس شخص نے تین طلاقیں دے دیں اور پھر رجوع کر لیا بغیر حلالہ کے اور اسی اثنا میں اولاد پیدا ہوئی ہے۔ اگر یہ عورت مرجائے تو پھر اس کی یہ اولاد اس کی وارث بن سکتی ہے یا نہیں۔ بعد ازاں اگر کوئی شخص لاعلمی کا اظہار کرے

کہ مجھے علم نہیں تھا کہ تین طلاقوں کے بعد رجوع ہوسکتا ہے یا نہیں۔ تو اب یہ عذر اس کا قبول ہوگا یا نہیں؟

(۴) کسی کی ماں مرگئی اور اس کی اولاد موجود ہے۔ بعدازاں ماں کے جو باپ ماں ہیں انھوں نے اپنی باقی اولاد میں زمین تقسیم کردی۔ اب جو عورت مرگئی ہے آیا اس کی اولاد کو زمین مل سکتی ہے یا نہیں۔ یعنی ماں کا حصہ اپنی اولاد کو فقط۔

(۵) باپ کی گواہی اپنی اولاد کے بارے میں قابل قبول ہے یا نہیں۔ خواہ کسی معاملے میں اسی طرح برعکس یعنی اولاد کی گواہی باپ کے بارے میں۔

﴿ج﴾

(۱) بیک وقت تین طلاق دینے سے شرعاً تین طلاق ہی واقع ہوتی ہیں اور بغیر حلالہ پہلے خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ لقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الأيه۔

وقال الامام النووی فی شرح مسلم وقد اختلف العلماء فیمن قال لامرأة انت طالق ثلاثا فقال الشافعی ومالک وابو حنیفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلث الخ . وقال الشامی وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع الثلاث (الى ان قال) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً با يقاع الثلث ولم يظهرلهم مخالف فما ذا بعد الحق الاالضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف (شامی ص ۲۳۳ ج ۳)

(۲) تقلید سے رجوع کرنا باطل ہے اور غیر مقلد ہونے سے بھی حلالہ ساقط نہیں ہوسکتا اور بدون حلالہ شوہر اول مطلقہ ثلثہ سے نکاح دوبارہ نہیں کرسکتا۔ درمختار ص ۵۷ ج ا میں ہے۔ وان الحكم الملفق باطل بالاجماع عن الرجوع ان التقليد بعد العمل باطل اتفاقاً فی المذهب الخ .

اور اس غرض کے لیے غیر مقلد ہونے سے بجائے حلالہ ساقط ہونے کے ایک دوسرا گناہ عظیم سرزد ہوجائے گا۔ جس سے ایمان کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔ كما قال الجوزجانی فی رجل ترک مذهب ابی حنیفة لنكاح امرأة من اهل الحديث فقال اخاف عليه ان يذهب ايمانه وقت النزع لانه استخف بمذهبه الذی هو حق عنده وتركه لا جل جيفة منتنة (شامی كتاب التعزير ص ۸۰ ج ۴)

(۳) شرعاً اس عذر کا اعتبار نہیں۔

(۴) اس صورت کو علیحدہ وضاحت کے ساتھ لکھ کر جواب حاصل کریں۔

(۵) دفع مضرت اور جلب منفعت کے سبب باپ اور بیٹوں کی آپس میں ایک دوسرے کے لیے شہادت معتبر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بوڑھے نے اپنی جوان بیوی کو تین طلاقیں دیں، اس کے بارے میں حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بوڑھا ہے جس کا نام رحمتہ اللہ ہے اور اس کی بیوی نوجوان ہے۔ اس آدمی نے اپنی بیوی کو تین دفعہ طلاق دے دی ہے۔ چند گواہ جو دوسرے کاغذ میں درج ہیں جو دوبارہ اس کاغذ پرنوٹ کردیے گئے ہیں۔ یہ تمام واقعہ مندرجہ ذیل اشخاص کے روبرو ہوا ہے۔ مزید یہ کہ اس آدمی نے اپنی بیوی کو تین دفعہ ماں اور بہن کے الفاظ سے پکارا ہے۔ لہٰذا آپ اس کے بارے میں ہمیں کچھ سند دلوادیں۔

گواہ شد۔ موسن درکھان

گواہ شد۔ رحیم بخش درکھان

گواہ شد۔ اللہ وسایا خان

﴿ج﴾

اگر دو عادل دیندار گواہوں کی گواہی سے تین دفعہ طلاق ثابت ہوجائے تو عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی۔ عدت تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ ماں بہن کہنے سے طلاق نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غصے کی حالت میں گھر میں داخل ہوا اور طلاق طلاق طلاق، عورت مخاطب نہ تھی، کیا حکم ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں زید اپنی بیوی سے رنجیدہ ہوتا ہے اور ایک دن بیوی ناراض ہوکر گھر سے باہر نکل جاتی ہے جسے زید کی ہمشیر واپس لاتی ہے اور اس روز کے بعد بوقت عصر جبکہ زید ہمشیر کے مکان پر

چائے پی رہا ہے۔ بیوی وہاں پر کسی کام کے لیے آتی ہے اور زید کو کہتی ہے کہ کیا بات ہو رہی ہے تو زید کہتا ہے کہ یہ تمھارا ہی مرنا ہے کیوں ناجائز گھر سے باہر نکلی ہے اور پھر واپس کیوں آئی۔ وہاں پر ہی مرجانا تھا۔ تو زید کی بیوی یہ الفاظ سن کر یکدم واپس گھر آتی ہے اور اس کے پیچھے زید کی ہمشیر اور ایک بھانجی آتی ہے۔ زید کے مکان میں شور پڑ جاتا ہے۔ بچے ہی شور کر رہے ہیں۔ زید شور سن کر مکان خود کے دروازے میں اندر آتا ہے اور شور وغیرہ دیکھتا ہے اور سخت غصہ اور بخار کی حالت میں ہوتا ہے اور پھر یکدم منہ سے یہ الفاظ طلاق طلاق، طلاق، طلاق زبان سے نکل جاتے ہیں جس میں غالباً عورت کے ساتھ مخاطب نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی بیوی نے پورے الفاظ سنے اب زید نادم ہے اور بیوی میاں راضی خوشی سے ہیں۔

﴿ج﴾

فتاویٰ عالمگیری جلد اول فصل سابع ص ۳۸۲ ج ۱ میں ہے۔ ولو قالت طلقنی فضرب بها وقال لها اینک طلاق لا یقع ولو قال اینکت طلاق یقع وفیه ایضاً سکران هربت منه امرأته فتبعها ولم یظفر بها فقال بالفارسیة بسه طلاق ان قال عنیت امرأتی یقع وان لم یقل شیئا لا یقع کذا فی الخلاصة۔ ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر از اضافت صریحہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔ لیکن علامہ شامی نے جلد ثانی ص ۴۶۶ میں لکھا ہے۔ ولو قال طالق فقیل له من عنیت فقال امرأتی طلقت امراته وفیه ایضًا لو قال امرأة طالق او طلقت امرأة ثلاثا وقال لم اعن امرأتی یصدق ویفهم منه انه لو لم یقل ذلک تطلق امرأته لان العادة من له امرأة انها لحلف بطلاقها لا بطلاق غیرها تو خلاصہ کی عبارت میں وان یقل شیأ لا یقع ہے اور شامی میں لو لم یقل ذلک تطلق ہے۔ نیز فتاویٰ عالمگیری کی اس فصل کے ص ۳۸۳ ج ۱ میں ہے ولو قالت مرا طلاق ده مرا طلاق ده فقال دادم تقع واحدة. لیکن شرط وقوع طلاق مطلق اضافت ہے نہ اضافت صریحہ پس جہاں پر عدم وقوع طلاق کا حکم دیا گیا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں اضافت صریحہ نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ وہاں قرینہ تو یہ نہیں ہوتا۔ اگر اس شخص نے طلاق کے الفاظ بولتے وقت اپنی زوجہ کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی اور مغلظہ ہوگی اور اگر اپنی زوجہ کی نیت نہ ہو تو طلاق نہیں ہے۔ بوجہ عدم اضافت۔ واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں دینے سے بیوی مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید اپنی منکوحہ پر سخت غصہ میں ایک مجلس میں گیا۔ سب کے سامنے تین طلاقیں بیک وقت ایک مجلس میں دے دی ہیں اور پھر تحریری طور پر لکھ دیا ہے کہ میری بیوی میرے تن پر حرام ہے۔ میں نے اس کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ کیا اس سے عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(۲) مذکورہ بالا صورت میں فرقہ اہل حدیث اور شیعہ نے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوئی اور ان کے کہنے پر خاوند نے اپنی مطلقہ بیوی بطلاق ثلاثہ کو گھر میں رکھ لیا ہے اور بیوی منکوحہ کے مراسم اس کے ساتھ بھی کر رہا ہے۔ لیکن مذہباً حنفی اب تک ظاہر آ رہا ہے۔ اب اہل بستی کو دھمکی دیتا ہے کہ میں غیر مقلد اور شیعہ ہو جاؤں گا۔ قابل تحریر بات یہ ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ اہل بستی برتاؤ اور میل جول رکھیں یا نہ رکھیں۔ مذکورہ بالا صورت میں فرقہ شیعہ اور فرقہ اہل حدیث نے ایک حدیث نقل کی ہے جو کہ مسلم جلد اول ۴۷۷۔ اور مسند احمد ص ۳۱۴ جلد اول اور مستدرک حاکم ص ۱۹۶ پر مرقوم ہے۔ عن ابن عباسؓ کان طلاق علی عهد رسول الله وابی بکرؓ وسنتین من خلافة عمرؓ طلاق الثلاثة واحدة الی آخره۔ آپ سے درخواست ہے کہ احناف کا مفصل ومدلل جواب تحریر فرمائیں۔

﴿ج﴾

اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے۔ تو اگرچہ وہ اس طرح طلاق دینے سے گنہ گار ہوا۔ لیکن طلاقیں تینوں پڑ جائیں گی۔ امام مالکؒ جو حدیث نبوی کے پہلے مصنف اور سب سے بڑے محدث اور استاذ المحدثین ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ جن کی تصانیف حدیث کتب حدیث کی روح ہیں۔ امام شافعیؒ اور امام اعظمؒ ابوحنیفہ جو حدیث وفقہ کے مشہور امام ہیں اور امام اوزاعیؒ اور سفیان ثوریؒ سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ وقول مردود ومخالف اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ روافض وغیرہ نے اس کو لیا ہے۔ کذا قاله العینی فی شرح الصحیح البخاری

پس اس قدر بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت کی گنجائش نہیں رہتی کہ ان سب حضرات محدثین وائمہ حدیث وفقہ کو حدیث رسول سے ناواقف کہے اور آج چودہ سو برس گزر جانے کے بعد تمام امت کے خلاف نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ فرقہ اہل حدیث وروافض اپنے مقصد کے ثبوت کے لیے جو نقل

کرتے ہیں وہ۔ یا منسوخ ہیں یا مؤول اور ان کے منسوخ ہونے پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو راوی حدیث ہیں۔ شہادت دیتے ہیں۔ کما اخرجه ابو داؤد عن ابن عباسؓ فی حدیث طویل و ذلک ان الرجل کان اذا طلق امرأته فهوا حق برجعتها و ان طلقها ثلاثا فنسخ ذلک. (۳) ہزارہا صحابہ کرام اور کروڑوں علماء امت اور تمام ائمہ مجتہدین نے اگر قرآن وحدیث کو معاذ اللہ نہیں سمجھا تو پھر کیا یہ حضرات مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ دیکھ کر دین کی حقیقت کو سمجھ گئے ہیں؟ معاذ اللہ یہ تلعب بالدین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ امداد المفتین صفحہ ۴۵۰ ۔ ج ۲ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

تین طلاقیں تحریر کرنے کے بعد عورت مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص ایک غریب کی عورت کو بھگا کرلے گیا اور پھر کسی اور ضلع میں جا کر نکاح کیا اور اس عورت کا نکاح پہلے بھی ہوا تھا۔ اس نے جا کر وہاں نکاح کرانے کے بعد عورت کے وارثوں کو کہلا بھیجا کہ یہ طلاق دے دے اور ہم سے راضی نامہ کرے۔ لیکن اس عورت کے پہلے مرد نے قانونی کارروائی کی لیکن ناکام رہا۔ اس کے بعد اس مرد نے جو عورت کو بھگا کرلے گیا تھا۔ کسی کی معرفت اس کے وارثوں کو کہنا شروع کیا کہ یہ مجھ سے راضی نامہ کرے اور عورت کو طلاق دے دے۔ اس کے پہلے مرد کو مجبور کر کے اس عورت کے وارثوں نے ایک کچے کاغذ پر طلاق کرادی۔ لیکن اس نے اپنے منہ سے تین دفعہ طلاق نہ کہی اور کاغذ کچے پر انگوٹھا وغیرہ لگایا اور کہا کہ جاؤ اب ہم نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس کی عورت اپنے پہلے مرد کے پاس آ گئی ہے اور اس مرد کو چھوڑ دیا ہے۔ جو اسے بھگا کرلے گیا تھا۔ اب کیا میں اس کو گھر آباد کر سکتا ہوں۔ یا نکاح کر سکتا ہوں۔ کوئی ایسا حل ہے کہ میں اس کو گھر میں آباد کروں۔ اللہ وسایا ولد محمد بخش۔

﴿ج﴾

سائل کے بیان کے مطابق وہ اس طرح مجبور نہیں ہوا جسے شرعاً اکراہ کہا جا سکے۔ صرف اغوا کنندہ کی برادری والوں کے کہنے اور اصرار پر انھوں نے طلاق نامہ پر دستخط کیے ہیں۔ اب حکم یہ ہے کہ یہ عورت مطلقہ ہو گئی۔ اب اگر اس کی عدت تین حیض گزرنے کے بعد اغوا کنندہ نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ تو یہ اس کی منکوحہ ہوئی اور جب تک

وہ طلاق نہ دے۔ پہلے خاوند کے لیے کسی طرح اس سے نکاح کرنا یا اس کا رکھنا جائز نہ ہوگا۔ اگر اغوا کنندہ نے اس کے ساتھ نکاح بعد از طلاق نہیں کیا تو دیکھا جائے اگر سابق خاوند نے ایک طلاق تحریر کر دی ہے یا دو تو بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے اور اگر تین طلاق تحریر کر دی ہیں اور اسے تحریر میں درج شدہ تین طلاقوں کا علم ہے اور دستخط کر دیے ہیں تو بغیر حلالہ اس کے نکاح میں دوبارہ نہیں آ سکتی۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک مجلس میں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق بیک وقت دے دیں۔ کیا وہ اپنی مطلقہ عورت سے از روئے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ نکاح یا رجوع کر سکتا ہے؟

﴿ج﴾

ایک مجلس میں تین طلاقوں کے واقع ہونے پر نہ صرف چار ائمہ متفق ہیں۔ بلکہ اکثر صحابہؓ جمہور تابعینؒ اور جمہور فقہاء سب متفق ہیں۔ یہی مذہب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہی مذہب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ یہی مذہب خود ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔ جن کی روایت سے بعض اہل ظاہر استدلال کرتے ہیں۔ قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الأيه قال فى الشاميه فالقرآن والله اعلم يدل على ان من طلق زوجة له دخل بها اولم يدخل بها ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. سنن الكبرىٰ ص ۳۳۳ . ج۷ .

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ يقول ان طلقها ثلاثا فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره . بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق ثلاثا فسأل النبى صلى الله عليه وسلم اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاقها الاول (بخارى ص ۷۹۱ . ج۲ واللفظ له ومسلم ص ۴۶۳ . ج۱ وسنن الكبرى ص ۳۳۴ . ج۷) قال الامام النووى فى شرح مسلم وقداختلف العلماء فيمن قال لامرأته انت طالق ثلاثاً فقال مالك والشافعى وابو حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلث الخ واحتج الجمهور بقوله تعالىٰ ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه لا تدرى لعل

الـلـه يـحـدث بـعـد ذلـك امرا قالوا معناه ان المطلق قد يحدث له ندم فلا يمكنه تدارکه لوقوع البينونة فـلـو كـانـت الثلاث لم تقع له طلاقه هذا الا رجعيا فلا يندم واحتجوا بحديث ركانة انه طـلـق امـرأتـه البتة فقال له النبى صلى الله عليه وسلم ما اردت الا واحدة قال والله ما اردت الا واحـدة فهـذا دليـل عـلـى انه لواراد الثلاث لوقعن والا فلم يكن لتحليفه معنى واما الرواية التى رواهـا الـمـخـالـفـون ان ركـانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة فرواية ضعيف من قوم مجهولين وانما الـصـحـيح منها ما قدمناه انه طلقها البتة ولفظ البتة محتمل للواحدة والثلاث ولعل صاحب هذه الـروايـة الـضـعيفة اعتقل ان لفظ البتة تقتضى الثلاث فرواه بالمعنى الذى فهمه وغلط فى ذلك الخ ۔ معلوم ہوا کہ رکانہ کی صحیح اور معتبر روایات میں طلاق ثلاث کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس میں لفظ البتۃ مذکور ہے۔قال الشـامـى ص ۲۳۳ ج ۳ وذهـب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع الثلاث الخ والتفصيل فى عمدة الاساس فى حكم طلقات الثلاث.

__ضروری نوٹ__

پشت پر جس فتویٰ کا عکس لیا گیا ہے۔ یہ بالکل جعلی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی اور مولانا عبداللطیف صاحب مرحوم کے جعلی دستخط کیے ہیں۔ یہاں تک کہ الفاظ تصحیح غلط درج ہیں۔ مدرسہ قاسم العلوم کا نام بھی غلط تحریر کیا ہے اور ایک اور فتویٰ سے دارالافتاء کا مہر کاٹ کر اپنے فتویٰ پر چسپاں کیا ہے اور عکس لیا ہے۔ جس فتویٰ پر مہر کاٹ کر لگایا ہے۔ اس کا نمبر ۵۲۳۷۔ ج ۱۵ ہے اور من وعن ہمارے پاس درج ہے اور وہ فتویٰ نکاح کے متعلق ہے۔ طلاق کا نہیں۔ بہر حال پشت پر درج شدہ فتویٰ دارالافتاء قاسم العلوم سے جاری نہیں ہوا اور وہ بالکل غلط ہے۔ (کسی دھوکہ باز کی جعلسازی کی جانب اشارہ ہے) لہٰذا تین طلاق واقع ہو چکی ہیں اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقیں دینے کے بعد خاوند کا یہ کہنا کہ میں نے دل سے نہیں کہا، بے سود ہے


س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ رحمتی زوجہ جان محمد نے عشاء کے بعد گھر بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ غلام رسول نے میرے کہنے پر میری لڑکی آمنہ کو اپنے منہ سے تین دفعہ طلاق کے الفاظ کہہ دیے ہیں۔ آیا طلاق واقع ہوگئی یا

نہیں۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ میں نے مسئلہ کی تحقیق نہیں کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ جب تک کوئی مرد گواہ نہ ہوں اس وقت تک طلاق نہیں ہوتی۔ یہ بات کہہ کر میں واپس آ گیا۔ اگلی صبح کے وقت رحمتی نے اپنا لڑکا غلام رسول کی طرف بلانے کو بھیجا۔ تو غلام رسول رحمتی کے بجائے میرے پاس مسجد میں آ گیا اور مجھ سے غلام رسول نے دریافت کیا کہ آپ کو رحمتی نے بلایا تھا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے بلایا تھا اور میں گیا تھا۔ میں نے غلام رسول کو بتایا کہ رحمتی کہتی ہے کہ غلام رسول نے میری لڑکی آمنہ کو تین طلاق کے الفاظ کہہ دیے ہیں۔ میں نے یہ بات کہہ کر غلام رسول سے پوچھا کہ کیا واقعی تو نے طلاق دی ہے۔ تو غلام رسول نے تسلیم کیا کہ ہاں میں نے تین طلاق کہہ دی ہیں۔ پھر ایک عام مجلس میں مولوی عبدالحمید نے غلام رسول کو کہا کہ تو آمنہ کو تین طلاق دے چکا ہے۔ غلام رسول نے اس بات کا انکار کیا۔ تو مولوی عبدالحمید نے کہا کہ تو مسجد میں بیٹھا ہے۔ قسم کھاتا ہے کہ تو نے طلاق نہیں کہی۔ تو اس نے کہا کہ میں نے دل سے نہیں کہی۔ لہٰذا بالوضاحت تحریر فرمائیں کہ تین طلاق سے آمنہ غلام رسول پر حرام ہوگئی یا نہیں؟


ج

اگر شخص مذکور نے زبان سے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہے۔ تو یہ عورت مطلقہ ہوگئی ہے۔ اب خاوند کا یہ کہنا کہ میں نے دل سے نہیں کہا۔ بے سود ہے۔ اس سے طلاق کے وقوع پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

وقوع طلاق ثلاثہ کے بعد بغیر حلالہ بیوی اس کو حلال نہیں


س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ شوہر بیوی سے کہہ رہا تھا۔ دیکھ ممتاز اگر تجھے گھر میں رہنا ہے۔ تو میری مرضی کے بغیر گھر میں غیر آدمی نہیں آئے گا اور نہ ہی تو میری مرضی کے بغیر گھر سے باہر جائے گی۔ اس پر اس نے جواب دیا۔ جو شخص میری غیرت اور عزت بچائے گا۔ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتی۔ مجھ کو گھر میں رکھ یا نہ رکھ۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ کس نے تمھاری عزت بچائی ہے۔ کیا غیر آدمی نے تمھارے شوہر سے عزت بچائی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ کس سے بھی سمجھ لو اور اپنے شوہر پر عزت فروشی کا الزام لگاتی ہے اور اپنے شوہر پر ایک عورت سے ہمبستری کا الزام لگاتی ہے۔ جب بیوی نے اس پر دوبارہ الزام لگایا۔ تو اس پر اس کے شوہر نے کہا کہ ممتاز میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں، میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور آج سے تو میری بہن اور میں تیرا بھائی ہوں۔ اس طلاق

کے چار مرد اور دو عورتیں گواہ ہیں اور اب یہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہتے ہیں۔ محلّہ کے لوگوں نے ان دونوں سے اس کے بارے میں معلومات کی تو انھوں نے بتایا کہ وہ علماء اہل حدیث سے فتویٰ حاصل کر چکے ہیں کہ طلاق نہیں ہوئی ہے۔ علماء اہل حدیث کے فتویٰ کا نقل آپ کے پاس روانہ کر رہے ہیں۔

﴿ج﴾

بصورت مسئولہ خط کشیدہ عبارت کی رو سے مسماۃ ممتاز پر اس کے شوہر کی طرف سے اس پر تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں اور زن وشوہر کی زندگی ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ بیوی شوہر پر ابداحرام ہوگئی۔ لقولہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ۔ اس لیے اب نہ رجوع جائز ہے۔ اور نہ ہی تجدید نکاح کی گنجائش ہے۔ وفی الدرالمختار ص ۲۳۲ ج ۳ والبدعی ثلاث متفرقة وقال فی ردالمحتار و کذا بکلمة واحدة بالاولی وعن الامامية لا يقع بلفظ الثلاث وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهرلهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وقال النووی رحمة الله علیه فیمن قال لامرأته انت طالق ثلاثا فقال الشافعیؒ و مالکؒ و ابوحنیفةؒ و احمدؒ وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث مسلم ص ۴۷۸۔ ان روایات سے واضح ہوا کہ مسلک اہل السنۃ یہی ہے کہ ایک ساتھ ایک مجلس میں بھی اگر کوئی شخص تین طلاقیں دے تو واقع ہو جائیں گی۔ اگر چہ خلاف سنت طلاق ہوگی۔ بعض امامیہ وروافض کا خیال ہے کہ اس طرح ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے تین نہ ہوں گی بلکہ ایک ہوگی۔ جو کہ مذہب حق کے سراسر خلاف ہے۔ باقی مسلم شریف کی جس روایت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس سے مراد غیر مدخول بہا ہے۔ کذا فی شرح المسلم للنووی وفی سنن ابی داؤد ص مذکورہ بالا۔

الغرض مسماۃ ممتاز پر اس کے شوہر کی طرف سے تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔ زن وشوہر کے تعلقات ناجائز ہیں۔ الابعد التحلیل اور یہی مذہب جمہور صحابہ تابعین، ائمہ کرام اور اہل السنہ والجماعۃ کا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مکتبہ دارالافتاء مدرسہ عربیہ اسلامیہ جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی
الجواب صحیح ولی حسن غفرلہ

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے اور اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ لقولہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الأیه قال

الشافعی فالقران والله اعلم يدل على ان من طلق زوجة له دخل بها او لم يدخل بها ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره . کتاب الام ص ۱۶۵ ۔ ج۵ وسنن الکبری ص ۳۳۳ ج۷ علامہ ابومحمد بن حزم الظاہری اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ فهذا يقع على الثلاث مجموعة ومتفرقة ولا يجوز ان يخصص بهذه الآية بعض ذلك دون بعض بغير نص (محلی ص ۲۰۷ ج ۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ ان رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت فطلق فسأل النبي صلى الله عليه وسلم اتحل للاول قال لا حتى يذوق عسيلتها كما ذاقها الاول (بخاری ص ۷۹۱ ج ۲) واللفظ له . وسنن الکبری ص ۳۳۴ ج۷ وابو داؤد ص ۳۰۶ میں سہل بن سعد کی روایت ہے۔ فطلقها ثلث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فانفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم ص ۳۲۶ ج ۱ میں ہے۔ الجمهور من العلماء على ان يلزمه الثلاث وبه القضاء وعليه الفتوى وهو الحق الذى لا شک فيه الخ . زرقانی فی شرح مؤطا مصری ص ۱۶۷ ج۳ میں ہے۔ والجمهور على وقوع الثلاث بل حكى ابن عبدالبر الاجماع قائلا ان خلافه شاذ ولا يلتفت اليه الحاصل حضرات صحابہ کرام کی اکثریت، جمہور تابعین، ائمہ اربعہ اور جمہور علماء اسلام کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔ قال الامام النووی فی شرح مسلم ص ۴۹۸ ج ۱ فقال الشافعی ومالک و ابو حنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث الخ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بیوی کو بے اولاد سمجھ کر طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مجھے محمد یسٰین ولد محمد مالک قوم چنڑ عمر تقریباً ۱۴ سال کو اپنے ۴ رشتہ داروں نے کہا کہ تیری بیوی بیمار ہے۔ اس کو طلاق دے دو۔ عرصہ ۶ ماہ تک یہ آدمی میرے پیچھے پڑے رہے مگر میں نے ان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ مگر جب وہ ناکام ہوئے تو انھوں نے ایک نئی چال چلی اور اسی دوران میں میری بیوی بیمار ہوگئی اور وہ اپنے ماں باپ کے گھر آ گئی۔ علاج کے لیے اتفاق سے حکیم محمد یار بھی گاؤں میں رہتا تھا۔ لڑکی کے اس باپ نے اسی حکیم محمد یار سے علاج شروع کیا۔ دشمن کو موقع ملا۔ انھوں نے حکیم صاحب سے کہا کہ کسی طرح یہ اپنی بیوی

کوطلاق دے دے۔تو ہم تم کو خوش کریں گے۔تقریباً ایک ماہ علاج ہوتا رہا۔ایک دن حکیم صاحب نے مجھے اپنے گھر بلوایا اور کہا کہ تیری بیوی بہت سخت بیمار ہے۔اس کے اولاد کبھی نہیں ہوگی اور میں شرط لگاتا ہوں کہ اگر اس کو اولاد ہوئی تو میں تجھے ایک ہزار روپے نقد دوں گا۔اس وقت علی محمد بھی حکیم کے پاس تھا۔تو میں نے جلدی میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔جب یہ الفاظ میری زبان سے نکلے تو حکیم جلدی سے اٹھ کر لڑکی کے باپ محمد بخش کے پاس آیا اور کہا کہ محمد یسٰین نے تیری لڑکی کو طلاق دے دی ہے۔تو لڑکی کے باپ نے کہا کہ لڑکی تو تین ماہ کی حاملہ ہے۔کس وجہ سے طلاق دی ہے۔اب دونوں میاں بیوی آپس میں آباد ہونا چاہتے ہیں۔تو اس کی کیا صورت ہوگی۔سائل کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اس نے تین بار لفظ طلاق کہے اور تین بار حرام کے الفاظ کہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہو سکتا۔لقولہ تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الآية . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق اور سامان جہیز

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس فیصلہ کی بابت جبکہ

(۱) مسمی محمد یسٰین ولد عزیز اللہ اپنی سابقہ اہلیہ بنام سکینہ بنت نصیب الدین جو کہ ہندوستان میں مقیم ہے۔اس سے نکاح کرنے کے کچھ مدت کے بعد یہ پاکستان چلا آیا اور یہاں آ کر کچھ مدت کے بعد دوسرے نکاح کے تجویز میں یہ لکھ دیتا ہے اور اس تحریر کے ایک ماہ بعد نکاح دوسرا یہاں پر ہو جاتا ہے اور اس نکاح کے وقت بھی ایک اور تحریر لکھی جاتی ہے۔جس میں بمعہ گواہاں دستخط موجود ہیں۔جو اس وقت ہمراہ کاغذ پیش ہیں اور ان کی نقل بمطابق اصل کے ہے تو کیا مسماۃ مذکورہ کو طلاق ہوگئی ہے یا نہیں۔(۲) اگر مسماۃ مذکورہ کو طلاق ہوگئی تو وہ اپنا سامان جہیز جو کہ نکاح کے وقت دیا گیا تھا۔اس میں اپنے کا کوئی حق رکھتی ہے یا نہیں۔جبکہ مسماۃ مذکورہ اپنے والد کے گھر پر رہتی ہو اور نہ رخصتی ہوئی ہو اور نہ کوئی اولاد ہوئی۔لہٰذا حکم شرعی کے جواب سے مشکور فرمائیں تاکہ باہمی تنازعات کا فیصلہ ہو جائے۔نقل نمبر ۱ میں اپنی زوجہ سکینہ بنت نصیب الدین کو آج مورخہ ۷ فروری ۱۹۵۳ء کو اپنے سے آزاد کرتا ہوں۔اب وہ مجاز ہے چاہے جہاں اپنا

نکاح ثانی کر سکتی ہے۔اس تاریخ میں بمعہ مندرجہ ذیل گواہاں کے زبانی و تحریری طلاق لکھی جاتی ہے۔۷ فروری ۱۹۵۳ء۔طلاق دہندہ۔محمد یسٰین ولد عزیز الدین

نقل نمبر ۲ منکہ محمد یسٰین ولد عزیز اللہ صاحب مہاجر ساکن ملتان شہر لکھ دیتا ہوں۔اس بات پر کہ مسماۃ سکینہ ساکن سرور پور کھرل تحصیل باغبیت ضلع میرٹھ ملک ہندوستان جو کہ میری منکوحہ بیوی تھی کو میں نے برضا و رغبت بلا جبر و اکراہ بہوش و حواس تمام طلاق دی ہے۔جس کی مزید تصدیق کے لیے مندرجہ بالا سطور لکھے جا رہے ہیں۔العبد محمد یسٰین بقلم خود ملتان محلہ پھیڑیوں والا مکان نمبر ۱۳۳۱۔

گواہ شد غلام حسین بقلم خود اندرون حرم گیٹ

گواہ شد محمد شفیع بقلم خود اندرون حرم گیٹ

﴿ج﴾

(۱) عورت مذکورہ پر طلاق واقع ہوگئی۔

(۲) جہیز کا سامان باپ نے چونکہ لڑکی کو دیا تھا۔وہ لڑکی ہی کی ملکیت سمجھی جائے گی۔لہٰذا لڑکی کو ہی دیا جائے گا۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سہ بار طلاق قطعی دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو روبرو گواہان کے تین مرتبہ طلاق طلاق طلاق دے کر نفس اپنا اوپر نفس مذکورہ کے بالکل حرام کر دیا ہے۔اس طرح اپنی بیوی کو بھی طلاق کا اعلان کر دیتا ہے۔اس کے بعد اس نے دوسری شادی بھی کر لی ہے۔اب تقریباً عرصہ چار سال کے بعد کہتا ہے کہ یہ طلاق جو دی ہے یہ میں نے منہ سے نہیں کہی۔اس صورت میں کیا طلاق ہوگی یا نہیں۔اگر طلاق ہوگئی ہے تو اب یہ مذکور مرد اور عورت کس طرح نکاح کر سکتے ہیں۔اس مسئلہ کو واضح طور پر سمجھائیں اور یہ فرمائیں کہ اب اس مرد کا یہ کہنا کہ میں نے یہ طلاق دیتے وقت طلاق کے الفاظ منہ سے نہیں کہے کیا یہ کہنا قابل یقین ہے یا نہیں۔نقل طلاقنامہ قابل ملاحظہ لف ہے۔

﴿ھو المصوب﴾

بموجب طلاق نامہ ہذا ممتاز حسین شاہ مذکور کی زوجہ مسماۃ شگفتہ بلقیس فاطمہ مذکورہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ

ہوگئی ہے۔ کیونکہ اس کے الفاظ ہیں کہ سہ بار طلاق طلاق طلاق دے کر نفس اپنا اوپر نفس مذکورہ کے قطعاً آج سے حرام کردیا ہے۔ لہٰذا تین طلاقیں واقع شمار ہوں گی۔ اگرچہ منہ سے طلاق کے الفاظ نہ بھی کہہ چکا ہو کیونکہ طلاق تحریر سے بھی واقع ہوجاتی ہے۔ لہٰذا بغیر حلالہ کے دوبارہ کسی طرح آباد نہیں ہوسکتے۔ عورت عدت شرعیہ گزار لینے کے بعد دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ **لقولہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره** الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبداللطیف غفرلہ

تین دفعہ طلاق اسی مجلس میں رجوع کرنا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ ایک شخص غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ میں نے تم کو طلاق دی ہے تم کو طلاق ہے تم کو طلاق ہے ایک ہی مجلس میں تین دفعہ کہتا ہے اور اسی مجلس میں رجوع کر لیتا ہے کہ میں نے یہ غصہ میں کہہ دیا تھا کیا ایسا کرنے سے اُس کی عورت کو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں۔ مفصل بحوالہ کتب جواب عنایت فرمادیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اس شخص کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ آباد نہیں ہوسکتی۔ غصہ میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ **قال تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الآیۃ** فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ صفر ۱۳۸۹ھ

طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر حرام کرنا

﴿س﴾

میرے لڑکے مسمی حق نواز کا نکاح ممتاز بی بی سے ہوا اور منظور حسین ولد عنایت قوم سندا کا نکاح مسمات سکینہ بی بی سے ہوا۔ سکنہ چک نمبر ۸۱ گادیاں والی ضلع لائل پور عالی جاہ منظور حسین کی برات یعنی سر میل موضع بدھوآنہ ضلع جھنگ آ کر سرانجام ہوا۔ دوسرے دن یعنی ۱۵ چاند سر حق نواز کی برات برائے سر میل ہم گئے انھوں نے شادی کر دینے سے

انکار کردیا۔ ۹ دن تک مابین برادری تصفیہ نہ ہوسکا۔ روبرو مندرجہ گواہان ان کی منت سماجت کرتے ہیں۔ ہمارے سامنے منظور حسین نے بقائمی ہوش وحواس وسلامتی عقل کہا تین طلاقوں سے مسمات سکینہ میرے پر حرام اور جہاں چاہے ثانی نکاح کرسکتی ہے اور شادی شدہ مسماۃ سکینہ واپس لے جاؤ ہمارے کام کی نہیں۔ میں مسمی منظور حسین نے اپنی ہمشیر مسماۃ ممتاز بی بی کا رشتہ ختم کو دیا۔ قدرۃً ایک سال کے بعد ممتاز بی بی فوت ہوگئی۔

ہم نے باوجود زبانی طلاقوں کے پنچائت کی لیکن مذکور صاحب جواباً طلاق طلاق کہتا رہا۔ عالیجاہ میں نے جناب میر محمد نواز بھروانہ سیال چیئرمین یونین کونسل قائم بھروانہ کی خدمت میں ہر ممکن کوشش کی لیکن وہ طلاق کے لفظ پر مصر ہے اور حاضر نہ ہوئے اور جواب دیتے رہے۔ براہ کرم نوازی عائلی قانون کے مطابق نہ نکاح درج ہوا تھا اور نہ اسٹامپ لکھا گیا۔ براہ مہربانی نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی جائے۔ فریق مخالف کو ایک دو علماء کے ذریعہ بلایا مگر نہ آیا۔ العبد اللہ دتہ ولد بہادر قوم نصیح سکنہ موضع بھر، نہ یونین کونسل قائم بھروانہ ضلع جھنگ۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر واقعی منظور حسین نے مسماۃ سکینہ بی بی کو طلاق دے دی ہے تو شرعاً طلاقیں واقع ہوچکی ہیں۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ کذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ

ایک ہی لمحہ میں تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

گزارش ہے کہ بندہ کو کسی وقت غصے میں آ کر اپنی عورت کے کسی دوسرے آدمی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے کا دل میں شک گزرا ویسے میں نے اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا۔ اسی بنا پر میں نے تین بٹے پھینکے ہیں۔ اب میں دوبارہ اسی پہلی عورت کے ساتھ اپنا نکاح پڑھانا چاہتا ہوں آیا تین بٹوں سے طلاق ہوتی ہے یا نہیں۔ جو شریعت مصطفیٰ کا راہ ہو۔ اسی کے مطابق فتوی دے دیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ میں دوبارہ نکاح پڑھاؤں یا نہ۔

﴿ج﴾

سائل غلام حسین کے زبانی معلوم ہوا کہ اس نے تین دفعہ لفظ ''چھوڑ دیا'' کہا اور تین پتھر ڈالے بنابریں سائل کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوچکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک ہی لمحہ میں تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی (جس کے ہوش وحواس قائم تھے) نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کے بار بار اصرار پر زبان سے تین دفعہ طلاق ایک ہی لمحہ میں دے دی اور تین پتھر بھی اسی وقت پھینک دیے۔ چند دنوں بعد آدمی مذکور نے اپنی مطلقہ کو اس کے میکے سے واپس لا کر اپنے گھر رکھ کر میاں بیوی جیسے تعلقات پیدا کیے اور ساتھ ہی دوبارہ آپس میں نکاح پڑھوالیا۔ کیا مندرجہ بالا صورت میں طلاق واقع ہوگئی یا نہیں

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین کا آپس میں آباد ہونا جائز نہیں۔ اس شخص پر فرض ہے کہ وہ اس عورت کو فوراً اپنے آپ سے الگ کر کے توبہ تائب ہو جائے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کے ساتھ برادری کے تعلقات ختم کر دیں۔ في الشامية (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالا ولى (الى ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (رد المحتار ص ۲۳۳ ج ۳) وقال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الأية فقط والله تعالىٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ شعبان ۱۳۹۱ھ

صرف تین طلاقیں ہی کافی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسماۃ امیراں مائی دختر غلام فرید ذات بھٹی پیشہ موچی سکنہ موضع ساہی چاون تھانہ لیہ تحصیل وضلع ملتان کا عقد ہمراہ محمد رمضان ولد غلام محمد ذات بھٹی پیشہ موچی سکنہ موضع نیل کوٹ نزد چونگی نمبر ۶ جدید بوسن روڈ تحصیل وضلع ملتان سے عرصہ تقریباً ۷/۸ سال قبل ہوا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی عقیدہ اہل سنت والجماعت رکھتے ہیں۔ عرصہ تقریباً ۷/۸ ماہ کا ہوا ہے کہ میرے شوہر مسمی محمد رمضان مذکور بالا نے بوقت قائمی ہوش وحواس روبرو گواہان معتبرین دو دیندار تین طلاقیں زبانی دے کر اور یہ کہہ کر کہ آج کے بعد میرا جسم تجھ پر اور تمہارا جسم مجھ پر قطعی حرام ہے۔ پس بعد عدت اپنا نکاح ثانی جدھر چاہو کر لو۔ تم سلوک زوجیت سے فارغ ہو۔ حالانکہ میرے بطن

سے میرے شوہر کی اولاد نرینہ بھی موجود زندہ ہے۔ مگر آج کل چونکہ وہ مقام طلاق والا یعنی موضع کوڈیوھی جیت گڑھ تھانہ لیہ تحصیل کبیروالا ضلع ملتان ترک سکونت کر کے نیل کوٹ آ گیا ہے اور مجھے واپس اپنی بیوی منکوحہ بنانا چاہتا ہے۔ کہتا ہے میں نے تحریری طور پر طلاق نہیں دی۔ اس لیے مجھے قانونی کچھ حکم نہیں ہے اور میرے ماموں حقیقی غلام رسول حقیقی برادر اللہ دتہ اور میرے سردار جس کے ہم رعایا ہیں نے ورغلا کر اس شرط پر رضامند کر لیا ہے۔ لالچ دیا ہے میرے لواحقین لالچی فرد ہیں۔ اب مجھ سے حرام کاری وریاکاری کروانے کی غرض سے ازسرنو سابق شوہر جس نے مجھے شرعاً مطلقہ کر دیا ہے۔ اس کے ہمراہ بھیجنا چاہتے ہیں۔ شرعاً میں اب اس کے پاس مراسم زوجیت قائم کر سکتی ہوں یا پانی میں ڈوب کر تحصیل اجل کی راہ لے سکتی ہوں اور نکاح ثانی کر سکتی ہوں۔ بینوا توجروا۔ سائل مسماۃ امیراں مائی

﴿ج﴾

اگر واقعی محمد رمضان نے اپنی بیوی امیراں مائی کو زبانی تین طلاقیں دی ہیں تو امیراں مائی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ محمد رمضان کے لیے اس کے ساتھ نکاح قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ نیز تحریری طلاق اگرچہ نہیں دی ہے لیکن پھر بھی شرعاً تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔ في الشامية ص ۲۳۳ ج ۳ (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالا ولى (الى ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ۔ فقط والله اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ شوال ۱۳۸۸ھ

دو طلاقوں کے بعد رجوع کیا پھر ایک طلاق دی تو طلاق مغلظہ واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی عورت کو دو طلاقیں دیں۔ بعدہ تجدید نکاح کیا کچھ عرصہ بعد زوجین کے مابین نزاع ہوا اور زید نے ایک طلاق کر دی۔ کیا یہ طلاق پہلی دو طلاقوں سے مل کر عورت کو طلاق مغلظہ سے موصوف کرے گی یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید نے دو طلاق کے بعد جب نکاح جدید کیا تو اب اس کو اپنی زوجہ پر صرف ایک طلاق واقع کرنے کا حق حاصل تھا۔ جب اس نے ایک اور طلاق بھی دے دی تو اس کی زوجہ تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی

اوراب بغیر حلالہ دوبارہ طرفین میں نکاح نہیں ہوسکتا۔قال فی الفتح کما لو تزوجها قبل التزوج او قبل اصابة الزوج الثانی حیث تعود بما بقی من التطلیقات۔فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ
۱۱ رجب ۱۳۹۷ھ

پوچھنے پر بتایا کہ ''میں نے سات طلاقیں دیں'' کے قول پر ثلاثہ واقع ہوگئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی دوسرے سے پوچھتا ہو کہ ارے میاں تونے طلاق دی ہے۔ سنا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہاں میں نے سات طلاق دی ہیں۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ کون سی طلاق ہوگی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں اوراس شخص کی بیوی مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد ہونا جائز نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۵ صفر ۱۳۹۰ھ

طلاق ثلاثہ کے بعد رجوع بدون حلالہ درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی غلام حیدر جو مذہباً سنی حنفی ہے اس نے عرصہ دراز سے شیعہ عورت سے نکاح کیا ہوا ہے۔جس سے پانچ عدد اولاد چار لڑکیاں اور ایک لڑکا موجود ہے۔تین ہفتہ ہوئے ہیں کہ مسمی غلام حیدر کا اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا۔تو غلام حیدر نے اپنی بیوی کو سہ طلاق سے مطلقہ کر دیا ہے۔تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ غلام حیدر کا سابقہ نکاح جس کو شیعہ مولوی نے پڑھا تھا کیا درست ہے یا نہ بالفرض نکاح نہ ہونے کی صورت میں کیا تجدید اسلام کرا کر تجدید نکاح کر سکتے ہیں۔

﴿ج﴾

اولاً تو مطلق شیعہ کی تکفیر متفق علیہ نہیں ہے۔علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ثانیاً اگر کافر بھی ہو۔تب بھی بعض نے ان کو اہل کتاب قرار دے کر ان کے ذبیحہ کو حلال اور ان کی عورت کو نکاح میں لینا جائز قرار دیا ہے۔لہٰذا جو

شیعہ عورت ایک سنی مسلمان کے نکاح میں کافی عرصہ تک رہ چکی ہے اوراس سے وہ صاحب اولاد ہو چکی ہے۔نکاح کرتے وقت اوراس کے بعد کسی کو اس کے نکاح کے بطلان کا خیال تک نہیں آیا اور نہ تجدید کا۔اب جب مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے بہ نص قرآن زوج مطلق کے لیے بغیر حلالہ حرام ہوگئی ہے۔اب کیسے ہم محض بغیر حلالہ تجدید اسلام کرا کر اس شخص کے دوبارہ آباد ہونے کی غرض سے صرف مذہباً شیعہ ہونے کی بنا پر اس کے مدتوں سابق نکاح کے بطلان کا فتوی دے سکتے ہیں اوراس کی ساری اولاد غیر ثابت النسب قرار دے سکتے ہیں۔ہم میں اس کی مجال ہرگز نہیں اور کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس عورت کو دوبارہ اسی زوج سابق کے ساتھ ہی آباد کیا جائے اور بعید سے بعید احتمالات وجود جواز کے تلاش کیے جائیں۔تجدید اسلام ضرور کرائیں لیکن اس کا نکاح کسی دوسرے مسلمان شخص سے کرائیں اوراسی زوج سے قبل از تحلیل نہیں۔بعد از تحلیل جائز ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

نوٹس طلاق منجانب محمد اسلم ولد محمد رمضان قوم کھوکھر سکنہ مخدوم پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان کا ہوں بقائمی ہوش و حواس خمسہ لکھ دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی بیوی حیات بشیراں دختر ...... قوم کھوکھر سکنہ موضع ساہی چاون تحصیل وضلع ملتان کو بوجہ کشیدگی کے آج ۳ بار طلاق ثلاثہ دے کر اپنے نفس پر قطعی حرام کر دیا ہے اور آزاد کر دیا ہے حق زوجیت سے خارج کر دیا ہے۔حق المہر ادا شدہ ہے خرچ عدت شرعی جہاں چاہے نکاح ثانی کرے میرا کوئی عذر واعتراض نہ ہوگا قبل ازیں نوٹس طلاق حلقہ چیئرمین حاجی کرم خان صاحب کو بھیج دیا تھا جو کہ اس کے پاس موجود ہے۔لہٰذا نوٹس طلاق بخوشی خود بھی مسمات مذکورہ پر لکھ دیا ہے کہ بوقت ضرورت کارآمد ہو المرقوم ۷ جولائی ۱۹۷۱ء نقلہ منشی حسین احمد قریشی درج رجسٹر نمبر۴ ا ملتان شہر العبد محمد اسلم مقر مذکور طلاق دہندہ دستخط محمد اسلم

گواہ شد ربنواز ولد محمد صدیق قوم تصیم سکنہ مخدوم پور یہوڑاں تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان گواہ شد غلام ولد جہاں شہادت قوم کھوکھر سکنہ مخدوم پور یہوڑاں تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان نے محمد اسلم طلاق دہندہ کو شناخت کیا۔گواہ شد نوراحمد ولد غلام محمد قوم کمہار سکنہ مخدوم پور تحصیل کبیر والہ ضلع ملتان۔نقل مطابق اصل ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا۔ عورت عدت شرعیہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الآیه وفی الشامیة (قوله ثلاثة متفرقة) وکذا بکلمة واحدة بالاولی (الی ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث اھ ص۲۳۳ ج ۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید نے اپنی مدخولہ بیوی کو غصہ کی حالت میں خط لکھا کہ جب تو میرے بار بار سمجھانے پر میرے گھر نہیں آتی تو تجھے تین طلاق۔ اب دونوں کا تصفیہ ہو چکا ہے اور میاں بیوی آپس میں رضامند ہیں اور دونوں کی جدائی اب ممکن نہیں ہے۔ تو شرعاً ایسی صورت میں کیا حکم ہے کیا حنفی شخص شافعی مسلک پر عمل کرسکتا ہے اور زید رجوع کرسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ اب بغیر حلالہ طرفین آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ لقوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الایه۔

وفی الشامیة تحت (قوله ثلث متفرقة) وکذا بکلمة واحدة بالاولی (الی ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاث. (الی ان قال) فما ذا بعد الحق الا الضلال (رد المحتار کتاب الطلاق ۲۳۳ ج ۳)

مسئولہ صورت میں زید نہ رجوع کرسکتا ہے۔ نہ ائمہ اربعہ کے مذاہب میں اس کے لیے کوئی گنجائش ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ شعبان ۱۳۹۱ھ

طلاق ثلاثہ کے بعد بدون زوج ثانی سے نکاح کے زوج اول کے ساتھ رہنا بسنا حرام ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مثلاً زید نے ایک عورت معتدہ کے ساتھ ناجائز تعلق رکھا لیکن اس عورت کی طلاق زبانی جو طلاق نامہ پر تحریر ہے عرصہ چار سال سے اس کا خاوند مثلاً بکر دے چکا تھا۔ آج تاریخ ۵۹-۱۲-۱۵ سے پہلے عرصہ تقریباً چھ ماہ سے روبرو گواہاں کے ایجاب وقبول اس مرد زید اور عورت ہندہ مطلقہ نے کیا تھا بعدہ چند آدمیوں کے روبرو طلاق مغلظہ دے دی اور طلاق کا اقرار تمام شہر والوں سے جو کہ اس سے پوچھتا تھا کرتا رہا۔ تحریر بھی کسی وکیل سے کرا کے بھیج دی اور مسجد میں کسی ایک آدمی جو کہ امام مسجد مقرر ہے اس کے روبرو زبانی طلاق دے کر تمام شہر کے چیدہ لوگوں یعنی معتبر لوگوں کے سامنے کہتا رہا کہ میں نے اپنی عورت منکوحہ ہندہ کو طلاق مغلظہ سے حرام کرلیا ہے۔ طلاق گزر جانے کے چار ماہ بعد دوبارہ بغیر حلالہ کے کسی ملا کو چالیس روپے دے کر اور گواہان کو پانچ پانچ روپیہ دے کے مصنوعی نکاح کر کے گھر بٹھا دیا اب مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا ایسے شخص کا نکاح دوسرا چالیس روپیہ والا صحیح ہے یا نہ اگر صحیح نہیں ہے تو ترک موالات ضروری ہے یا نہ اور جو گواہان نکاح میں بیٹھے تھے کیا ان کے نکاح میں کوئی خرابی واقع ہوئی ہے یا نہ اور ان کے ساتھ اور مولوی نکاح خواں کے ساتھ ترک موالات ضروری ہے یا نہ۔

زید عقیدہ کا بریلی ہے اور بکر عقیدہ اہل سنت والجماعت دیوبندی ہے اور زید کی عورت مثلاً موحدہ ہے زید مشکل کشا اور جواز سجدہ اور نذر غیر اللہ کا قائل ہے بلکہ دیوبندی حضرات کو کافر کہتا ہے۔ نبی علیہ السلام اور اولیاء کرام کو علم غیب حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ کیا اس کی عورت موجودہ کا نکاح ختم ہو گیا ہے یا باقی ہے اگر ختم ہو گیا ہے تو عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہ یا طلاق کی ضرورت ہوگی جو حکم شرعی ہو تحریر فرما دیں۔

﴿ج﴾

حسب بیان سائل اگر واقعی اس نے طلاق مغلظہ دی ہو اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس عورت کے ساتھ نکاح کرلیا ہو تو یہ نکاح از روئے شرع ناجائز ہے کلام پاک میں ہے الطلاق مرتن الی قوله تعالیٰ فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره حلالہ میں صرف نکاح کافی نہیں بلکہ احناف کے نزدیک ہم بستری بھی ضروری ہے۔ لحدیث عسیلہ حلالہ کے بغیر اس آدمی نے جو نکاح کیا ہے وہ شرعاً نکاح شمار نہیں ہے۔ نکاح خوان اور گواہ وغیرہ اگر دیدہ دانستہ اس کام میں شریک ہوئے ہوں تو چونکہ انھوں نے تعاون علی الاثم کیا ہے اس لیے وہ تمام گنہگار

ہوں گے۔البتہ اس گناہ کی پاداش میں ان کے اپنے نکاح میں کوئی خرابی نہیں آتی اور جورقم انھوں نے لی ہے وہ حرام ہے۔باقی ترک موالات اس وقت کرنا چاہیے جب وہ اس گناہ کی تلافی اور توبہ سے انکار کرے۔

اس نوعیت کے عقائد اگر چہ درست نہیں ہیں حتیٰ کہ بعض فقہاء اس قسم کے عقیدہ رکھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی چونکہ عن تاویل یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے نکاح باطل نہیں ہوگا۔واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

چھوڑ دیا تین بار کہنے سے طلاق کا حکم؟

﴿س﴾

زید نے اپنی زوجہ کو غصہ کی حالت میں تین دفعہ کہا کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا۔چھوڑ دیا۔چھوڑ دیا۔جس کا ترجمہ عربی میں سرحتک۔سرحتک۔سرحتک ہے۔

شامی نے ص ۲۹۹ ج ۳ پر تصریح کی ہے کہ یہ الفاظ عرف عام میں طلاق صریح میں مستعمل ہیں اور ایک لفظ سے ایک رجعی طلاق پڑے گی۔

كقوله بخلاف فارسية قوله سرحتك ترا رہا کردم لانه صار صريحاً في العرف على ماصرح به آگے لکھتے ہیں۔ثم فرق بينه وبين سرحتك فان سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلبه استعماله في الصريح فاذا قال رہا کردم اي سرحتك يقع به الرجعي ہے ان اصله كناية ايضاً وما ذاك الا لانه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق وقد مران الصريح مالم يستعمل الا في الطلاق من اى لغة كانت اب اشکال صرف یہ ہے کہ طالق نے جب مندرجہ بالا الفاظ سے تین الفاظ کہے ہیں تو زید کی مدخولہ بہا عورت کو طلاق مغلظہ ہوگی اور بغیر حلالہ کے طالق کے لیے عورت حلال ہے یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

طالق نے مندرجہ بالا الفاظ جب تین دفعہ بولے تو طلاق مغلظہ ہوگئی اب بغیر حلالہ کے یہ عورت طالق کے لیے حلال نہیں ہوسکتی سوال میں جو شامی کی عبارت حوالہ کے لیے پیش کی گئی ہے وہ بجا اور کافی ہے۔واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۰ھ

حلالہ کے لیے صرف نکاح اور اکٹھے ہونا نا کافی ہے ہم بستر ہونا ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک عزیز نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے جب کہ اس نے طلاق دی تھی وہ ایران میں کام کر رہا تھا اور اس کی بیوی کراچی میں مقیم تھی۔اس عورت و اس کے خاوند کے رشتہ داروں نے یہ کہا کہ تجھے تیرے خاوند نے طلاق دے دی۔طلاق نامہ ہمارے پاس تمھیں دینے کے لیے آیا ہے۔اس عورت کے ساتھ صرف زبانی بات ہوئی اس نے کوئی کاغذ طلاق نامہ نہیں دیکھا اور نہ لیا ان باتوں کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصہ کے بعد اس کا خاوند گھر آیا تو اپنی بیوی کے پاس نہیں بلکہ دوسرے رشتہ داروں کے پاس آیا پھر اس نے یہ کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں اب میں اس کو اپنے گھر میں رکھنا چاہتا ہوں کوئی ایسا حل فرمایا جائے جس سے کہ میں اس کو اپنے گھر میں رکھ کر زندگی گزار سکوں۔آپ کو اللہ تعالیٰ اجر دے۔میں نے علماء سے دریافت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حلالہ ہونا چاہیے۔اب اگر خاوند ثانی نکاح کرنے کے بعد بخوشی بلا جبر واکراہ کے اس کو اپنا حقوق زوجیت معاف کر دے اور تنہائی میں بغیر کسی مانع شرعی کے اکٹھے بھی ہوں اور پھر قبل از جماع اس کو طلاق دے دے بغیر لالچ وغیرہ کے تو کیا جائز ہے یا کہ نہیں بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

سوال میں یہ نہیں لکھا گیا کہ طلاق کی عدد کتنی ہے۔اگر تین طلاق اس نے دی ہوں تو عورت واقعی بغیر حلالہ کے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی اور حلالہ میں صرف نکاح اور اکٹھے ہونا کافی نہیں جماع ضروری ہے۔اگر تین سے کم طلاق دی ہے تو پھر یہ واضح کرنا چاہیے کہ طلاق رجعی ہے یا بائن کیونکہ اس وضاحت کے بغیر جواب دینے کا کوئی امکان بھی نہیں اس لیے مذکورہ بالا تنقیحات ضروری ہیں۔رجعی طلاق میں دوبارہ نکاح پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔صرف رجوع کافی ہے۔طلاق بائن اگر ایک بھی ہو تب بھی نکاح پڑھنا لازمی ہے۔واللہ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۰ ربیع الاول ۱۳۷۹ھ

شرعی گواہ سے ثابت ہو جائے کہ طلاق دی ہے تو واقع ہو جائے گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ زید کی بیوی اپنے شوہر کے پاس آتی ہے تو زید نے اپنی بیوی کو

اندر سے باہر دھکہ دیا اور کہا کہ تجھ کو طلاق ہے وہ عورت پھر اندر جانے لگی تو زید نے پھر دھکہ دیا اور کہا کہ تجھ کو طلاق ہے وہ عورت پھر جانے لگی تو زید نے پھر دھکہ دیا اور کہا کہ تجھ کو طلاق ہے۔ زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی عورت کو طلاق ہوگئی یا نہ اگر ہوگئی تو کتنی طلاق ہوگی۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

کسی ایسے شخص کو جو علم دین سے پورا واقف ہو فریقین ثالث تسلیم کر کے اس سے فیصلہ کرالیں۔ فیصلہ شرعی اس طرح ہوگا کہ اگر ثالث کے سامنے دو گواہ دیندار معتمد جن کی سچائی ثالث پر واضح ہو طلاق کے اصل واقعہ کی یا اس شخص کے تین طلاق دینے کے اقرار کی گواہی دے دیں تو طلاق ثابت ہوگی اور اگر گواہ نہ پیش کیے جا سکے یا گواہ ثالث کے نزدیک معتمد اور سچے نہ تھے اور اس نے گواہی کو مسترد کر دیا تو مدعی علیہ یعنی عورت کے خاوند کو حلف دیا جائے۔ اگر زوج حلف اٹھانے سے انکار کرے تو طلاق ثابت ہو جائے گی اور اگر حلف اٹھائے تو طلاق ثابت نہیں ہوئی اور عورت بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ اگر ثالث کے سامنے تین طلاق کا ثبوت ہوا تو عورت حرمۃ مغلظہ سے حرام ہوگئی۔ بغیر حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی اور اگر ایک دو طلاق کا ثبوت ہوا تو طلاق رجعی ہوگی۔ عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے۔ بعد از عدت جدید نکاح کی ضرورت ہوگی حلالہ کی نہیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد عورت مرد کے لیے اجنبی ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی غلام رسول ولد جان محمد قوم بلوچ نے بقائمی ہوش و حواس کے اپنی زوجہ کو تین بار طلاق طلاق طلاق کہہ کر مذکورہ یعنی زوجہ کو اپنے نفس پر قطعی حرام کر دیا اور بطور یادداشت اشٹام پر بھی تحریر کر دیا گیا۔ اب اس مرد پر یہ عورت حرام ہوگی یا نہیں اور کیا یہ مرد عورت کو دوبارہ نکاح کرانے پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں اور عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دوسری جگہ نکاح کر لے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

غلام رسول کا اپنی زوجہ کے ساتھ تین طلاق دینے کے بعد کوئی تعلق نہیں رہا۔ تین طلاق دینے سے عورت بالکل اجنبی ہو جاتی ہے۔ اب بغیر حلالہ کے یہ عورت غلام رسول کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔ وہ بھی عورت کی مرضی پر موقوف ہے یعنی اگر عورت اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنا نہیں چاہتی ہے تو اس کو از روئے شریعت مجبور نہیں کیا جائے گا۔ عورت خود مختار ہے جس کے ساتھ چاہے نکاح کرے (عدت کے بعد)

عبدالرحمٰن نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

سہ بار اپنے نفس پر حرام کرنے سے طلاق مغلظہ واقع ہو جاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بنام حافظ شیر محمد نے اپنی منکوحہ غیر مدخولہ کو بلفظ حرام و بلفظ مغلظہ و بلفظ طلاق سہ بارہ مطلقہ کیا ہے۔ مثلاً صورت لفظ طلاق کرنے کی یہ ہے کہ میں نے اپنی منکوحہ مسماۃ حیات خاتون جو کہ میری منکوحہ اور غیر مدخولہ ہے۔ بباعث ناچاقی باہمی سہ بار اپنے تن کے اوپر حرام کر کے طلاق مغلظہ یعنی طلاق طلاق طلاق دے دی ہے۔ آئندہ میرا مسماۃ مذکورہ کے ساتھ کوئی حق زوجیت نہیں رہا اور نہ ہوگا۔ طلاق کے لفظ بولنے سے عورت مطلقہ ہو جاتی ہے یا نہ اگر مطلقہ ہو جاتی ہے تو طلاق مغلظہ سے مطلقہ ہو جاتی ہے یا کسی اور قسم سے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

سہ بار حرام کر کے طلاق مغلظہ یعنی طلاق طلاق دے دی ہے۔ سہ بار حرام کرنے میں سے ایک بار حرام کرنے سے عورت مدخولہ بائنہ ہوگئی۔ دو بار بائنہ بھی اور بعد میں طلاق مغلظہ وغیرہ جو لکھا ہے۔ سب لغو ہو گئے۔ لہٰذا دوبارہ اس مطلقہ کے ساتھ بلا حلالہ نکاح کر سکتا ہے۔ کما هو الظاهر فی كتب الشرح ملا عبدالکریم عفی عنه

الجواب صحیح سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

الجواب صحیح عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے متعلق شک اور گواہ کے مابین اختلاف پر مفصل فتویٰ (عربی)

﴿س﴾

ماقولكم رحمكم الله تعالى فی رجل طلق امراته وقال فی بيانه مجھے پوری طرح یقین نہیں ہے۔ اندازاً پانچ دفعہ میں نے عمر طلاق عمر طلاق کہا۔ واما الشاهدون فاثنان منهم يشهدان بالتطليقتين وامراة معهما كانت حاضرة الواقعه وواحد منهم يقول بالطلاق الواحد. وعلماء ديارنا قد افتوا فبعضهم يقولون لا عبرة لقول الزوج و اخرون افتوا بالثلاث لان الشک فی العدد لا فی اصل الطلاق. والمشكوک ما زاد على الثلث فتثبت الثلاث مستد لين بما قال العلامة الشامی فانظروا قول الشارح والعلامة فی هذه الصحيفة ونظيره ماحقق العلامة ابن الهمام فی كتابه فتح القدير تحت قول الهداية ومن قال لا مراته اذا ولدت غلاماً الخ ص ۱۳۸ ج۳ فالمسئول من جنابكم احقاق

الحق وابطال الباطل وردالمرجوح و ترجيح الراجح مع رقم الصحيفة والباب والاجر عند الله الملک الوهاب ـ والسلام خير الختام. المستفتی احمد سعيد ناظم مدرسه عربيه سراج المدارس گنجال (قائد آباد) ضلع سرگودها



قال العلامة الشامی فی رد المحتار قبيل باب طلاق المد خول بها ص ۲۸۳ ج ۳ (بنی علی الاقل) الا ان يستيقن بالاكثرا ويكون اكبر ظنه الخ وقال الشامی ص ۲۵۰ ج ۳ لونوی به الطلاق عن وثاق (دين) ای تصح نيته فيما بينه وبين ربه تعالٰی لانه نوی ما يحتمله لفظه فيفتيه المفتی بعدم الوقوع اما القاضی فلا يصدقه الخ نمبر ۳ قال صاحب الدر علی هامش ردالمحتار بعد ثلاثة اوراق اواربعة من بدئ كتاب الحظر والاباحة ص ۳۴۶ ج ۳ وشرط العدالة فی الديانات وهی التی بين العبد والرب تعالٰی كالخبر عن نجاسة الماء فيتيمم ولا يتوضاء ان اخبر بها مسلم عدل ولو عبداً اوامةً ويتحری فی خبر الفاسق المستور ثم يعمل بغالب ظنه الخ قال الشامی (وشرط العدالة فی الديانات) ای المحضة احتراز عما اذا تضمنت زوال ملک كما اذا اخبر عدل ان الزوجين ارتضعا من امرأة واحدة لا تثبت الحرمة لانه يتضمن زوال ملک المتعة الخ نمبر ۴ قال الشامی بعد نصف صفحة من الرواية الثانية التی نقلتها انفاً من باب الصريح من كتاب الطلاق والمرأة كا لقاضی اذا سمعته او اخبرها عدل لايحل لها تمكينه والفتوی علی انها ليس لها قتله ولا تقتل نفسها بل تفدی بنفسها بمال او تهرب شامی ص ۲۵۱ ج ۳ الخ فبعد نقل هذه الروايات الاربع اقول فی الصورة المذكورة فی السوال لم تقم الشهادة الشرعية الكاملة بالعدد والعدالة علی الطلقات الثلث حتی يقال بالوقوع ديانة وقضاء. فعند عدم قيام الشهادة علی الطلقات الثلث لم يبق الامر الديانة والمسئلة مسئلة الحل والحرمة وهی من الديانات المحضة والمفتی انما يفتی علی الديانة لا تعلق له بالقضاء كما فی الرواية الثانية فبناء علی الديانة اقول فلينظر ان كان احد من المخبرين بالطلقتين او الطلقة الواحدة عدلاً وجب العمل بخبره ولااعتبار للتحری فی صورة اخبار عدل كما فی الرواية الثانية لما اخبر هذا العدل الواحد بالحل لا بالحرمة وزوال ملک المتعة فلا يشترط فيه العدد كما فی هذه الرواية وان

لم يكن احد من المخبرين عدلاً بل كانوا فساقاً او مستورين فحينئذ يعمل بالتحری وغالب ظنه كما فی هذه الرواية والرواية الاولی. وقوله (اندازاً پانچ دفعه) الخ دال علی ان تحريه وقع علی الخمس فعملاً به يحكم بوقوع الثلث والحرمة المغلظة فليفت المفتون علی هذا التفصيل وعليهم ان ييقنوا واحداً من الشقوق بالتحقيق الجميل وليعلم ان المفتين ان افتوا بعد التحقيق بالحل جاز للمراة ان تسكن مع زوجها لكن لو سمعت بنفسها الطلقات الثلاث او اخبرها عدل بها لم يجز لها ان تسكن معه وان تمكنه من الوطی بل وجب عليها ان تخلع هذا ان قدرت علی ردالمال او تهرب منه لكن مع ذلک لم يجز لها التزوج من زوج اخر بلا طلاق صريح ـ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ محرم ۱۳۷۹ھ

مختلف الفاظ سے تین طلاقیں دینے کا بیان



ایک ذی ہوش پڑھا لکھا ساڑھے ۲۹ سال کا نوجوان ہوں۔ میری شادی آج سے پانچ سال قبل میری پھوپھی زاد بہن سے ہوئی تھی۔ وہ ایک بدزبان گستاخ اور نافرمان ثابت ہوئی۔ میں نے حالات کو بہت سلجھانے کی کوشش کی۔ مگر حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ بالآخر میں نے تنگ آ کر دسمبر ۱۹۶۹ء مطابق ۵ رمضان المبارک کو اسے کہہ دیا کہ میں نے تمہیں طلاق دی۔ میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔ تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے جانے کے بعد تمام گھر والوں نے مجھے مجبور کیا کہ مصالحت کر لیں۔ چنانچہ میں نے مسئلہ دریافت کیا تو اس کو طلاق رجعی قرار دیا گیا۔ چنانچہ میں نے از روئے شریعت رجوع کر لیا۔ اس کے تقریباً ایک ماہ کے بعد حالات بدتر ہو گئے اور وہ اپنی نافرمانیوں پر آ گئی۔ میں نے اس سے تنگ آ کر کہا میں نے تمہیں طلاق دی۔ میں نے تمہیں طلاق دی۔ تیرا میرا کوئی واسطہ نہیں۔ تو اب میری پھوپھی زاد نہیں رہ گئی ہے تو یہاں سے چلی جا تو اب ایک مطلقہ عورت ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے پھر مصالحت کی کوشش کی مگر میں اس قدر تنگ آ چکا تھا اپنے دوستوں کو جنھوں نے مجھے بری طرح گھیر رکھا تھا۔ میں نے کہا میں نے اسے طلاق دی ہے۔ اس سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔ اس سے اگلے روز میری والدہ اور چچی آئیں انھوں نے کہا کہ تو اس سے صلح کیوں نہیں کرتا۔ میں نے کہا میں نے اسے طلاق دی ہے۔ میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں۔ اس کے بعد باتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ آخر کل یعنی پورے تین ماہ اور بیس دن کے بعد میرے خاندان والے آئے اور کہنے لگے۔ تیرا کچھ نہیں بگڑا تم مان جاؤ ہم ذمہ اٹھاتے ہیں میں نے کہا میں از روئے شریعت کام کروں گا۔ ویسے وہ عورت میرے مکان پر ہے اور عدت کے دن گزار رہی ہے۔ میں نے اس سے رجوع نہیں کیا۔ آپ سے درخواست ہے کہ مجھے از روئے شریعت مسئلہ سے مستفید فرمائیں۔

﴿ہوالمصوب﴾

صورت مسئولہ میں یہ عورت مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ **لقوله تعالى الطلاق مرتٰن فامساک بمعروف او تسریح باحسان (الی قوله تعالی) فان طلقها فلا تحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیره الأیه**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق ثلاثہ کے بعد صلح کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ ہندہ کا نکاح اس کے لڑکوں نے چھ صد روپیہ وصول کر کے عمر کے ساتھ کر دیا۔ بیوہ ہندہ کے بطن سے پہلے گھر والے کی طرف سے ایک لڑکی بھی تھی جس کا نکاح اس کے برادران نے ہندہ کے گھر والے عمر کے لڑکے (جو کہ ہندہ کے بطن سے نہیں) کے ساتھ کر دیا۔ کچھ رقم وصول کر کے عمر جو کہ سسر بن چکا تھا۔ اس کے تعلقات بہو کے ساتھ قائم ہو گئے۔ جس کا اقرار لڑکی اور اس کی والدہ ہندہ نے عام مجمع میں کیا۔ اس بنا پر عمر نے اپنی گھر والی ہندہ اور عمر کے بیٹے سے اپنی گھر والی (ہندہ کی سابقہ لڑکی) کو طلاق ثلاثہ دے دی۔ بعدہ آپس میں صلح ہو گئی اور ہندہ کے لڑکوں نے اپنی والدہ کو عمر کے پاس دوسرا نکاح کر کے بھیج دیا اور چھ صد روپیہ وصول کیا۔ جبکہ حلالہ بھی نہ ہوا تھا۔ اب اس صورت میں نکاح ثانی کا کیا حکم ہے۔ پھر اس نکاح میں شریک حضرات گواہاں نکاح خوان وغیرہ کا کیا حکم ہے۔ بیان فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ہوالمصوب

بشرط صحت سوال اگر واقعی عمر نے اپنی عورت ہندہ کو تین طلاقیں دی ہیں تو ہندہ کا عمر کے ساتھ بغیر حلالہ دوبارہ نکاح ناجائز ہے۔ عمر پر لازم ہے کہ وہ فوراً ہندہ کو اپنے آپ سے الگ کر دے۔ اس لیے کہ اس طرح طرفین کا آپس میں آباد رہنا حرام کاری ہے۔ نکاح خوان اور دیگر شرکاء نکاح سخت گناہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو اس حرمت کا علم ہو ان سب پر توبہ لازم ہے لیکن ان کے نکاح بدستور باقی ہیں۔ ان کے نکاح ختم نہیں ہوئے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ سلونا نامی شخص نے میرے پاس آ کر چار گواہان معتبرین کے

سامنے یوں بیان کیا کہ کل اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے اچانک اپنے بیٹوں کے ساتھ گھریلو جھگڑہ ہو گیا۔ جھگڑہ کے دوران میری بیوی درمیان میں بول اٹھی اور تکرار کرنے لگی۔ تو میں نے غصہ میں آ کر اس کو کہا تو خاموش رہ ورنہ آج شام کو چند سفید پوش آدمی بلوا کر ان کے سامنے تجھے طلاق دے دوں گا۔ تو بیوی نے جواب دیا شام تک کس لیے دیر کرنی ہے۔ ابھی طلاق دے دو اور معاملہ صاف کرو۔ تو میں نے اس وقت حالت غصہ میں مندرجہ ذیل الفاظ کہہ کر طلاق دے دی کہ تو مجھ پر تین طلاق حرام ہے۔ طلاق، طلاق، طلاق۔

تو اس صورت میں طلاق دینے سے واقعی طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی اور اگر طلاق پڑ جاتی ہے تو یہ کون سی طلاق ہو گی۔ براہ مہربانی اس مسئلہ کا صحیح حل حکم شریعت محمدی سے صادر فرمائیں۔

نوٹ: ایک مولوی صاحب نے میاں بیوی کا نکاح دوبارہ پڑھا دیا ہے تو کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں اور جو لوگ اس نکاح ثانی میں شریک ہوئے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

جب اس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر حرام ہو گئی اور طلاق مغلظہ واقع ہو گئی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ اب بغیر حلالہ کرائے ہوئے وہ پہلے خاوند کے نکاح میں نہیں آ سکتی۔ لہٰذا دوسرا نکاح نہیں ہوا جن مولوی صاحب نے بغیر حلالہ نکاح پڑھا اگر دیدہ دانستہ ایسا کیا تو وہ سخت گنہگار ہیں۔ خدا سے توبہ کرنا چاہیے اگر بغیر علم پڑھا دیا تو معذور ہے۔ یہی حکم شرکاء نکاح کا ہے۔

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
مشتاق احمد عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ انوار العلوم ملتان

﴿ہوالمصوب﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ بہ سہ طلاق ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے طرفین کا آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ **لقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الأيه**۔

وفي الشامية (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحد بالاولى (الى ان قال) وذهب جمهور الصحابة و التابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ (الى ان قال) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال

(شامی ص۲۳۳ ج۳) نکاح خوان اور نکاح میں شریک دوسرے لوگ سخت گنہگار بن گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ یہ نکاح مطلقہ مغلظہ کا ہو رہا ہے۔ سب کو توبہ کرنا لازم ہے۔ البتہ اس نکاح میں شریک ہونے والوں کے نکاح نہیں ٹوٹتے

لیکن اگر بغیر علم کے شریک ہوئے ہیں پھر معذور ہیں۔ آئندہ کے لیے احتیاط لازم ہے۔ نیز طرفین پر لازم ہے کہ وہ فوراً آپس میں متارکت کر دیں۔ یعنی وہ عورت مرد آپس میں جدا ہو جائیں اگر طرفین متارکت پر رضامند نہ ہوں تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے تعلقات برادری وغیرہ ختم کر دیں۔ و نخلع و نترک من یفجرک کے ظاہر پر عمل کر دیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک ساتھ تین طلاقیں دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ منکہ مسمی فلاں بن فلان بقائمی ہوش وحواس اپنی زوجہ فلاں بنت فلاں کو تین بار طلاق دیتا ہوں۔

مندرجہ بالا امر کے بارے میں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ طلاق بائنہ ہے مغلظہ نہیں ہے۔ لہٰذا فی الفور دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اور یہ تین طلاق ایک شمار ہوں گی۔ کیونکہ مجلس واحدہ میں دی گئی ہیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی تین طلاق سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے اس کے خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح جائز نہیں۔ یہی صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ قال اللہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الأيه. قال فی التنویر ص ۲۳۴ ج ۳ قال لموطوءة وهی ممن تحيض انت طالق ثلاثا للسنة وقع عند كل طهر طلقة وان نوى ان تقع الثلاثة الساعة او كل شهر واحد صحت نيته وفی الشامية (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى (الى ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ (ردالمحتار ص ۲۳۲ ج ۳)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقوں کے بعد صلح کی کوئی صورت نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کہ جس نے بروز عید الفطر بوقت عید نماز اپنی بیٹی کو جو کہ یوسف

کی زوجیت میں تھی اور اس وقت پیش امام کے گھر تھی۔ پیش امام اور محمد یوسف کی عدم موجودگی میں جبکہ وہ عیدگاہ میں گئے ہوئے تھے تالہ توڑ کر اپنی لڑکی کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ لے کر فرار ہو گیا اور محمد یوسف کی بہن اس کے نکاح میں تھی۔ تو جس وقت بیٹی کو لے کر بھاگا تو ایک لڑکے نے عیدگاہ میں خبر دی اور پیش امام کے کہنے پر معززین شہر نے نقب کر کے پکڑ لیا اور اس کو پیش امام کے غیر موجودگی میں زدوکوب کیا مگر مفرور پیش امام کا قریبی رشتہ دار تھا۔ پیش امام نے آ کر اسے لوگوں سے چھڑا دیا۔ لیکن فریقین کا اعتماد باہم بالکل رہا۔ پھر اس کے بعد مفرور کے سامنے تین صورتیں پیش کی گئیں۔ جبکہ وہ پنچائت میں تھا آپس میں صلح کر لو لیکن آپ یہاں نہ آئیں۔ اپنے بڑے بھائی کو بلا لو۔ آپس میں مشورہ کر لو کہ کیا کرنا ہے یا طلاق دے دو اپنی منکوحہ کو اور اپنی بیٹی کی طلاق لے لو۔ اس نے ان تینوں میں سے آخری صورت کو قبول کرتے ہوئے اپنی منکوحہ کو برضا طلاق ثلاثہ مغلظہ دے دی اور اپنی بیٹی کی طلاق مغلظہ بیک وقت تین بار طلاق کے الفاظ کہلائے گئے اور وہ اپنی بیٹی کو واپس لے گیا اور یوسف اپنی ہمشیر کو لے گیا۔ پھر ہفتہ کے بعد اپنے ذمہ داروں کو لے کر آیا صلح کے لیے وہ کہتا ہے کہ میں اس وقت مجبور تھا۔ آیا یہ شخص اپنی منکوحہ مطلقہ کے ساتھ صلح یا رجوع کر سکتا ہے یا نہیں طلاق ہو گئی یا نہ ہوئی۔ اس میں حلالہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہو گئی ہیں۔ بغیر حلالہ کے طرفین آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ قال فی التنویر ص ۲۳۴ ج ۳ قال لموطوءته وهی ممن تحيض انت طالق ثلاثا للسنة وقع عند كل طهر طلقة وان نوى ان تقع الثلاث الساعة او كل شهر واحدة صحت نيته وفی الشامية ص ۲۳۳ ج ۳ قوله ثلاثة متفرقة وكذا بكلمة واحدة بالاولى الى ان قال وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث الخ والى ان قال وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحاً بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فماذا بعد الحق الا الضلال وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه فهو خلاف لا اختلاف الخ بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد ہونے کی کوئی صورت نہیں پنچائت کو صلح کرنے کا قطعاً حق حاصل نہیں بغیر حلالہ کے آپس میں آباد ہونے کے لیے مصالحت کی کوئی کوشش کرنا حرام ہے اور گمراہی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شواہد کی موجودگی میں سہ بار طلاق دینے سے عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی

﴿س﴾

علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ۷۰-۶-۱۰ کی رات کو ۹:۱۰ بجے عشاء کی نماز کے بعد ایک شخص کا اپنی ساس کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ وہ اپنی ساس کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں نے اپنی عورت کو اپنے تن پر حرام کر دیا ہے اور تین دفعہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی عورت کو چھوڑ دیا چھوڑ دیا چھوڑ دیا۔ جہاں مرضی چاہے دے دے پھر صبح سویرے چار آدمی وہاں موجود تھے ایک اس کا ماموں دوسرا ماموں کا لڑکا اور دو اس کے سانڈھو ان کو جا کر کہا کہ میں نے اپنی عورت کو چھوڑ دیا ہے اور فیصلہ کر دیا پھر اس کے گھر میں چند عورتیں اور چند مرد اکٹھے ہوگئے ان کو بھی کہا کہ میں نے اپنی عورت کو چھوڑ دیا اور فیصلہ کر دیا۔ کیا ناکح کا عورت کے ساتھ نکاح رہا یا نہیں مفصل تحریر کریں۔

﴿ہوالمصوب﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اس شخص کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ سہ طلاق ہوچکی ہے۔ بغیر حلالہ کے طرفین کا آپس میں آباد ہونا جائز نہیں۔ لفظ حرام سے طلاق بائن اور لفظ چھوڑ دیا سے طلاق صریح واقع ہوئی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک کلمہ میں تین طلاق دینا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی بیوی کو تین طلاق ایک کلمہ میں دیتا ہے۔ کیا طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں۔ کیا طلاق شدہ عورت کو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے اور کھانا وغیرہ بھی دے سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

ایک لفظ سے تین طلاق دینے سے بھی تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ عدت گزرنے تک نان ونفقہ اور سکنیٰ واجب ہے۔ فی الشامیة (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى (الى ان قال) وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع اثلاث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقیں کسی بھی زبان میں ہوں طلاق ثلاثہ کا حکم رکھتی ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید انتہائی غضب وغصہ میں اتنا بے ہوش اور مستور العقل ہوگیا ہے کہ اس کو کوئی نیت متحضر نہیں۔ ہاں ڈانٹ کر اپنے بیوی کو کہتا ہے پشتو میں (چہ تہ بما خلاصی وزہ کور) سے درانحالیکہ مارتا بھی ہے ثلث مرات اور اربعہ مرات او خمس مرات انتہی اب لفظ خلاص پشتو میں طلاق کے اندر دو طرح مستعمل ہے۔ اخبار عن الطلاق میں کثیر الاستعمال ہے یعنی جب کوئی بیوی کو طلاق دیویں تو کہا جاتا ہے کہ فلاں نے بیوی کو خلاص کر دیا اور انشاء طلاق میں قلیل الاستعمال ہے یعنی جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہے تو بہت کم لفظ خلاص سے طلاق دیتے ہیں۔ اکثر بلفظ طلاق طلاق دیتے ہیں۔ آپ کو بھی عرف خوب معلوم ہے اب یہ لفظ خلاص جس کا ترجمہ غالباً فارسی میں رہا کروں ہوتا ہے یہ کنائی ہے یا کہ صریح ہے۔ اگر کنائی ہے تو لفظ اول سے طلاق بائن واقع ہوگی اور لفظ ثانی وثالث سے طلاق بائن واقع نہیں ہوسکتی۔ لایلحق بائن بعد بائن) اور بلانیۃ طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ بصورت وقوع واحد یا ثلاثہ اور بصورت واحد رجعی یا لفظ خلاص تکرار و تاکید پر محمول کیا جاوے گا۔ یا تعداد طلقات پر۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی بشرطیکہ مدخول بہا ہو تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ اسی خاوند کے ساتھ بغیر حلالہ کے دوبارہ آباد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ لفظ تہ پہ ماخلاصہ ئے۔ ایسا ہے جیسے فارسی میں ہشتہ اور عربی میں سرحتک اور یہ الفاظ طلاق میں صریح ہیں۔ ایک دفعہ کہنے سے ایک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے دو دفعہ سے دو اور تین دفعہ سے مطلقہ مغلظہ ہو جاتی ہے۔ اس پر عالمگیری اور قاضی خان کے درج ذیل جزئیات شاہد صدق ہیں اور وہ یہ ہیں ہشتہ ہشتہ حرامی حرامی قال لا يصدق في انه لم يرد به الطلاق وطلقت ثلاثا كذا في الحاوی (عالمگیری ص ۳۸۶ ج ۱ ہشت بالکسر فعل ماضی ست از ہشتن بمعنے گزاشتن۔ غیاث اللغات مادہ ہا مع شین معجمہ ص ۵۴۹ ولو قال لا مراته ہشتہ ہشتہ حرامی حرامی وقال ماردت به الطلاق لا يصدق قضاء لان قوله ہشتہ وحرامی طلاق فلا يصدق قالوا وتطلق ثلاثا لان الواقع بقوله ہشتہ رجعية فاذا كرر ذلك يقع رجعيتان ويقع الثلاث بقوله حرامی حرامی (قاضی خان ص ۵۲۰ ج ۱) اس طرح علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ سرحت کا یہی حکم لکھا ہے کہ اگر چہ اصل سے کنایہ ہے مگر عرف میں بحکم صریح ہو جانے کی بنا پر اس لفظ سے بلانیت طلاق وبلا مذاکرہ بھی قضاء طلاق واقع ہو جاتی ہے ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ تہ پہ ماخلاصہ ئے لغت پشتو

کالفظ صریح ہے اور صریح ہر لغت کا معتبر ہے۔ صریحہ مالم یستعمل الافیہ ولو بالفارسیة (درمختار ص ۲۴۷ ج ۳) فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

چھوڑ دیا سات آٹھ بار کہنے سے تین طلاقیں واقع ہو گئیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید کہتا ہے اپنی بیوی کو میں نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس طرح چھ سات بار کہتا ہے پھر مرد دوبارہ مذکورہ عورت کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور مذکورہ عورت انکار کرتی ہے۔ کیا شرع محمدی میں مذکورہ عورت مرد کو آ سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی بیوی تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے دوبارہ اس خاوند کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ خاوند کا رجوع صحیح نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے عرف میں لفظ چھوڑ دیا طلاق صریح کے حکم میں ہو گیا ہے اس لیے خواہ مذاکرہ طلاق ہو یا نہ ہو قاضی طلاق کا حکم کرے گا۔ علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ سرحت کا ذکر کیا ہے اس لفظ سے بلا نیت طلاق و بلا مذاکرہ بھی قضاء طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ دار العلوم دیوبند و امداد الفتاویٰ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقیں دینا پانچ کے وقفے سے طلاق مغلظہ واقع ہوئی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی عورت نے اپنے خاوند سے بار بار طلاق کا مطالبہ کیا۔ آخر زوج نے کاغذ اٹھا کر طلاق لکھنے کا ارادہ کیا۔ دوسرے شخص نے جو کہ اسی مجلس میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ سے کاغذ چھین کر آگ میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر عورت نے طلاق کا مطالبہ کیا۔ مرد نے لکھنے کی بجائے یہ کہہ دیا کہ تجھے طلاق ہے۔ پھر پانچ چھ منٹ کے بعد دوبارہ کہا کہ تجھے طلاق ہے۔ پھر تیسری بار پانچ چھ منٹ کے بعد کہا کہ تجھے طلاق ہے اور تو مجھ پر حرام ہے۔ حضرات علماء کرام سے دریافت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں ہو جاتی ہیں

اور یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہے اور تجدید نکاح بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس عورت نے ابھی تک زوج اول کی طلاق ثلاثہ اور عدت گزرنے کے بعد کسی مرد سے نکاح نہیں کیا۔ بلکہ اس خاوند کے گھر موجود ہے اور اس کے چار بچے بھی ہیں اور عورت فاحشہ بھی نہیں ہے لیکن ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ ایک طلاق ہوئی ہے کیا اس کا یہ قول صحیح ہے۔ آپ دلائل سے اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیں تا کہ ان لوگوں کی تسلی ہو سکے۔ کیا وہ عورت بچوں کی وجہ سے پہلے زوج کے گھر میں رہے تو شرعاً درست ہے اور اس کی کیا صورت ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اس شخص کی منکوحہ مطلقہ مغلظہ سہ طلاق ہو چکی ہے۔ بغیر حلالہ کے طرفین کا آپس میں آباد ہونا جائز نہیں۔ لقولہ تعالی فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوں گی

﴿س﴾

میں مسمی عبدالحمید ولد محمد اسماعیل بغیر کسی جبر تشدد کے اپنی خوشی سے گھریلو ناچاکی کی وجہ سے اپنی بیوی گلزار بیگم کو روبروئے گواہان طلاق دیتا ہوں۔ طلاق طلاق طلاق۔ جناب اب عرض ہے کہ اس طلاق نامہ کی رو سے آیا طلاق ہوئی اور کیا اب وہ دوبارہ آباد ہو سکتے ہیں یا نہ۔

﴿جواب از مفتی مدرسہ رحمانیہ (غیر مقلد)﴾

معلوم ہو کہ صورت مسئولہ میں عندالمحد ثین ایک طلاق ابھی ہوئی کیونکہ جلسہ واحدہ میں تین طلاق دینے سے ایک طلاق رجعی ہوتی ہے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله وابی بکر وسنتين من خلافة عمرؓ طلاق الثلاث واحدة الخ۔ مسند احمد شریف میں ہے۔ طلق امراته ثلاثا فی مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فراجعها. قال ابراهيم قد صحح الامام هذا الاسناد و حسنه قال الحافظ فی فتح الباری صححه احمدوابو يعلى من طريق حجر ابن اسحاق وهذا الحديث نص فی المسئلة لا يقبل التاويل فتاوی نذیریہ ص ۱۷۹ عمدة الرعاية كتاب الطلاق ص ۷۱ میں ہے۔ اذا طلق ثلاثا

تقع واحدة رجعية وهذا هو المنقول من بعض الصحابة وبه قال داؤد الظاهري واتباعه وهو احسن القولين لما ولبعض اصحاب احمد روضة الندية ص ۱۴۲ میں ہے۔وهذا مذهب ابن عباس وابن اسحاق وعطاء وعكرمه واكثر اهل البيت وهذا اصح الاقوال ۔ان تصریحات بالا سے واضح ہوجاتا ہے کہ جلسہ واحدہ میں تین طلاق دینے سے ایک رجعی ہوتی ہے۔چونکہ طلاق مذکورہ دیے ہوئے تقریباً عرصہ ایک سال گزر چکا ہے۔لہٰذا طلاق بائنہ ہوگی۔صرف نکاح کرنا ہوگا۔حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں۔

شمس الحق ملتانی مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ ملتان شہر

ہوالمصوب

صورۃ مسئولہ میں تین طلاق واقع ہوگئی ہیں۔اب بغیر حلالہ کے طرفین کا آپس میں آباد ہونا جائز نہیں۔لما فی الهندية متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو او بغير حرف الواو يتعدد الطلاق الخ ۔(عالمگیریہ فصل اول باب طلاق الصریح ص ۳۵۶ ج امطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

مولوی شمس الحق ملتانی مفتی مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کا جواب صحیح نہیں اور انھوں نے جو دلائل پیش کیے ہیں ان کا تفصیلی جواب تفسیر مظہری میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی الطلاق مرتان کے تحت موجود ہے۔اگر ضرورت ہوتو مراجعت کی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

مدخول بہا کو تین طلاقیں دینا طلاق مغلظہ شمار ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دینے کے لیے جبکہ وہ ہوش میں تھا نہ بیمار نہ نشہ میں مبتلا تھا بلکہ تندرست تھا اپنی رضا سے گھر سے چل کر ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ایک بستی میں گیا اور ایک آدمی کو جا کر بلایا کہ ہمارے ساتھ چلو میں اپنی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔آپ اس کو لکھیں تو اس کو ساتھ لے کر اپنی عورت کو میکے بستی میں پہنچا اور آدمی کو مسجد میں بٹھا کر اپنے سسر کے گھر داخل ہوا اور کہا کہ میں تیری لڑکی کو طلاق دیتا ہوں۔آپ مسجد چلیں میں دوسرے آدمیوں کو بلا کر لاؤں جب دوسرے آدمیوں کو تلاش کرنے کے لیے چلا تو مختلف گھروں میں سے آدمیوں کو لے کر مسجد میں پہنچا لوگوں کو کہا کہ اب میں اپنی عورت کو طلاق دیتا ہوں اور طلاق لکھنے والے کو کہا کہ اب طلاق لکھو اسی مجلس میں سے ایک آدمی اٹھ کر کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میں اس مجلس میں نہیں بیٹھتا

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد دوسرے آدمیوں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تحریر کنندہ نے تحریر کرنے سے انکار کر دیا اور سوچ بچار میں پڑ گیا کسی پریشانی یا کسی آدمی کے شبہ کی وجہ سے تحریر نہ کی اور طلاق دہندہ نے یہ کہا کہ میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے اب میں اپنے گھر میں نہیں رکھنا چاہتا۔میں نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔تین مرتبہ منہ سے کہا جو لوگ جمع تھے انھوں نے یہ لفظ صحیح سنا جو طلاق دہندہ نے الفاظ کہے اور لوگوں نے بہت منع کیا تو باز نہ آیا نہ اپنا غصہ ضبط کیا۔یہ لفظ کہہ کر مسجد سے باہر نکالوگ طلاق کے الفاظ سننے والے بھی اس کے ہمراہ تھے اور لوگوں نے کہا کہ ہم تیرے الفاظ کے پورے گواہ ہیں کہ تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے۔اب شرعاً یہ عورت تیری نہیں رہی۔طلاق دہندہ نے کہا بس ایسے ہی ٹھیک میں نے بھی اس کو طلاق دے دی ہے از روئے شرع اس کا کیا ہے کہ طلاق ہو چکی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر عورت مدخول بہا ہے تو وہ تین طلاقوں سے مطلقہ مغلظہ ہو چکی ہے۔اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح نہیں ہوسکتا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

طلاق کے لیے کوئی سمت ورخ مقرر نہیں ہے جس طرف بھی چہرہ ہو طلاق واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد شریف ولد اللہ ڈوایا نے اپنی زوجہ فیضاں کو بحالت غصہ روبرو اللہ رکھا۔صادق عاشق محمد والد لڑکی ودیگر چار پانچ عورتوں کے سامنے مسمی محمد شریف نے قرآن مجید اٹھا کر سینے سے لگا کر اپنی عورت کی طرف مخاطب ہو کر جو کہ اس وقت وہاں اس مجمع میں موجود تھی۔تین بار طلاق طلاق طلاق کے الفاظ بولے۔تو کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اپنی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہوگئی ہے۔اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

صرف طلاق طلاق طلاق منہ سے نکلا

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص کی والدہ اور بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا کسی بات پر جھگڑا طول پکڑ گیا اس شخص نے کئی بار اپنی بیوی کو خاموش رہنے پر زور لگایا لیکن وہ خاموش نہ ہوئی تو وہ شخص بہت زیادہ مجبور ہونے پر اپنے آپ سے بے قابو ہو گیا اور کہا کہ اب خاموش ہو جاورنہ کام خراب ہو جائے گا۔ وہ پھر بھی خاموش نہ ہوئی۔ جس پر زبان سے صرف خالی طلاق طلاق تین مرتبہ نکل گیا ہے۔ کہنے یوں لگا تھا کہ خاموش ہو جاؤ ورنہ طلاق دے دوں گا اور سننے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ تیری زبان سے صرف خالی طلاق طلاق نکل گیا اور کچھ بھی نہیں کہا۔ یہ بھی نہیں کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے۔ جبکہ میرے دل میں بھی نہیں تھا کہ میں اس کو طلاق دوں گا۔ تو کیا طلاق واقع ہوئی یا نہ۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہو گئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ ھکذا یفھم من فتاوی دارالعلوم ص ۱۰۱ ج ۲

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ

تین طلاقیں دے کر واپس لینے کا اعتبار نہیں

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میں مسمی نواز ولد الٰہی بخش مورخہ ۱۱-۴-۷۷ کو اپنی بیوی نسیم اختر دختر شیخ غلام حسین کو تین طلاق بیک وقت دے چکا ہوں میں اپنے فیصلہ کو واپس لینا چاہتا ہوں اور اپنی بیوی کو دوبارہ اپنے گھر آباد کرنا چاہتا ہوں۔ اس سلسلہ میں علماء حق کا فیصلہ لینا چاہتا ہوں۔ کیا از روئے شرع میں اپنی بیوی کو دوبارہ آباد کر سکتا ہوں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں برتقدیر صحت واقعہ شخص مذکور پر اس کی زوجہ بہ سہ طلاق حرام بحرمت مغلظہ ہو گئی ہے۔ اب دوبارہ زوجین میں بدون حلالہ کیے عقد نکاح درست نہیں اور یہ عورت بعد از عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ

چیئرمین یونین کونسل سے تین طلاق لکھوانے سے متعلق حضرت مفتی صاحب کی تحقیق وتدقیق

﴿س﴾

کیافرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دو فریق کہ جن کا عوض معاوضہ پر عقد نکاح ہوا تھا۔ تقریباً عرصہ چھ سال کا گزرا اب نا اتفاقی کی وجہ سے ہر فریق طلاق دینے پر آمادہ ہے۔ دفتر یونین میں جا کر چیئرمین کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کی موجودگی میں چیئرمین صاحب کے ہاں فریقین کی طرف سے تین تین طلاق نامے تحریر کیے گئے اور تحریر میں سہ بار طلاق کا لفظ لکھا گیا ہے۔ طلاق دینے والوں نے نہ ایک کا لفظ اپنی زبان سے بولا ہے نہ تین کا کاغذ وصول کرنے کے بعد وہ دونوں فریق اپنے اپنے گھر میں بغیر زبانی طلاق دینے کے چلے گئے اس بات کے گواہ بھی شہادت دیتے ہیں۔ کیا یہ طلاق شرعاً بائن ہوگی یا مغلظہ۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں جب دونوں فریق طلاق نامہ لکھوانے کے لیے چیئرمین کے پاس حاضر ہوئے اور چیئرمین نے طلاق نامہ تحریر کرایا تو اگرچہ فریقین نے زبانی طلاق کا لفظ نہیں کہا لیکن چیئرمین کے تحریر کردہ طلاق نامہ پر فریقین نے جب انگوٹھے لگائے تو عرفاً انھوں نے اس طلاق میں جو کچھ درج ہے اس کو صحیح تسلیم کیا اور اس کے مندرجات کو اپنی طرف منسوب کیا۔ اس لیے دونوں فریق کی بیویاں مطلقہ مغلظہ سہ طلاق ہو چکی ہیں۔ بغیر حلالہ کے طرفین آپس میں آباد نہیں ہو سکتے۔ ہر دو مطلقہ عدت شرعیہ (تین ماہواری) گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ **فی عالمگیریۃ ص ۳۷۹ ج ۱ وکذالک کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لا یقع بہ الطلاق اذا لم یقر انہ کتابہ کذا فی المحیط** واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ھو المصوب

یہ جواب اس صورت میں صحیح ہے جبکہ طلاق دہندہ نے تین طلاق کے لیے کہا ہو یا طلاق نامہ میں طلاق تحریر کا اسے علم ہو اور باوجود علم کے دستخط یا نشان انگوٹھہ ثبت کیا ہو اور اگر وہ ناخواندہ ہے اور کسی نے پڑھ کر ان کو نہ سنایا ہو اور اسے طلاق ثلثہ کا بالکل علم نہ ہو اور دستخط کر دیے ہوں تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور عدت گزرنے پر دوبارہ نکاح ضروری ہے حلالہ کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: اگر عورت کی طرف سے طلاق ثلاثہ کے علم کا دعویٰ ہو اور زوج انکاری ہو تو عورت دو گواہ معتبر پیش کر دے یا پھر خاوند کو حلف دیا جائے کہ اس نے بغیر علم کے دستخط کیے ہیں اور اس کے حلف پر یہ فیصلہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایک دفعہ تین طلاقیں دینا ایک نہیں تین ہی شمار ہوں گی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو برسر بازار روبرو گواہان تین بار بیک وقت طلاق دے دی اور تین ڈھیلے بھی گرائے اور ایک اسٹامپ مبلغ چار روپے والا بھی بطور طلاق نامہ تحریر کرایا اور عائلی قوانین کے مطابق ایک نوٹس اپنی عورت کو اور ایک نوٹس چیئر مین کونسل کو بھی دیا۔ جب عورت کو نوٹس ملا تو یونین کونسل میں جا کر دونوں میاں بیوی نے مصالحت کر لی اور مجامعت بھی کرتے رہے لیکن لوگوں نے اس مصالحت کو ناجائز قرار دے کر شور مچا دیا۔ اب شریعت مقدسہ کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا جائے کہ ایسی طلاق ہو سکتی ہے یا نہیں اگر ہو سکتی ہے تو کون سی پھر یہ کہ عورت حق مہر خرچہ اور جائیداد میں سے آٹھویں حصہ کی حقدار ہے یا نہیں۔

﴿جواب از طرف مفتی غیر مقلد حضرات﴾

صورت مسئولہ میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی عدت کے اندر رجوع صحیح ہے۔ مذکورہ مسئلہ بالکل شریعت کے مطابق ہے اور وہ عورت اپنے خاوند کی ہے جو عورت کے حقوق ہوتے ہیں۔ وہ سب کی حقدار ہے۔ حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس قال كان الطلاق في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة رواه مسلم بلوغ المرام اصح المطابع یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر کے زمانہ میں تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ صورت مسئولہ میں رجوع کے بعد عورت اپنے خاوند کی جائز وارث ہوگی۔

الراقم محمد ابوالقاسم بھٹوی صدر مدرس مدرسہ محمدیہ رجسٹر ملتان

الحمدللہ جواب قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ اس پر اعتراض کرنے والا شرعاً اور قانوناً گرفت کا مستحق ہے۔

محمد شریف اشرف سابق پروفیسر مدینہ یونیورسٹی

جواب از مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

في التفسير المظهرى تحت قوله تعالى الطلاق مرتان لكنه اجمعوا على انه من قال لامرأته انت طالق ثلثا يقع ثلث بالاجماع الامامية ان طلق ثلثا دفعة واحدة لا يقع اصلا وقال بعض الحنابلة يقع طلقة واحدة ومن الناس من قال في قوله انت طالق ثلثا يقع في المدخول بها ثلثا وفي غير المدخول بها واحدة والحجة لنا السنة والاجماع. اما السنة فحديث ابن عمرؓ انه طلق

امرأة وهي حائض الى ان قال فقلت يا رسول الله ارايت لو طلقها ثلثا اكان يحل لي ان اراجعها قال لا كانت تبين منك وكانت معصية رواه الدار قطني وابن ابي شيبة في مصنفه عن الحسن قال حدثنا ابن عمرؓ قد صرح بسماعه عنه وحديث ابن عباس فيه دلالة على ان الحديث منسوخ فان امضاء عمر الثلث بمحضر من الصحابة وتقرر الامر على ذلك يدل على ثبوت الناسخ عندهم وان كان قد خفي ذلك قبله في خلافة ابي بكرؓ ثم نقل المفسر فتوى ابن عباس عن ابي داؤد والطحاوي وفتوى ابن مسعودؓ وعن الموطاء وعبدالرزاق وفتوى ابي هريرةؓ مع ابن عباس عن ابي داؤد و مالك وفتوى ابن عمر عن مالك وفتوى عليؓ عن وكيع وفتوى عثمان عن وكيع ورواية طلاق ابي عبادة الصامت امرأته الف تطليقة وقوله عليه السلام بانت منك في معصية الله عن عبدالرزاق وفتوى انس عن الطحاوي وفتوى عمر في البكر عن الطحاوي و اول حديث ابن عباس بان قول الرجل كان واحدة في الزمن الاول لقصد هم التاكيد وفي ذلك الزمان ثم صار و ايقصدون التجديد وحديث ركانة قال طلقها ثلثا في مجلس واحد قال انما تلك طلقة واحدة فمنكر والاصح ماروه ابو داؤد والترمذي وابن ماجة ان ركانة طلق زوجته البتة فحلفه رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ما اراد الا واحدة فردوها اليه اه.

وفي الشامية (قوله ثلاثة متفرقة) وكذا بكلمة واحدة بالاولى (الى ان قال) وعن ابن عباس يقع به واحدة وبه قال ابن اسحاق وطاؤس وعكرمة لما في مسلم ان ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا في امر كان لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضاه عليهم وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع ثلاث (الى ان قال) وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف فما ذا بعد الحق الا الضلال. وعن هذا قلنا لو حكم حاكم بانها واحدة لم ينفذ حكمه لانه لا يسوغ الاجتهاد فيه شامي ص ۲۳۳ ج ۳

مختصر احادیث اور مذاہب نقل کر دیے ترجمہ کسی عالم سے خواہ مجیب سے کرا لیجیے۔ مختصراً ان احادیث سے اور نیز نقل مذاہب سے معلوم ہوگا کہ جمہور فقہاء کا مذہب وقوع ثلث بسبب ان حدیثوں کے ہے۔ پس صورت مسئولہ میں

تین طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔ رجوع صحیح نہیں بغیر حلالہ دوبارہ طرفین کا آباد ہونا جائز نہیں۔ لقوله تعالیٰ حتی تنكح زوجا غيره الأيه

مولوی محمد ابوالقاسم بھوی مدرس مدرسہ محمدیہ ملتان کا جواب ان روایات کی روشنی میں اہل سنت کے نزدیک درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تحریر کرنا کہ (تین طلاق سے مطلقہ کردیا) سے طلاق مغلظہ واقع ہوگی

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ قادر بخش اور وزیر احمد نے باہمی تبادلہ کی صورت میں رشتہ کیا قادر بخش نے اپنی بھانجی مسماۃ زہراں کا نکاح بالغہ ہونے کی صورت میں مسمی مذکور وزیر احمد کے ساتھ کردیا اور وزیر احمد مذکور نے اپنی بہن مسماۃ وسائی بالغہ کا نکاح مسمی قادر بخش مذکور کے ساتھ کردیا تھا۔ چند ماہ بعد ان مسمیان میں جھگڑا وتنازعہ ہوگیا جس کی بناء پر دونوں آدمی رشتہ سے بیزار ہوگئے۔ ثالث نے ان کے درمیان دخل دے کر ان کو مطلقہ کرانے پر رضامند کردیا بوقت طلاق لکھنے دونوں اشخاص خاموش رہے اور خاموشی کی صورت میں اپنی اپنی طلاق پر انگوٹھے لگا کر کاغذ ایک دوسرے کو دے دیے گئے۔ اس کے چند ماہ بعد وزیر احمد نے اپنی بہن کا نکاح اور آدمی کے ساتھ کردیا مگر ایک سال بعد اس شخص سے بھی اس کی بہن مطلقہ کرالی وزیر احمد نے مسماۃ مذکورہ زہراں کے ساتھ تعلقات استوار کر کے اور اغواء کر کے نکاح کر لیا اب وزیر پھر دوبارہ اپنی بہن قادر بخش مذکور کو دینا چاہتا ہے کیا وزیر احمد کا نکاح مسماۃ زہراں کے ساتھ جائز ہے کیا قادر بخش کا نکاح مسماۃ وسائی کے ساتھ ہوسکتا ہے نیز مسماۃ وسائی پر دونوں نکاح کی صورت میں شادی شدہ نہیں ہوئی تھی اور مسماۃ زہراں کا پہلی بار نکاح ہونے کے بعد وزیر احمد کے گھر آباد نہیں ہوئی تھی۔

﴿ج﴾

طلاق نامہ جو وزیر احمد کا ہے اس پر الفاظ طلاق یوں تحریر ہے میں نے مسماۃ...... بسہ طلاق مطلقہ کردیا ہے۔ اس لیے اس کی عورت مطلقہ مغلظہ ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ دوبارہ اس عورت کا نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا۔

قال تعالى فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره وفي الكنز مع النهر الفائق طلق غير الموطوءة ثلاثا وقعن [illegible]ان فرق بانت بواحدة ٥ كنز مع النهر ص ۳۵۲ ج ۲

قادر بخش کے طلاق نامہ کے ساتھ ہے تو اس کی عورت بھی مطلقہ مغلظہ بن گئی ہے بغیر حلالہ کے مسماۃ وسائی کا چونکہ دوسری جگہ محض نکاح ہوا ہے۔ شادی وغیرہ نہیں ہوئی ہے اس لیے یہ حلالہ شمار نہیں ہوسکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ رجب ۱۳۸۵ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جھگڑہ کے بعد طلاق ثلاثہ سے طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا نکاح بچپن میں اس کے والدین نے کرایا۔ تقریباً بارہ سال بعد وہ لڑکا اپنی سسرال میں گیا تو سسرال والوں کے ساتھ جھگڑا کیا اور جھگڑا کرنے کے دوران اس نے کہا کہ تمھاری لڑکی کو طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ کئی دفعہ کہا پھر ایک دفعہ عرصہ کے بعد جھگڑا کرتے ہوئے کہا کہ اگر اس لڑکی کے ساتھ شادی کروں تو اپنی سگی بہن کے ساتھ شادی کروں۔ یہ لفظ بھی کئی دفعہ کہا ہے اور لڑکے مذکور کی شادی ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔ لڑکی اور لڑکا ابھی کنوارے ہیں صرف نکاح ہے۔ اب از روئے شریعت یہ نکاح قائم وباقی ہے یا نہیں اور ان کی شادی اب کس طرح کی جاوے۔ از روئے شریعت بیان فرمائیں۔ نیز طلاق دینے کے وقت لڑکا بالغ تھا۔ نیز لڑکی کے ساتھ ہم بستری یا خلوت صحیحہ بھی نہیں ہوئی۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال ایک طلاق بائن واقع ہوگئی ہے۔ چونکہ عورت غیر مدخول بہا ہے اور غیر مدخول بہا ایک طلاق سے بائنہ ہوجاتی ہے۔ بغیر حلالہ دوبارہ اس سے نکاح ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

غیر مدخول بہا کو ایک دفعہ تین طلاقیں دیں۔ صلح کی کوئی گنجائش نہیں ہے بغیر حلالہ کے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی ہدایت اللہ کا نکاح شمیم سے ہوگیا لیکن شادی نہیں ہوئی یعنی عورت کے ساتھ جماع اور خلوت صحیحہ کچھ بھی نہیں ہوا لیکن بوجہ فسادات ہدایت اللہ نے اپنی عورت شمیم کو تین طلاقیں دے دیں۔ اس طلاق کو پانچ مہینے ہوچکے ہیں۔ اب لڑکی اور لڑکے والے صلح کرنا چاہتے ہیں اور ان کا آپس میں پھر نکاح

کرنا چاہتے ہیں۔اب آپ ازروئے شریعت مسئلہ بتائیں کہ وہ مطلقہ عورت جس کے ساتھ دخول نہیں ہوا اور طلاق ہوگئی۔ اس سے نکاح پہلے خاوند کا بغیر حلالہ جائز ہے یا نہیں۔ابھی اس مطلقہ نے کوئی نکاح وغیرہ نہیں کیا۔بینوا توجروا۔فقط والسلام

ارخان قوم کلاچی ڈاک خانہ بیٹ دبلی براستہ کوٹ سلطان ضلع مظفر گڑھ

﴿ج﴾

تنقیح-تین طلاقیں بیک لفظ دی ہیں یا علیحدہ علیحدہ تین دفعہ طلاق کا لفظ کہا ہے۔جو صورت ہو اس کو لکھ دیں۔ پھر جواب دیا جائے گا۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سائل نے ایک دفعہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دی ہیں یعنی طلاق دیتے وقت یہ کلمہ کہا تھا کہ میں نے تجھے تین طلاقوں سے چھوڑ دیا ہے۔

ہوالمصوب

سائل نے جب غیر مدخول بہا کو بیک لفظ تین طلاقیں دی ہیں تو اس سے اس کی منکوحہ تین طلاق سے مغلظہ ہو چکی ہے۔اب بغیر حلالہ کے دوبارہ طرفین کا نکاح نہیں ہوسکتا۔قال فی التنویر ص ۲۸۴ ج ۳ قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثاوقعن وان فرق بانت بالاولیٰ لا الی عدة ولذا (لم تقع الثانية) بخلاف الموطوء ة يقع الكل۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تین طلاقوں کے بعد حلالہ ضروری ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اپنی زوجہ کو طلاق دے چکا ہوں جس کی نقل پیش خدمت ہے اور تقریباً پانچ سال گزر چکے ہیں میری زوجہ جس کو میں نے طلاق دی تھی وہ بھی پانچ سال کے عرصہ سے بغیر نکاح بیٹھی ہوئی ہے میں نے دوبارہ اس سے نکاح کرنے کی خواہش کی اس نے باخوشی اقرار کرلیا میں نے اس کے لیے یہ صورت اختیار کی کہ اپنے پھوپھی زاد بھائی محمد رمضان ولد محمد مراد سے نکاح کرادوں اور وعدہ کرلیا کہ نکاح پڑھانے کے بعد آپ مباشرت نہ کریں اور طلاق بھی دے دیں محمد رمضان نے نکاح پڑھنے کے آٹھ گھنٹے بعد اس کو طلاق دے دی اور مباشرت نہیں کی پھر عدت گزرنے کے بعد میں نے اس سے دوبارہ نکاح کرلیا اب میرے لیے یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

حاجی محمد بٹ،۔تحصیل لودھراں

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... واضح رہے کہ تین طلاق کے بعد اگر وہ عورت پھر اس مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی فقط ایک صورت یہ ہے کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کر کے ہم بستر ہو پھر جب وہ دوسرا مرد طلاق دیدے یا مر جائے تو عدت پوری کر کے پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے بغیر دوسرے خاوند کی صحبت کے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہوسکتا ہے کہ دوسرے مرد سے صحبت بھی کی ہو بغیر اس کے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں۔

ولا تنكح حرة بعد ثلاث ولا امة بعد ثنتين حتى يطاء ها بالغ او مراهق بنكاح صحيح وتمضى عدة طلاقه و موته ،مختصر ص ۹۳)

بنابریں صورت مسئولہ میں جب دوسرے خاوند نے مباشرت نہیں کی ہے تو خاوند اول کے ساتھ اس عورت کا نکاح ناجائز ہے۔طرفین میں فوراً تفریق کردی جائے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ خادم الافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ شوال ۱۳۸۸ھ

چھٹا باب

لا پتہ ہونے والے شوہر سے متعلق مفصل احکام

جب شوہر کے ملنے کی قوی امید ہے تو فسخ نکاح کی کوئی صورت نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی دو نابالغ لڑکیوں کو بچپن ہی میں عمر کے دولڑکوں کے نکاح میں دے دیا تھا لیکن دونوں لڑکیاں اس نکاح کو ناپسند کرتی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ہم نہیں جانتیں کہ ہمارا کس سے نکاح ہوا ہے اور نہ ہی ان لڑکوں کا پتہ ہے جن کا نکاح کیا گیا ہے۔لڑکیوں کے والدین بھی نکاح کو فسخ کرانا چاہتے ہیں۔اب لڑکیاں خود عاقل بالغ ہو چکی ہیں۔ان کے والدین خود تنسیخ نکاح کرانا چاہتے ہیں۔تو کیا تنسیخ نکاح کرا سکتے ہیں یا نہیں۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

سائل کے زبانی معلوم ہوا کہ اگر لڑکوں کو تلاش کیا جائے تو امید ہے کہ مل جائیں گے۔بنابریں اس صورت میں جبکہ لڑکوں کے ملنے کی قوی امید ہے۔فسخ نکاح کی کوئی صورت نہیں بلکہ لڑکوں کو تلاش کر لیا جائے۔بصورت دیگر اگر لڑکوں کا ملنا ناممکن ہو جائے تو فتویٰ حاصل کر کے عدالت کی طرف رجوع کیجیے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۶ محرم ۱۳۸۹ھ

گم شدہ شخص کی بیوی نے دوسری شادی کر لی شوہر اول واپس آیا کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک شخص عرصہ نو سال مفقود الخبر رہا۔پانچ سال کے بعد اس کی عورت نے عدالت میں برضامندی برادری دعویٰ تنسیخ دائر کر کے اپنے استغاثہ کی تائید میں اپنے والد اور سسر کو عدالت میں طلب کرا کر استغاثہ کی تائید کروائی۔صاحب بہادر نے باوجود شہادت لینے کے عورت کے خاوند کے اشتہار جاری کیے ہیں لیکن وہ حاضر عدالت نہ ہوا اس کے بعد صاحب نے یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ میں یک طرفہ ڈگری بمعہ خرچہ بحق مدعیہ برخلاف مدعا علیہ کرتا ہوں یہ نکاح فسخ کیا جاتا ہے مگر اس فیصلہ کا اثر چھ ماہ میعاد کے بعد تصور ہوگا۔اب جس کو پانچ سال گزر چکے ہیں عورت نے برضامندی برادری دوسری جگہ نکاح کر لیا جو قانونی طور پر درج رجسٹر ہو چکا ہے۔اب مفقود الخبر دس گیارہ یوم سے گھر واپس آ گیا ہے۔برادری میں مطالبہ کرتا ہے کہ وہی میری عورت مجھے واپس کر دو۔عورت سے دریافت کیا گیا اس نے بتلایا کہ جس نے نو سال سے مجھے نان ونفقہ اور حقوق زوجیت سے محروم رکھا ہے مجھے اب اس پر کیا اعتبار ہے کہ میں اب اس کے پاس چلی جاؤں میں اس کے پاس جانا پسند نہیں کرتی ہوں کیونکہ اس نے میرے

ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے کہ درمیان عرصہ نہ کوئی میرے پاس خرچ بھیجا اور نہ ہی کوئی خیریت کا خط بھیجا۔ بذریعہ عدالت آزاد ہوکر دوسری جگہ نکاح کرایا ہوا ہے قانونی طور پر جو اس سے بن سکے کرے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ شریعت کا جو اصول ہے اب اس کو شرعی طور پر کس طرح نمٹایا جائے اب جس کے ساتھ عورت کا نکاح ہے اس کو برادری نے مجبور کر کے عورت دی تھی اور اس کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو رہا تھا کہ مفقود الخبر کی کبھی واپسی بھی ہوگی اور دوسرے طریقہ سے یعنی کہ دوسرا بازو دیا جائے گا۔ یہ معاہدہ بھی نہیں ہے، اگر اب مفقود الخبر پر اعتبار نہیں کرتے کہ ممکن ہے کہ وہ پھر ایسا کرے نکل جائے اور پھر دوسری دفعہ خرابی پیدا ہو جائے۔ اس معاملہ میں فریقین کے درمیان بہت جلد فیصلہ کرانے کی آرزو ہو رہی ہے۔ بینوا تو جروا

﴿ج﴾

عورت اپنے خاوند سابق کے نکاح میں رہے گی اور اسی کی منکوحہ سمجھی جائے گی۔ شوہر دوئم کے پاس رہنا جائز نہیں کیونکہ شوہر اول کی واپسی سے نکاح ثانی باطل قرار دیا گیا۔ الحیلۃ الناجزۃ ص ۷۳ پر ہے۔ وفی میزان الشعرانی ص ۱۴۴ ج ۲ ومن ذلک قول ابی حنیفۃ ان المفقود اذا قدم بعد ان تزوجت زوجتہ بعد التربص بطل العقد وھی للاول وان کان الثانی وطئھا فعلیہ مھر المثل وتعتد من الثانی ثم ترد الی الاول اھ چونکہ پہلا نکاح قائم ہے اس لیے تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ البتہ دوسرے شوہر کی عدت گزارنا واجب ہے۔ عدت ختم ہونے سے پہلے شوہر اول کو اس کے پاس جانا ہرگز جائز نہیں۔ پوری احتیاط لازم ہے۔

عبدالرحمن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لیکن یہ حکم اس وقت ہے جبکہ حاکم نے مفقود کے لیے چار سال کی انتظار کے بعد موت کا حکم دیا ہو۔ اگر چار سال کی انتظار نہیں کی تو یہ حکم نہیں ہے۔ پھر فیصلہ کی نقل بھیج کر حکم دریافت کریں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

جب شوہر ۴ سال سے لاپتہ ہو تو عورت کسی مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرالے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عورت اقبال بی بی نامی جس کی اس وقت عمر تقریباً انیس بیس سال ہے اس کی شادی بارہ تیرہ سال کی عمر میں ایک شخص محمد شریف نامی کے ساتھ ہوگئی تھی۔ شادی ہو جانے کے بعد تین چار سال مذکورہ خاوند کے ساتھ آباد رہی لیکن اس عورت کا خاوند بدمعاش قسم کا آدمی تھا اور تقریباً عرصہ چار سال سے مفقود

الخبر ہے۔ جس کا باوجود تلاش کرنے کے ابھی تک کوئی پتہ نہ چلا اور عورت نوجوان والدین کے گھر بیٹھی ہوئی ہے اور اس کے زنا میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اغوا ہو جائے۔ والدین اور خاندان کے لیے باعث بدنامی بن جائے اور اس کے علاوہ خاوند نے اس کے خرچ اخراجات کا انتظام بھی نہیں کیا۔ تو اس عورت کا شرعی حکم کیا ہے؟

تنقیح۔ سائل جو کہ اس عورت کا بھائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو خاوند کی وجہ سے غم ہے اور اس کے خیالات منتشر ہیں۔ نیز عورت کے بدن میں خاوند سے علیحدگی کی وجہ سے ورم ہو گیا ہے۔ بیمار ہوگئی ہے اور یہ ڈاکٹروں نے اسے کہہ دیا ہے کہ پتے میں ورم خاوند سے علیحدگی کی وجہ سے ہے اور یہ بات عورت کو معلوم ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے خطرہ ہے کہ اغوا ہو جائے اور گناہ میں پڑ جائے اور ہمارے لیے باعث بدنامی ہو۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس یہ دعویٰ دائر کردے کہ میرا فلاں آدمی سے نکاح ہوا اور تقریباً چار سال سے مفقود الخبر ہے۔ میں خاوند کے بغیر رہ نہیں سکتی۔ گناہ میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ بعدہ حاکم کے پاس اپنے نکاح اور خاوند کے لاپتہ ہونے کو ثابت کرے۔ اس کو ثابت کرنے کے بعد حاکم فوری طور پر مذکورہ حالات کے تحت حکم بالطلاق کردے۔ حاکم کے حکم بالطلاق کے بعد عورت تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی

عرصہ ۲ سال سے لاپتہ ہونے والے شخص کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسمی قاسم علی ولد ارش علی عرصہ تقریباً پانچ سال قبل ہندوستان چلا گیا تھا۔ وہاں سے کچھ عرصہ تک اس کے خطوط وغیرہ آتے رہے تھے۔ اب تقریباً دو سال سے بالکل لاپتہ ہے ہم نے کافی کوشش کی لیکن اس کی موت وحیات کے متعلق ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ اس کا ایک بھائی مسمی ہاشم علی یہاں رہ گیا تھا۔ وہ بھی تقریباً عرصہ دو سال ہوئے ہیں فوت ہو گیا ہے۔ قاسم علی مذکور کے نام یہاں پاکستان میں کچھ رقبہ ہے۔ جس پر اس کی بیوی مسماۃ اللہ رکھی قابضہ اور متصرفہ ہے۔ شرعاً اس کی اس جائیداد کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ بینوا تو جروا

نوٹ: اس کا دوسرا کوئی قریبی رشتہ دار موجود نہیں۔

﴿ج﴾

یہ شخص مفقود (لا پتہ) ہے۔ مفقود شرعاً وہ ہوتا ہے کہ جس کی موت وحیات کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ ایسے شخص کے اموال اور اس کی جائیداد اسی کی ملکیت پر برقرار رکھے جائیں۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا علم ہو جائے اور تب اس کا مال اس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے یا اگر کوئی پتہ نہ چل سکے تو یہاں تک کہ اس کے شہر و علاقہ کے ہم عمر لوگ وفات پا جائیں۔ حاکم حکم بالموت صادر فرمائے اور اس وقت اس کے وارث موجود ہوں۔ اس میں اس کی جائیداد تقسیم کر دی جائے۔ گویا اتنی مدت تک اس کی جائیداد اس کی ملکیت پر برقرار رہے۔ ان کا انتقال کسی دوسرے کے نام نہ کرایا جائے لیکن یہ جائیداد اور یہ مال وہ جس شخص کے ہاتھ میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور جو اس میں متصرف تھا اس کے قبضہ میں بدستور رکھا جائے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ اس کی عورت قابضہ ہے۔ لہٰذا اس کے تصرف میں زمین باقی رکھی جائے۔ وہ اس میں سے اپنے ضروری اخراجات بطور نان ونفقہ کے لیتی رہے اور بقایا مال محفوظ رکھے۔ اس کے بعد اگر اس شخص کا پتہ مل گیا کہ وہ زندہ ہے تو وہ اپنے مال اور اپنی جائیداد لے لے گا اور اگر اس کی موت کا پتہ چل گیا یا کافی مدت گزرنے کے بعد یہاں تک کہ اس کے ہم عصر فوت ہو گئے۔ حاکم نے اس کی موت کا فیصلہ دے دیا اب اگر اس کی صرف یہی بیوی ہو دوسرا کوئی وارث مع ذی فرض اور ذی رحم نہ ہو تو سارا ترکہ ۱/۴ بطور فرض کے اور بقایا ۳/۴ حصہ بطور رد کے یہ سارا اس کی اس عورت کو ملے گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ کما قال فی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۲۹۳ ج ۴ (وهو فی حق نفسه حی) بالاستصحاب هذا هو الاصل فيه (فلا ينكح عرسه غيره ولا يقسم ماله) قلت وفی معروضات المفتی ابی السعود انه ليس لا مين بيت المال نزعه من يد من بيده ممن امنه عليه قبل ذهابه لما سيجئ معزيا لخزانة المفتين. وفيه ايضا بعد اسطر (وينفق على عرسه و قريبه ولادا) وهم اصوله وفروعه. وفيه ايضا بعد اسطر (بل يوقف قسطه الى موت اقرانه فی بلده على المذهب) لانه الغالب و اختار الزيلعی تفويضه للامام۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاخری ۱۳۸۶ھ

اگر کسی شخص کی موت وحیات کا علم نہ ہو تو قاضی عدت وفات کا فیصلہ صادر کرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص تقریباً ڈیڑھ سال سے گھر سے بھاگ گیا ہے اور اس کی بیوی اپنے والدین کے پاس ہے۔ والدین سخت تنگ ہیں نہ تو وہ اس کو خرچہ بھیجتا ہے اور نہ ہی اس کے ازدواجی حقوق ادا کرتا

ہے عورت کے والد کا بیان ہے کہ اس کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کہاں پر ہے عورت جواں سال ہے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے۔

ان حالات میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے۔ کیا وہ کسی دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے یا عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر کے نکاح فسخ کرا کر دوسری جگہ نکاح کر لے یا اس کے انتظار میں کوئی مخصوص مدت تک بیٹھی رہے لیکن فتنہ کا بے حد خطرہ ہے اور اگر اس کا کہیں پتہ چل جائے اور اس کو اس کی بیوی دینے کے باوجود وہ نہ رکھے اور طلاق بھی نہ دے تو پھر کیا کرنا چاہیے؟

﴿ہو المصوب﴾

جس شخص کی موت وحیات کا کوئی پتہ نہ چلے وہ شخص مفقود کہلاتا ہے۔ لہٰذا اگر شخص مذکور ایسا ہے کہ اس کی موت و حیات تک کا پتہ نہیں ہے۔ تو اس کی عورت کے لیے بنا بر مذہب مالکیہ (جس پر فقہاء حنفیہ نے بھی فتویٰ دیا ہے) مفقود کی زوجیت سے علیحدہ ہونے کی صورت یہ ہے کہ عورت قاضی با اختیار کی عدالت میں مسئلہ پیش کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کا مفقود ولا پتہ ہونا ثابت کرے۔ بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش وتلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو اس مایوسی کے بعد سے چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو عورت دوبارہ حاکم کی عدالت میں مرافعہ کرے اور حاکم اس مفقود کے متعلق مردہ ہونے کا حکم صادر کرے اور اس حکم کے بعد مزید چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ هكذا فی الحيلة الناجزه۔

اور اگر اس دوران میں اس شخص کا کہیں پتہ چل جائے مگر نہ وہ عورت کو آباد کرے نہ نان ونفقہ وغیرہ ادا کرے اور نہ طلاق دے تو یہ شخص متعنت شمار ہوگا اور اس کے متعلق عورت عدالت میں دعویٰ دائر کرے عدالت اس شخص کو طلب کرے۔ اگر عدالت کے روبرو وہ طلاق دینے سے بھی انکار کرے اور آباد کرنے اور نان ونفقہ دینے سے بھی انکار کرے۔ تب حاکم مجاز اس کے نکاح کو فسخ کر دے گا اور عورت کے لیے ان شرائط کے ساتھ تنسیخ ہو جانے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۵ رجب ۱۳۸۶ھ

تقسیم ہند سے جب ایک شخص لا پتہ ہے تو عدالت مجاز ہے کہ اس کے نکاح کو فسخ کر لے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک عورت تقسیم ہندوستان پاکستان کے فسادات کے دوران

پاکستان آئی جب کہ اس کا خاوند وہاں مشرقی پنجاب ہندوستان میں چار سال سزا قید بھگت رہا تھا۔ یہاں پر اس عورت کو اپنے رشتہ دار نہ مل سکے۔ بعد ازاں کسی آدمی کے پاس بیٹھ گئی جس سے اس کو ناجائز اولاد ہو گئی جو کہ بالغ ہے۔ اب عرصہ سے دونوں اس گناہ کی زندگی سے شرم سار ہیں اور نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ نکاح خوان چیئر مین یونین کونسل فتویٰ چاہتے ہیں کہ کوئی سہولت کا راستہ بتا دیں۔ غریب آدمی ہیں اس عورت کا کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ اب یہ ہر لحظہ گناہ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ موت کا کوئی علم نہیں۔ برائے مہربانی کوئی سہل سبیل نکالیں تا کہ یہ صراط مستقیم پر ہو جائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں یہ عورت چونکہ زوجہ مفقود الخبر ہے اور نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہیں اور گناہ میں بالفعل مبتلا ہے۔ بنا بر مذہب مالکیہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ عدالت مجاز سے رجوع کر کے اپنا نکاح فسخ کرالے۔ عدالت یہ تحقیق کرے کہ کیا واقعی عورت اپنے دعویٰ میں سچی ہے اور خاوند نے اتنے عرصہ سے اسے کوئی نان ونفقہ نہیں دیا۔ اگر عدالت میں یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو نکاح فسخ کر دے۔ بعد ازاں تین حیض عدت گزار کر نکاح کر لے۔ فقط واللہ اعلم

نوٹ: عورت کا دعویٰ ثابت ہو جانے کی صورت میں حاکم مجاز ان الفاظ کی تصریح کرتے ہوئے نکاح کو فسخ کر دے کہ میں نے مدعیہ کا نکاح مدعا علیہ (فلاں شخص) سے توڑ دیا ہے یا فسخ کر دیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان
الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
۲۶ رجب ۱۳۹۱ھ
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۷ رجب ۱۳۹۱ھ

خاوند کا بالکل پتہ نہ ہو اور عورت کا کوئی سرپرست بھی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سائلہ مسماۃ رضیہ بیگم کا نکاح ہمراہ سید محمدؐ ولد علی شان پڑھا ہوا ہے۔ سائلہ اس کے ہاں آباد بھی رہی ہے۔ اب عرصہ تقریباً ۶ سال ہوئے ہیں کہ خاوند مذکور لاپتہ ہے اور کسی قسم کی خبر گیری نہیں کی۔ سائلہ نے خاوند مذکور کے رشتہ داروں سے بھی امداد چاہی کہ آپ کی عزت ہوں کوئی سرپرست نہیں مجھے سنبھالو اور نان ونفقہ اخراجات حسب قدرت دیتے رہو۔ خاوند مذکور کے آنے پر سب خرچ دے دیا جائے گا۔ مگر کوئی پرواہ برادری خاوند نے نہیں کی اور نہ سنی۔ ادھر میکے میں صرف ایک بوڑھا باپ ہے جو کچھ عرصہ سے نابینا ہے اور کوئی سرپرست نہیں کہ جس کی زیر سرپرستی باقی عمر بسر کروں۔ اب میں ہر طرح سے مجبور زمانہ

جس کی وجہ سے سائلہ کو عزت وعصمت وغیرہ کا از حد خطرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ گناہ عظیم میں پڑوں۔ کوئی وسیلہ وحیلہ نان ونفقہ کا نہیں اور نہ کوئی سرپرست ہے جس کی زیر سرپرستی رہ کر عصمت بچاؤں۔ اس لیے سائلہ استدعا کرتی ہے کہ شرعی طور پر کوئی راستہ وراہ بتائی جائے جس سے سائلہ شرعی صورت سے اپنی روزی حاصل کر سکے تا کہ اپنی باقی ماندہ زندگی بے خطر وبے باک ہو کر بسر کر سکے اور شرعاً کوئی گرفت نہ ہو۔

السائلہ رضیہ بیگم ولد الف خان موضع جندہ شاہ ضلع جہلم

نوٹ: ہم حاضرین اور مجمع اور گاؤں کے اشخاص اس بات کے تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی سائلہ کا خاوند عرصہ ۹ سال سے لاپتہ ہے۔ مولوی محمد اشرف اللہ ڈتہ نمبردار و بوستان خان، فضل الٰہی کھلا بٹ، دوست فخر سو ہادی۔ فقط

سائلہ رضیہ بیگم ولد الف خان

﴿ج﴾

اگر بالکل لاپتہ ہے تو اس کی عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ دائر کر دے۔ پہلے گواہوں سے اپنی زوجیت ثابت کرے اور پھر اس کا مفقود الخبر ہونا پھر حاکم اسے چار سال کی مہلت دے اس عرصہ میں حکومت اپنے ذرائع سے مثلاً جہاں جہاں گمان غالب ہو وہاں قاصد بھیج کر نیز عام اشتہارات اخبارات کے ذریعہ سے اس کی تلاش کرے۔ اگر چار سال میں کوئی پتہ نہ چلا تو پھر عورت درخواست دے کر حاکم مسلم سے فیصلہ حاصل کرے۔ اگر وہ اس کی موت کا حکم دے دے تو اس کے بعد چار ماہ دس دن عدت گزار لے تو پھر وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ رجب ۱۳۷۷ھ

لاپتہ ہونے والے شخص کی بیوی کے لیے شریعت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (واقعہ بروئے حلف) بیان کرتا ہوں کہ میں ایک مہاجر ہوں۔ میرا نام محمد حنیف ولد کمال خان ہے۔ میں نے اپنی دختر جس کا نام مسماۃ آمنہ بیگم ہے اس کا عقد بنام حیدر ولد بہادر سے کر دیا تھا جس کو عرصہ سات سال گزر چکا ہے۔ اس دور میں جب کہ لڑکی کے بال بچہ ہونے کو تھا اس کا شوہر حیدر میرے مکان پر چھوڑ کر چلا گیا۔ جس کو عرصہ پانچ سال کا ہو گیا ہے اور لڑکی کے لڑکا پیدا ہوا وہ اب موجود ہے۔ مجبوراً میں نے ہی صرفہ برداشت کیا۔ اب پانچ سال سے میرے ہی پاس لڑکی رہتی ہے۔ اس کے شوہر کا کہیں پتہ نہیں چلتا کہاں گیا نہ خط وکتابت کرتا ہے۔ میں پانچ سال سے برابر پریشان ہوں میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور بچہ کا

صرف مجھ غریب پر ناحق پڑا ہوا ہے۔ علاوہ اس کے لڑکی جوان ہے۔ اب میں مجبور ہو کر آپ مفتیان شرع شریف سے درخواست کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں لڑکی کا عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ بزرگان دین میری تکلیف پر غور فرماتے ہوئے جلد مسئلہ سے مطلع فرمائیں گے۔

السائل فدوی محمد حنیف ولد محمد کمال سکنہ حال مقیم شکار پور سندھ

﴿ج﴾

لڑکی مذکورہ کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ دائر کر کے اپنے خاوند سے اپنے نکاح اور اس کے مفقود الخبر ہونے کو ثابت کرے۔ پھر حاکم اس کی تفتیش کے لیے چار سال کی مہلت دے۔ اس چار سال میں حکومت بھی اس کی مکمل تفتیش جاری رکھے۔ چار سال کے بعد حاکم کے پاس پھر درخواست دے کر اس سے خاوند کی موت کا فیصلہ حاصل کرنے کے بعد حکم بالموت کے چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا لاپتہ ہونے والے شخص کی بیوی کا نکاح اس کے بھائی سے کیا جا سکتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید تین چار سال سے مفقود الخبر ہے۔ زید کے والدین کہتے ہیں کہ بیوی کا نکاح زید کے چھوٹے بھائی سے کر دیں۔ کیا مفقود الخبر زید کی منکوحہ کا نکاح زید کے بھائی سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زید کی بیوی اپنے خاوند کے مفقود الخبر ہونے کی درخواست عدالت میں پیش کرے۔ حاکم اس کی تحقیق کرنے کے بعد بذریعہ ریڈیو یا اخبارات اعلان کرائے اور اس عورت کی درخواست سے ۴ سال بعد اس عورت کو عدت گزار کر دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دے۔ فی الوقت زید کے بھائی سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔ فقط واللہ اعلم

سید مسعود علی قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان
۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ ذی الحج ۱۳۸۵ھ

لاپتہ ہونے والے شخص کی بیوی درج ذیل طریقہ سے دوسری شادی کر سکتی ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی جوان بعمر تقریباً ۱۸/۱۹ سالہ بالغہ شادی شدہ جس کی شادی کو عرصہ تقریباً چودہ سال گزر چکے ہیں۔ پاکستان میں ہے اور اس کا شوہر جس کی عمر تقریباً تیس سال ہے ہندوستان میں موجود ہے اور اس کے پاکستان آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اس لیے یہ فتویٰ درکار ہے کہ کیا وہ بموجب احکام شریعت اسلامیہ اپنا ازدواج ثانی کر سکتی ہے یا نہیں اور اگر وہ ایسی صورت میں جبکہ اس کے شوہر مذکور نے آج تک برائے نان ونفقہ کوئی رقم برائے گزارہ وغیرہ بھی اپنی زوجہ مذکورہ کو روانہ نہیں کی اور تعلقات زن وشوہری بھی قائم نہیں ہوئے تو کیا وہ اپنا ازدواج ثانی کسی شخص سے کر سکتی ہے اور ایسا ازدواج ثانی بموجب احکام شریعت اسلامیہ جائز وصحیح ہوگا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

زوج مذکور کا پتہ اگر لگ سکتا ہے تو اس کا پتہ لگا لیا جائے اور اس سے ضرور طلاق حاصل کی جائے بذریعہ پاسپورٹ ہندوستان آنا جانا ہو سکتا ہے مکمل کوشش کی جائے لیکن اگر بالکل معلوم نہ ہو اور مفقود الخبر ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ جج مسلم کو درخواست عورت کی جانب سے دی جائے کہ میرا زوج لاپتہ اور مفقود ہے۔ زوج کے مفقود ہونے کو گواہوں سے ثابت کرے۔

پھر جج بذریعہ اشتہارات وخطوط تفتیش شروع کرے جہاں پر گمان غالب ہو وہاں پر آدمی بھیج کر معلوم کرے جب جج حکومت کے ذرائع سے تفتیش کر کے مایوس ہو تو عورت کو چار سال کے انتظار کا حکم دے چار سال اس وقت سے شمار ہوں گے جس وقت مایوس ہو کر حکم انتظار کا جاری کرے۔ پہلے جتنا عرصہ گزرا ہو اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ چار سال گزارنے کے بعد پھر جج سے درخواست کرے کہ اب چار سال پورے ہو گئے تو جج اس وقت زوج پر موت کا حکم کرے۔ اس وقت زوج کو مردہ سمجھا جائے گا اور چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسری جگہ شادی کرے جج پر لازم ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے قانون کے تحت نافذ کرے۔ حکومت کے ایکٹ کے تحت اس کا فیصلہ قابل قبول نہ ہوگا۔

پہلے پہل عورت اپنی زوجیت کو بھی اس خاوند کے لیے دو گواہوں سے جج کے سامنے ثابت کرے بعد میں دعویٰ دائر کرے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

شوہر نے ہندوستان میں دوسری شادی کرلی پاکستان آنے کا ارادہ نہیں ہے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

گزارش ہے کہ میں بنام مسماۃ صغیرا جناب والا کی خدمت میں ایک مدعا پیش کرتی ہوں جس کے نتیجہ سے مجھ خادمہ کو مشکور فرمائیے گا۔ احوال یہ ہے کہ میں اپریل ۱۹۵۰ء میں ہندوستان سے پاکستان کو آئی۔ یوپی انڈیا کے ضلع شاہ جہانپور خاص میں جس وقت فساد برپا ہوگیا اس وقت میرے خاوند بنام ابوالحسن شاہ ولد مہرو شاہ کو حکومت نے گرفتار کرلیا میں اپنے گھر میں تنہا رہ گئی۔ میرے عزیزوں نے کسی وقت میری ہمدردی نہیں کی۔ مجبوراً میں دہشت کی وجہ سے والد صاحب کے یہاں چلی آئی۔ چند دن گزارنے پر والد صاحب نے پاکستان آنے کا ارادہ کیا۔ میری سرپرستی کرنے کے لیے میری سسرال کے جو عزیز دار تھے ان سے میری سرپرستی کرنے کے لیے کہا کسی عزیز نے میری ہمدردی کرنے کی ذمہ داری نہیں لی۔ اس کے بعد خاوند ابوالحسن شاہ سے جیل خانہ میں ملاقات کی اور ان کے گھرانے والوں نے مجھ کو سرپرستی کرنے کی بابت جو جواب دیے تھے ان سے ان کو آگاہ کیا۔ اس پر ابوالحسن شاہ نے مجھ کو جواب دیا کہ اگر واقعی تمھارے والد صاحب پاکستان جارہے ہیں تو میری رائے میں تم والد صاحب کے ہمراہ پاکستان ضرور چلی جاؤ کیونکہ میرا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ میں تم کو کس طرح سے اطمینان دوں جس وقت میرا فیصلہ ہوجائے گا میں بھی چلا آؤں گا۔ لہٰذا میں ان کے کہنے کے مطابق والد صاحب کے ہمراہ پاکستان چلی آئی۔ عرصہ دو ماہ کے بعد جب والد صاحب نے مستقل قیام کیا تو ابوالحسن شاہ سے خط وکتابت شروع کردی جس سے معلوم ہوا کہ ۶ ماہ کی سزا ہوگئی ہے اور رہائی جیل سے ہوجانے پر میں پاکستان چلا آؤں گا۔ تم اطمینان رکھو میں نے ان کے لکھنے کے مطابق ان کے آنے کا انتظار کیا۔ عرصہ ایک سال انتظار کرنے پر میں زیادہ پریشان ہوئی تو زیادہ سے زیادہ خط وکتابت کی اور دیگر عزیزوں سے ان کے آنے کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابوالحسن شاہ کا پاکستان آنے کا کوئی خیال نہیں ہے۔ خرچہ کی کمی ہے کچھ مدت تک ایسی ہی اطلاعیں ملتی رہیں۔ مجھ کو ان کی بات کا اعتبار تھا دو ڈھائی سال گزرنے پر مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن شاہ نے دوسری شادی کرلی ہے۔ اب وہ پاکستان نہیں آئیں گے۔ مجھ کو ازحد افسوس ہوا عرصہ چار سال کی مدت نہایت پریشان حال سے گزری نہ وہ خود آئے اور نہ میرے بلانے کا کوئی انتظام کیا۔ نہ کچھ میری بسر اوقات کی فکر کی مجھ کو دھوکا دیا میں ہر صورت سے مجبور ہوگئی ہوں۔ لہٰذا میرے خیال بوجہ مجبوری ذریعہ معاش کے شوہر ابوالحسن شاہ کی طرف سے تبدیل ہوچکے ہیں۔ کوئی بات قابل اطمینان نہیں پائی گئی۔ میرے والد صاحب ضعیف العمر ہیں ان کے دم کا آسرا تھا وہ بھی دن بدن ٹوٹتا جارہا ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے خدا جانے کس وقت کیا ہوجائے میں عمر جوانی میں ہوں

مجھے اپنی عزت کا بھی خیال ہے۔ لہٰذا میں والد صاحب کی موجودگی میں اپنا دوسرا عقد کرنا چاہتی ہوں۔ اس معاملہ میں علماء دین کیا فرماتے ہیں۔ جواب سے مشکور فرمائیے گا۔

﴿ج﴾

اگر تمھارا خاوند مفقود الخبر نہیں اور اس سے خط وکتابت ہوسکتی ہے تو بذریعہ خط وکتابت اس سے قوی بات طے کریں۔ اس سے طلاق حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اگر وہ مفقود الخبر یعنی نامعلوم ہے تو مجسٹریٹ مسلم کے پاس دعویٰ دائر کریں کہ میرا خاوند فلاں ابن فلاں ہے اور وہ مفقود الخبر ہے۔ تو مجسٹریٹ تمھیں چار سال کی مدت انتظار کرنے کا حکم دے۔ گزشتہ مدت کا اعتبار نہیں ہے۔ اس چار سال میں مجسٹریٹ اس کو سرکاری ذرائع سے معلوم کرائے اور اس کی پوری تفتیش کرے۔ اگر چار سال تک پتہ نہ لگا تو پھر مجسٹریٹ سے یہ فیصلہ لے لیں کہ اب وہ مرچکا ہے یعنی مجسٹریٹ اس پر حکم بالموت کرے اس کے بعد چار ماہ دس دن عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہو۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر کسی شخص کا دس سال تک پتہ نہ چلے تو کوئی عالم دین جرگہ کو عقد ثانی کا فتویٰ دے سکتا ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید مثلاً کراچی میں مزدوری کرتا ہے ساتھ چند ساتھیوں کے ان ساتھیوں کا بیان ہے کہ زید سے ایک گھڑی وغیرہ سامان ایک سارق مہمان نے صبح سویرے چھپالیا۔ زید اس سارق کی تلاش میں جنگل چلا گیا۔ پھر واپس نہیں آیا۔ ہر چند تلاش کرلیا نہ ملا۔ اس کا سامان ساتھیوں کے ساتھ رہا۔ عرصہ دس سال ہوچکا کہ زید کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھی اور تمام اہل قرابت کو یہ امر متیقن ہوچکا ہے کہ زید کو یا تو اپنے ایک خونخوار ساتھی نے قتل کیا ہے یا اس چور نے جس کے پیچھے وہ جنگل چلا گیا قتل کیا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید مفقود الخبر کا حکم رکھتا ہے یا نہ اگر مفقود الخبر کے حکم میں ہو تو اس کی زوجہ جو دس سال سے بے چین بیٹھی ہے اور گزشتہ سال ۱۹۶۵ء میں ضلع کے ڈپٹی کمشنر صاحب کو بھی اس بارے میں درخواست دے چکی تھی مگر انھوں نے کچھ غور نہیں کیا۔ اب اگر وہ اپنے گاؤں کے ذی وجاہت چند آدمیوں کے ہمراہ ایک مولوی سند یافتہ کو درخواست دے دے تو کیا وہ بعد تحقیق حتی الوسع اس عورت کو ایک سال میعاد مقرر کرکے حکم نکاح ثانی یہ جرگہ دے سکتے ہیں یا نہ۔

﴿ج﴾

یہ شخص مفقود ہی ہے۔ کیونکہ اس کی موت وحیات کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ نہ تو اس کی موت پر کوئی حجت شرعیہ موجود

ہے۔ کما قال فی الدر المختار ص ۲۹۲ ج ۴ (هو) لغة المعدوم و شرعا (غائب لم یدراحی هو فیتوقع) قدومه (ام میت او دع اللحد البلقع) ای القفر. وفی الشامی ص ۲۹۷ ج ۴ ففی النهر عن التتار خانية ثم طریقه موته اما بالبینة او موت الاقران و طریق قبول هذه البینة ان یجعل القاضی الخ

اورزوج مفقود کے بارے میں علماء متاخرین نے امام مالک کے مذہب پرفتویٰ دیا ہے۔ مولانا تھانوی صاحبؒ نے حیلہ ناجزہ کے اندر زوج مفقود سے رہائی کے لیے امام مالک کے مذہب کے متعلق تمام شرائط و قیود اور تفصیلات فرمائی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ زوجہ مفقود قاضی کی عدالت میں مرافعہ کرے اور بذریعہ شہادت شرعیہ یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا اور اگر نکاح کے عینی گواہ موجود نہ ہوں تو اس معاملہ میں شہادت بالتسامع بھی ہے۔ یعنی شہرت عامہ کی بنا پر بھی شہادت دی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود ولاپتہ ہونا ثابت کرے۔ بعد ازاں قاضی خود بھی تفتیش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہوجائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر اگر ان چار سال میں بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سالہ مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جائے گا پھر ان چار سال کے ختم ہونے پر چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنے کا عورت کو اختیار ہوگا اور احتیاط اسی میں ہے کہ جب وہ چار سال گزر جائیں تو دوبارہ عورت درخواست دے کر قاضی سے حکم بالموت حاصل کرلے تاکہ مذہب حنفیہ کی حتی الوسع رعایت ہوجائے اور جہاں قاضی شرعی نہ ہو تو وہاں جو حکام گورنمنٹ کی طرف سے ہوں تو وہ اس قسم کے معاملات کے تصفیہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہوں اور فیصلہ شریعت کے مطابق کریں تو ان کا فیصلہ بھی قضائے قاضی کے قائم مقام ہوجاتا ہے اور اگر مسلمان حاکم شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہو یا اسے اختیار حاصل نہ ہو تو پھر مذہب مالکیہ کے مطابق دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت پنچایت کر کے حسب بیان مذکور تحقیق کرے اور تحقیق کامل کے بعد فیصلہ صادر کردے۔ تو یہ فیصلہ بھی قضائے قاضی کے حکم میں ہو جائے گا لیکن پنچائیت کم از کم تین ارکان پر مشتمل ہوں۔ سب کے سب عادل ہوں بہتر یہی ہے کہ سب عالم ہوں۔ ورنہ ایک عالم بھی کافی ہے اور سب متفقہ فیصلہ فرمالیں۔ اختلاف کی صورت میں فیصلہ معتبر نہ ہوگا۔ مزید تفصیل حیلہ ناجزہ میں ہے ملاحظہ فرمالیں۔ حیلہ ناجزہ کتاب عام کتب خانوں میں مل جاتی ہے۔ ورنہ اس کے ناشر طابع محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی سے طلب فرمالیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳۰ شوال ۱۳۸۵ھ

اگر عقد ثانی کے بعد شوہر اول آجائے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ محمود ریاض نامی ایک شخص ہے۔ جس کو لاپتہ ہوئے چھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ جہاں کہیں شک ہوا جاکر پتہ کرنے کے باوجود نہ ملا۔ اس کی بیوی موجود ہے۔ اب اگر اس کی بیوی دوسرا نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے یا نہیں۔ اگر دوسرا نکاح کرسکتی ہے تو کتنی مدت انتظار کرے اور اگر دوسرے نکاح کے بعد پہلا خاوند مل جائے تو پھر شریعت کا کیا حکم ہے۔

﴿ج﴾

شخص مذکور کی عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔ اس لیے پہلے حکومت سے اپنا نکاح فسخ کرائے۔ اس کے بعد دوسری جگہ نکاح کرسکے گی۔ عدالت سے فسخ نکاح کا طریقہ الگ سوال روانہ کرکے دریافت کرلیں اور اگر پہلا خاوند مل گیا تو پھر یہ عورت ہر صورت میں اسی کو ملے گی۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

لاپتہ ہونے والے کی بیوی کے لیے شرعی احکام

﴿س﴾

بعد از آداب مسنون عرض خدمت انور یہ ہے کہ ہمارے ایک عزیز قریب کا بیٹا تعلیم دینی کے لیے اپنا گھر چھوڑ کر اب تقریباً بائیس تیئس سال ہوتے ہیں کہ لاپتہ ہوچکا ہے۔ اس کے والد صاحب نے غالباً سارے شہروں واقع پاکستان میں اس کا پتہ کیا۔ مگر کوئی پتہ نہ لگا۔ اس کی بیوی کی یعنی مفقود کی عورت متعدد سال سے بالغ ہوچکی ہے۔ اب اس کے والد صاحب کو ایک بیٹے کے مفقود ہونے کی تکلیف درپیش ہے اور دوسری طرف عورت کا اندیشہ ہے۔ علماء موسیٰ خیل سے عورت کے حل کے لیے حیلہ طلب کیا ہے۔ علماء بالا جناب کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے آپ سے بذریعہ تحریر فتویٰ طلب فرماتے ہیں۔ ہم کو آپ کی مصروفیات اہم امور میں بخوبی معلوم ہے لیکن چونکہ یہ بھی امور ضروریہ سے ہے۔ آپ کے بغیر ہمارے علماء کے درمیان کسی کی تحقیق باعث اطمینان نہیں ہوتی۔ لہٰذا براہ کرم ونوازش اپنے جواب محققانہ سے ممنون فرماکر مظہر خوشنودی فرمائیں۔

﴿ج﴾

مفقود کی بیوی کے لیے بہتر ہے کہ شوہر کی عمر نوے برس ہونے تک صبر کرے۔ اگر صبر نہ کر سکے تو ایسی حالت میں یہ عورت کسی حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے اور گواہوں سے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے بعدہ شوہر کے مفقود ہونے کی شہادت شرعیہ پیش کرے۔ پھر حاکم اس شخص کی بقدر ممکن تلاش کرے۔ جہاں اس کے جانے کا ظن غالب ہو۔ وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ سے تحقیق کرے۔ اخبار میں اشتہار دینے سے معلوم ہو تو یہ بھی کرے۔ بہر کیف ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ پیش ہونے سے قبل عورت کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے تلاش کی کوشش کافی نہیں۔ بلکہ دعویٰ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم خود پوری کوشش کرے۔ دوسروں کے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔ جب حاکم شوہر کے ملنے سے بالکل ناامید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر ان چار سال میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کر کے نکاح فسخ کروالے اور شوہر کو مردہ تصور کر کے چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر دوسری جگہ نکاح کرنے کے بعد پہلا شوہر واپس آ گیا تو یہ عورت اسی پہلے شوہر کو ملے گی۔ جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ پہلا نکاح ہی کافی ہے۔ هٰذا خلص ماهو مشروح فی الحيلة الناجزة للحيلة العاجزة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۲۹ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

لاپتہ ہونے والے شخص کا والد اگر روپے لے کر بہو کے نکاح کی دوسری جگہ اجازت دے تو کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے پندرہ سال کی عمر میں نکاح کیا اور بعد میں وہ لاپتہ ہو گیا۔ آٹھ دس سال کے بعد اس لڑکے کے والد نے لڑکی کے والد سے کچھ رقم لے کر نکاح کرنے کی اجازت دے دی آیا اب نکاح ثانی جائز ہے اور نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ اول باقی ہے ثانی ناجائز ہے یا اب ثانی نکاح والا لڑکا جو کچھ حقوق زوجیت ادا کرتا ہے جائز ہیں یا ناجائز ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

پہلا نکاح بدستور باقی ہے۔ دوسرا نکاح، نکاح بر نکاح اور حرام ہے۔ حقوق زوجیت ادا کرنا حرام ہے۔ مفقود

لاپتہ کی بیوی کے لیے دوسری جگہ نکاح کرنے کی شرعی صورت یہ ہے کہ یہ عورت کسی حاکم مسلم کے پاس دعویٰ پیش کرے اور گواہوں سے اپنا نکاح حاکم کے پاس ثابت کرے۔ نکاح کے اصلی شاہد ضروری نہیں بلکہ شہادت بالتسامع بھی کافی ہے۔ یعنی نکاح کی عام شہرت سن کر نکاح پر شہادت دی جا سکتی ہے۔ بعدہ شوہر کے مفقود (لاپتہ ہونے کی شہادت شرعیہ پیش کرے پھر حاکم اس شخص کی بقدر ممکن تلاش کرے جہاں اس کے جانے کا ظن غالب ہو وہاں آدمی بھیجے اور جہاں صرف احتمال ہو خط وغیرہ سے تحقیق کرے اخبار میں اشتہار دینا مفید معلوم ہو تو یہ بھی کرے بہر کیف ہر ممکن صورت سے اس کی تلاش میں پوری کوشش کرے۔ حاکم کے پاس دعویٰ پیش ہونے سے قبل عورت کی طرف سے یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے تلاش کی کوشش کافی نہیں۔ بلکہ دعویٰ پیش ہونے کے بعد ضروری ہے کہ حاکم خود پوری کوشش کرے دوسروں کے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ کرے۔ جب حاکم شوہر کے ملنے سے بالکل ناامید ہو جائے تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر ان چار سالوں میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کرے۔ قاضی جج شوہر کو مردہ قرار دے دے تو چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ هذا خلص ماهو مشروح فی الحيلة الناجزه للحيلة العاجزه ومن شاء التفصيل فليطالع ثمه ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۹ شعبان ۱۳۸۹ھ

جب شوہر کی زندگی کی امید ہے تو فسخ نکاح کا حکم درست نہیں ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد حسین عرصہ آٹھ سال سے لاپتہ ہے۔ اس کے متعلق کچھ خبریں بھی ملتی رہی ہیں کہ فلاں جگہ موجود ہے لیکن جب پتہ چلایا گیا تو وہاں نہیں مل سکا۔

واضح رہے کہ مسمی مذکور عرصہ پانچ چھ سال اپنی منکوحہ کے ساتھ آباد رہنے کے بعد لاپتہ ہوا ہے۔ جبکہ چار بچے بھی اس کے پیدا ہو چکے تھے۔

اب مسمی مذکور کی منکوحہ کے والدین کہتے ہیں کہ ہم نے عدالت میں دعویٰ کر کے نکاح فسخ کر لیا ہے۔ حالانکہ ابھی تک محمد حسین کے متعلق خبریں پہنچ رہی ہیں کہ زندہ ہے۔ کیا شرعاً یہ تنسیخ نکاح درست ہے یا نہ۔

اللہ وسایا ولد کریم بخش محلہ نبی شیر خان ملتان
۱۹ ذی القعدہ ۱۳۸۵ھ

﴿ج﴾

مفقود الخبر کی منکوحہ دوسری جگہ تب نکاح کرسکتی ہے جب کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ دائر کرکے پہلے اپنا نکاح ثابت کرے اور اس کے بعد حاکم اسے چار سال تلاش کرنے کے لیے انتظار کا حکم دے۔ یہ چار سال دعویٰ دائر کرنے کے بعد شمار ہوں گے۔ پہلے جتنا عرصہ گزرا ہوگا اس کا شمار نہیں ہوگا۔ چار سال گزر جانے کے بعد اگر حاکم اپنے ذرائع سے کامل تلاش کرنے کے بعد اس کی زندگی کے متعلق مایوس ہو جائے اور اس کی موت کا حکم لگا دے تو اس کی عورت حکم موت کے بعد چار ماہ دس یوم عدت کے گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ اسی طرح بغیر انتظار کا حکم دیے نکاح شرعاً فسخ نہیں ہوسکتا۔ اس لیے یہ نکاح شرعاً فسخ نہیں ہوا۔ اب دوسری جگہ نکاح کرنا اس کا حرام ہے۔ اس میں شرکت کرنی شدید گناہ ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس منکوحہ کو ہر طرح کے نکاح سے باز رکھیں کوتاہی کرنے والے گناہِ عظیم کے مرتکب ہوں گے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۸۵ھ

جو شخص ساڑھے پانچ سال سے غائب ہو اس کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ اللہ دتہ کے لڑکے جس کا نام غلام حسین ہے ایک لڑکی کے ساتھ بچپن میں یعنی لڑکا لڑکی دونوں نابالغ تھے ان کا والدین نے نکاح کیا۔ اب لڑکے کو غائب ہوئے تقریباً ساڑھے پانچ سال گزر گئے ہیں۔ اب لڑکی کے وارث اس کا کہیں اور جگہ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ انھیں کس طریقہ سے نکاح کرنا چاہیے۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں چونکہ اس عورت کا خاوند مفقود الخبر ہے۔ اس لیے یہ عورت اپنے والد کو مختار بنادے اور اسے مختار نامہ دے دے۔ اس کا والد اس کی طرف سے کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے پہلے اس کے نکاح کو ثابت کرے کہ میری لڑکی کا نکاح نابالغی میں فلاں لڑکے سے ہوا تھا جو کہ ساڑھے پانچ سال سے مفقود الخبر ہے اور باوجود تفتیش وتلاش کے لاپتہ ہے۔ اس کے بعد حاکم خود بھی حکومتی ذرائع سے اشتہارات ومنادی سے تفتیش وتلاش کر کے جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو حاکم عورت کے بارے میں مزید چار سال انتظار کرنے کا حکم صادر کرے۔ پورے چار سال گزرنے کے بعد بھی اگر خاوند بدستور لاپتہ ہو تو پھر دوبارہ حاکم کی عدالت میں اس کی درخواست دے

دے۔ اس کے بعد حاکم اس کے خاوند کی موت کا حکم صادر کرے حاکم کے حکم بالموت کرنے کے بعد چار مہینے دس دن عدت گزار کر یہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے اور اگر حاکم کے پاس حالات ایسے ثابت ہو جائیں کہ عورت کے نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہ ہو ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو تو اسے ایک سال انتظار کا حکم صادر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس صورت میں حاکم ایک سال کا انتظار کرنے کا حکم صادر کرے۔ سال گزرنے کے بعد اگر اس کا خاوند لاپتہ ہو تو دوبارہ اس کی درخواست دے دے اس کے بعد حاکم اس کے نکاح کو فسخ کردے اور حاکم کے فسخ کے بعد عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو شخص چوری کرکے چار سال سے لاپتہ ہو تو بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسمی خادم حسین عرف اللہ ڈوایا ولد نور محمد کا میرے ساتھ نکاح تھا۔ عرصہ تقریباً تیرہ چودہ سال کا ہوا ہے۔ اس عرصہ میں جو میری گزر ہوئی تھی بہت خراب حالات میں ہوئی تھی کیونکہ مسمی مذکور کا پیشہ چوری تھا۔ دو تین دفعہ مار بھی کھائی تھی اور بعد میں عرصہ تقریباً پانچ سال ہوا ہے کہ مسمی مذکور ایک لانڈری کی دکان سے ایک سائیکل اور دوسرا سامان بھی چوری کرکے چلا گیا۔ اب اس کا کوئی علم نہیں ہے کہ کہاں ہے۔ زندہ ہے یا مرگیا ہے۔ میں نے بہت تلاش کی مگر کوئی پتہ نہ ملا اور نہ میرے خرچ کا کوئی ذمہ دار ہے۔ اب میں نے تنگ ہوکر آپ سے فتویٰ دینے کی درخواست کی کہ میں اب دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہوں یا اس کے لیے بیٹھی رہوں اور ابھی تک میں نے دوسری جگہ نکاح وغیرہ نہیں کیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں چونکہ عورت کا خاوند مفقود الخبر ہے۔ اس لیے یہ عورت کسی مسلمان حاکم کے پاس خاوند کے مفقود اور لاپتہ ہونے کی بنا پر دعویٰ دائر کرے پہلے اس مفقود کے ساتھ نکاح ثابت کرے کہ میرا اس گمشدہ کے ساتھ نکاح ہوا ہے اور یہ کہ تقریباً پانچ سال سے لاپتہ ہے۔ اسے بہت تلاش کیا گیا لیکن تاحال اس کی کوئی خبر نہیں ملی بعدہ حاکم بھی حکومتی ذرائع سے اشتہارات منادی وغیرہ سے تلاش کرے جب پتہ ملنے سے مایوس ہو جائے تو حاکم اس عورت کو مزید چار سال کی مہلت دے دے۔ اس کے بعد عورت چار سال انتظار کرے اور پورے چار سال گزرنے

کے بعد اگر خاوند بدستور لا پتہ ہو تو یہ عورت دوبارہ حاکم کو درخواست دے اس کے بعد حاکم عورت کے خاوند کی موت کا حکم صادر کرے اور حاکم کے حکم بالموت کے بعد یہ عورت چار مہینے دس دن عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔

اگر یہ عورت چار سال کی اس مہلت کو صبر و تحمل کے ساتھ گزار نہ سکے اور اسے ابتلاء معصیت اور وقوع فی الزنا کا شدید خطرہ ہو تو حاکم کو صرف ایک سال تک انتظار کر کے حکم کے صادر کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ ایک سال گزرنے کے بعد جب اس کا شوہر بدستور لا پتہ ہو عورت دوبارہ حاکم کو درخواست دے اور حاکم نکاح فسخ کر دے اور یہ عورت فسخ کے بعد عدت طلاق تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح عبداللطیف معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۸ جمادی الاولی ۱۳۸۴ھ

۱۲ سال سے ہندوستان میں لا پتہ ہونے والے شخص کی بیوی کے لیے ہدایات

﴿س﴾

مسماۃ جنت دختر محمد کا نکاح مسمی بھٹانہ ولد شہامنہ کے ساتھ پڑھا گیا۔ مسماۃ عرصہ تقریباً بارہ سال گزر چکے ہیں کہ جس وقت نکاح پڑھا گیا تھا لڑکی اس وقت نابالغ تھی اور لڑکا بھی نابالغ تھا جس وقت پاکستان بنا اس وقت وہ لڑکا ایک ہندو کی مشین پر ملازم تھا۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک اس لڑکے کے متعلق کوئی پتہ نہیں کہ آیا وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔ کافی تلاش کی گئی لیکن بالکل پتہ نہیں لگ سکا۔ لڑکی عرصہ تین سال سے بالغ ہو چکی ہے۔ جوان لڑکی گھر پر نہیں بٹھائی جا سکتی۔ شریعت کا جو حکم ہو صادر فرمایا جائے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں زوج مفقود الخبر ہے۔ جس کا حکم یہ ہے کہ عورت کسی جج مسلم کے پاس درخواست دے کہ میرا زوج مفقود الخبر اور لا پتہ ہے وہاں زوج مفقود کے ساتھ اس عورت کے نکاح کو گواہاں کے ذریعہ ثابت کر کے پھر زوج کے مفقود ہونے کو دو گواہان عادل سے ثابت کرے۔ بعد ازاں جج بذریعہ اشتہارات و خطوط تفتیش سرکاری طور پر کرے جہاں پر گمان غالب ہو وہاں آدمی بھیج کر تحقیق کرے جب مایوس ہو جائے تو عورت کو چار سال کے انتظار کا حکم دے چار سال اس وقت سے شمار ہوں گے جس وقت جج حکم انتظار کا دے دے اس سے قبل جتنا عرصہ بھی گزر چکا ہے شمار نہ ہوگا چار سال گزارنے کے بعد پھر جج کو درخواست دے کہ اب چار سال پورے ہو چکے ہیں تو اس وقت جج زوج کے متعلق حکم بالموت کرے اور زوجہ چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر اور جگہ نکاح کرے اس مندرجہ بالا فیصلہ کے بغیر اور کوئی صورت نہیں۔ هذا كله ماخوذ من الحيلة الناجزه لمولنا التهانوی رحمه الله۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ سال سے لا پتہ ہونے والے شخص کی بیوی کے لیے عقد ثانی کی شرائط و طریقہ

﴿س﴾

چہ فرمایند علمائے کرام اندریں صورۃ مسئولہ کہ مسمی زید نیم عاقل بود از خانہ و از منکوحہ خود گاہے بگاہے فرار کردہ خارج البیت شدہ بودے وگاہے قیام بودے از عرصہ تقریباً ۱۲ سال منقضی گشتہ کہ مسمی زید معدوم است و معدوم الخبر اکنوں برائے منکوحہ اش شرع شریف چہ حکم دارد کہ نکاح ثانی کند یا نہ؟

﴿ج﴾

اگر زید مفقود الخبر کی بیوی نان و نفقہ نہ ہونے یا معصیت میں پڑنے کے شدید خطرہ کی وجہ سے دوسری جگہ نکاح کرنے پر مجبور ہے تو تفریق کی جائز شرعی صورت یہ ہے کہ عورت مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ کرے کہ میں فلاں کی منکوحہ ہوں اور وہ اتنے عرصہ سے مفقود ہے۔ حاکم مسلمان اسے ایک سال تک انتظار کا حکم دے ایک سال کی تفتیش کے بعد بھی اگر وہ نہ ملے تو حکم بالتفریق کر کے نکاح کو فسخ کر دے۔ اس کے بعد عورت عدۃ تین حیض کامل گزار کر دوسری جگہ نکاح کرے اور اگر اس طرح کی شدید مجبوری نہیں ہے تو صورۃ خلاصی یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کے پاس عورت دعویٰ کرے کہ میں فلاں کی منکوحہ ہوں اور وہ مفقود الخبر ہے حاکم چار سال اسے انتظار کا حکم دے حکومت اپنے ذرائع سے تلاش کرے چار سال تک اگر وہ نہ ملے تو حاکم اس کی موت کا حکم صادر کرے اور عورت حکم کے بعد چار ماہ دس دن عرصہ گزار کر دوسری جگہ نکاح کرے یاد رہے کہ چار سال حاکم کے دعویٰ کرنے کے بعد شمار ہوں گے۔ سابق جتنی مدت گزر چکی ہے اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

احمد جان نائب مفتی
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۴ صفر ۱۳۹۸ھ

جو فوجی اپنے یونٹ سے سات سال سے لا پتہ ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و حاملان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی مسماۃ نور بانو عمر گیارہ سال کی شادی آج سے نو سال قبل ایک نوجوان مسمی شیر خان سے ہوئی ایک سال بعد مسمی شیر خان مذکور فوج میں بھرتی ہو کر سمندر پار چلا گیا اور آج تک واپس نہیں آیا۔ اس کی گم شدگی کی اطلاع متعلقہ فوجی یونٹ ہیڈ کوارٹر سے ۱۹۴۶ء میں ملی۔ دوبارہ خط لکھ

کر ریکارڈ آفس سے پتہ کیا تو انھوں نے یہ اطلاع دی کہ وہ اپنے یونٹ سے گم ہو چکا ہے لیکن اس کی موت کے متعلق کوئی یقینی بات نہیں کہی جاسکتی۔ اس اطلاع کو ملے ہوئے عرصہ سات سال کا گزر چکا ہے اور ہمیں اس دوران میں اس کے متعلق کسی قسم کی کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کے یونٹ کے سب ساتھی واپس آ چکے ہیں۔ اب لڑکی کی عمر بیس سال ہو چکی ہے۔ موجودہ حالات میں اس کے بھٹکنے کا قوی اندیشہ ہے اور اگر اس کو یونہی معلق رہنے دیا گیا تو خاندان کی عزت پر بٹہ لگنے کا غالب امکان ہے۔ ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے علماء دین فرمائیں کہ کیا وہ عورت نکاح ثانی کرنے کی مجاز ہے۔

﴿ج﴾

مفقود الخبر کی زوجہ کے لیے مندرجہ ذیل شروط سے دوسری جگہ نکاح کرنے کی گنجائش ہے۔ خوب غور کر لیا ۔۔۔ عورت کسی جج مسلم کے پاس مقدمہ دائر کر کے گواہان عادل سے اپنی زوجیت کو مفقود الخبر کے لیے ثابت کرے اور پھر زوج کے مفقود ہونے کو ثابت کرے۔

اس کے بعد جج تفتیش و تلاش شروع کرے۔ صرف عورت اور اس کے اولیاء کی تحقیق و تفتیش پر اعتماد نہ کرے بلکہ خود جہاں گمان غالب ہو وہاں زیادہ تحقیق کرے اور عام اعلانات و اشتہارات کے ذریعہ سے عمومی تفتیش کرے۔

تفتیش کامل کے بعد جج چار سال کی مہلت کا حکم نافذ کرے اس حکم کے تحت عورت کو چار سال بیٹھنا ہوگا اس سے قبل جتنا بھی زمانہ گزرا ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

چار سال کے بعد پھر درخواست دے کہ اب چار سال ختم ہو چکے ہیں تو جج مفقود کے متعلق حکم بالموت صادر کرے۔ اب اس کے شوہر کو اس وقت سے مردہ سمجھا جائے گا۔

اس کے بعد چار مہینے دس دن عدت موت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ جج کے لیے لازمی ہے کہ مندرجہ بالا شرعی قانون کے مطابق فیصلہ دے۔ اگر کسی سرکاری ایکٹ کے ماتحت فیصلہ دے گا تو نافذ عندالشرع نہ ہوگا۔ اگر جج ایسا فیصلہ دینے کے لیے تیار نہ ہو تو کم از کم دیندار اور علم دین رکھنے والے اشخاص کی پنچایت مقرر کر لی جائے۔ اس کو بھی قاضی کا حکم دیا جائے گا اور اس مندرجہ بالا طریقہ سے اس پنچائیت کو بھی فیصلہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ سال سے لاپتہ ہونے والا جب واپس آیا تو بیوی دوسری شادی کر چکی تھی اب کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسمی محمد حسین خان عرصہ بارہ سال تک لاپتہ رہا اس کی بیوی نے جس

کے ساتھ وہ عرصہ چھ سال آباد رہا اور جس سے چار پانچ بچے پیدا ہوئے۔ کافی انتظار کرنے کے بعد عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا۔ عدالت نے اس کے حق میں ڈگری دے دی جس پر اس نے نکاح ثانی کر لیا۔ کیونکہ کسی اور مولوی صاحب نے انھیں اس طرح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ مسمی محمد حسین خان کے والد نے اس نکاح ثانی کے بارے میں علماء کرام کے فتاویٰ طلب کیے۔ ان فتاویٰ کی رو سے اس نکاح ثانی کو کالعدم قرار دیا گیا جس کی اطلاع فریق ثانی کو کر دی گئی تھی۔ اب مسمی محمد حسین خان عرصہ دو سال سے واپس آ گیا ہے۔ وہ اپنی بیوی اور دیگر حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

واضح رہے کہ مفقود کے مسئلہ میں امام مالک کے مذہب کے مطابق حکم یہ ہے کہ جب حاکم پوری کوشش کے باوجود بھی شوہر کے ملنے سے ناامید ہو جائے۔ تو عورت کو چار سال کی مہلت دے۔ اگر چار سال میں بھی اس کی کوئی خبر نہ آئی تو عورت حاکم کے پاس دوبارہ درخواست پیش کر کے نکاح فسخ کروالے مسئولہ صورت میں چونکہ عدالت نے صرف ایک سال کی مہلت دی ہے۔ نیز سال گزرنے کے بعد دوبارہ فسخ بھی نہیں کرایا گیا ہے۔ لہٰذا اس عدالتی تنسیخ کا شرعاً اعتبار نہیں اور اس صورت میں شرعی طریق کے مطابق عورت پہلے شوہر کو ملے گی نیز پہلے شوہر کی طرف بیوی کی واپسی میں جو اختلاف ہے۔ وہ بھی اس صورت میں کہ شوہر ثانی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا پہلا شوہر مفقود ہے اور جب شوہر ثانی کو یہ معلوم ہو کہ شوہر اول مفقود ہے تو اس صورت میں کسی کا اختلاف نہیں۔ بلکہ بیوی شوہر اول کی طرف واپس کی جائے گی۔ **کما صرح به فی مختصر الخلیل وشرح للعلامة الدردیر (ص ۴۰۰ ج ۱) فتکون للمفقود فیما اذا جاء او تبین حیاته او موته فی المدة او بعدها وقبل عقد الثانی او بعده وقبل التلذذ بها او بعده عالما بما ذکر وترد علیه وتکون للثانی ان تلذذ بها غیر عالم اھ۔**

وقال شمس الائمة فی المبسوط حیث قال وقد صح رجوعه (یعنی عمر رضی الله عنه الی قول علی فانه (ای علیا) کان یقول ترد الی زوجها الاول. ولا یفرق بینها وبین الأخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا یقربها الاول حتی تنقضی عدتها من الاخر بهذا کان یأخذ ابراهیم فیقول قول علی احب الی من قول عمرؓ به ناخذ ایضا (ص ۲۷ ج ۱۱) وفی میزان الشعرانی ص ۱۲۴ ج ۲ ومن ذلک قول ابی حنیفة ان المفقود (اذا قدم بعد ان تزوجت زوجته بعد التفریق یبطل العقد وهی للاول وان کان الثانی وطیها فعلیه مهر المثل وتعتد من الثانی ثم ترد الی الاول اھ۔

الحاصل صورت مسئولہ میں جب پہلا شوہر واپس آ گیا ہے تو یہ عورت اسی پہلے شوہر کو ملے گی جدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں۔ پہلا نکاح ہی کافی ہے۔

اگر دوسرے نے خلوت صحیحہ کی ہو تو کل مہر دے گا۔ (وھو الصحیح)

عورت پر عدت طلاق واجب ہوگی۔

عدت پہلے شوہر کے پاس آ کر گزارے گی۔ مگر عدت گزرنے تک پہلے شوہر کے لیے جماع جائز نہیں۔

اگر دوسرے شوہر سے حالت نکاح میں یا فسخ نکاح کے بعد عدت گزارنے سے قبل اولاد پیدا ہوگئی تو یہ دوسرے شوہر کی ہوگی۔ وھذا خلص ماھو مشروح فی حیلة الناجزة للحیلة العاجزة ومن شاء التفصیل فلیطالع ثمه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۲ جمادی الاولی ۱۳۹۱ھ

۴ سال سے لاپتہ ہونے والے شخص کی بیوی کے لیے امام مالکؒ کے مذہب پر عمل کرنا

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بیان مدعیہ اللہ وسائی دختر مستری امام بخش صاحب سکنہ موضع وساوا تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ بیان کرتی ہے کہ میرا خاوند مسمی اللہ دتہ ولد مستری خادم حسین عرصہ چار سال سے لاپتہ ہے۔ اس کی کافی تلاش کی گئی ہے لیکن تاحال کامیابی نہیں ہوئی۔ میرا سسر یعنی میرے خاوند کا والد خادم حسین یہ کہتا ہے کہ تم اپنے والد مستری امام بخش کو کہو کہ تیرا نکاح دوسری جگہ کر دے۔ میرے والد نے کافی اس بات کو سوچا کہ کیا وجہ ہے کہ بغیر کسی خوف کے کیوں کہتا ہے۔ میرا لڑکا مسمی اللہ دتہ زندہ نہیں ہے۔

میری بات اسی طرح تھی کہ عرصہ دو سال بعد خادم حسین نے اپنی لڑکی حقیقی کو بدچلنی کے شبہ میں قتل کر دیا۔ جب یہ مقدمہ زیر تفتیش پولیس کے ہوا تب بھی اس کے بیان اس طریقہ سے تھے کہ لڑکی کے قتل کی وضاحت نہ ہو سکی جب میرا سسر چالان ہو کر جیل خانہ گیا تو میرا والد اور میری سوتیلی ماں یہ دونوں جیل خانہ میں ملاقات کے لیے گئے۔ تو سسر نے میرے والد کو صاف الفاظ میں کہا کہ تو جا کر اپنی لڑکی کا نکاح میرے بھتیجے کے ساتھ کر دے تو میرے والد نے کہا کہ ایک لڑکی کے دو نکاح کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اگر تو نے اپنے لڑکے کو قتل کیا ہے تو صاف بتلا تا کہ معاملہ صاف ہو جائے۔ تب اس جگہ وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ چونکہ معاملہ ابھی تک زیر سماعت ہے اپنے بیٹے کے قتل کا اقرار نہیں کر سکتا۔

باقی نکاح کی اجازت ہر وقت دیتا ہے۔

قابل دریافت بات یہ ہے کہ مفقود الخبر کو عرصہ چار سال گزر چکے ہیں۔ یہ مذکورہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ بقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ باقی اس کے الفاظ جو مشتبہ ہیں کی وجہ سے کہ اس نے اپنے لڑکے کو قتل کر دیا ہو تو اس کا کچھ اعتبار ہے یا کہ نہیں۔ وہ ہمیشہ ہر مجلس میں یہ الفاظ دوہراتا ہے کہ بھائی میرا لڑکا اللہ دتہ زندہ نہیں ہے۔ تم اپنی لڑکی دوسری جگہ نکاح کر دو۔

«ھو المصوب»

زوجہ مفقود امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر عند الضرورت عمل کر سکتی ہے لیکن اس کا طریقہ وہ ہے جو حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء مالکیہ سے دریافت کر کے اپنی کتاب الحیلۃ الناجزہ میں درج کیا ہے۔ جس پر اس وقت کے ہندوستان کے تمام جید علماء کرام اور مفتیان عظام کے دستخط ثبت ہیں اور وہ یہ ہے کہ عورت قاضی کی عدالت میں مرافعہ کر دے اور بذریعہ شہادت شرعیہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا۔ اگر نکاح کے عینی گواہ موجود نہ ہوں تو اس معاملہ میں شہادت بالتسامع بھی کافی ہے۔ یعنی شہرت عام کی بنا پر بھی شہادت دی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد گواہوں سے اس کا مفقود و لاپتہ ہونا ثابت کرے۔ بعد ازاں قاضی خود بھی مفقود کی تفتیش و تلاش کرے اور جب پتہ ملنے سے مایوسی ہو جائے تو عورت کو چار سال تک مزید انتظار کا حکم کرے۔ پھر اگر ان چار سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے تو مفقود کو اس چار سال کی مدت ختم ہونے پر مردہ تصور کیا جائے گا۔ لہٰذا عورت دوبارہ قاضی کی عدالت میں درخواست کرے اور قاضی سے حکم بالموت حاصل کرے حکم بالموت حاصل کر لینے کے بعد عدت وفات چار ماہ دس دن گزار کر دوسری جگہ جہاں چاہے نکاح کر لے۔ آج کل وہ حاکم سرکاری جو مسلمان ہو اور شریعت کے مطابق فیصلہ کرے تو وہ قائم مقام قاضی کے شمار ہوتا ہے اور اس کا فیصلہ بھی نافذ ہوتا ہے۔ حاکم صرف عورت اور اس کے اولیاء کی تفتیش پہ اکتفاء نہ کرے بلکہ خود بھی تلاش کرائے اور جہاں جہاں اس کے جانے کا گمان ہو۔ وہاں آدمی بھیجے اور عام تشہیر بھی بذریعہ خطوط و اخبارات وغیرہ کرے اور جب حاکم کو تلاش کے بعد ملنے سے مایوسی ہو جائے تو اس کے بعد عورت کو مزید چار سال تک انتظار کرنے کا حکم فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ رجب ۱۳۸۷ھ

شوہر اول کی آمد کے باوجود عورت کو دوسرے شوہر کے پاس رکھنا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص رحیم بخش نے اپنی حقیقی دختر مسماۃ خاتون نابالغہ کا نکاح ولد مسمی شیر محمد سے کیا۔ کچھ عرصہ بعد لڑکا شیر محمد کاروبار کے لیے باہر چلا گیا اور لاپتہ ہو گیا۔ لڑکی کے والد نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا۔ عدالت میں مقدمہ مذکورہ عرصہ چھ ماہ چلتا رہا۔ اس دوران عدالت نے شیر محمد کے رشتہ داروں کو حکم دیا کہ وہ شیر محمد کو اندر تین ماہ عدالت میں حاضر کریں۔ ورنہ سرکاری قانون کے تحت نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ اندرون قلیل مدت لڑکا عدالت میں حاضر نہ کیا جا سکا اور بعد تین ماہ کے عدالت سرکاری نے نکاح فسخ کر دیا۔ فسخ نکاح سے قبل عدالت نے اپنی طرف سے لڑکے شیر محمد کی تلاش میں کوئی سرکاری کارروائی نہیں کی۔ نہ تو عدالت کی طرف سے کوئی تلاش کی گئی اور نہ اخبارات یا اشتہارات یا ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ سے کوئی نوٹس یا اعلان کیا گیا اور نہ ہی کسی مقام پر سرکاری ملازمین کو تلاش میں بھیجا گیا اور عدالت نے تنسیخ نکاح کے بعد دوسری شادی کا۔ عائلی قوانین کے تحت اجازت نامہ دے دیا۔ لڑکی کا بعد تین ماہ عدت کے نکاح ثانی دوسرے شخص مسمی محمد شفیع سے کر دیا۔ نکاح ثانی کے تقریباً عرصہ دو تین ماہ بعد پہلا خاوند شیر محمد واپس گھر آ گیا اور اس نے اپنی بیوی کا مطالبہ کیا لیکن لڑکی کے والد نے انکار کر دیا کہ لڑکی دوسرے خاوند محمد شیر کے پاس رہے گی۔ کیونکہ عدالت کے ذریعہ نکاح کی اجازت دی گئی ہے۔ میں لڑکی کو پہلے خاوند کے پاس نہیں بھیجوں گا اور وہ بضد ہے اور بھیجتا نہیں ہے۔ صورت مسئولہ میں مذکورہ کا شرعاً نکاح اول فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیا دوسرا نکاح شرعاً جائز تھا یا نہیں۔ کیا لڑکی دوسرے خاوند محمد شفیع کے ساتھ رہ سکتی ہے۔ جب شوہر اول آ گیا ہے تو کیا لڑکی مذکورہ اس صورت میں پہلے شوہر کو ملنی چاہیے یا نہیں۔ اگر نکاح اول شرعاً درست ہے تو کیا لڑکی کا والد خاوند ثانی کے پاس لڑکی بھیجے تو شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

﴿ھوالمصوب﴾

صورت مسئولہ میں یہ لڑکی شیر محمد مذکور کو نکاح سابق کے ساتھ ملے گی۔ تجدید نکاح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ محمد شفیع کے ساتھ اس کا آباد رہنا حرام ہے اور عدالتی تنسیخ ہذا شریعت کے خلاف ہے کیونکہ کم از کم سال کی مدت کے انتظار کرنے کا حکم لڑکی کو دیا جانا ضروری ہے۔ جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور یہاں پر جج نے چار سال مزید کے انتظار کا حکم دیے بغیر تھوڑے سے عرصہ میں نکاح فسخ کر دیا ہے۔ لہٰذا اس تنسیخ کا شرعاً کوئی اعتبار نہ ہوگا اور عورت بدستور شیر محمد کے نکاح میں ہوگی اور اس کی واپسی کے بعد اسکو نکاح سابق کے ساتھ ملے گی۔ کیونکہ یہاں تو تنسیخ ہی

شرعاً ضابطے کے خلاف ہے اور جہاں باضابطہ تنسیخ کی گئی ہو اور زوج مفقود واپس آ جائے تو شریعت میں وہ عورت بھی اس زوج سابق کو نکاح سابق کے ساتھ ملتی ہے۔ ہاں زوج ثانی اس کے ساتھ ہم بستری کر چکا ہو تو زوج اول کی واپسی کے بعد زوج اول اس کے ساتھ ہم بستری اس وقت نہ کرے جب تک کہ زوج ثانی سے یہ عورت عدت نہ گزار لے۔ جیسا کہ حیلہ ناجزہ میں ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر مفقود حکم بالموت کے بعد بھی واپس آ جائے تو اس کی عورت ہر حال میں اس کو ملے گی۔ خواہ عدت وفات کے اندر آ جائے یا بعد انقضائے عدت اور خواہ نکاح ثانی اور خلوت وصحبت کے بعد آئے یا پہلے کما صرح به شمس الائمة في المبسوط حيث قال وقد صح رجوعه (يعني عمرؓ) عنه الى قول عليؓ فانه (اى عليا) كان يقول ترد الى زوجها الاول ولا يفرق بينها وبين الأخر ولها المهر بما استحل من فرجها ولا يقربها الاول حتى تنقضي عدتها من الأخر وبهذا كان يأخذ ابراهيم فيقول قول علي احب الي من قول عمرؓ وبه ناخذ ايضا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

اگر شوہر کے قتل کے آثار موجود ہوں تو لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمر سے کر دیا ہے یعنی پانچ سال گزر گئے ہیں کہ شادی نہ ہوئی اور شادی ہونے لگی کہ عمر شہر میں کپڑے زیور بنانے گیا کہ گھر واپس نہ آیا اور تلاش کے لیے پھرنے لگے۔ اس کا کوئی پتہ نہ لگا اور شک ہے کہ ایک عورت سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا کہ انھوں نے کوئی دغا کیا ہو تو پرچہ کیوں نہ دو۔ آخر تلاش کرتے ہوئے ورثہ نے پرچہ دے دیا ہے کہ ہمارا خون ہو گیا ہے سرکار! مہربانی کر کے ہماری حق رسائی کی جائے۔ تھانیدار وغیرہ پھرنے لگے اور ساری کوشش کی کہ انھوں نے پتہ کر لیا ہے اور کچھ خون ظاہر ہوا تو تھانیدار نے رشوت کھا کر کیس کو رفع دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ عمر غریب تھا کوشش نہیں کر سکا۔ اس واسطے اس کا کوئی پتہ نہ چلا اور عورت تین چار سال کی جوان ہے۔ اسی کے واسطے فتویٰ شرعی درکار ہے کہ عورت نکاح شرعی کر سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگر واقعی عمر کی موت کے قرائن موجود ہیں اور خون وغیرہ ظاہر ہوا ہے تو اس کی تحقیق واقعہ کے لیے کسی مسلمان حاکم کے پاس دعویٰ دائر کر دے۔ اگر حاکم (مجسٹریٹ) نے تحقیق واقعہ وتفتیش کرنے کے بعد عمر کے مرنے کا حکم صادر کر دیا تو اس کی بیوی چار ماہ دس دن عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر حاکم نے کسی بنا پر عمر کے مرنے کا حکم صادر نہ کیا۔ تو حاکم کے عدم حکم بالموت کے وجوہات تحریر کر کے دوبارہ یہاں سے فتویٰ حاصل کر لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ

گم شدہ شخص جب واپس آ گیا تو اس کا نکاح قائم ہے عقد ثانی باطل ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ الف گھر سے باہر گیا تھا۔ اس کے والد کے دوست نے کرایہ دے کر بھیجا لیکن واپسی پر اپنے مسکن کے نزدیک نہ اتر سکا۔ بسیں مقابلہ پر چلتی رہیں اور الف کو اپنے گھر سے دور فاصلے پر اتار دیا گیا۔ الف زبان سے گونگا تھا۔ کسی کو اپنا مسکن نہ بتا سکا مگر وہ گھر سے باہر دور چلا گیا۔ تحصیل میلسی ضلع ملتان کے ایک زمیندار نے اسے قابو کر لیا اور اپنا زمیندارہ کے کام پر لگا دیا۔ وارثان (والدین) نے بہتیرا تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ مل سکا۔ الف شادی شدہ تھا۔ ۳ سال قبل گمشدگی شادی ہوئی تھی۔ زوجہ اس کی آباد تھی۔ عرصہ پانچ سال الف گم رہا۔ زوجہ کبھی میکے اور کبھی سسرال کے گھر رہ جاتی تھی۔ الف کے والدین تلاش میں کامیاب ہو گئے۔ اب گھر میں واپس آ گیا ہے۔ مگر الف کے سسر نے اپنی لڑکی زوجہ الف گمشدہ کا نکاح کر دیا ہے۔ جو گمشدہ کی واپسی سے ایک ماہ پہلے ہوا ہے۔ گمشدہ کی واپسی پر زوجہ اس کی واپسی کے لیے بہتیرا کہا گیا ہے مگر وہ ضد پر ہیں۔ آپ فتویٰ تحریر فرمائیں کہ نکاح گمشدہ کا ہے یا فریق ثانی کا نکاح جائز ہے۔

﴿ج﴾

اس صورت میں نکاح گمشدہ شخص کا جواب مل گیا ہے۔ یقیناً قائم ہے۔ نکاح ثانی ویسے بھی جائز نہیں تھا اور اب زوج کے واپس آنے پر تو اس کے صحیح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا عورت کو فوراً اپنے خاوند کے سپرد کر دیا جائے۔ جو لوگ اس میں رکاوٹ بنتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کو مجبور کریں اور ہر طرح کا دباؤ ان پر ڈالیں۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فقط چار سال گزرنے سے گم شدہ شخص کا نکاح خود بخود ختم نہیں ہوتا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ مسمات اللہ وسائی کا خاوند عرصہ چار سال ایک ماہ سے لاپتہ ہے اور مسمات مذکورہ اپنے والد کے گھر میں موجود ہے۔ جس کی عمر پچیس سال ہو گی۔ اس عورت کا بے شوہر رہنا خطرہ سے خالی نہیں۔ نکاح ثانی کیا جا سکتا ہے یا نہ؟ حضرت مولانا عبدالحی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں تحریر فرمایا ہے کہ چار سال کے انتظار کے بعد مدت چار ماہ گزرنے کے بعد نکاح ثانی کر سکتی ہے۔

﴿ج﴾

فقط چار سال گزارنے سے خود بخود نکاح ختم نہیں ہو سکتا اور نہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کا یہ مطلب ہے۔ بلکہ باقاعدہ کسی مسلمان جج سے چار سال کے انتظار کا حکم لے کر پورے چار سال درخواست کے بعد گزارنے ہوں گے۔ درخواست سے قبل مدت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ چار سال کے بعد مسلم جج حکم بالموت کر کے عورت کو چار ماہ دس دن عدت کے لیے کہہ دے۔ اس کے بعد عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ البتہ اگر مسلم جج نے حالات معلوم کر کے سخت خطرہ محسوس کیا تو حسب حالات اس مدت مذکورہ سے قبل بھی نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۵ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ

گم شدہ شخص کی بیوی عدالتی ڈگری ملنے کے بعد فوراً شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید کا زینب سے نکاح ہوا عرصہ دو ماہ تک زن وشوہر آپس میں رہے بخوبی زندگی بسر کی بعد کی خانگی ناراضگی کی وجہ سے زید اپنی بیوی کے کچھ زیورات بھی لے کر چلا گیا۔ جسے عرصہ دو سال کا ہونے والا ہے زینب اور اس کی والدہ نے عدالتی چارہ جوئی شروع کی اور زید پر خرچ کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت نے بذریعہ اشتہارات ومنادی ہر طرح سے زید مذکور کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ بالآخر عدالت نے اسے حق تنسیخ نکاح دے دیا۔ اب عورت کا حال یہ ہے کہ اس کا کوئی پرسان حال نہیں۔ گزارہ بہت تنگ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حق تنسیخ نکاح کا مل جانے کے بعد عورت کسی دوسری جگہ فی الفور نکاح کر سکتی ہے یا خاوند کو مفقود الخبر قرار دیا جائے گا۔ تا کہ عورت مزید چار سال کسمپرسی کی حالت میں گزارے یا اس کی کوئی اور صورت بھی ہو سکتی ہے۔ عدالت کے فیصلہ کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

نور محمد ولد حاجی محمد یار کوئلہ تولی خاں

﴿ج﴾

بظاہر زوج مفقود ہے جس میں فسخ نکاح جواب جج نے کر دیا ہے صحیح نہیں۔ اس لیے کہ شرعی فیصلہ کے بالکل خلاف ہے۔ مفقود کے متعلق جج پر لازم ہے کہ صرف عورت اور اس کے اولیاء کی تفتیش پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ خود تلاش کرے جہاں جہاں احتمال ہو۔ وہاں آدمی بھیجے اور جہاں گمان غالب ہو وہاں بذریعہ خطوط و اخبارات تلاش کیا جائے جب بعد سعی بلیغ کے بھی مکمل مایوسی ہو جائے تب جج چار سال کے انتظار کا حکم کرے۔ چار سال حکم حاکم کے بعد شمار کیے جائیں گے۔ اس میں پہلے کے زمانہ کا اعتبار نہ ہوگا۔ یہ بھی شرط ہے کہ حاکم یہ فیصلہ قانونی ایکٹ کے تحت نہ دیتا ہو۔ بلکہ شرعی سمجھ کر دیتا ہو۔ پھر چار سال گزر جانے کے بعد پھر دوبارہ جج تنسیخ نکاح کا حکم جاری کرے۔ پھر عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

بیوی کی رخصتی سے قبل ہی جو شخص ۶ سال سے لاپتہ ہو کیا اس کا نکاح خود بخود ٹوٹ جائے گا؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ میرا نکاح ۱۹۶۹ء میں ۲۹ جنوری کو ہوا تھا اور چھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور اب تک میری رخصتی بھی نہیں ہوئی اور میرے ہونے والے شوہر کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ اب کہاں ہے اور کہاں نہیں۔ میرے نکاح پر وہی بھائی ولی بنا تھا جس نے میرا مقدمہ کیا ہے۔ یعنی کہ طلاق کے بارے میں اب مقدمہ کی پانچویں تاریخ ہو چکی ہے اور اس نے نکاح نامہ پر بھی اپنا پتہ غلط لکھوایا ہے اور وہ اب تک روپوش ہے اور تاریخ پر حاضر نہیں ہوتا ہے۔ خدا کو معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ چھ سال نکاح کو ہو گئے ہیں اب تمہارا نکاح نہیں رہا ہے آپ مہربانی کر کے مجھے شریعت کے مطابق جواب دیں کہ آیا دوسری شادی کی اجازت ہے میں بالغ ہوں اور میرے والدین بھی فوت ہو چکے ہیں اور یتیم لڑکی ہوں۔ میں اپنی بہن اور بھائی اور بہنوئی کے پاس رہتی ہوں اور سکول میں زیر تعلیم ہوں۔

﴿ج﴾

جو خاوند کہ بیوی کو آباد نہ کرے اور طلاق بھی نہ دے اس کا نکاح بذریعہ عدالت فسخ ہو سکتا ہے لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ سسرال کی طرف سے بہت زیادہ شرطیں لگائی جاتی ہیں۔ زیورات وغیرہ کا مطالبہ بہت کیا جاتا ہے جس کا متحمل دولہا ہو نہیں ہو سکتا۔ پس ایسی صورت میں شرعاً فسخ نکاح معتبر نہیں۔ [illegible] خاوند سے خلع کیا جا سکتا ہے۔ یعنی خاوند راضی ہو کر بغیر معاوضہ کے یا کچھ معاوضہ لے کر طلاق دے دے لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ چھ سال ہو گئے ہیں اب

تمہارا نکاح نہیں ہے۔ نکاح تو ہو چکا ہے اب اگر عدالت صحیح طریق سے فسخ کر دے تو تمہیں اور جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ عدالت کا صحیح فسخ کس طرح ہو اس کے لیے آپ صحیح معلومات بیان کریں۔

- جس آدمی کے خلاف آپ نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا ہے کیا پہلے اس سے مطالبہ خانہ آبادی کا کیا تھا یا نہیں۔
۲- اگر مطالبہ کیا تھا تو اس نے کیا جواب دیا تھا؟
۳- اگر وہ شخص آباد نہیں کرتا تو آپ نے طلاق کا مطالبہ کیا تھا یا نہیں؟
۴- اگر طلاق کا مطالبہ آپ نے کیا تو اس نے کیا جواب دیا۔
۵- اور اگر وہ شخص بالکل لاپتہ ہے تو آپ نے اس کے وارثوں سے پتہ پوچھا ہے یا نہیں؟
۶- پتہ معلوم ہونے پر آپ نے خود بھی تلاش کیا ہے یا نہیں۔ تلاش کرنے کے بعد حکومت میں درخواست دی ہے یا پہلے سے دے رکھی تھی۔

جب تک تمام تفصیلات معلوم نہ ہوں ہم صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ اعلم

بہتر یہ ہوگا کہ وہاں ضلع لورالائی کا کوئی عالم مفتی ہو جو تمام مسائل فقہ پر عبور رکھتا ہو۔ اس کو تمام مسائل و احوال بتا کر فتویٰ حاصل کریں۔ ایک کتاب الحیلة الناجزة للحیلة العاجزة میں عورتوں کے تمام مشکلات کا شرعی حل موجود ہے۔ وہ کتاب اس عالم کے پاس ہوگی۔ اس سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں اگر کوئی صورت نہ ہو تو دوبارہ تفصیلات تحریر کریں اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان سے جواب حاصل کریں۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ

لاپتہ ہونے کے ۱۳ یوم بعد فوت ہونے کا گمنام خط آ گیا اب اس کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ظریف نامی شخص آج سے تقریباً دو سال قبل اپنے گھر سے (جس کی ایک بیوی اور بچی ہے) ملتان گیا تھا کہ کوئی کاروبار کروں گا اور کچھ وہاں دینے لینے پیسے وغیرہ بھی تھے۔ القصہ کہ وہ چلا گیا اور کچھ عرصہ یعنی بارہ تیرہ یوم کے بعد ایک گمنام خط آیا کہ ظریف خان فوت ہو گیا۔ اس خط پر مزید تفصیل نہ تھی خط لکھنے والے کا کوئی نام و پتہ تھا اور نہ معلوم ہو سکا کہ وہ طبعی موت مرا یا مارا گیا۔ اس کے مرنے یا مارے جانے کا کسی سے کوئی اور علم بھی نہ ہو سکا اور نہ ہی لاش کا پتہ چلا اور نہ وہ شخص آج تک گھر آیا اور نہ ہی اس کا مزید پتہ لگا

کہ کہیں ہے یا نہیں۔ان مذکورہ بالا حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیا شرع کے لحاظ سے اس لڑکی کو بیوہ قرار دیا جا سکتا ہے یہ کہ اس کا عقد نکاح دوسری جگہ جائز ہے اور اگر نہیں تو کیا عدت ہے۔ایسی عورت کے لیے شرعی حکم کیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں بر تقدیر صحت واقعہ عورت مذکورہ زوجہ مفقود الخبر ہے اور اس کو اس کی زوجیت سے رہائی حاصل کرنے کی یہ صورت ہے کہ یہ عورت مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنے خاوند کے مفقود ہونے کا مقدمہ پیش کرے۔جس حاکم کی عدالت میں مقدمہ پیش ہو وہ خود بھی مفقود کی تفتیش و تلاش کرے۔اگر مفقود کے متعلق کوئی پتہ نہ چل سکے تو اگر عورت کے نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہیں ہے یا خاوند کے بغیر گناہ میں پڑ جانے کا شدید خطرہ ہے تو ایسی صورت میں حاکم اس کے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔حاکم کے لیے لازم ہے کہ الفاظ کی تصریح کرے کہ میں نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔اس کے بعد یہ عورت عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔نیز یہ فیصلہ فسخ نکاح مدعا علیہ کے رشتہ داروں میں سے کسی کو مفقود کا وکیل بنا کر اس کے روبرو ہونا چاہیے۔فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

جس گم شدہ شخص کا گمنام خط ہندوستان سے آیا ہو اور عقد ثانی کے بعد حیدر آباد سندھ سے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً تیس سال ہے۔اس نے اپنے حقیقی چچا کے گھر شادی کروائی تھی جس کو عرصہ چھ ماہ ہوا تھا وہ لڑکا سسرے سے پانچ چھ سو روپے لے کر کپڑے کی خرید و فروخت کرتا تھا۔لڑکا نور محمد ایک پٹواری کے گھر رمضان شریف کی عید کما کر ملتان شہر چلا آیا۔آخر کار اس کا کوئی پتہ نہ چلا لڑکے کے گم ہونے سے پانچ ماہ کے بعد اس کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوگئی۔لڑکے کے باپ نے بڑی کوشش کی لیکن لڑکے کا کوئی پتہ و سراغ نہ چلا۔آخر کار پولیس اسٹیشن کبیر والے میں رپورٹ درج کرائی گئی اور لڑکے کا فوٹو باپ کے پاس تھا اور انچارج تھانہ کبیر والا نے کہا کہ ملتان جا کر امروز اخبار میں اشتہار نکلوا اور لڑکے کا باپ فوٹو لے کر وہاں گیا اور اخبار میں فوٹو نکالا گیا تھا۔آخر کار تھوڑے عرصے کے بعد ایک خط ہندوستان سے اس لڑکے کا آیا لیکن خدا معلوم صحیح ہے یا کہ غلط ہے اور پولیس کپتان صاحب نے ہمیں تھانہ کبیر والہ میں طلب کیا ہم اور لڑکے کا باپ دونوں کبیر والے آئے۔پولیس کپتان صاحب کے پیش ہوئے تھے۔پولیس کپتان نے کہا کیا آپ کو کسی شخص پر شک و شبہ یا کوئی دشمنی ہو تو ہمیں بتلائیے لیکن لڑکے کے باپ نے کہا کہ میری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ مجھے کسی پر شک و شبہ ہے مگر کسی نے

روپے کے لالچ میں آکر مار دیا ہوگا یا ہندوستان سے کپڑا لے کر آتے کو مار دیا ہوگا۔آخر کار آج تک لڑکے کا کوئی پتہ نہیں چلا۔لڑکی والوں نے لڑکے کے باپ سے کہا کہ یہ تیری بہو بیٹی ہے۔جس طرح کرو تمھاری مرضی ہے۔لڑکے کے باپ نے کہا کہ چار سال کا عرصہ ہو گیا کوئی پتہ نہیں چلا آخر کار ہندوستان سے بھی پتہ کیا گیا ہے کچھ پتہ نہ چلا آخر کار لڑکے کے باپ اور لڑکی کے باپ نے دوسری جگہ رشتہ کر دیا۔نکاح عام مجلس میں پڑھا گیا تھا۔لڑکی چک نمبر ۸۳/۱۵ تحصیل خانیوال میں بٹھا دی گئی تھی۔نکاح پڑھنے کے بیس یوم بعد اچانک لڑکے کا خط آ گیا۔سندھ حیدر آباد سے جس کے پتہ پر لڑکے نور محمد کا باپ اور دو معزز آدمی گئے اور سندھ حیدر آباد میں لڑکا وہاں مل گیا لیکن لڑکے نے اپنا نام تبدیل کر رکھا تھا اور عبد العزیز رکھا ہوا تھا اور وہاں ہوٹل کھانے پینے کا کام کر رہا ہے اور اس کے پاس دو نوکر بھی کام کرتے ہیں۔لڑکے سے پوچھا کہ تو اتنا عرصہ سے کہاں ہے تو جواب دیا کہ میں اپنی مرضی سے ہندوستان چلا گیا۔اب مجھے نو ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے سندھ حیدر آباد میں ہوٹل کرتا ہوں۔ہم نے سارے حالات لڑکے سے پوچھ لیے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں عورت بدستور نور محمد کی منکوحہ ہے۔دوسرے شخص سے اس عورت کا نکاح کرنا بغیر حاکم کے اور بغیر ان شرطوں کا لحاظ رکھے جو شریعت نے مفقود الخبر کی زوجہ کے نکاح کے فسخ کے بارے میں بتلائی ہیں ناجائز ہے۔جس نے نور محمد کی زوجہ کا دوسرے شخص سے نکاح پڑھا اور جو لوگ اس دوسرے نکاح میں شریک ہوئے ان سب پر توبہ کرنا شرعاً لازم ہے اور توبہ ان کی یہ ہے کہ عورت کو دوسرے خاوند سے الگ کر کے نور محمد کے حوالے کر دیں۔اگر نور محمد اپنی خوشی سے اس عورت کو طلاق دے دے اور طلاق کے بعد عورت عدت شرعی گزارے۔اس کے بعد یہ دوسرا شخص اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے لیکن معلوم ہو کہ عورت کو دوسرے خاوند سے اس وقت تک الگ رہنا لازم ہے جب تک نور محمد طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد تین حیض گزارے۔فقط واللہ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جو لڑکا ولایت چلا گیا ہو اور دس سال سے کوئی خبر نہ ہو تو اس کی بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک لڑکی جس کی شادی کو تقریباً نو دس سال ہو چکے ہیں۔لڑکی کی عمر ۲۸، ۲۹ سال ہے۔جب سے نکاح ہوا ہے لڑکی کا خاوند لینے نہیں آیا۔بلکہ لڑکا ولایت چلا گیا اور اب تک واپس نہیں آیا ہے۔اس کے بارے میں فتویٰ ارسال فرمائیں کہ لڑکی کے بارے میں کیا کریں۔کیونکہ لڑکا ولایت چلا گیا ہے جو واپس نہیں آیا۔بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر ولایت میں اس کا پتہ معلوم ہے اور خط و کتابت یا دیگر ذرائع سے اس کا پتہ نکالا جا سکتا ہے یا اس کی زندگی معلوم ہے۔ اگرچہ اس کی جگہ کا پتہ نہیں ہے تب تو یہ اس کی بیوی اس سے آباد کرانے کا مطالبہ کرے تو یہ آباد کرے گا اور یا طلاق دے دے گا اور اگر اس کی موت و حیات تک کا بالکل پتہ نہ ہو تو یہ زوجہ مفقود ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عدالت میں دعویٰ دائر کرے اور اس غائب سے اپنا نکاح اور پھر لاپتہ ہونے کو بذریعہ گواہوں سے ثابت کرے حاکم اس کے بعد اس لاپتہ کی تلاش ہر ممکن طریقہ سے کرے جب وہ مایوس ہو جائے تو اس کے بعد عورت کو مزید چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دے اور ان چار سالوں میں بھی اگر اس کا کوئی پتہ نہ چلے تو عورت کے دوبارہ درخواست پر حاکم اس کے خاوند کے مرنے کا حکم کر کے اس عورت کو عدت وفات گزارنے کے بعد نکاح کرنے کی اجازت دے دے۔ تب جا کر عورت دوسری جگہ نکاح کر سکے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس عورت نے شوہر کی وفات کی خبر سن کر بعد از عدت عقد ثانی کیا ہو اب معلوم ہوا کہ پہلا شوہر زندہ ہے تو کیا کرے؟

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص تجارت کے سلسلہ میں کہیں چلا گیا اور اس کے نکاح میں ایک عورت گھر بیٹھی ہوئی ہے۔ کئی ماہ بعد اس عورت کو یہ خبر ملی کہ اس کا خاوند مر گیا ہے۔ اب اسی عورت نے اس خبر کے بعد شرعی عدت پوری کر لی اور حکم شرعی کے تحت ایک اور آدمی سے نکاح کر لیا اور اس دوسرے شخص کے پاس رہنے لگی اور مرد عورت نے ہم بستری بھی کر لی۔ مگر چار سال بعد وہی شخص جس کے متعلق یہ خبر ملی کہ مر گیا ہے۔ وہ گھر واپس آ گیا ہے۔ اس صورت میں کتاب و سنت کیا فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا

﴿ہو المصوب﴾

یہ عورت واپس اس سابق خاوند کو نکاح سابق کے ساتھ ملے گی۔ کما قال فی العالمگیریة ص ۵۳۰ ج ۱ سئل عن مرأة لها زوج غائب فجاء رجل اليها واخبرها بموت زوجها ففعلت هی وأهل البيت ما تفعل اهل المصيبة من اقامة التعزية واعتدت وتزوجت بزوج آخر و دخل بها ثم جاء رجل آخر و اخبرها ان زوجها حی وقال انا رأيته فی بلد كذا كيف حال نكاحها مع الثانی وهل يحل

لها ان تقوم معه وما ذا تفعل هی. وهذا الثانی فقال ان كانت صدقت المخبر الاول لم يمكنها ان تصدق المخبر الثانی ولا يبطل النكاح بينهما ولهما ان يقرا على هذا النكاح كذا فی التتار خانية والبحر الرائق ناقلا عن النسفية. وفی البحر الرائق ص ۱۴۷ ج ۴ ولوتزوجت المنعی اليها زوجها ثم ولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول حيا كان الامام ابو حنيفة يقول الا و لا دللاول ثم رجع عنه وقال للثانی وعليه الفتوی اه منتقی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان